سلسلۂ نصاب تاریخ جامعہ عثمانیہ

تاریخ فیروز شاہی

تصنیف

عفیف (شمس سراج)

ترجمہ

مولوی محمد فدا علی صاحب طالب

رکن شعبۂ تالیف و ترجمہ جامعہ عثمانیہ سرکار عالی

سنہ ۱۳۵۷ھ م سنہ ۱۳۴۷ف م سنہ ۱۹۳۸ء

دار الطبع جامعہ عثمانیہ سرکار عالی حیدرآباد دکن

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-sham

۲۲۹۷۲

فہرست مضامین

تاریخ فیروز شاہی (عفیف)

مضمون	صفحہ
فیروز شاہ کے مناقب کا ذکر	۱۷
فیروز شاہ کے ابتدائی حالات	۲۵
قسم اول	۳۰ تا ۲۰۴
سلطان فیروز کی ولادت سے جلوس تک اٹھارہ مقدمات	
پہلا مقدمہ	۳۰
سلطان فیروز شاہ کی ولادت کے بیان میں جو وقت میں واقع ہوئی	
دوسرا مقدمہ	۳۲
سلطان فیروز شاہ کا سلطان محمد تغلق سے امور جہانداری کی تعلیم حاصل کرنا	
تیسرا مقدمہ	۳۶
جلوس فیروز شاہی کی تفصیل۔	
چوتھا مقدمہ	۴۰
سلطان فیروز شاہ کا مغل قوم سے جنگ کرنا	
پانچواں مقدمہ	۴۱
خواجہ جہاں کا غلطی سے ایک طفل کو سلطان محمد کا بیٹا کہکر بادشاہ بنانا	
چھٹا مقدمہ	۴۲
خواجہ جہاں کا سلطان فیروز شاہ کے	

Explain and Send Screenshots.
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-sha

جلوس کی خبر ہونا۔

ساتواں مقدمہ ۴۶
سلطان فیروز شاہ کا ٹھٹھہ سے دہلی روانہ ہونا۔

آٹھواں مقدمہ ۵۰
قوام الملک یعنی خان جہاں کا فیروز شاہ کی خدمت میں حاضر ہونا۔

نواں مقدمہ ۵۳
خواجہ جہاں کا فیروز شاہ کی خدمت میں حاضر ہونا۔

دسواں مقدمہ ۵۵
فیروز شاہی اہل دربار کی خواجہ جہاں کے متعلق رائے و مشورہ

گیارھواں مقدمہ ۶۲
فیروز شاہ کا شہر ہانسی میں ورود

بارھواں مقدمہ ۶۵
شیخ نصیر الدین و شیخ قطب الدین کا اجودھن میں جا کر ملاقات کرنا۔

تیرھواں مقدمہ ۶۸
فیروز شاہ کا دہلی پہنچنا۔

چودھواں مقدمہ ۶۹
فیروز شاہ کا اہل دہلی کو انعام و اکرام سے سرفراز کرنا۔

پندرھواں مقدمہ ۷۲
فیروز شاہ کا قاعدہ ہائے جدید ایجاد کرنا

سولھواں مقدمہ ۷۵
حضرت فیروز شاہ کا بحکم خدا رعیت پر نوازش کرنا۔

سترھواں مقدمہ ۷۷
خسرو ملک خداوند زادہ و دختر سلطان تغلق کا غداری کرنا۔

اٹھارھواں مقدمہ ۸۰
فیروز شاہ کا بعد جمعہ و عیدین کی نماز کے خطبے میں قدیم سلاطین کا نام داخل کرنا اور گذشتہ سلاطین کا ذکر۔

ذکر اول۔ بادشاہ کا سلاطین قدیم کے اسما خطبۂ جمعہ و عیدین میں اختیار کرنا۔ ۸۱

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams

ذکر دوم۔ درمیان سکندر۔ قسم ثانی جاری	۸۲	ساتواں مقدمہ فیروز شاہ کا سورج کے پیرو درویش سے جاجنگر میں ملاقات کرنا۔	۹۸
قسم دوم لکھنوتی کا بیان اور بادشاہ کا دوسرا سفر یا جاجنگر و نگرکوٹ کا سفر۔	۸۳ تا ۱۲۶	آٹھواں مقدمہ فیروز شاہ کا دریائے جون کے ساحل پر فیروز آباد آباد کرنا۔	۱۰۰
اول مقدمہ سلطان فیروز شاہ کا لکھنوتی روانہ ہونا	۸۳	نواں مقدمہ ظفر خاں کا سنارگاؤں سے فریادرسی کے لیے بادشاہ کی قدمبوسی کو حاضر ہونا	۱۰۲
دوسرا مقدمہ فیروز شاہ کا لکھنوتی کے ایکدلہ کا محاصرہ کرنا	۸۴	دسواں مقدمہ فیروز شاہ کا بار دوم لکھنوتی کی جانب روانہ ہونا۔	۱۰۶
تیسرا مقدمہ فیروز شاہ اور سلطان شمس الدین کی جنگ۔ فیروز شاہ کا پچاس ہاتھی حاصل کرنا اور ایک لاکھ اسی ہزار بنگالیوں کا قتل۔	۸۷	گیارھواں مقدمہ سلطان سکندر کا فیروز شاہ کے خوف سے قلعہ بند ہونا اور اس قلعے کے ایک برج کا گرنا۔	۱۱۰
چوتھا مقدمہ فیروز شاہ کا دہلی واپس ہونا	۹۱	بارھواں مقدمہ سلطان سکندر کا فیروز شاہ سے صلح کرنا اور چالیس عدد ہاتھی عطا کرنا۔	۱۱۲
پانچواں مقدمہ شہر حصار فیروزہ کی بنا	۹۳		
چھٹا مقدمہ استقامت املاک کے بیان میں	۹۶		

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams

مضمون	صفحہ
تیرھواں مقدمہ	۱۱۸
فیروز شاہ کا جون پور سے جاج نگر روانہ ہونا۔	
چودھواں مقدمہ	۱۲۱
فیروز شاہ کا ہاتھیوں کو گرفتار کرنا اور راجہ کی اطاعت	
پندرھواں مقدمہ	۱۲۵
فیروز شاہ کا جاج نگر سے واپس ہونا اور راہ غلط میں آنا۔	
سولھواں مقدمہ	۱۲۹
فیروز شاہ کا دہلی پہنچنا اور شہر میں قبوں کا تیار ہونا۔	
سترھواں مقدمہ	۱۳۰
عہد فیروز شاہی میں رعایا کی خوشی وخرمی کا تذکرہ۔	
اٹھارھواں مقدمہ	۱۳۳
قلعہ نگرکوٹ کی فتح۔	
قسم سوم	۱۳۷ تا ۱۸۰
ٹھٹھ کے حالات میں۔	
پہلا مقدمہ	۱۳۷
بادشاہ کا ٹھٹھ کی بابت خانجہاں سے اتفاق کرنا۔	
دوسرا مقدمہ	۱۴۰
فیروز شاہ کا ٹھٹھ کی جانب روانہ ہونا	
تیسرا مقدمہ	۱۴۳
فیروز شاہ کا ٹھٹھ کے نواح میں ورود	
چوتھا مقدمہ	۱۴۴
فیروز شاہ کے لشکر کا اہل سندھ سے جنگ کرنا۔	
پانچواں مقدمہ	۱۴۶
فیروز شاہ کا ٹھٹھ سے واپس ہو کر گجرات آنا۔	
چھٹا مقدمہ	۱۴۹
بادشاہی لشکر کا کوچی رن میں بھٹکنے سے مصیبت ہونا۔	
ساتواں مقدمہ	۱۵۲
خلقت کا کوچی رن میں زاری کرنا	

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-

اور بادشاہ کا افسوس کرنا	
آٹھواں مقدمہ فیروز شاہ کا گجرات پہنچنا	۱۵۷
نواں مقدمہ خانجہاں کا ساز و سامان سلطان فیروز کی خدمت میں گجرات روانہ کرنا	۱۵۹
دسواں مقدمہ فیروز شاہ کا بار دوم ٹھٹھہ روانہ ہونا	۱۶۱
گیارھواں مقدمہ فیروز شاہ کا ٹھٹھہ پہنچنا اور لشکر کو فراغت حاصل ہونا	۱۶۳
بارھواں مقدمہ ملک عماد الملک و ظفر خاں کا دریائے سندھ کو عبور کرکے اہل سندھ سے جنگ کرنا	۱۶۷
تیرھواں مقدمہ عماد الملک کا طلب حشم لشکر کے لیے دہلی وارد ہونا۔	۱۶۸
چودھواں مقدمہ فیروز شاہ اور اہل سندھ کے درمیان صلح ہونا۔	۱۷۲
پندرھواں مقدمہ جام بابینہ کا بادشاہ کی بارگاہ میں حاضر ہونا۔	۱۷۳
سولھواں مقدمہ فیروز شاہ کا دہلی واپس ہونا	۱۷۵
سترھواں مقدمہ خانجہاں کا شہر دیپالپور تک بادشاہ کا استقبال کرنا	۱۷۸
اٹھارھواں مقدمہ فیروز شاہ کا ٹھٹھہ سے واپس آکر طاس گھڑیال وضع کرنا۔	۱۸۱
چوتھی قسم فیروز شاہ کا جنگ و جدال کی بات سے کنارہ کش ہونا اور ملک کے انتظام کی طرف متوجہ ہونا۔	۱۸۵ تا ۲۵۲

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-sham

پہلا مقدمہ بادشاہ کا مہمات جنگ سے کنارہ کش ہونا۔	۱۸۵
دوسرا مقدمہ فیروز شاہ کا غلاموں کو جمع کرنا۔	۱۸۹
تیسرا مقدمہ خلیفہ کا خلعت ہندوستان آنا	۱۹۳
چوتھا مقدمہ سلطان فیروز شاہ کا محل بارعام میں جلوس کرنا۔	۱۹۶
پانچواں مقدمہ اس عہد کے ملوک و امرا کی مسرت و فارغ البالی۔	۲۰۳
چھٹا مقدمہ عہد فیروز شاہی کی فراخت و ارزانی کا بیان۔	۲۰۶
ساتواں مقدمہ فیروز شاہی حشم و لشکر کا تفصیل بیان	۲۰۹
آٹھواں مقدمہ پسر عماد الملک کا اپنے اسباب پیری کی کیفیت بادشاہ سے عرض کرنا اور اس کا جواب باصواب پانا۔	۲۱۲
نواں مقدمہ فیروز شاہ کا سنگین مناروں کا نصب کرنا	۲۱۳
دسواں مقدمہ فیروز شاہ کے شکار کے حالات	۲۲۰
گیارھواں مقدمہ ان مختلف عمارات کے بیان میں جو فیروز شاہ نے تعمیر کیں	۲۲۹
بارھواں مقدمہ بادشاہ کا بیکار امرا کے حالات پر توجہ کرنا	۲۳۲
تیرھواں مقدمہ فیروز شاہی کارخانجات کی شرح و تفصیل۔	۲۳۴

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-sham

چودھواں مقدمہ	۲۳۸
سکہ ششگانی کی تشریح اور اس کا مفصل بیان	
پندرھواں مقدمہ	۲۴۲
بادشاہ کا خیرات خانہ وقف کا بنانا	
جشن عید کے حالات	۲۴۶
شب برات کے تماشے کا بیان	۲۴۹
سترھواں مقدمہ	۲۵۰
بادشاہ کا مطربوں کو بعد نماز جمعہ اپنے حضور میں طلب کرنا	
اٹھارھواں مقدمہ	۲۵۱
دہلی جدید کا نمونہ	
پانچویں قسم	۲۵۲ تا ۳۲۵
فیروز شاہ کی خلق شاہزادہ فتح خاں کی رحلت اور بعض ملوک کی عظمت کا بیان	
پہلا مقدمہ	۲۵۲
بادشاہ کی خلق کے بیان میں	
دوسرا مقدمہ	۲۵۴
بادشاہ کا غیر شرعی عمارات کو دور کرنا	
تیسرا مقدمہ	۲۵۷
ایک زنار دار کا شاہی دربار کے سامنے جلایا جانا۔	
چوتھا مقدمہ	۲۵۹
غیر مسلم افراد سے جزیہ وصول کرنا	
پانچواں مقدمہ	۲۶۰
دو دراز قد ایک کوتاہ قد اور دو باریش عورت کا حال	
چھٹا مقدمہ	۲۶۳
خان اعظم تاتار خاں کی عظمت کا بیان۔	
ساتواں مقدمہ	۲۶۶
خان جہان کی عظمت کے بیان میں	
آٹھواں مقدمہ	۲۸۵
ملک نائب باربک کی عظمت بزرگی کا ذکر	
ملک نائب کی خیرخواہی و نیک خلقی کا ذکر	۲۸۶
ملک نائب کا اپنے عمال سے محاسبہ کرنا	۲۸۷
ملک باربک کے خیر اور اس کی اسلام پرستی کا ذکر۔	۲۸۸

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams

نواں مقدمہ	۲۸۹	بارھواں مقدمہ	۳۲۱
ملک ملوک الشرق عماد الملک بشیر سلطانی کی منزلت کا ذکر		ملک شمس الدین دامغانی کے خط کا بیان اور بادشاہ کی کرامت	
عماد الملک جہاں کے متعلقات	۲۹۲	شمس الدین دامغانی کی شرارت کا ذکر	۳۲۳
غلاموں کے آزاد کرنے کا ذکر	۲۹۳	تیرھواں مقدمہ	۳۲۷
دسواں مقدمہ	۲۹۵	فیروز شاہ کا مجرموں کے ایک گروہ کو قتل کرنا۔	
ملک سید الحجاب کی مصاحبت کا ذکر			
گیارھواں مقدمہ	۲۹۸	چودھواں مقدمہ	۳۳۱
ملک شمس الدین ابو رجا کے حالات جو فیروز شاہی میں متوفی مالک تھا		سلطان فیروز شاہ کا آخر عمر میں قیدیوں کے حوال سے اچھی آزادگی اور مظلوم انصاف کی دادخواہی میں مصروف ہونا۔	
شمس الدین ابو رجا کا مسند پر بیٹھنا	۳۰۲		
شمس الدین کا بادشاہ سے عالی دیوان وزارت کی شکایت کرنا	۳۰۴	پندرھواں مقدمہ	۳۴۳
شمس الدین کا خواجہ حسام الدین جنیدی کے روبرو خواجہ کو سخت سست کہنا	۳۰۹	حضرت سید جلال الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا بادشاہ سے آخری ملاقات کرنا۔	۳۴۳
شمس الدین ابو رجا کا دیوان وزارت کے کام سے ناحق مناصب کی معزولی کرنا	۳۱۰		

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-sham

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

هو الله الاحد

تاریخ فیروز شاہی

عفیف

اللہ نے فرمایا ہے کہ نہیں جانتے اس کی تاویل مگر اللہ اور وہ شخص اس علم میں راسخ ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بادشاہوں کے قلوب پر الہام ربانی کا نزول ہوتا ہے۔

پروردگار عالم نے اپنی قدرت کاملہ سے جس میں کسی چون و چرا کی گنجائش نہیں ہے اور جو تمام ملک و ملکوت کا پیدا کرنے والا ہے، حکمت کی بنا پر دو مملکت بہ استحکام و طریق فرماں روائی کے ساتھ خلق فرمائیں۔ ایک دنیاوی مملکت ہے جو بلا شبہ آرائش و ناز و زینت و زیبائی کے ساتھ ہمارے روبرو جلوہ گر ہے۔

اس مملکت کا جاہ و جلال زیبا اور اس کی آواز جوش افزا اس کا دیدار بصیرت افروز اور اس کی خوشبو روح و دماغ پرور ہے۔

ہم اس کے حاصل کرنے میں کوشاں اور یاں اس کے طلب کرنے میں رواں ہے۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams

اس کے خد و خال پر ایک عالم شیدا ہے اور ہر شخص اس کی تعریف و توصیف میں باوجود ناکام ہونے کے ہر دم گویا ہے۔ غرضکہ یہ مملکت دنیاوی آخرت کے لیے بہترین کھیتی ہے جیسا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ الدنیا مزرعۃ الآخرۃ (دنیا آخرت کی کھیتی ہے)۔

دوسرے مملکت آخرت ہے جس میں بے حد و بے شمار بزرگی و نعمت موجود ہے۔ یہ مملکت نیک افعال افراد کا مخصوص مکان اور نیکوکار اصحاب کا قصر عظیم الشان ہے۔ حضرات ابرار اس پر شیدا اور اصحاب مذہب و دیندار اس کے عاشق و فریفتہ ہیں۔

یہی عالم ستم گاروں کی بے قراری کی اصل تمنا ہے جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں اس امر کی طرف اشارہ کیا ہے۔ صانع بے مثال نے جو عظیم و قدیر ہے اپنی قدیم قدرت کاملہ و حکمت بالغہ کے ساتھ لطف و کرم و شفقت سے یہی کام فرمایا اور عدل و بے حد استقامت کے ساتھ بے شمار اسباب نعمت و متاع دولت ان ہر دو ممالک میں پیدا فرمائے۔ چنانچہ مملکت دنیاوی کی خوبیوں سے ان الفاظ میں آگاہ فرمایا۔ زین للناس حب الشہوات من النساء والبنین والقناطیر المقنطرۃ من الذہب والفضۃ والخیل المسومۃ والانعام والحرث ذٰلک متاع الحیوۃ الدنیا۔

اور مملکت آخرت کی بابت ارشاد فرمایا کہ اس عالم میں انہار و اشجار کی بے شمار نعمتیں موجود ہیں اور اس عالم میں وہ لطیف کو شریف و مقدس اور اس بیان میں اس طرح ادا فرمایا کہ جنات تجری من تحتہا الانہار خالدین فیہا ابدا۔

پروردگار عالم نے ان ہر دو مملکت کی حکومت کا تاج حضرت شاہ انبیا کے فرق مبارک پر رکھا اور سرور عالم کی فرماں روائی کی قبا شہنشاہ اصفیا کے بدن مبارک پر درست فرمائی۔

حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس و برگزیدہ بارگاہ و اصحاب بصیرہ و ارباب تقریر کی طرح مقام طلب میں استادہ ہے لیکن ماسوا سے بے تعلق ہو کر مالک الملک کی طلب میں حیران و سرگرداں ہے۔ حضرت شہنشاہ اصفیا نے سوا خالق ذوالجلال کے ہر دو مملکت کی کسی شے کی تمنا و آرزو نہیں کی جیسا کہ خدائے کریم فرماتا ہے کہ ما زاغ البصر وما طغیٰ۔

غرضکہ وہ خدا ہی کے رموز کا بہترین ترجمان ہے۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams

انا الموجود فاطلبنی تجدنی   وان لم تطلب سوائی لم تجدنی

میں موجود ہوں مجھ کو طلب کرو گے تو پاؤ گے اور اگر میرے سوا کسی شے کو طلب کرو گے
تو مجھ کو نہ پاؤ گے۔

دنیا چہ بود قیصر و خاقاں را   تسبیح فرشتہ استغفار رضواں را
دوزخ چہ بود آں جنت مرنگاں را   یاراں مراد جان ما جاناں را

حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی ساقی لطیف کا ایک جرعہ دوبارہ فرق عاشق گروہ کو عطا فرمایا اور علماء و مشائخ یقین و سلاطین طالبان دین کو اس کے جرعے سے آشنا کیا۔

حضرت نے ان ہر دو گروہ کی بابت چند ایسے کلمات ارشاد فرمائے جن سے ان کی حقیقت کا انکشاف ہو جاتا ہے چنانچہ علماء دین و مشائخ کے بابت صاف و صریح و پیرایہ میں ارشاد فرمایا کہ الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ یعنی شیخ اپنی قوم میں وہی مرتبہ رکھتا ہے جو نبی کا اپنی امت میں ہوتا ہے۔

اسی طرح بے شمار ارشادات کے اشاروں سے احوال سلاطین سے آگاہ فرمایا اور عبادات و فرائض اوراد کے ذریعے سے ان کی پیروی کرنے کی غرض سے اہل عالم کی آنکھ کو بینا و روشن بصیر کر دیا۔

حضرت کا ارشاد ہے کہ لولا السلطان لاکل الناس بعضہم بعضاً۔
اگر بادشاہ نہ ہوتا تو بعض انسان بعض کو کھا جاتے۔

اگرچہ ان مقامات کی حد و نہایت نہیں ہے اور ان کو کسی قسم اور حصر کرنا وہم و فکر کے دائرے سے خارج ہے اور ہر مقام کے فوائد و اس کی حقیقت کا سرچشمہ بحر عمان کی طرح رواں اور اس کی تہ کی گہرائی دریائے عمان کی گہرائی کی طرح بے پایاں ہے اس لیے بندہ ضعیف یعنی شمس سراج عفیف جو تمام اہل عالم کی خاک پا سے کمتر ہے یہی فکر کے دوڑنے اور اپنے وہم کے سلسلے سے چند گوہر آبدار ہاتھ لاتا ہے۔ اور ان آبدار گوہروں کی جو مقامات سلاطین و مشائخ ہیں مثل و تمثیل کے طور پر شرح کرتا ہے۔

بندہ ضعیف پہلے ان ہر دو گروہ کی مقامات اہل سلوک و درجات زمرۂ ملوک کی روشنی چراغ میں عقلی دلائل و نقلی حکایات سے تشریح کرتا ہے اور کلام مجید و فرقان حمید سے تبرک حاصل کرنے کے لئے قول الہی کے مطابق واتممنا ها بعشر ان مقامات کو بھی دس قرار دیتا ہے۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams

سکۂ سخن را چو زر افشاں کنیم
پیشکش حضرت سلطاں کنیم

اوّل مقام — مقام شفقت ہے۔

یہ گوہر آبدار دریائے معنی کے قعر سے نکل کر عالم آب و گل میں خلق اور ارواح عالم میں تاثیر کرتا ہے یعنی اس کا اصل مسکن قلب انسانی ہے جہاں سے اس کی شعاع آب و گل کے باشندوں پر پڑتی اور اس کو منور کرتی ہے۔ اس روشن و تاباں جوہر کی اصل حقیقت حضرت پروردگار کے انوار سے منور و تاباں ہے اور اسی مقام کی تفسیر خود اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں اس طرح دی ہے کہ لا تقنطوا من رحمۃ اللہ (اللہ کی رحمت سے نا امید نہ ہو) چنانچہ تمام علما و مشائخ رضوان اللہ علیہم اجمعین تمام خلائق پر پدر و مادر سے زیادہ شفیق و مہربان ہیں۔ یہ حضرات طالبان مقصود کو مطلوب تک پہنچانے اور محبوب کے تلاش کرنے والوں کو زندگی و بہتری کی راہ دکھاتے ہیں۔

تمام خلقت پر عظیم الشان احسان کرتے اور اپنی تربیت و تعلیم سے ان کو کمال پر پہنچاتے اور شفقت و لطف کے ساتھ تعلیم دیتے ہیں۔

تمام خلقت خدا، علما و مشائخ کی محتاج ہے۔

اسی طرح سلاطین عالم جو تعلیم کی دولت سے مستفید ہیں تمام مخلوق پر شفقت کیمیں سے مہربانی فرماتے اور باوجود اس کے کہ خود عظیم الشان مرتبے پر فائز ہیں ہر مسلمان کی تربیت فرماتے۔

یہ گروہ عالی مرتبہ ہونے پر عامۂ خلائق کو اپنے باران کرم سے فیضیاب کرتا ہے اور ہوشیاری و دوستی کے عالم میں ابر باراں کی طرح خلقت پر احسان و کرم کے موتی برساتا ہے۔

سلاطین عالم کا گروہ اپنے سے دور افتادہ لوگوں کو بھی انعام و اکرام سے شاد کرتا ہے اور اپنے نزدیک اشخاص کو اپنے عظم و جاہ سے حیران بنا کر حیرت کی آگ سے ان کے قلوب کو پگھلاتا ہے۔

بادشاہان عالم بیگانہ افراد کو دائرۂ یگانگی میں داخل کرتا اور یگانوں کی کثرت لطف و کرم و ملاطفت مہر و محبت سے دوستی و محبت میں روز افزوں اضافہ کرتے ہیں۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams

بجز فرقے کے انسان ایک ہی بادشاہ کے سائے میں آرام پاتے ہیں۔

اگر خدانخواستہ کسی وقت سلاطین کی زبان سے بے مہری کا لفظ نکلتا ہے یا ایک جور و بیدادی کا خطرہ بھی ان کے دل میں گزرتا ہے تو ایک عالم کو جان و مال کا نقصان پہنچتا ہے اور ہر شخص آب و نان کے غم سے غمگین و بیقرار ہوتا ہے۔

کیخسرو نے اپنے وزراء سے ان امور کا سوال ان الفاظ میں کیا۔

بادشاہوں کے قلب میں بے مہری کے خطرے کا گزرنا اور فرماں روا طبقے کی بے لطفی خلائق کے حق میں کیا اثر رکھتی ہے۔

وزراء نے جواب دیا کہ اس کی بعینہٖ مثال ہے کہ جس طرح بلا کسی کوشش ہی کے اور بغیر موجودوں کی تلاش و جستجو کے کسی ایک فرد کی قسمت سے ایک ہی زبان پر خیر و برکت کا واقعہ پیدا ہو جائے۔

غرضکہ گوہر شفقت کی قیمت بے اندازہ ہے جس کو صرف مشائخ اہل یقین جانتے ہیں اور اس قدر و قیمت کا اندازہ صرف سلاطین طالبان دین ہی کر سکتے ہیں۔

سلاطین کے قلوب میں جس قدر مادۂ شفقت زیادہ موجود ہوگا اسی قدر ان کی نیک نامی کا آوازہ تمام عالم میں زیادہ بلند ہوگا۔

تاجداران عالم کے لئے گوہر شفقت وہ دولت ہے جس کی قیمت کا اندازہ کرنا مشکل ہے اور وہ دولت نعمت ہے جس کی قدر کو سمجھنا محال ہے۔

حضرت شفیق کونین مرقع دارین صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی امر کی جانب اشارہ فرمایا ہے۔

حضور اقدس فرماتے ہیں کہ التعظیم لامر اللہ والشفقة علی خلق اللہ صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

مقام دوم علم ہے۔ مرتبۂ علم پروردگار کی انتہائی ہیبت اور اس کی قہاری کی بے پایاں عظمت سے پیدا ہوتا ہے۔ خدائے بزرگ کلام پاک میں ارشاد فرماتا ہے کہ افحسبتم انما خلقناکم عبثا وانکم الینا لا ترجعون۔

علماء و مشائخ الوہیت کے قہر کی ہیبت اور ربوبیت کی سطوت کی زیادتی سے دریائے حیرت میں بے ہوش و مغرق اور

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-sha

ان حضرات کا یہ حال ہے کہ اپنی طاعت کو بھی معصیت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور
اپنی قابل ثواب عبادت کو بھی گناہ خیال کرتے ہیں۔
اپنے اعمال کو تمام خوف و رجا کی نظر میں رکھتے اور تمام خلائق پر شفقت کی نظر ڈالتے ہیں۔
خدا کی جناب میں تمام بندوں کی شفاعت کے لئے دعا کرتے ہیں۔
حدیث شریف میں وارد ہے کہ الدعاء مخ العبادۃ۔ یعنی دعا عبادت کا
مغز ہے۔ اس لئے ان حضرات کا یہی ارشاد و عمل ہے۔
اسی طرح سلاطین روزگار بھی اپنے علم الیقین سے عفو کو اپنا شعار اور ظلم و بیداری
کے کینہ کو ظلم کے میدان میں رحمت و مروت کے ساتھ دبائے جاتے ہیں۔
ان فرماں روایان عالم کا یہ حال ہے کہ اپنی سعادت ازلی سے ایسے افعال و اعمال
ان سے صادر ہوتے ہیں جن کی وجہ سے خدا کی نعمتیں ان پر بارش کی طرح برستی ہیں۔
اس گروہ کی تعریف حد بیان سے باہر اور ان میں بعض حضرات کے تقویٰ کا تو یہ
عالم ہے کہ ہر قسم کے خورد و بزرگ گناہوں سے ان کا دامن پاک ہے۔
ہارون رشید جیسے بامراد فرماں روا نے ایک ضعیف کو کچھ نقصان پہنچایا۔
ضعیف نے خلیفہ کے حضور میں حاضر ہو کر شکایت کی لیکن جب اس کا اثر مرتب
نہ ہوا تو ضعیف نے خدا کی بارگاہ میں دعا کی اور اپنے سوختہ دل سے پروردگار کی بارگاہ
میں فریاد کی۔
اجابت دعا کے دل پاش پاش ہونے کے خوف سے خلیفہ کا قلب تھرتھرانے لگا
اور بادشاہ نے پیرزال کو بیش بہا خلعت عطا فرما کر خوش کر دیا۔
منادی نے ندا دی کہ یہی ابر حضور شہریار کا فعل کامل ترین عمل ہے۔
عفو کا ہونا انھی سلاطین کی کسوٹی پر کسا جاتا ہے اور ظلم و بیداری کے گرداب
انھی کی شفقت کے دریاؤں میں بہائے جاتے ہیں۔
واضح رہے کہ عفو و حلم وہ صفات ہیں جن کا ظہور حقیقتاً ان سلاطین ہی کے
عمل و فعل سے ظاہر ہوتا ہے۔
اس بلند پایہ مقام اور اس باعزت بارگاہ میں گرد و غبار کا نام نہیں ہے اور قضا و تقدیر
کی بارگاہ ہمیشہ صاف و شفاف رہتی ہے۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams

چنانچہ سرور دو عالم شفیع دارین صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح فرمایا ہے کہ ارحموا ترحموا

یعنی جب تم دوسروں کی فریاد رسی کروگے تو تمہاری دعا بھی سنی جائے گی۔

تیسرا مقام، مرتبۂ عدل و فضل ہے۔ یہ مقام خدائے قیوم کے خوف کا نتیجہ ہے جس کے ذریعے سے خود پروردگار نے اس طرح آشنا فرمایا ہے وزنوا بالقسطاس المستقیم (یعنی درست ترازو میں وزن کرو)

چنانچہ علما و مشائخ نے ہر حال میں عدل و انصاف کو شعار بنایا ہے اور عدل و فضل و بزرگی حاصل کرنے میں سعی و کاوش فرمائی ہے۔

اس مقدس گروہ نے ہر حال میں عدل کے آئینے میں ہر امر کا مشاہدہ کیا ہے۔ انسان کا فریضہ ہے کہ تحمل و تقلل کی سمت سے چہرۂ جمال کو غبار آلود نہ کرے اور اپنے کمال میں کسی قسم کے نقصان کو گوارا نہ کرے۔

ان بزرگوں نے سلوک کے ہر مرتبے پر عالم کو عدل و فضل کا [illegible] کیا ہے۔ خلائق کو دینی فتوحوں سے فیضیاب کیا ہے اور خود دولت دنیاوی کو اس خدمت کے لئے قربان کیا ہے۔ عالم لطائف میں مشائخ کا یہ قول عالم لطائف میں مشہور ہے کہ الشیخ یحیی و یمیت اے یحیی القلب و یمیت النفس (یعنی قلب کو زندہ اور نفس کو مردہ کرتا ہے)۔

اسی طرح گروہ سلاطین نے بھی اہل سلوک کی تقلید کی اور اپنے عہد حکومت میں ہمیشہ عدل کو بلند اور فضل و بزرگی کے علم کو بالا کیا ہے۔

ان سلاطین کا ہمیشہ مقصد رہا کہ کوئی مظلوم محروم و بے یار و مددگار نہ رہے اور زبردست اپنی قوت بازو کے غرور سے زیر دست کو آزار نہ پہنچائے۔

فرماں روایان عالم نے اسی خیال کے تحت اکثر ہمیشہ بارگاہ عدل و فضل کو آراستہ و پیراستہ کیا ہے۔

سلاطین عالم اپنے عدل سے مظلوم فرد کی داد خواہی فرماتے ہیں اور اپنے فضل سے مسکین و محتاج اشخاص کو سرفراز فرماتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ شاہ عزالدولہ کے ملازمین نے ایک ضعیف کی [illegible]

عزالدولہ نے ضعیف کے حق

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shan

سرفراز و شاد فرمایا ہے کہ بجائے ایک گناہ کے اس کو گیارہ و بار عطا فرمائے جس میں ایک گناہ کے عدل و انصاف کا اور دس بطور فضل و کمال کا عطیہ تھے۔

یہ سچ ہے کہ اس قسم کی علامت سے گناہ ثواب ہو جاتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے کہ یبدل اللہ سیئاتہم حسنات۔ عادل کونین برگزیدہ دارین صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح فرمایا ہے کہ ایک ساعت کا عدل سات سال کی عبادت سے افضل و بہتر ہے۔

چوتھا مقام، معائنہ و محاربہ ہے حکم پروردگار کی بجا آوری سے انسان اس مقام پر فیضیاب ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اقتلوا المشرکین حیث وجدتموھم (مشرکوں کو قتل کرو جس جگہ بھی تم ان کو پاؤ) مقاتلہ ظاہری کی شکل ہے اور محاربہ باطنی فعل ہے۔

علما و مشائخ میدان مسجد میں عالم راز و نیاز یعنی نماز میں صفوف درست فرماتے ہیں اور دیگر اشخاص امام کے عقب میں نماز کی نیت باندھتے ہیں۔

اس کی مثال قرآن کریم میں ان الفاظ میں بیان فرمائی گئی ہے والصافات صفا غرضکہ مقدس گروہ نماز میں ابلیس مردود و نیز اپنے نفس امارہ پر خدا کی عنایت و مہربانی سے فتح حاصل کرتے ہیں اور خدائے رحیم و کریم کی قربت کے مقام سے مالا مال ہوتے ہیں۔

اس عالم ربانی کا نشان قطعی واضح ہے جیسا کہ خود پروردگار نے ارشاد فرمایا ہے کہ یسارعون الی المغفرۃ یعنی یہ حضرات مغفرت و رحمت کی طرف دوڑتے ہوئے جاتے ہیں۔

طالب اسرار و معانی خواجہ عین القضاۃ ہمدانی نے تمہیدات میں اس مقام پر مطلع ہوئے ہیں اور فرمایا ہے کہ انبیاء علیہم السلام قبروں میں نماز ادا کرتے ہیں۔

غرضکہ یہی روز امت اور ان کے سچے معتقد گروہ کے جو نماز میں بھی راز کی طلب میں مقام نیاز پر استادہ ہوتے ہیں۔ اسی طرح سلاطین عالم قتال کے وقت جلالت کے میدان اور شجاعت کے مقام پر مجاہدین امت کی صفیں آراستہ فرماتے ہیں۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-sham

یہ طالب حق گروہ دشمن سے دست و گریباں ہو کر اس حالت شامل میں جان کو ہتھیلی پر رکھتا اور اپنا کر خدا کے سپرد کر کے جہاد کے دریا میں غوطے کھاتا اور ہر غوطے میں ایک لطیف و شریف جوہر گوہر حاصل کرتا ہے۔ جب یہ جوان قسمت خدا کے بزرگ کے حکم اور اس کی عطا سے اول میدان کارزار میں مظفر و منصور ہوتے ہیں۔ اور اس کے بعد مال غنیمت جو خدا نے ان کو عطا فرمایا ہے اپنے درمیان تقسیم فرماتے ہیں۔

اس مقام کی بشارت بھی پروردگار عالم نے اپنے کلام میں دی ہے۔

مجاہدین دین و بہادران یقین کو شہنشاہ علما و سلاطین صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل جدال و قتال کو لطف و مروت کے خلعت عطا فرمائے ہیں اور کرم و عطا کے شراب خانہ شفقت سے تربیت و تعلیم کے جوش بھرا جام عطا فرماتے ہیں۔

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح ارشاد فرمایا ہے کہ الجنۃ تحت ظلال السیوف (جنت تلوار کے سائے میں ہے)۔

مقام چہارم مرتبہ ایثار و افتخار ہے۔

پروردگار کے لطف و کرم سے مستفید و مالامال ہو کر انسان اس مرتبے کو اختیار کرتا ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون (تم ہرگز نیکی حاصل نہیں کر سکتے جب تک کہ خدا کی راہ میں اس شے کو صرف نہ کرو جس کو تم عزیز و دوست رکھتے ہو)۔

علما و مشائخ اپنے کمال لطف و کرم سے دین و دنیا کی نعمتیں مسلمانوں کو عطا فرماتے ہیں۔

میخانۂ وحدت سے جو شراب انس کہ ان حضرات کو عطا ہوئی ہے اسی مے وحدت کا ایک جرعہ نام محبت کو عطا فرما کر ان کو بھی بہرۂ مقصود سے مالامال اور انس و محبت کے نشے سے سرشار فرماتے ہیں اور اہل استحقاق کو شراب محبت پلا کر ان کو بھی حقیقت کا متوالا بناتے ہیں۔

ساقی وحدت جام ان کے گرد گردش میں لاتا اور من جاء بالحسنۃ

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams

فسانہ عشق اٹھا کے دلفریب نغمے سے مست بنا رہا ہے۔

مرصاد العباد میں مرقوم ہے کہ ایثار کے گوہر کی قدر و قیمت تقریر و بیان سے باہر ہے۔

اسی طرح سلاطین عالم اپنے ایام حکومت و دور معدلت میں تمام خلق پر بے شمار ایثار فرماتے ہیں۔ جو نقد و مال کہ ان کے حضور میں جمع ہوتا ہے اس کو طالبان و حاجتمندان دنیا کو عطا فرماتے اور اپنی مراد سے نامراد افراد کو شاد اور اہل استحقاق کو حق ضرورت سے مستفید فرماتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ گوہر ایثار تاجداران عالم کے قبائے حکومت کا تکمہ اور فرماں روایان عالم کا بلند ترین تحفہ امتیاز ہے۔ صاحب ایثار کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام ثواب تو بیان میں یہ ارشاد فرمایا ہے کہ ادخال السرور فی قلوب المومنین صدقۃ (سرور و راحت کو مومنین کے قلوب میں داخل کرنا ایک قسم کا صدقہ ہے)۔

مقام ششم مرتبۂ عظمت و رعب ہے۔

یہ مقام بھی انسان کو خدا کی رحمت سے عطا ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم (اطاعت کرو اللہ کی اور اس کے رسول کی اور ان افراد کی جو تم پر حاکم ہوں)۔

اس مقام پر بے حد و لا انتہا رموز و اسرار الٰہی ہیں جن کا اظہار نامناسب ہے جیسا کہ وارد ہے کہ کشف سر الربوبیۃ کفر (ربوبیت کے بھید کو ظاہر کرنا کفر ہے)۔

اگرچہ مشائخ کبار رضوان اللہ علیہم نے امور ظاہری کے ضمن میں امور باطنی بھی بیان فرمائے ہیں تاکہ فریقین کی ہمت و حیثیت برقرار رہے۔

یہ حضرات امامت کے مرتبے پر فائز ہو کر سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتے ہیں لیکن اصحاب اوصاف اس خیال یا ارشاد کو مد نظر رکھ کر حقیقت کا سر رشتہ اعتدال کی روش کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتے اور اپنے حسب حال جاری رہ کر حد اعتدال پر قائم رہتے ہیں۔ اس لئے کہ یہ حضرات تابعین کے نقش میں سرشار اور عجائب اللہ کے خلعت سے سرفراز

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams

اس نے سلوک اختیار کیا ہے کہ خلائق کو چشم و دل میں نعمت دینی سے سرفراز فرمائیں۔

اسی طرح سلاطین اہل دین ہمیشہ عظمت و جلالت کے ساتھ رہتے ہیں۔

شہریاران عالم کی عظمت و جلال کا کمال اہل جہاں کے شرف کا باعث ہے اور ان کے جاہ و جلال کا جلوہ عالم و اہل عالم کے لئے سعادت کا ذریعہ و واسطہ ہے۔

دو گوہر جس میں ایک بیش قیمتی اور دوسرا کم قیمت ہے یعنی لطف و قہر ان کی بارگاہ کا شرف و بزرگی ہیں۔

بادشاہان عالم اپنی عظمت و جلالت کے مرتبے پر قائم و برقرار ہو کر کبھی تو قہر کی شراب تلخ لطف کے جام میں بھر کر دشمنوں کو عطا کرتے ہیں اور کبھی لطف کی خوشگوار شراب مہر کے ساغر میں بھر کر دوستوں کے ہاتھ پر رکھتے ہیں۔

جس وقت بادشاہوں کے قہر و غضب کا آفتاب درخشاں ہوتا ہے تو قہر لطف کے نقاب سے اپنے چہرے کو چھپا لیتا ہے اور جب فرمانروایان عالم قہر لطف و شفقت و مہربانی کے افق مشرق پر نمودار ہوتا ہے تو آفتاب قہر باوجود جلالت غضب کے جلادت کے سائے میں پناہ لیتا ہے۔

اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ فریقین کا پاؤں دائرۂ ادب کے باہر نہ پڑے۔

یہ شہریاران عالم کی غیرت ہے جو ان کو غضب کے عالم میں بھی سرمو احکام شرع سے تجاوز نہیں کرنے دیتی اور یہ اسی غیرت کا تقاضا ہے کہ سلاطین عالم لطف و مہربانی کی حالت میں سرمو بھی فروگزاشت نہیں کرتے۔ افضل موجودات و بہترین مخلوقات صلی اللہ علیہ وسلم نے محل لطف میں فرمایا کہ اسلم اخوانی اور قہر کے موقع پر ارشاد ہوا کہ انا غیور و اللہ اغیر منی (میں غیرت مند ہوں اور خدا مجھ سے زیادہ صاحب غیرت ہے)۔

مقام عظمت ہوشیاری و بیداری ہے۔ یہ مقام عقل کی زیادتی اور فہم کی کثرت سے حاصل ہوتا ہے۔ اس مقام کی تعلیم خود خدا نے بندے کو دی ہے۔

قرآن پاک میں ارشاد ہے کہ یا بنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم (اے بنی اسرائیل اس نعمت کو یاد کرو جو میں نے تم کو عطا کی ہے)۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams

یہ اس لئے کہ بے شمار اعدائے دین گھات میں ہیں اور ہر وقت اس فکر میں ہیں کہ دین کی بے نظیر و بیش قیمت دولت کو چرا لیں۔

ہر چہار اعدا ظاہری و باطنی ہر مملکت میں تیغ زنی و برچھی کشی میں مشغول و مصروف ہیں۔

جس طرح کہ علما و مشائخ خدا کے فضل و کرم سے احکام الٰہی کی بجا آوری میں ہر وقت بیدار و ہوشیار رہتے ہیں اور ہشیار و دانا ایک لمحہ بھی غافل و بیکار نہ رہ کر عامۂ خلائق کو دین کی راہ بتاتے ہیں۔ اس مقدس گروہ نے نہایت ہوشیاری کی وجہ سے شب بیداری اختیار فرمائی ہے اور دوست و دشمن کے بے شمار فوائد کو نظر انداز فرمایا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ مملکت دل و تالاب آب و گل ان اعدا کے ارادے کے شر و فساد سے محفوظ و مامون رہیں۔

اس گروہ نے اپنی ہوشیاری و بیداری سے اس درجہ ترقی کی کہ کون و فساد کے تمام اسرار نہاں ان پر منکشف ہو گئے۔

یہ نقل صحیح ہے کہ کسی برگ کا درخت سے جدا ہو کر زمین پر گرنا بھی ان حضرات سے پوشیدہ نہیں ہے۔ اسی طرح شہریاران عالم کی بارگاہ و تاثیر آسمانی و حکم یزدانی کی بنا پر دوست و دشمن سے خالی نہیں ہے جیسا کہ مصرع ذیل سے ظاہر ہوتا ہے۔

چہ دشمنان بسوزند و دوستان بجوند

سلاطین عالم امور ملکی و معاملات مالی سے ایک دم بھی غافل نہیں رہتے۔

اگر ایک لحظہ بھی ارکان ملکی میں تعطیل و فروگذاشت ہو جاتی ہے تو تاجداران عالم کے قلب پر بے انتہا اضطراب طاری ہو جاتا ہے۔

اور اگر ایک لمحہ بھی مالی معاملات میں ایک جیتل بھی ضائع ہوتا ہے تو بادشاہوں کو بیحد افسوس ہوتا ہے۔

تمام سلاطین دین پرور نے درگاہ کی بیداری اور بارگاہ کی ہوشیاری میں ہمیشہ سعی و کوشش کی ہے۔

یہ قول کہ مقام بیداری میں اپنے سے بیگانہ رہنا علامت بیداری ہے، قطعی صحیح و درست ہے۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-

یہ معاملہ اس حد کو پہنچتا ہے اور سلاطین کی باخبری سے یہ نوبت ہوتی ہے کہ بادشاہوں کی مملکت میں اگر مور ضعیف بھی بساط وفا کے باہر پاؤں رکھتی ہے تو تاجداران عالم کی سطوت و ہیبت سے اُسی دم ہلاک و فنا ہو جاتا ہے۔

چنانچہ ہوشیار ترین مخلوقات و بیدار ترین موجودات نے قول صحیح فرمایا ہے کہ عجلوا بالصلوٰۃ قبل الموت (نماز کے لئے تعجیل کرو قبل اس کے کہ موت آئے)۔

مقام ششم: انتباہ و عبرت ہے۔ یہ مقام اللہ تعالیٰ کے خوف سے باخبر اور اس کے جلال کی ہیبت و عظمت و کمال کی سطوت سے متاثر ہونے سے حاصل ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لمن الملک الیوم للہ الواحد القہار (آج کے دن سوا خدا کے جو واحد و قہار ہے کس کی حکومت ہے)۔

ظاہر ہے کہ ہر دو عالم کی مخلوق اور دین و دنیا کے موجود مقام و کمال اُسی خدا کے ہیں

علما و مشائخ بھی بے اندازہ خوف سے نہایت ہراس کی وجہ سے گزشتہ موجودات کے اقوال سے آگاہ فرماتے اور اعمال صالحہ کے دامن میں پناہ لیتے ہیں تاکہ ان کے عمل کا جہاز اور ان کی امید کی کشتی خوف و رعب کے سنگم پر جاری و ساری رہے۔

یہ مقولہ ہے کہ پروردگار کے لطف و کرم سے یہ مقام امتیاز حاصل ہوتا ہے قطعی صحیح و درست ہے۔

اسی طرح سلاطین عالم بھی دین متین کی روشنی کے مطابق تخت جاہ و جلال پر متمکن ہو کر بھی عبرت کا تاج سر پر رکھتے ہیں اور ہمیشہ فکرمند نظر آتے ہیں۔

یہ باعزت گروہ میدان عبرت میں انتباہ کے مرکب پر سوار ہو کر عبادت و غیرت کے میل بند کو نصرت کے لئے بڑھاتا اور نفس کے قرض کو شرح ندامت ظاہر کرتا ہے تاکہ ہوا و ہوس کے حریف کو مات دے یا گرد کا دعویٰ کرے۔

یا یہ کہ اس مقام پر دائم و قائم رہتا ہے۔ اگر خدانخواستہ اس خیال کے خلاف تصور کرتا ہے تو نعوذ باللہ جو بدنفس ندامت کے بعد رنج و مقام پشیمانی کے بعد

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams

دشواری میں مبتلا ہوتا ہے۔

صدر نشین ایساط قوسین و تحفۂ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح فرمایا ہے کہ السعید من وعظ بغیرہ (الرشن نیک بخت وہ ہے جو دوسروں سے نصیحت حاصل کرے)۔

مقام نہم فتح و نصرت ہے۔ یہ مقام عنایت پروردگار کی امداد و اعانت سے ہمیشہ میسر رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے انا فتحنا لک فتحا مبینا (ہم کریم نے تم کو صاف فتح عنایت کی)۔

پروردگار عالم کا یہ قول نصرت ظاہری و فتح باطنی ہر دو عالم کو شامل ہے۔ نصرت ظاہری عالم ملک میں حاصل ہوئی اور فتح باطنی کا عالم ملکوت میں جس کو ملکوت قلب کہتے ہیں بجا۔

علما و مشائخ فتح دل حاصل کرنے اور اس حصار آب و گل کو قبضہ و تصرف میں لانے کے لئے ہمیشہ کوشاں رہتے ہیں۔

اس مقدس گروہ کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اسرار الوہیت کے جو بھید اور انوار ربوبیت کے گوہر حق کے خزینے اور ان کے صفحے ہیں ان کو وقتی ہی حاصل کریں اور ان کا پائے ہمت اس بلند مرتبے پر فائز ہو جہاں سے یہ حضرات اہل اشتیاق طالبان اسرار کو اس عطیے سے فیضیاب و سرفراز فرمائیں اور اس کوشش کا ذائقے کا مزہ تشنگان طلب کو چکھائیں۔

یہ حضرات اگر سو بار اپنی دعا دوش میں ناکام رہتے ہیں تو ہزار بار مردانہ وار کوشش کرتے اور رحم و کرم کے امیدوار ہوتے ہیں۔

یہ مقولہ کہ اس گروہ نے خود نہ کھایا بلکہ کھلایا اور خود نہ پہنا بلکہ اغیار کو پہنایا قطعاً صحیح و درست ہے۔

اسی طرح سلاطین دور اندیش قلعہ کشائی و ملک کشائی کے حریص ہوتے ہیں۔

قریب دو سال ملک مجھ کی حکومت پر قانع نہ تھا بلکہ دیگر ممالک جو حصار کی

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams

فتح کرنے میں ہمیشہ کوشاں رہا۔

فرماں روایانِ عالم اس طرح کا جامِ شراب ہمیشہ نوش فرماتے اور ہمیشہ اس کام میں جان و دل سے کوشش فرماتے ہیں۔

اگر سو بار نا امید ہوتے ہیں تو ہزار امید کا دامن ہاتھ میں لے کر سعی فرماتے ہیں۔ کو حسن خلق و حسن سیاست کے وقت لطف و کرم سے معارفِ ربوبیت اور الوہیت کا نوش ذائقہ حاصل کرتے ہیں۔

اگر خدا کی عنایت اور پروردگار کے لطف و کرم سے یہ لوگ مقامِ بلند و عالی پر فائز ہوتے ہیں تو بے شمار خزانے اور لطیف جواہر ان کے قبضے میں آتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خلق خدا کو عظیم الشان عطائیں حاصل ہوتی ہیں اور تمام عالم بہار کے ایک صحرائے بے گیاہ کے مثل سرسبز باغ بن جاتا ہے۔

ان کے دوست شاد اور دشمن پشیمان ہوتے ہیں۔

یہ مقولہ کہ (دوست کو بقا و رہائی ملے گی اور دشمن گرفتار و ناامید ہوگا) قطعی درست و صحیح نظر آتا ہے۔

اسرار ربوبیت کے قائم اور مملکت الوہیت کے حاکم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مقام پر صحیح خبر دی ہے۔

مقام دہم کیاست و فراست ہے۔ حق یہ ہے کہ یہی مقام اصل مقصود و مطلوب ہے۔

علم لدنی کے مکتوبات اور عالم حقیقت کے رموز کا نتیجہ فراست و کیاست ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وما اوتیتم من العلم الا قلیلا (اور نہیں دیا ہم نے تم کو علم مگر قلیل)۔

مقام کیاست کے فرماں رواؤں نے معلم ازلی سے اسم علم کی تعلیم حاصل کی اور ارشاد فرمایا کہ علمنی ربی مجھ کو میرے رب نے حقائق کی تعلیم دی۔

یہی وجہ ہے کہ ہر مرد کی فراست اور ہر شخص کی کیاست اس کی خرد و عقل کے مطابق ہے۔

علما و مشائخ نے جس مقام پر کہ قدم رکھا ہے وہیں پر یہی رموز کیاست کا

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams

شربت ہر دل میں ڈالا ہے اور ہر اس شرب میں جہاں کہ کیاست ودانائی گئی
اسی مقام پر دقائق کنایہ کی جان تن میں پیدا فرمائی۔
معقول کلام اس گروہ کے اشارات کیاست اور اس فرقے کے رموز بشارت
جیسا کہ علماء کی مانند ہیں) قطعاً صحیح و درست ہے۔

علما کے رموز کی غرض سوال کے اخفا کو معلوم نہیں ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ والراسخون فی العلم۔ اسی طرح سلاطین دین بھی رموز کیاست کے حقائق اور اسرار فراست کے دقائق کنایات و اشارات میں بیان فرماتے ہیں۔ اور اسی حقیقت کے شربت کا ایک جرعہ ہمیشہ پیتے اور پلاتے ہیں۔

ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ گروہ خاص یک شخص الخواص کو بھی اس شربت کا ایک جرعہ نصیب ہو اور اس کلام کی شراب کا خمار اور اس کے جام کی قوت تاکہ ان حقیقت کے قلب و دماغ میں ہمیشہ باقی رہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خم خانۂ اسرار کے صدر تھے فرمایا ہے کہ
ما صب اللہ فی صدری شیئاً الا و صببتہ فی صدر ابی بکر
(نہیں ڈالا خدا نے میرے سینے میں کوئی شے کہ میں نے اس کو ابوبکر کے سینے میں نہ ڈال دیا ہو)۔

باوجود اس کے شہریاران عالم کے وہ دقیق رموز جو الفاظ قلیل کے جامے میں کثیر معنی رکھتے ہیں خود بھی گروہ فرزان رازداں کو جاتا ہے۔

مختصر یہ کہ حضرت فیروز شاہ نے اپنی فراست و کیاست سے چالیس سال تک دہلی پر حکومت کی

بادشاہ نے خلائق کی ایسی عمدہ تربیت کی کہ اس مدت میں ملک میں ایک چڑیا شاخ سے بھی اپنی جگہ سے جنبش نہ کی۔

اب مؤلف حضرت فیروز شاہ کے مناقب معرض تحریر میں لاتا ہے۔

فیروز شاہ کے مناقب کا ذکر

سلطان الاعظم حضرت فیروز شاہ قدس اللہ سرہ العزیز نے جو خم ماہ جلال

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams

و قائم فرماں روایاں و قافلہ سالار خسرواں و نقیب دوراں امان و امانِ دوراں و شرف سلطنت و سعادت مملکت و روشن کنندہ شریعت و منور طریقت تھے۔ تاریخ چوبیس ماہ محرم ۷۵۲ھ کو تخت سلطنت پر جلوس فرمایا۔

بادشاہ نے پینتالیس سال کے سن میں تخت حکومت پر قدم رکھا اور اڑتیس سال آٹھ ماہ حکومت کی۔

بندۂ ضعیف شمس سراج عفیف عرض کرتا ہے کہ سلطان فیروز شاہ کا رنگ سفید تھا اور بادشاہ بلند بینی و کشیدہ محاسن تھے۔

بادشاہ نہ بہت دراز تھے اور نہ کوتاہ اور فیروز شاہ کا جسم فربہی و لاغری میں معتدل تھا۔

فرماں روا بے حد مشفق و مہربان بادشاہ تھا۔

بادشاہ بے حد حلیم و بردبار تھا اور اس کا خلق حد درجہ کو پہنچا ہوا تھا۔

فیروز شاہ اگرچہ فرماں روا تھا لیکن در حقیقت اپنے علم و تفوق کے اعتبار سے اولیا و علما کے گروہ میں داخل تھا۔ بادشاہ بے حد لشکر نواز و رعیت پرور تھا اور خلق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے مستفید و فیضیاب تھا۔

بادشاہ کا حلم مشہور ہے کہ اگر خیال میں کسی شخص سے سیئات بھی ظہور میں آتیں تو کسی شخص کو زبان سے بھی آزار نہ پہنچاتا تھا بلکہ بادشاہ رحم و کرم سے شاد فرماتا۔

سلطان فیروز شاہ نے کوشک نزول میں جو شہر فیروز آباد کے روبرو واقع ہے سلاطین سلف کے دستور قلمبند کرائے اور اس مقام پر تحریر کرایا کہ قدیم فرماں روایان عالم نے اس تحریر پر حکمرانی کی بنا رکھی اور اسی شعر کو اپنا ہادی و مقتدی بنایا کہ۔

ملک را گر قرار می خواہی   تیغ را آبگیر باید داشت

اس کے بعد فیروز شاہ نے اپنے احوال قلمبند کرائے۔

بادشاہ نے فرمایا کہ اگرچہ سلاطین سلف نے اس شعر کو اپنا دستور العمل بنایا لیکن یہ خطرہ ان کے قلب میں نہ گزرا کہ ملک پروردگار عالم کی عنایت سے قائم و برقرار رہتا ہے۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

ان سلاطین نے یہ خیال کیا کہ بیچاری ماں بیحد تکلیف کے ساتھ بچے کو پیدا کرتی ہے اور نو ماہ محنت و مشقت سے حمل کا زمانہ بسر کرتی ہے۔

ڈھائی سال آغوش میں لےکر دودھ پلاتی ہے اور ولادت کی تمام تکالیف کو برداشت کرتی ہے۔

ایسی حالت میں یہ ہرگز زیبا نہیں ہے کہ کسی جاندار انسان کو بےجان کر دیا جائے۔

سلطان فیروز شاہ نے اس موقع پر اپنے حالات اختیار سے خلائق کو آگاہ کیا اور فرمایا کہ میں نے اس شعر کو اپنا دستور العمل قرار دیا ہے۔

مگر کن کہ چوں ما دہد بسیج ‌‌‌ ‌‌‌‌‌‌ براں عقل خود چند بر اختیج

چنانچہ فرماں روا سلطان فیروز شاہ نے نثر میں اپنا دستور العمل ان الفاظ میں تلقین کرایا کہ چونکہ میں نے اس شعر کو اپنا شعار بنایا ہے اور تمام حاجتمندوں کی ضرورت الطاف و مروت کے ساتھ پوری کرتا ہوں۔ اسی لئے پروردگار عالم نے بغیر شمشیر زنی کے اس قدر میرا رعب و خوف قلوب میں پیدا کر دیا کہ تمام خاص و عام نے میری اطاعت قبول کر لی اور میری جانب اور میرے گرد جمع ہو گئے)۔

سبحان اللہ حضرت فیروز شاہ ختم تاجداران دہلی تھا۔

بادشاہ کی ذات اس درجہ امن دوراں تھی کہ اس کے چہل سالہ دور حکومت میں لشکر مغل نے آب سندھ کے ساحل سے دہلی کی طرف رُخ نہ کیا بلکہ اس تمام مدت میں بادشاہ کے عظیم الشان خلق اور اس کی بیشمار زر پاشی و رعیت نوازی سے باوجود قدرت و طاقت کسی زبردست کو یارا نہ ہوا کہ زیر دست کو انگشت مخالفت سے آزار پہنچا سکے۔

ایک بزرگ شیخ واصل نے سلطان فیروز کے عہد میں مؤرخ کتاب سے بیان کیا کہ ایک روز میں صبح کے وقت دریائے جمنا کے ساحل پر وضو کر رہا تھا۔ ایک دوسرے بزرگ نے جو اسی مقام پر وضو کر رہے تھے مجھ سے کہا کہ اے شخص تو جانتا ہے کہ اس محل میں کون مقیم ہے۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-si

اس قصر کا مالک سلطان فیروز شاہ ہے جس کے قدموں کے نیچے تمام عالم کی بلا پامال ہے۔

جس روز کہ یہ بادشاہ دنیا سے رحلت فرمائیگا اس روز اس کی قدر کا اہل عالم کو اندازہ ہوگا۔

غرضکہ اس واقعے کے چند سال بعد خدا کی تقدیر اور اس کی مشیت و حکمت کے تقاضے سے خوش خصال بادشاہ یعنی سلطان فیروز شاہ نے رحلت فرمائی۔ بادشاہ کے دنیا سے رخصت ہونے سے دارالملک دہلی زیر و زبر ہوا بلکہ مغلوں کی غارتگری سے تباہ و تاراج ہوگیا۔ اس کے علاوہ جس سال بادشاہ نے وفات پائی اس سال حجاج کا قافلہ زیارت حرمین سے محروم رہا جس کا تفصیلی بیان یہ ہے کہ تمام عام و خاص حجاج نے یہی روایت کی کہ امیر مکہ مبارک کے پسر کو اس کے بھائیوں نے قتل کیا جس کی وجہ سے مکے میں فتنہ و فساد برپا ہوا اور تمام قافلے حجاج کے جو ہر چہار جانب سے حج کے لئے آئے تھے اس سعادت سے محروم رہے۔

مشہور ہے کہ جب کوئی عالم دنیا سے رحلت کرتا ہے تو دین میں رخنہ پیدا ہو جاتا ہے۔

اس مقولے کی بنا پر جب سلطان فیروز شاہ نے جو اولیاء اللہ میں داخل تھا رحلت فرمائی اور بادشاہ دیندار نے جو چالیس سال کامل مخلوق کا محافظ و نگہبان تھا وفات پائی تو اس کی رحلت کے بعد مملکت دہلی میں ابتری پیدا ہوئی۔

خلقت خدا نے آوارگی اختیار کی اور تمام نظام حکومت درہم برہم کر دیا اور اگر خدا کا حکم ہے تو قیامت تک یہ رخنہ مسدود نہ ہوگا۔

میرے مرشد کے پیر حضرت خواجہ قطب الدین منور نے بارہا اس بارے میں فرمایا ہے کہ سلطان فیروز شاہ تو مشائخ طریقت میں داخل ہے جو تاج شاہی سر پر رکھ کر تخت حکومت پر بیٹھتا ہے۔

سلطان فیروز کی فتحمندی کا یہ عالم تھا کہ بادشاہ جس طرف رخ کرتا

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

بغیر تیغ زنی کے اس کو فتح حاصل ہوتی تھی۔ اس بادشاہ کے عہد حکومت کے امن و اماں کا یہ عالم تھا کہ اسلحہ جنگ قطعاً بیکار ہو گئے تھے اور جنگ کا نام مخلوق کے قلوب سے فراموش ہو گیا تھا۔

اسلحہ نہ صرف بیکار، بلکہ بے قدر و قیمت ہو گئے تھے۔

اس کے علاوہ سلطان فیروز شاہ کے عہد میں جس شخص پر ذرہ برابر بھی ظلم ہوا تو اس کے حق میں عدل و انصاف بھی ایسا کیا گیا کہ ظلم کی تلافی ہو گئی۔

بادشاہ کو یہ معلوم تھا کہ پیشۂ ظلم بجز جنون فرماں روایاں عالم کی خصلت نہیں ہے۔

اگر بادشاہ اپنے عہد معدلت میں شیوۂ عدل اختیار کرتا تو کسی فرد بشر کو یہ طاقت نصیب نہ ہوتی کہ عدل کو برداشت کر سکتا۔ سلطان فیروز شاہ نے خدا کے حکم سے چالیس سال سلطنت خدا پر حکومت کی۔

ظاہر ہے کہ حلم و بردباری کی ہر مذہب میں تعریف مرقوم ہے اور یہ شیوہ ہر دین میں محمود خیال کیا جاتا ہے خصوصاً مذہب اسلام میں اور خاص کر بادشاہان زمانہ کے حق میں جو خدا اور رسول کے بعد قابل اتباع و اطاعت ہیں۔

پروردگار عالم نے قرآن پاک میں اپنے حبیب سے کہ سورۂ یوسف کو احسن القصص بیان فرمایا ہے، غور کا مقام ہے کہ اس قصے میں وہ کون صفت مرقوم ہے جو احسن کہلائی جا سکتی ہے۔

اس قصے کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے حضرت پر بیحد مظالم کیے۔

حضرت یوسف کو برادران ظالم نے والد ماجد سے جدا کیا اور آپ کو ایک تاریک کنویں میں گرایا۔

حضرت کو چند درہم کے عوض میں فروخت کیا۔

ان مظالم کی وجہ سے حضرت نے بے انتہا تکلیف برداشت کی اور ہر قسم کے رنج و مصائب سے حضرت کو مقابلہ کرنا پڑا جیسا کہ کتب تفاسیر میں مرقوم ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام ان شدائد و مصائب کے موقع پر [illegible]

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-s

اور فرماں روا ہوئے۔

حضرت کے برادران نامہربان قحط و گرانیٔ غلہ کی وجہ سے ملک کنعان سے مصر آئے اور جناب یوسف نے بعد قیل وقال کے بعد اپنی نیکی و خیر سے برادران نامہربان کو آگاہ کیا۔

حضرت یوسف نے بھائیوں سے کہا کہ اے برادران نامہربان مجھ سے کسی قسم کا خوف و خطرہ نہ کرو اور اپنے دل میں بدگمان نہ ہو۔

جو تکالیف کہ تمہارے ہاتھ سے مجھ کو پہنچیں اور جو معاملات کہ میرے اور تمہارے درمیان پیش آئے وہ تمام تر مقدرات الٰہی تھے جن کا ظہور ناگزیر تھا۔

جس قدر جفائیں کہ تم نے مجھ پر کیں اور جو تکلیف کہ تم سے مجھ کو پہنچی میں نے تمام و کمال معاف کیا اور گناہ کو بخش دیا۔

ظاہر ہے کہ اگر حضرت یوسف علیہ السلام اُن گناہوں کا انتقام لیتے تو بھی اُن کا یہ فعل بجا و مستحسن ہوتا لیکن چونکہ حضرت نے جفا کے برادران سے چشم پوشی فرمائی اور حلم و بردباری سے بھائیوں کے تمام گناہ معاف فرما دیئے۔ حضرت کا یہ فعل احسن قرار پایا اور خداوند کریم نے اپنے حبیب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ نحن نقص علیک احسن القصص (ہم تم سے بہترین قصہ بیان کرتے ہیں)۔

غرضکہ سلطان فیروز شاہ نے اپنے عہد معدلت میں اپنی حسب معمولی فہم و فراست سے ہمیشہ حلم و بردباری سے کام لیا۔

اس بادشاہ کے دور حکومت میں اگر کوئی شخص سو گناہ کا مرتکب ہوتا اور اُس مجرم کو بادشاہ کے حضور میں حاضر کرتے اور یہ شخص ترساں و لرزاں فیروز شاہ کے روبرو آتا تو بادشاہ مجرم پر نظر ڈالتے ہی اُس سے نہایت نرمی سے گفتگو کرتا۔

بادشاہ اُس شخص کے جرم کو معاف کرتا بلکہ اگر سو جرم بھی اُس شخص سے صادر ہوئے ہوتے تو بھی اُس کے گناہ کو بخش دیتا اور کسی قسم کی بازپرس نہ کرتا۔

ظاہر بیں کو معلوم ہے کہ بادشاہوں کی جناب میں گناہ کبیرہ سے مراد جرم مالی ہے یا جانی۔

مالی جرم سے یہ مراد ہے کہ سرکاری عہدہ دار یا کسی حسب الحکم حضرت کے

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sira

بیت المال کی رقم تلف کرے اور جانی گناہ یہ ہے کہ کوئی شخص فتنہ انگیزی کر کے فتنہ و فساد برپا کرے۔

بادشاہ دیندار یعنی حضرت فیروز شاہ اس قسم کے گناہوں کو معاف کر دیتے تھے۔

اگر بادشاہ کسی شخص کو سزا دیتا تو صرف اس کو محل سلام میں حاضر ہونے کی اجازت نہ ہوتی۔

جب یہ شخص چند روز سواری کے وقت نمودار ہوتا اور قلیل مدت کے بعد بادشاہ بہ شفقت و مہربانی رحمت و شرم حضوری سے شل پیشوایان دوجہان کے اس شخص سے مخاطب ہوکر اس کے گناہ کو معاف فرما دیتا۔

بادشاہ صرف دو قسم کے گناہوں کے معاف کرنے سے باز رہتا تھا' ایک چوری و سرقہ اور دوم قتل و ہلاک کرنا۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ ان گناہوں کے معاف کرنے میں دوسروں کے حقوق تلف ہوتے ہیں اس لئے بادشاہ ان دونوں مجرموں کو ضرور سزا دیتا تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ عجیب کام اور حیرت انگیز اسرار ہے جس کو بیان کرنا مشکل بلکہ تقریباً ناممکن ہے۔

قدیم سلاطین نے معاملات حکومت و امور جہانداری میں حلم و بردباری سے زیادہ کام نہیں لیا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ سیاست ملکی میں علم و بردباری سے نقصان پہنچتا ہے۔

اگر باوجود اس کے چونکہ سلطان فیروز شاہ کا قلب خالص و نیت صادق تھی اور اس کو خداوندکریم پر کامل بھروسہ تھا اور نیز یہ کہ بادشاہ کا علم و پیار نفاق و نام و نمود پر مبنی نہ تھا اللہ تعالیٰ نے بادشاہ کو اس کے شیوۂ حلم کے باوجود چالیس سال کامل کامیاب و بامراد رکھا۔

بادشاہ کی نیک نیتی کے یہ برکات تھے کہ اگر کوئی شخص حسد کی وجہ سے بادشاہ سے مخالفت کرتا تو خداوندکریم ایسے شخص کو تباہ و مجبور کر کے سلطان فیروز شاہ کی بارگاہ میں پہنچا دیتا۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

بادشاہ باوجود مجرم کے شدید جرائم اور اپنی قوت انتقام کے اس شخص کے گناہ کو معاف فرما دیتا تھا اگر بادشاہ کسی مجرم کو نظر بند کرنا چاہتا تو اس مجرم کے روبرو ہرگز یہ الفاظ زبان پر نہ لاتا کہ اس کو قید کرو۔ یہ شخص بادشاہ کے حضور سے واپس لایا جاتا اور فیروز شاہ اس کے متوکلوں سے اشارے سے یہ کہتا کہ مجرم کو نظر بند کرو۔

سرکاری پیادوں سے بھی بادشاہ یہ الفاظ صریح مجرم کے قید کرنے کا حکم نہ دیتا تھا۔

ہرچند کہ مورخ نے بادشاہ کے پسندیدہ اخلاق اور قابل تعریف اوصاف کا ذکر کیا ہے لیکن حق یہ ہے کہ مورخ عہدہ برآ نہ ہو سکا۔

جو کچھ کہ مورخ نے لکھا ہے۔ بمنزلہ ایک قطرے کے ہے جو دریا سے لیا گیا ہے۔

اگرچہ خوش کلام خطیب منبروں پر سلطان جلال الدین کے حلم و کرم کے قصائد پڑھتے اور عملی فرماں روائی کی تعریف و توصیف کی نغمہ سرائی کرتے ہیں لیکن حق یہ ہے کہ صفت حلم کو صرف سلطان فیروز شاہ نے کمال کو پہنچایا ہے۔

سلطان فیروز شاہ جلوس سے پیشتر چار ناموروں واصل بحق بزرگان دین کی زبان مبارک سے فرماں روائی کا مژدہ سن چکا تھا۔

اول حضرت شیخ الاسلام شیخ علاء الدین نبیرہ حضرت بندگی شیخ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے بادشاہ کو حکومت و فرماں روائی کی بشارت دی۔

اگرچہ مورخ عفیف شمس سراج عفیف اس بشارت کا حال سلطان غیاث الدین تغلق کے ذکر مناقب میں تفصیل سے بیان کر چکا ہے لیکن باوجود اس کے کہ ایک ہی واقعے کی تکرار ناگوار گزرتی ہے اس مقام پر کنایتہً اس کا ذکر کرتا ہے۔

جس زمانے میں کہ سلطان غیاث الدین تغلق دیبال پور کا جاگیردار تھا بادشاہ مذکور حضرت شیخ علاء الدین کی خدمت میں حاضر ہوا۔

سلطان تغلق کے ہمراہ سلطان محمد تغلق و سلطان فیروز شاہ تغلق جو اس زمانے میں کم سن تھے حضرت شیخ کے حضور میں حاضر ہوئے

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

شیخ علیہ الرحمۃ کے روبرو جامہ کے پاس بغیر سلا ہوا رکھا تھا۔

حضرت نے ساڑھے چار گز کپڑا سلطان غیاث الدین کو عطا فرما کر حکم دیا کہ سر پہ باندھ لو۔

اس کے بعد ستائیس گز کپڑا سلطان محمد کو اور چالیس گز کپڑا سلطان فیروز شاہ کو مرحمت فرما کر حکم دیا کہ سروں پر باندھیں۔

یہ ہر سہ اشخاص حضرت سے رخصت ہو کر باہر آ گئے اور شیخ علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ یہ ہر سہ افراد صاحب تخت و تاج ہوں گے۔

آخر کار حضرت کے انفاس کی برکت سے وہی ہوا جو حضرت نے ارشاد فرمایا تھا۔

چونکہ حضرت شیخ نے باقی کپڑا سلطان فیروز شاہ کو عطا فرمایا بادشاہ مذکور خاتم خاندان تغلق ہوا اس کی وفات کے بعد شہر دہلی تباہ و تاراج ہوا۔

دوم بشارت بادشاہ کو حضرت شیخ شرف الدین پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے دی۔

سلطان غیاث الدین و سلطان محمد و سلطان فیروز شاہ ہر سہ فرماں روا حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت قلندر صاحب نے خادموں کو حکم دیا کہ ہر سہ مہمانوں کو طعام دیں۔

خدام نے طعام ایک کاسے میں رکھ کر مہمانوں کے روبرو رکھا تاکہ جدا تناول کریں اور حضرت قلندر صاحب نے ارشاد فرمایا کہ تینوں فرماں روا ایک ہی کاسے میں طعام تناول کر رہے ہیں۔

بار سوم حضرت شیخ نظام الدین محبوب الٰہی نے بشارت دی جس کی تفصیل یہ ہے کہ سلطان فیروز شاہ اپنی خورد سالی کے زمانے میں حضرت شیخ کی زیارت کے لیے غیاث پور حاضر ہوا۔

حضرت شیخ کو فیروز شاہ کا نیاز و خدمت بہت پسند آئی اور فیروز شاہ سے نام دریافت کیا۔

سلطان فیروز نے عرض کیا کہ بندے کو کمال الدین کہتے ہیں۔

حضرت شیخ نے یہ سنتے ہی فرمایا کہ عمر با کمال و دولت با کمال و نعمت با کمال۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

سلطان فیروز شاہ نے جو تخت کی بشارت حضرت شیخ نصیر الدین محمود کی زبان مبارک سے سنی۔

سلطان محمد تغلق بغاوت انگیز گروہ کے تعاقب میں ٹھٹھہ روانہ ہوا۔

سلطان محمد حضرت چراغ دہلی کو بھی ہمراہ لے گیا۔

سلطان محمد نے ٹھٹھہ میں وفات پائی اور سلطان فیروز شاہ فرماں روا ہوا۔

حضرت شیخ نصیر الدین نے سلطان فیروز شاہ کو پیغام دیا کہ تم وعدہ کرو کہ اپنے خلق سے مخلوق کے ساتھ عدل و انصاف کرو گے ورنہ ان بیکس بندگان خدا کے لئے اللہ تعالیٰ سے دوسرا فرماں روا طلب کیا جائے۔

سلطان فیروز نے جواب دیا کہ میں خلقت خدا کے ساتھ حلم و بردباری کروں گا اور اتفاق و محبت سے ان پر حکمراں رہوں گا۔

حضرت شیخ نے جواب دیا کہ اگر تم خلق خدا کے ساتھ خلق و مروت کرو گے تو ہم نے بھی تمہارے لئے خدا سے حکومت طلب کر لی۔

آخر کار وہی ہوا جو حضرت شیخ نے فرمایا تھا اور بادشاہ نے چالیس سال حکومت کی۔

اس کے علاوہ بعض روایت میں یوں بھی وارد ہے کہ حضرت شیخ نے بادشاہ کے لئے اکتالیس طعمے بطور تحفہ روانہ کئے تھے جو اشارت یہ بشارت خیال کی جاتی ہے۔

فیروز شاہ کے ابتدائی حالات

اگرچہ اس سے پیشتر مولانا ضیاء الدین برنی نے ایک کتاب سلاطین دہلی کے حالات میں لکھ کر تصنیف کر تاریخ فیروز شاہی کے نام سے موسوم کیا ہے۔

مورخ برنی نے سلطان غیاث الدین بلبن کے حالات سے ابتدا کر کے سلطان فیروز شاہ کے ابتدائی شش سالہ واقعات پر کتاب کو ختم کیا ہے۔

مورخ برنی نے دیباچے میں جہاں کہ سلطان فیروز شاہ کا ذکر کیا ہے

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

ایک سو ایک مقدمات ترتیب دیے ہیں اور تاریخ جلوس سے سال ششم جلوس تک گیارہ مقدمات تحریر کیے ہیں۔

ضیاء برنی نے بقیہ نو مقدمات کی بابت عذر کیا ہے اور لکھا ہے کہ اگر حیات نے وفا کی تو دیگر نو مقدمات بھی میں ہی لکھوں گا ورنہ میرے بعد جس شخص کو خدا توفیق عطا فرمائے گا وہ اس کار خیر کو انجام دے گا۔

چونکہ مولانا برنی کی تقدیر میں تکمیل مقدر نہ تھی صرف گیارہ مقدمات معرض تحریر میں آ گئے۔

اللہ تعالیٰ نے اس بندۂ ضعیف شمس سراج عفیف کو توفیق عطا فرمائی اور خاکسار مولف نے اس کام کو شروع کر کے بقیہ نو مقدمات کو اپنی تالیف میں درج کیا۔

سلطان فیروز شاہ کی ولادت و تخت نشینی و وفات کے مکمل حالات میں جس شخص کو ابتدائی گیارہ مقدمات سے واقفیت حاصل کرنا مقصود ہو وہ وہ مولانا ضیاء الدین برنی کی تاریخ فیروز شاہی کا مطالعہ کرے۔

خداوندا در توفیق بکشا	نظامی را رہ تحقیق بنما
دلے دہ کو حقیقت را شناسد	زبان دہ کافرید و راسراید

مولف اب ان نو مقدمات کی فہرست ہدیۂ ناظرین کرتا ہے۔

واضح ہو کہ نو مقدمات پانچ اقسام میں تقسیم ہیں اور ہر قسم میں یادگر اٹھارہ ذیلی مقدمات ہیں۔

قسم اول:۔ ولادت سے جلوس تک اٹھارہ مقدمات

اول مقدمہ سلطان فیروز شاہ کی ولادت۔ مقدمہ دوم فیروز شاہ کا سلطان تغلق۔ سلطان محمد سے مراسم تا بیداری کی تعلیم حاصل کرنا مقدمہ سوم فیروز شاہ کا جلوس۔ چوتھا مقدمہ فیروز شاہ کا مغلوں سے جنگ کرنا۔ پانچواں مقدمہ خواجہ ایاز کا اپنی غلطی سے ایک طفل کو سلطان محمد تغلق کا پسر تسلیم کرنا۔ چھٹا مقدمہ خواجہ ایاز کو سلطان فیروز شاہ کے جلوس کی خبر ہونا۔ ساتواں مقدمہ فیروز شاہ کا دہلی سے ٹھٹھہ روانہ ہونا آٹھواں مقدمہ قوام الملک یعنی خواجہ جہاں کا فیروز شاہ کی

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sira

خدمت میں حاضر ہونا۔ نواں مقدمہ خواجہ جہاں کا سلطان فیروز شاہ سے مل جانا۔ دسواں مقدمہ فیروز شاہ کی خواجہ جہاں کی بابت رائے۔ گیارھواں مقدمہ سلطان فیروز شاہ کا ہانسی پہنچنا۔ بارھواں مقدمہ شیخ قطب الدین منور اور شیخ نصیر الدین محمود کا ہانسی میں فیروز شاہ سے ملاقات کرنا۔ تیرھواں مقدمہ سلطان فیروز شاہ کا دہلی پہنچنا چودھواں مقدمہ فیروز شاہ کا اہل دہلی پر نوازش کرنا اور رقم بقایا کو معاف کرنا۔ پندرھواں مقدمہ بادشاہ کا جدید قواعد نافذ کرنا۔ سولھواں مقدمہ سلطان فیروز شاہ کی رعیت پروری کی داستان سترھواں مقدمہ خسرو ملک و خداوند زادہ دختر سلطان تغلق کا فیروز شاہ سے غدر کرنا۔ اٹھارھواں مقدمہ سلطان فیروز شاہ کا جمعہ و عیدین کی نماز کے خطبوں میں سلاطین گزشتہ کے نام شریک کرنا اور سلاطین ماقبل کے سکوں کا بیان۔

قسم دوم۔ دو بار مہم لکھنوتی پر جانا اور جاج نگر و نگر کوٹ کی روانگی اٹھارہ مقدمات

مقدمۂ اول۔ سلطان فیروز شاہ کا بار اول لکھنوتی روانہ ہونا۔ دوسرا مقدمہ سلطان فیروز شاہ کا لکھنوتی وارد ہونا تیسرا مقدمہ سلطان فیروز شاہ کا شمس الدین سے جنگ کرنا اور پچاس ہاتھیوں کا ہاتھ آنا اور ایک لاکھ اسی ہزار اہل بنگالہ کا قتل ہونا۔ چوتھا مقدمہ سلطان فیروز شاہ کا دہلی واپس آنا۔ پانچواں مقدمہ شہر حصار فیروزہ کی بنا چھٹا مقدمہ املاک کا مستحکم ہونا ساتواں مقدمہ سلطان فیروز شاہ کا ہانسی میں مورخ کے ملک سے ملاقات کرنا۔ آٹھواں مقدمہ ساحل جمنا پر شہر فیروز آباد کی بنا۔ نواں مقدمہ ظفر خاں کا فریاد رسی کے لئے حاضر ہونا۔ دسواں مقدمہ سلطان فیروز کا بار دوم لکھنوتی روانہ ہونا۔ گیارھواں مقدمہ سلطان سکندر کا حارب ہونا۔ بارھواں مقدمہ سلطان سکندر کا فیروز شاہ سے ملاقات کرنا۔ تیرھواں مقدمہ سلطان فیروز شاہ کا جونپور سے جاج نگر روانہ ہونا چودھواں مقدمہ بادشاہ کا ہاتھیوں کا شکار کرنا اور راجہ جاج نگر کا اطاعت قبول کرنا پندرھواں مقدمہ فیروز شاہ کا جاج نگر سے واپس ہونا اور راہ صعب میں جا پڑنا سولھواں مقدمہ فیروز شاہ کا دہلی پہنچنا۔ سترھواں مقدمہ فیروز شاہ کی رعایا کی خوشی و مسرت۔ اٹھارھواں مقدمہ

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sira

قلعہ نگر کوٹ کی فتح کا بیان۔

قسم سوم۔ مہم ٹھٹھہ کا بیان اور بادشاہ کا بانبھ اور جام کو اپنے ہمراہ لانا اور خاص گھڑیال کا وضع کرنا۔ اٹھارہ مقدمات

اوّل مقدمہ۔ فیروز شاہ کا خان جہاں سے مہم ٹھٹھہ کی بابت اتفاق کرنا۔ دوسرا مقدمہ۔ سلطان فیروز شاہ کا ٹھٹھہ کی سمت روانہ ہونا۔ تیسرا مقدمہ فیروز شاہ کا ٹھٹھہ وارد ہونا۔ چوتھا مقدمہ لشکر دہلی کا ٹھٹھہ کے باشندوں سے جنگ کرنا۔ پانچواں مقدمہ فیروز شاہ کا ٹھٹھہ سے دستکش ہو کر جانب گجرات روانہ کرنا۔ چھٹا مقدمہ لشکر فیروز شاہ کا کچھ کی رن میں پہنچنا۔ ساتواں مقدمہ بادشاہ کے لشکر کا کچھ کی رن میں گریہ وزاری کرنا۔ آٹھواں مقدمہ فیروز شاہ کا گجرات پہنچنا۔ نواں مقدمہ خان جہاں کا گجرات میں بھی ساز و سامان فیروز شاہ کی خدمت میں روانہ کرنا۔ دسواں مقدمہ فیروز شاہ کا ٹھٹھہ سے گجرات روانہ ہو گیا۔ گیارھواں مقدمہ فیروز شاہ کا ٹھٹھہ میں وارد ہونا اور اہل لشکر کی خوش حالی۔ بارھواں مقدمہ عماد الملک اور ظفر خاں کا دریائے سندھ کو عبور کر کے اہل سندھ سے جنگ کرنا۔ تیرھواں مقدمہ عماد الملک کا طلب حشم میں دہلی وارد ہونا۔ چودھواں مقدمہ اہل ٹھٹھہ سے صلح کا آغاز۔ پندرھواں مقدمہ۔ بانبھ کا فیروز شاہ کی بارگاہ میں حاضر ہونا۔ سولھواں مقدمہ سلطان فیروز شاہ کا دہلی واپس آنا۔ سترھواں مقدمہ خان جہاں کا بادشاہ کے استقبال میں دیپال پور تک سفر کرنا۔ اٹھارھواں مقدمہ مہم ٹھٹھہ سے واپس آکر خاص گھڑیال کا وضع کرنا۔

قسم چہارم۔ سلطان فیروز شاہ کا مہمات بزرگ سے دستکش ہو کر مملکت کی اصلاح میں مشغول ہونا۔ اٹھارہ مقدمات

پہلا مقدمہ سلطان فیروز شاہ کا مہمات ملکی سے باز رہنا۔ دوسرا مقدمہ

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

بادشاہ کا تمام بندگان درگاہ کے لئے اہتمام و انتظام کرنا۔ تیسرا مقدمہ خلیفہ بغداد کا جامہ خلعت فیروز شاہ کے لئے آنا۔ چوتھا مقدمہ فیروز شاہ کا محل بار میں جلوس کرنا۔ پانچواں مقدمہ عہد فیروز شاہی کے ملوک کی خوشی و مسرت۔ چھٹا مقدمہ فراخی سال و نعمت کا بیان۔ ساتواں مقدمہ احوال حشم کی شرح و تفصیل۔ آٹھواں مقدمہ پسر عماد الملک کے اسباب کا سلطان فیروز شاہ کی خدمت میں کیفیت بیان کرنا اور بادشاہ سے جواب باصواب حاصل کرنا۔ نواں مقدمہ سنگین مناروں کے بنانے کی کیفیت۔ دسواں مقدمہ فیروز شاہ کی صید افگنی کے حالات۔ گیارھواں مقدمہ فیروز شاہ کی جاگیر و مختلف عمارات کا ذکر۔ بارھواں مقدمہ فیروز شاہ کا بیکاروں کے گروہ کو طلب کرنا۔ تیرھواں مقدمہ کارخانہ جات فیروز شاہی کے اسباب کا ذکر۔ چودھواں مقدمہ سکۂ ششگانی کی تفصیل۔ پندرھواں مقدمہ خیرات خانہ و شفا خانہ کی بنا کے حالات۔ سولھواں مقدمہ جشن شاہی کی تفصیل و بیان۔ سترھواں مقدمہ سلطان فیروز شاہ کا کو ابدنما زجہا اپنے حضور میں پیش طلب کرنا۔ اٹھارھواں مقدمہ توہائے جدید کے بیان میں۔

قسم پنجم سلطان فیروز شاہ کی مخلوقی کا ذکر۔ شاہزادہ فتح خاں کی وفات

بعض خانان و ملوک کی عظمت و بزرگی کا بیان جو آخر عہد میں تھے

اٹھارہ مقدمات

پہلا مقدمہ سلطان فیروز شاہ کی مخلوقی کے بیان میں۔ دوسرا مقدمہ کا شروع مراسم کو دور کرنے کے بیان میں۔ تیسرا مقدمہ شاہی دربار سے کے دیرینہ دستار داروں کا چلا جانا۔ چوتھا مقدمہ غیر مسلم افراد پر جزیہ عائد کرنا۔ پانچواں مقدمہ دو مرد درد القا اور ایک مرد پست قد اور دو عورت باریش کا ذکر۔ چھٹا مقدمہ خان اعظم تاتار خاں کی شکست کا بیان۔ ساتواں مقدمہ [illegible] کا ذکر۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sira

آٹھواں مقدمہ ملک نائب باربک کی بزرگی و حشمت کا بیان۔ نواں مقدمہ بشیر سلطانی ملک ملوک الشرق عماد الملک کی عظمت و جلال کا بیان۔ دسواں مقدمہ سید الحاجب کی مصاحبت کا ذکر۔ گیارھواں مقدمہ شمس الدین ابو رجا کا حال۔ بارھواں مقدمہ شمس الدین دامغانی کی بغاوت کا حال۔ تیرھواں مقدمہ۔ بادشاہ کا خلقی گروہ کو قتل کرنا۔ چودھواں مقدمہ۔ سلطان فیروز شاہ کا آخر عمر میں تبدیلیاں کو روا رکھنا، مساجد کو آراستہ کرنا اور مظلوم افراد کی داد رسی کرنا۔ پندرھواں مقدمہ بادشاہ کی حضرت سید جلال بخاری سے آخری ملاقات۔ سولھواں مقدمہ سلطان فیروز شاہ کی ندامت کے بیان میں۔ سترھواں مقدمہ تغلق شاہ کو خواجہ جہان کے سپرد کرنا۔ اٹھارھواں مقدمہ۔ اس سحر کا بیان جو سلطان فیروز پر کیا گیا۔

قسم اوّل

سلطان فیروز کی ولادت سے جلوس تک اٹھارہ مقدمات

پہلا مقدمہ

سلطان فیروز شاہ کی ولادت کے بیان میں ہے جو ۷۰۹ھ ہجری میں واقع ہوئی

سلطان فیروز کے والد کا نام سپہ سالار رجب ہے۔

پروردگار عالم نے سپہ سالار رجب کو ہر صفت سے بہرہ اندوز فرمایا تھا۔

سپہ سالار رجب سلطان غیاث الدین تغلق کا برادر حقیقی تھا چنانچہ ان کی ولادت کا حال مورخ سلطان تغلق کے مناقب میں مفصل بیان کر چکا ہے۔

مختصر یہ کہ یہ ہر سہ برادر یعنی تغلق، رجب اور ابوبکر سلطان علاء الدین کے

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

عہد حکومت میں خراسان سے دہلی وارد ہوئے۔

علاء الدین نے حکمت الٰہی کے تقاضے سے ان ہر سہ برادر کو شاہانہ نوازش سے سرفراز فرمایا اور یہ ہر سہ برادر تخت علائی کے روبرو استادہ رہتے اور شائستہ خدمات بجا لاتے تھے۔

سلطان علاء الدین نے ان کی شجاعت و دلاوری کو دیکھ کر اور آثار بزرگی جو فیروزی ان کی پیشانی پر معائنہ کر کے شہر مشہور یعنی دیپالپور کی حکومت سلطان تغلق کو عطا کی۔

غرضکہ یہ ہر سہ برادر کاروبار و مصالح ملکی میں مصروف ہوئے۔

سلطان تغلق کو یہ خیال ہوا کہ سپہ سالار رجب کا دیپالپور کے کسی راجہ کی دختر سے عقد کرے۔ سلطان تغلق اسی تلاش و جستجو میں تھا کہ بعض مشہور افراد نے بیان کیا کہ رانا مل بھٹی کی دختر جو صاحب حسن و جمال ہے اور ہر طرح کے محاسن سے آراستہ ہے۔

اس زمانے میں خدا کی حکمت سے قوم بھٹیا و بھٹی کی تمام رانگی قصبہ ابوہر سے جو دیپالپور کے مضافات میں داخل ہے متعلق تھی اور جنگل کی زمین بھی اسی قطعۂ ملک میں شامل تھی

اس وقت قصبہ ابوہر کی حکومت سلطان تغلق کی جانب سے مؤرخ کے جد ملک سعد الملک شہاب عفیف کے ذمے تھی۔

سلطان تغلق نے مورخ کے جد کے مشورے سے چند قاصد رانا مل کے دربار میں روانہ کر کے نسبت کا پیغام دیا۔

قاصدوں نے سلطان تغلق کا پیغام پہنچایا اور رانا مل نے انتہائے غرور و نخوت سے ناہموار کلمات زبان سے ادا کیے۔

اس خبر سے سلطان تغلق کو اطلاع ہوئی اور اس نے سعد الملک سے مشورہ کیا۔ بحث قیل و قال کے بعد یہ طے پایا کہ رانا مل کی تلونڈی میں قیام کر کے اس سے سالانہ مال طلب کرنا چاہیے اور ایک ہی دفعہ کر کے مال لینا چاہیے۔

دوسرے روز سلطان تغلق رانا مل کی تلونڈی کو گیا اور سالانہ نقد قسم معین طلب کیا۔ تمام مقدم و چودھری ملک کے طلب کیے گئے اور ان پر زد و کوب

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sira

ہونے لگی اور تمام مال نقد طلب کیا گیا۔

رانا مل کا تمام ملک عاجز ہو گیا اور خلقت قدرا تلف ہونے لگی۔

یہ زمانہ سلطان علاء الدین کے عہد حکومت کا تھا جس کی وجہ سے اہل ملک زیادہ شور و شغب نہ کر سکے۔ غرضکہ دو تین روز گزرنے کے بعد رانا مل کی رعایا بیحد تنگ ہوئی۔

ایک صادق و راست گو شخص نے مورخ عفیف سے خود بیان کیا کہ اس سختی کے عالم میں رانا مل کی مادر جو ضعیفہ عورت تھی شام کے وقت سلطان تغلق کی سختی و شدت کی وجہ سے گریہ کناں رانا مل کے محل میں گئی اور ناامیدی کے کلمات زبان سے نکالنے اور زار زار رونے لگی۔

ایسی حالت میں رانا مل کی دختر سعید یعنی سلطان فیروز کی مادر صاحب زنان صحن خانہ میں کھڑی تھی۔

دختر نیک اختر نے جدہ کو گریہ کی حالت میں دیکھ کر فریاد و زاری کا سبب دریافت کیا۔

رانا مل کی مادر نے جواب دیا کہ یہ گریہ و زاری تیری وجہ سے اور تیری جان کے لئے ہے۔ اگر تو اس کا سبب نہ ہوتی تو سلطان تغلق ہمارے ملک کی رعیت پر یہ سختی نہ کرتا۔

راوی راست گفتار کا بیان ہے کہ دختر نے یہ سن کر جواب دیا کہ اے جدہ اگر میرے سپرد کرنے سے خلقت کے سر سے بلا ٹلتی ہے اور تمہاری بیشمار رعیت کو نجات حاصل ہوتی ہے تو ان کا پیغام قبول کر لینا چاہئے۔

اس سے پیشتر ایک دختر اور مغل اپنے ہمراہ نے گئے تھے۔

مادر رانا مل اپنے فرزند کے پاس گئی اور دختر کا قول بیان کیا۔

رانا مل نے بھی اسی میں خیر دیکھی اور دختر کی رائے کے مطابق عمل کرنے کا ارادہ کیا۔

اس راز کو جدہ مورخ سے بیان کیا اور سلطان تغلق کو پیغام دیا کہ رانا مل اپنی دختر سپہ سالار رجب کو دینے کے لئے تیار ہے۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-si

غرضکہ اس کار خیر سے فراغت ہوئی اور دختر نیک ساعت میں دیپالپور لائی گئی۔ یہ دختر یعنی مادر سلطان فیروز رانا مل کے یہاں بی بی نائلہ کے نام سے مشہور تھی لیکن سپہ سالار رجب سے نکاح ہونے کے بعد سلطان تغلق نے بی بی کدبانو کے نام سے موسوم کیا۔

غرضکہ عقد کے چند سال بعد بی بی کدبانو حاملہ ہوئی اور دس ماہ گذرنے کے بعد وقت سعد روز مبارک میں سلطان فیروز شاہ عدم سے عالم وجود میں آیا۔

فیروز شاہ کے روز تولد تغلق شاہ نے خلق خدا کو بخشش و انعام سے مالامال کیا۔ مورخ کے جد امجد یعنی شمس شہاب عفیف بھی اسی روز پیدا ہوئے۔

مورخ کے بزرگوں کی عورات کی اس زمانے میں دیپالپور میں سلطان تغلق کے محل میں آمد و رفت تھی اور مخدومۂ جہاں کے حضور میں حاضر ہوتی تھیں۔

بارہا مورخ کی پر دادی نے بیان کیا ہے کہ میں گاہ گاہ سلطان فیروز کو اپنا دودھ پلاتی تھی اور اسی طرح خود سلطان فیروز شاہ نے بارہا مورخ کے والد ماجد کی طرف اشارہ کر کے فرمایا ہے کہ میں نے ان کی جدہ کا دودھ پیا ہے۔

مختصر یہ کہ سلطان فیروز شاہ پیدا ہو کر ہفت سالہ ہوئے۔ خدا کی مشیت کے مطابق سپہ سالار رجب نے وفات پائی۔

اس روز سلطان تغلق کو بیحد رنج ہوا۔

راست گفتار راویوں کا بیان ہے کہ عین اس عالم میں سلطان فیروز کی ماں گریہ وزاری میں جیسا کہ عورات کا قاعدہ ہے معروف تھی اور رو رو کر پکارتی تھی کہ کیوں روز مصیبت پیش آیا کہ اس بچے کی کیونکر پرورش کرسکوں گی اور اس یتیم فرزند کا کیا حال ہوگا۔

سلطان فیروز کی غمزدہ مادر کا بیان سلطان تغلق نے بھی سنا اور کلمات تسکین خود اپنی زبان سے ادا کیے اور بہت دلداری کے بعد کہا کہ تم غم نہ کرو۔ یہ بچہ میرا فرزند ہے اور میرا جگر گوشہ ہے جب تک کہ خدا کے فضل و کرم سے میری حیات باقی ہے کسی اندیشہ و فکر کا مقام نہیں ہے۔

غرضکہ بی بی کدبانو کے بطن سے صرف یہی ایک فرزند سلطان فیروز پیدا ہوا۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sira

اس کے علاوہ کوئی پسر و دختر تولد نہیں ہوئے۔

یہ امر مشہور ہے کہ ملک قطب الدین بھی سلطان فیروز شاہ کا برادر حقیقی تھا درست و صحیح ہے لیکن واقعہ یہ ہے کہ ملک قطب الدین سپہ سالار رجب کی دوسری زوجہ کے بطن سے پیدا ہوا تھا۔ اسی طرح ملک نائب بار بک بھی فیروز شاہ کا علاتی بھائی تھا جو دوسری ماں سے پیدا ہوا تھا۔

مختصر یہ کہ سلطان فیروز شاہ ہفت سالہ پسر تھا کہ باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ فیروز شاہ نے آئین تاجداری و قوانین جہانداری کی سلطان تغلق و سلطان محمد دو بادشاہ سے پائی ہے۔

سلطان تغلق و سلطان محمد ہر دو فرماں روا امور سیاست میں فیروز شاہ کے ہادی و استاد تھے۔ امور جہانداری کی بابت تاتار خاں نے بار بار یہ کہا ہے کہ ہمارے گروہ میں جہانداری کے جو اسرار سلطان فیروز شاہ کے سینے میں محفوظ ہیں ہم میں سے کسی کو اس کا خیال بھی نہیں آسکتا۔ غرضیکہ سلطان فیروز شاہ کی ولادت کا صحیح حال یہ ہے جو مورخ نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے۔

دوسرا مقدمہ

سلطان فیروز شاہ کا سلطان تغلق و سلطان محمد سے رسم تاجداری کی تعلیم حاصل کرنا

نقل ہے کہ سلطان فیروز شاہ سلطان تغلق کے جلوس کے وقت چہار دہ سالہ تھا اور سلطان تغلق نے ساڑھے چار سال حکمرانی کی۔

اس مدت حکومت میں فیروز شاہ ہمیشہ سلطان تغلق کی خدمت میں حاضر رہا۔

آئین جہانداری و قوانین شہریاری کے جس قدر احکام سلطان تغلق نے نافذ فرمائے فیروز شاہ نے اپنے الہام الٰہی کی برکت سے تمام و کمال سمجھے اور یاد کر لیے۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-si

سلطان تغلق کا دورِ حکومت ختم ہوا اور دہلی کی عنانِ حکومت سلطان محمد کے ہاتھوں میں آئی۔

سلطان محمد نے تختِ حکومت پر جلوس کیا اور سلطان محمد کے جلوس کے وقت فیروز شاہ کا سن اٹھارہ سال کا تھا۔

سلطان محمد نے فیروز شاہ کو نائب امیر حاجب مقرر کر کے نائب باربک کا خطاب عطا کیا اور بارہ ہزار سوار فیروز شاہ کی ماتحتی میں مقرر کیے گئے۔

سلطان محمد فیروز شاہ پر بیحد مہربان تھا اور اس کی شفقت و عنایت کا یہ عالم تھا کہ معاملاتِ ملکی میں جو مہمات اس کے روبرو پیش ہوتے ان سے کنایہ و اشارہ میں سلطان فیروز شاہ کو آگاہ کرتا۔ سلطان محمد فیروز شاہ کو ہر وقت اپنے روبرو رکھتا۔

فیروز شاہ اس زمانے میں بھی تمام خلقِ خدا پر لطف و کرم کرتا اور اپنے بے پایاں احسان سے مخلوق کو شاد و مطمئن کرتا۔

فیروز شاہ ہر حاجتمند کی حاجت کو پورا کرتا اور اہلِ احتیاج کی ضروریات پورا کرنے میں ایک لمحے کا توقف بھی نہ کرتا۔

جس وقت کہ سلطان محمد شاہ نے خدا کی توفیق سے دہلی کی سلطنت کو چار حصوں میں تقسیم کیا جیسا کہ مورخ عفیف نے سلطان محمد کے حالات میں شرح و تفصیل سے بیان کیا ہے تو سلطان محمد شاہ نے ایک حصۂ ملک فیروز شاہ کے بھی سپرد کیا تاکہ فیروز شاہ آئین و قواعد جہانداری میں پختہ کار ہو جائے۔

بزرگوں نے اس اسرار کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے کہ جو شخص ایک معاملے کو انجام دے سکتا ہے وہ تمام مملکت کے مہمات کو بخوبی حل کر سکتا ہے۔

سلطان محمد نے اپنی معاملہ فہمی سے ملک کا جو حصہ تھا حقِ سلطان فیروز کے حوالے کیا تاکہ توفیقِ الٰہی و عنایتِ ایزدی سے یہ حکومت آئینِ جہانداری میں فیروز شاہ کی ہادی و استاد ثابت ہو۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sira

عوام کا یہ قول کہ سلطان محمد فیروز شاہ پر بیحد سختی کرتا تھا بالکل صحیح ہے اور یہ کہ سلطان محمد بیشتر اوقات فیروز شاہ سے محبت و شفقت کرتا تھا درست و راست ہے لیکن سلطان محمد کے یہ شدائد اس لیے نہ تھے کہ اس کو فیروز شاہ کے ساتھ کسی قسم کی مخالفت یا عداوت تھی اس لیے کہ اگر یہ فعل حسد و عداوت پر مبنی ہوتا تو سلطان محمد فیروز شاہ کو اپنے سے دور کر دیتا۔

چونکہ سلطان محمد صاحب جاہ و جلال و فہم و فراست تھا اور اس بادشاہ کے ہر رگ و پے میں عقل و دانش سرایت کر گئی تھی سلطان محمد نے مملکت داری میں ہر قسم کے عمدہ قواعد سے عالم و اہل عالم کو مستفید فرمایا۔ ان تمام شدائد سے سلطان محمد کا مقصد یہ تھا کہ سلطان فیروز شاہ معاملات جہانداری میں پختہ و ماہر ہو جائے۔ چنانچہ سلطان فیروز شاہ سلطان محمد کی وفات کے وقت پینتالیس سال کا جوان کامل ہو چکا تھا۔

تیسرا مقدمہ

جلوس فیروز شاہی کی تفصیل

منقول ہے کہ سلطان محمد شاہ نے اس جہان فانی سے رحلت کی اور مغلوں کے ایک گروہ نے لشکر گاہ کو غارت و تباہ کیا اور ملک کے تاراج کرنے پر متوجہ ہوئے۔

ایسی نازک حالت میں تمام خوانین و ملوک نیز تمام علماء و مشائخ نے جو سلطان محمد کے ہمراہ ٹھٹھہ میں مقیم تھے مجلس شوریٰ منعقد کی۔

ان تمام بزرگوں نے یہ طے کیا کہ بغیر امام کے چارہ کار نہیں ہے۔

ظاہر ہے کہ شہر دہلی بیحد دور ہے اور اس عالم میں یہ حادثہ واقع ہوا کہ سلطان محمد نے جنت کی راہ لی اور مغلوں کا گروہ ہمارے مقابلے میں لشکر گاہ کو تباہ و برباد کر رہا ہے۔

Explain-and-Send-Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

مغلوں کا ایک گروہ لشکرگاہ کو تباہ کرکے چار سے قریب اس طلیع و حوش میں مقیم ہے کہ شاید اس کامیابی کے بعد اُن کو مزید فائدہ پہنچے اور اُن کی غارتگری میں اضافہ ہو۔

غرضیکہ سلطان محمد کے اعیان دولت نے مشورہ کیا اور خواتین و امرا و نیز علما و مشائخ جو دینی و دنیاوی گروہ نے طے کیا کہ سلطان فیروز شاہ کو بادشاہ تسلیم کرکے جہانداری کی عنان دولت اُس کے ہاتھ میں دیں۔

سلطان فیروز خوف الٰہی کی وجہ سے اپنے کو امانت جہانداری کا اہل نہ خیال کرتا تھا۔

فیروز شاہ نے خواتین و مشائخ سے کہا کہ میں نے طواف خانہ کعبہ کا ارادہ کیا ہے مجھ کو اس منصب جلیل سے معاف رکھو۔

یہاں انتہا ابتدا ہی میں سلطان فیروز شاہ کی جہانداری کی گفتگو مشائخ کرام کے طریقۂ تحکیم کے موافق تھی۔

واضح ہو کہ امامت طریقت میں یہ ایک شرط ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ بعض پیران طریقت اپنی رحلت و وصال کے وقت اپنے کسی مرید کو اپنی بجائے تحکیم سے مرشد بناتے ہیں اور اپنا سجادہ طریقت اُس مرید کے حوالے کرتے ہیں۔ مرید صادق ارشاد کے بار عظیم کے اٹھانے سے انکار کرتا ہے لیکن مرشد اُس کو اپنا صاحب سجادہ مقرر کرکے رحلت فرماتا ہے۔

اس قسم کے طریقے کو اصطلاح مشائخ میں خرقۂ تحکیم کہتے ہیں

یہ امر واضح رہے کہ اس خرقۂ تحکیم کا ارباب طریقت میں بہت بلند پایہ و مرتبہ ہے۔

اسی طرح سلطان محمد کے بعد امامت جہانداری و منصب حکمرانی کے لئے تمام خانان و ملوک و قضاۃ و علما و مشائخ نے جو ٹھٹھہ میں سلطان محمد کے ہمراہ تھے سلطان فیروز پر یعنی ایک ہی رائے پر اتفاق کیا اور تمام حضرات نے سلطان فیروز کو بادشاہ تسلیم کیا۔ لیکن خود فیروز شاہ نے اس بار گراں کے اٹھانے سے انکار کیا۔ اس امر سے واضح ہوتا ہے کہ یہ صفت صرف اولیاء اللہ میں پائی جاتی ہے دگر اغیار میں۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

ظاہر ہے کہ امامت جہانداری کا بار بیحد مشکل ہے اور اس کی بابت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہر فرماں روا سے اس کی رعیت کی بابت سوال کیا جائے گا۔

غرضکہ ہر شخص نے اس رائے سے اتفاق کیا اور اس رائے کو ہر فرد بشر نے پسند کیا۔

اس واقعے کی اطلاع دختر سلطان تغلق المعروف بہ خداوندزادہ کو جو لشکر کے ہمراہ تھی ہوئی اور بیگم نے خوانین و ملوک کو پیغام دیا کہ میرے فرزند خسرو ملک کی موجودگی میں نائب امیر حاجب کو فرماں روا تسلیم کرنا زیبا نہیں ہے سلطان تغلق میرا پدر اور سلطان محمد میرا برادر حقیقی تھا اس نسبت سے میرے فرزند کی موجودگی میں غیر کو حق وراثت نہیں پہنچتا۔

بعض راویوں نے بیان کیا ہے کہ خداوندزادہ نے اس موقع پر کلمات ناسزا بھی اپنی زبان سے نکالے۔ تمام ملوک و خوانین کو خداوندزادہ کے پیغام سے اطلاع ہوئی اور ہر شخص یہ پیغام سن کر بیحد غضب آلود ہوا۔ تمام امراء و مشائخ نے اتفاق کر کے ملک سیف الدین خوجو کو خداوندزادہ کے پاس روانہ کیا۔

ملک مذکور مشہور زمانہ امیر تھا اور اس کی عادت تھی کہ بیحد زور وجاہت کے ساتھ راست گفتاری سے کام لیتا تھا۔

ملک سیف الدین خداوندزادہ کے پاس گیا اور نرم کلمات میں صاف صاف اس سے کہا کہ اے عورت اگر ہم فیروز شاہ کی موجودگی میں تیرے فرزند کو بادشاہ تسلیم کرینگے تو تجھکو اپنے گھر کا منہ دیکھنا نصیب ہوگا اور نہ ہم اپنے زن و فرزند کے دیدار سے شاد ہونگے۔

تیرا فرزند لائق جہانداری نہیں ہے اور اس سے فرمانروائی کا بار نہ اٹھے گا۔

ہم غیر ملک میں مقیم ہیں اور ہمارے دشمن یعنی مغل ہمارے سر پر سوار ہیں۔ اگر اس لشکر سے اپنی نجات کی طالب ہے تو ہماری رائے سے اتفاق کر ہم وعدہ کرتے ہیں کہ فیروز شاہ کا مرتبہ و خطاب یعنی نائب باربکی کا عہدہ تیرے فرزند کو عطا کریں گے۔

ملک سیف الدین کی اس گفتگو سے خداوندزادہ خاموش ہو گئی اور ملک سیف الدین نے واپس ہو کر تمام افراد کو حقیقت حال سے آگاہ کیا۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-si

غرضکہ تمام خوانین و ملوک نے بالاتفاق سلطان فیروز شاہ کو بادشاہ تسلیم کیا اور تاتار خاں جو اس مجمع میں سب سے زیادہ ضعیف العمر تھا کھڑا ہوا اور اس نے زور کر کے سلطان فیروز کا بازو پکڑا تاکہ اس کو زبردستی تخت سلطنت پر بٹھائے۔

اس موقع پر سلطان فیروز شاہ نے کہا اگر یہ بار عظیم تم میری گردن میں آویزاں کرتے ہو تو تھوڑا صبر کرو تاکہ میں وضو کر لوں۔ فیروز شاہ نے وضو کر کے دوگانہ نماز ادا کیا۔ فیروز شاہ نے سر نیاز زمین پر رکھ کر خدا کی بارگاہ میں دعا کی۔

فیروز شاہ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور وہ کہہ رہا تھا کہ خداوندا مملکت کا اطمینان و رفاہیت اور عالم کا انتظام و توفیق جہانداری انسان کے اندازۂ قوت سے باہر ہے۔ نظام عالم کا انحصار تیرے حکم پر ہے۔ خداوندا تو میری قوت و پناہ ہے۔

فیروز شاہ کی گفتگو کے بعد اس کے سر پر تاج جہانداری رکھا گیا۔

اس کثیر مجمع نے جو اس جشن جلوس میں شریک تھا مورخ عفیف نے روایت کی ہے کہ فیروز شاہ نے خلعت شاہی جامۂ ماتم کے اوپر پہنا۔

ہر چند سلطان محمد کے امرا و خوانین نے اصرار کیا کہ جامۂ ماتم دور کیا جائے لیکن فیروز شاہ نے قبول نہ کیا اور کہا کہ اگرچہ مصلحت ملکی کے اعتبار سے میں نے خلعت شاہی پہنا ہے لیکن اس کی وجہ سے میں جامۂ ماتم نہیں اتار سکتا۔ اس لیے کہ سلطان محمد میرا آقا و مربی اور ہر حالت میں میرا رہنما تھا۔ میری تو دلی آرزو یہ تھی کہ طواف کعبہ کی سعادت حاصل کروں۔ چونکہ آپ صاحب اصرار کے ساتھ مجھ کو مانع آئے اس لیے میں نے مجبوراً اس منصب کو قبول کر لیا۔ میرے حق میں یہی بہتر ہے کہ جامۂ شاہی کو لباس ماتم کے اوپر پہنوں۔

غرضکہ سلطان فیروز شاہ نے خلعت بادشاہی پہنا اور سواری کے لیے ہاتھی حاضر کیا گیا۔

درگاہ شاہی کے نقیبوں اور چاؤشوں نے آواز سلامت بلند کی اور شادیانے کے نقارے بجنے لگے۔ تمام خلائق مسرت و شادمانی میں مشغول ہوئی اور ہر شخص نشاط و خرمی کا متوالا بن گیا۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

غرضکہ سلطان فیروز نے اوّل کام یہ کیا کہ بشیر ابرو چشم کو حاضر کرے جس کی وجہ سے اس شخص کو عماد الملک کا عہدہ عطا ہوا۔

واضح ہو کہ فیروز شاہ نے چھبیس محرم ۷۵۲ھ میں تخت پر جلوس کیا۔

سلطان فیروز شاہ اُسی طرح ہاتھی سوار حرم شاہی کے اندر گیا اور مخدومہ زادہ کے قدموں پر سر رکھ دیا۔ مخدومہ زادہ نے فیروز شاہ کو سینے سے لگایا اور سلطان تغلق و سلطان محمد کی یادگاری کلاہ جس کی قیمت ایک لاکھ تنکہ تھی اپنے ہاتھ سے فیروز شاہ کے سر پر رکھی۔

فیروز شاہ حرم سرا سے باہر نکلا اور مخلوق کو اطمینان حاصل ہوا۔

چوتھا مقدمہ

سلطان فیروز شاہ کا مغل قوم سے جنگ کرنا

نقل ہے کہ سلطان فیروز شاہ کے جلوس سے خلقت خدا بیحد خوش و مطمئن ہوئی لیکن باوجود اس کے تمام افراد مغلوں کے لشکر کے خوف سے لرزہ براندام تھے مغلوں کے لشکر نے بنگاہ شاہی کو تاراج و برباد کر دیا تھا۔

باوجود اس تباہی کے حریف کی فوج نے بھی اپنی قیامگاہ دہلی کے لشکر کے جوار میں مقرر کی تھی اور ہر وقت کمین گاہ میں تھی۔

تمام خوانین و ملوک جمع ہوگئے۔

سلطان فیروز نے ارادہ کیا کہ مغلوں سے جنگ کرے اور تمام پہلوانان زمانہ و دلیران لشکر و غازیان خان ملک دلاور اور جنگجو افسر اور نیز تمام سواروں اور پیادوں نے جسم پر ہتھیار لگائے اور گھوڑوں پر چار جامہ کسا۔

مہیب ہاتھی آراستہ کئے گئے اور تمام سوار و پیادوں کی جرار فوج حاضر ہوئی۔

سلطان فیروز شاہ مغلوں پر حملہ کیا اور طرفین میں شدید خونریز جنگ واقع ہوئی

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-si

اور ہر فریق نے فتح حاصل کرنے کی بہت کوشش کی۔

خدا کی مدد اور اس کے حکم سے نیز فیروز شاہ کے اقبال سے مغلوں کو شکست ہوئی اور حریف کے ہر سوار و پیادہ کو جانی و مالی نقصان پہنچا۔

سلطان فیروز شاہ کو غیبی فتح نصیب ہوئی، خلقت کے لئے تمام شادمانی کے دروازے کھل گئے۔ تمام خلقت بازار جنگ میں جہاں کہ مغل اسیر تھے، جمع ہوئی۔

بادشاہ نے تمام قیدیوں کو رہا کر دیا اور مغلوں نے بہ دقت و خواری سے اپنی جان بچائی۔

یہ اوّل فتح تھی جو فیروز شاہ کو نصیب ہوئی اور اس فتح سے تمام خلق میں خوشی و مسرت کا دور دورہ ہوا۔ سلطان فیروز شاہ تمام لشکر و فیل کے ہمراہ دہلی واپس ہوا۔

اب مؤرخ ملوک و خواتین شہر کے حالات معرض تحریر میں لاتا ہے۔

پانچواں مقدمہ

خواجہ ایاز کا غلطی سے ایک طفل کو سلطان محمد کا پسر کہہ کر بادشاہ بنانا

نقل ہے کہ جب سلطان محمد نے آخر بار دولت آباد کا سفر کیا تو چند امرا کو دہلی میں قیام کرنے کا حکم دیا۔

ان امرا میں ایک ملک کبیر تھا، دوسرا قتلغ خاں اور سوم سلطان فیروز جو اس زمانے میں نائب امیر حاجب تھا۔ ملک کبیر و قتلغ خاں نے سلطان محمد کی وفات سے قبل ہی دنیا کو خیر باد کہا اور سلطان محمد نے فیروز شاہ کو اپنے حضور میں طلب کر لیا۔

چونکہ دہلی کی سلطنت خالی تھی سلطان محمد نے خواجہ جہاں کو ٹھٹھہ سے دہلی روانہ کیا تاکہ خواجہ جہاں دہلی میں اس کی نیابت کرے۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

بعض اور امرا بھی خواجہ جہاں کے ہمراہ تھے چنانچہ قوام الملک و ملک حسین و ملک حسام الدین اوزبک و ملک خطاب و دیگر اشخاص خواجہ جہاں کے رفیق طریق تھے۔

اس معاملے میں عام روایت تو یہ ہے کہ خواجہ جہاں کو معلوم ہوا کہ سلطان محمد نے وفات پائی اور تمام خوانین و ملوک و نیز مشائخ و اہل سلوک نے جو بادشاہ کے ہمراہ تھے، سلطان فیروز شاہ کو حکمراں تسلیم کر لیا ہے۔

خواجہ جہاں نے یہ اخبار سن کر پسر سلطان محمد کو دہلی میں تخت حکومت پر بٹھایا اور سلطان فیروز کے مقابلے میں صف آرا ہوا۔

خواجہ جہاں نے خلقت کو اپنا ہم خیال بنایا اور جنگ آزمائی کا ارادہ کیا لیکن عوام کی یہ روایت صحیح نہیں ہے۔ مورخ عفیف نے مثل پارینہ داستان کے یہ قصہ مجلس عالی لشکر خاں سے یوں سنا ہے کہ سلطان محمد نے ٹھٹھہ میں وفات پائی اور خراسان کے امرائے ہزارہ نے جو سلطان محمد کی امداد کو آئے تھے، بازار بزرگ کو تاراج کیا جیسا کہ مورخ عفیف نے سلطان محمد کے حالات میں مفصل بیان کیا ہے۔

مختصر یہ کہ غارتگری کے روز لشکر کے تمام اشخاص پراگندہ ہو گئے اور ہر شخص کا جدھر سینگ سمایا اُس جانب روانہ ہو گیا۔

سلطان فیروز شاہ نے تخت حکومت پر جلوس بھی نہ کیا تھا کہ اُس وقت شیخ تو لی تون نامی ایک غلام نے جس کو خواجہ جہاں نے اس سے قبل سلطان محمد کے حضور میں روانہ کیا تھا عین اسی عالم فساد میں لشکر سے جدا ہو کر دہلی روانہ ہوا۔

شیخ صحیح و سلامت دہلی پہنچا اور اُس نے خواجہ جہاں سے بیان کیا کہ سلطان محمد نے وفات پائی اور مغلوں کے ایک گروہ نے لشکر پر حملہ کر کے بازار بزرگ و تمام باشندوں کو تباہ و برباد کر دیا۔

مغلوں کے اس حملے سے لشکر میں ابتری پھیل گئی اور شدید خوں ریزی واقع ہوئی۔

شیخ مذکور نے یہ بھی بیان کیا کہ تاتار خاں و ملک امیر حاجب یعنی فیروز شاہ

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-si

غائب ہو گئے ہیں۔ اس کا پتا نہیں ہے کہ غائب امرا مغلوں کے ہاتھ میں گرفتار ہوئے یا قتل کیے گئے۔

اس کے علاوہ اکثر ملوک نے اس جنگ میں مرتبۂ شہادت حاصل کیا۔

غرضکہ شیخ مذکور نے یہ بیان کیا کہ سلطان محمد کے لشکر میں یہ حادثہ پیش آیا۔

واضح ہو کہ شیخ مذکور مشہور غلام تھا چنانچہ اہل دہلی آج تک اس کے نام سے واقف ہیں۔

خواجۂ جہاں نے یہ واقعہ سنا اور سلطان محمد کی وفات اور سلطان فیروز شاہ کی عدم موجودگی پر صف ماتم بچھائی اور بے حد افسوس و رنج کا اظہار کیا۔

واضح ہو کہ خواجۂ جہاں اور سلطان فیروز شاہ میں اس درجہ محبت تھی کہ غیر شخص کو اس رابطۂ اتحاد میں دخل نہ تھا لیکن خواجۂ جہاں نے فیروز کو اپنی زبان سے پسر خواندہ کہا تھا۔

خواجہ نے شیخ کو راست گفتار خیال کیا اور اپنی رائے سے اقتدار کے سلطان محمد کو بادشاہ بنایا

خدا کی قدرت و حکمت سے خواجۂ جہاں کا یہ فعل غلط ثابت ہوا۔

خواجہ جہاں نے سنا کہ ملک امیر حاجب زندہ ہے اور انھوں نے تخت حکومت پر جلوس کیا ہے۔ خواجۂ جہاں اپنی رائے کی غلطی سے واقف ہوا۔

یہ امر کہ خواجۂ جہاں حشم و لشکر کو جمع کرتا اور جنگ کی تیاری کرتا تھا یہ مصلحت ملکی کا تقاضا تھا۔

ظاہر ہے کہ ملکی معاملات و رسوم جہانداری میں کوئی فرد بھی اس وقت تک اپنی غلطی سے واقف نہیں ہوتا جب تک کہ ہر دو فریق کے درمیان صلح نہ ہو اور جب تک کہ اس خطرۂ عظیم سے نجات نہ حاصل ہو انسان کو فکر و تدبیر سے غافل نہ ہونا چاہیے

غرضکہ خواجۂ جہاں نے بے حد لشکر و حشم جمع کیا اور خلقت کو اپنے حلقۂ ملازمت میں داخل کرنے لگا اور اس طرح تقریباً بیس ہزار سوار اپنے گرد جمع کر لیے۔

خواجۂ جہاں نے اپنے ملازمین کو بے حد مال و زر عنایت کیا۔

اگرچہ اس زمانے میں خزانہ معمور نہ تھا اس لئے کہ سلطان محمد نے اپنے بست و ہفت سالہ عہد حکومت میں بے شمار بخشش و عطا سے کام لیا تھا۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

چونکہ خزانے میں مال کم تھا اس لئے خواجہ جہاں نے سونا، چاندی اور
نیز نقرئی و زریں آلات و اسباب لشکر کو تقسیم کیا۔
نقرہ و زر سے بھی کام نہ چلا تو خواجہ جہاں نے جواہرات دینے شروع کئے۔
خواجہ جہاں کی جود و عطا کی شہرت سن کر خلائق ہر چہار جانب سے
اس کے لشکر کی طرف متوجہ ہوئی لیکن طرفہ ماجرا یہ ہے کہ خلق خدا زر و جواہر
خواجہ جہاں سے حاصل کرتی اور دل سے فیروز شاہ کی شیدائی اور اس کے لئے
دعا گو تھی۔

چھٹا مقدمہ

خواجہ جہاں کو سلطان فیروز شاہ کے جلوس کی خبر ہونا

خواجہ جہاں نے سلطان فیروز شاہ کے جلوس کی خبر سنی اور اپنی غلطی پہ
اظہار افسوس کیا۔
ہر دو جانب خلائق مختلف گفتگو کرتی تھی۔
بعض اشخاص نے یہ خبر مشہور کی کہ خواجہ جہاں کا ارادہ ہے کہ ان افراد کو
جن کے وابستگان دامن فیروز شاہ کے لشکر میں ہیں بادشاہ کے فوج دہلی پہنچنے پر
منجنیق کے پلے میں رکھ کر لشکر شاہی میں پھینک دے۔
بعض افراد یہ بیان کرتے تھے کہ خواجہ جہاں کا ارادہ ہے کہ بادشاہ سے
جنگ کرے۔
اس کے علاوہ یہ خبر بھی مشہور ہوئی کہ خواجہ جہاں نے دہلی سے رہتک تک
تیس کوس کے تمام قریے اور قصبے ویران و تباہ کر دئے ہیں۔
غرضکہ یہ تمام خبریں سلطان فیروز شاہ تک پہنچیں اور بادشاہ کو یہ بھی معلوم ہوا
کہ خواجہ جہاں نے ایک شخص غیر کو سلطان محمد کا بیٹا مشہور کر کے بادشاہ تسلیم کر لیا ہے
اور یہ اشتہار متواتر لشکر تک پہنچے تو تمام خانان و ملوک نے بالاتفاق یہ کہا
کہ سلطان محمد کے کوئی فرزند نہ تھا۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-si

بادشاہ مرحوم کے محل میں سلطان تغلق کے ایامِ حکومت میں صرف ایک دختر پیدا ہوئی تھی خواجہ جہاں نے مرحوم بادشاہ کا فرزند کہاں سے پیدا کیا ہے۔

تمام صاحب عقل و فراست افراد خواجہ جہاں کی اس غلطی پر حیرت کرتے کہ باوجود اس سن و سال کے یہ امر اس کی ذات سے بعید ہے کیونکر ظہور پذیر ہوا۔

اس موقع پر سلطان فیروز شاہ اپنی دانائی و فراست سے برابر یہی فرماتا رہا کہ خواجہ جہاں کی ذات سے جو مجموعۂ صفات ہے اس قسم کی حرکات کا سرزد ہونا بعید از عقل ہے۔

بادشاہ یہ فرماتا ہوا دہلی کی جانب سفر کر رہا تھا۔

تمام خاص و عام پیدل و پریشان سفر کر رہے تھے اور اس خیال میں تھے کہ دیکھیں کیا پیش آتا ہے۔

سلطان فیروز شاہ خدا کے فضل و کرم پر تکیہ کر کے اپنی مہمات میں مشغول تھا اور تمام افسران جو دل سے اس کے بہی خواہ و دعاگو تھے اور خلوص سے اس کی فتح و نصرت کے لئے مناجات کر رہے تھے۔

اس کے علاوہ دہلی کی تمام مخلوق بھی سلطان فیروز شاہ کی آمد کا انتظار کر رہی تھی۔
ہر شخص چشم براہ تھا اور بادشاہ کے لشکر کا حال دریافت کرتا تھا۔

مختصر یہ کہ فیروز شاہ ملتان کے حدود میں داخل ہوا اور بادشاہ نے اس وقت تک خواجہ جہاں کی بابت ایک کلمہ بھی زبان سے نکالا تھا

بادشاہ نے ہرگز یہ نہ فرمایا کہ خواجہ جہاں نے بجائے موافقت کے مخالفت سے کام لیا۔

جو فوج و لشکر کہ سلطان کے ہمراہ ٹھٹھہ میں مقیم تھا اس نے سفر میں بے حد مشقت اٹھائی تھی اور سلطان محمد کے جود و عطا سے خزانے میں روپیہ و نقد اور چیزیں کہ لشکر مغل کی ایذا رسانی سے فوج کو جو نقصان پہنچا تھا اس لئے سلطان فیروز شاہ نے دل میں خیال کیا کہ اگر وہ خواجہ جہاں کے صحیح حال سے لشکر کو آگاہ کرے گا تو تمام افراد بادشاہ کی گفتگو کو اس امر پر محمول کریں گے کہ فیروز شاہ کے دل میں خواجہ جہاں کی طرف سے وہم پیدا ہو گیا ہے۔ غرضکہ باوجود ان مشکلات کے

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

کا لشکر بے حد خستہ و ماندہ اور خزانہ خالی تھا اور فوج نے مغلوں کے ہاتھ سے کثیر نقصان اٹھایا تھا لیکن فیروز شاہ برابر دہلی کی طرف قدم بڑھا رہا تھا۔

بادشاہ قطعی خاموش تھا اور اس کو یقین تھا کہ اگر ایک لفظ بھی خواجہ جہاں کی بابت زبان سے نکالے گا تو فوج کے اوپر برا اثر پڑے گا اور دو جدید خطرات پیدا ہو جائیں گے۔

اول یہ کہ بے نوائی و بیچارگی سے جو حالت کہ تباہ و شکستہ ہو گئی ہے اس میں اور اضافہ ہو گا دوسرے یہ کہ فوج کی بد دلی میں اضافہ ہو گا۔

انہیں وجوہ کی بنا پر سلطان فیروز شاہ نے ملتان کے حدود تک ایک لفظ بھی خواجہ جہاں کی بابت زبان سے نہ نکالا۔

ساتواں مقدمہ

سلطان فیروز شاہ کا ٹھٹھہ سے دہلی روانہ ہونا

نقل ہے کہ جب سلطان فیروز شاہ نے خدا کے حکم سے ٹھٹھہ سے دہلی کا سفر اختیار کیا تو اپنے ہمراہیوں سے سوال کیا کہ ہم کو کس راہ سے دہلی کا سفر اختیار کرنا چاہیے۔ ایک گروہ نے جواب دیا کہ گجرات کی راہ سے سفر کرنا مناسب ہے تاکہ اس مملکت کا خزانہ بھی ہمارے ہاتھ آ جائے۔

سلطان فیروز شاہ نے جواب دیا کہ میرے عم نامدار سلطان تغلق نے خسرو خاں کو سزا دینے کی غرض سے دیپال پور کی راہ اختیار کی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے سلطان مرحوم کو فتح دی اور وہ دہلی پر قابض ہو گئے۔

ہم کو مرحوم بادشاہ کی تقلید میں دیپال پور کی راہ کو اختیار کرنا چاہیے۔ پروردگار کے لطف و کرم سے امید ہے کہ بادشاہ مرحوم کی تقلید کی برکت سے وہ ہم کو فتح عطا فرمائے گا اور ہم صحیح و سلامت دہلی پہنچ جائیں گے۔

اس رائے پر اتفاق ہوا اور فیروز شاہ سفر کی منزلیں طے کرتا ہوا روانہ ہوا۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-si

خلقت دہلی کو معلوم ہوا کہ سلطان فیروز شاہ پیل و لشکر کے ہمراہ ملتان و دیپال پور کی راہ سے دہلی آرہا ہے۔

تمام مخلوق کے دل میں عیش و خوشی پیدا ہوئی اور بعض امراء و اعیان دولت خفیہ طور پر فیروز شاہ کی خدمت میں روانہ ہوگئے اور فراریوں کی طرح بادشاہ کے دامن میں پناہ لی۔

اس فرار کی انتہا یہ ہوئی کہ اہل فنا و سرود کا طبقہ خواجۂ جہاں سے جدا ہو کر فیروز شاہ کی خدمت میں حاضر ہوگیا۔

خواجۂ جہاں نے یقین کر لیا کہ تمام مخلوق فیروز شاہ کی جانب مائل ہے اور ہر فرد فیروز شاہ کا کلمہ پڑھ رہا ہے۔ خواجۂ جہاں اس واقعے سے بے حد حیران ہوا لیکن قطعاً خاموش و ساکت رہا اور مخلوق کی اس ادا کو برداشت کرتا رہا۔ اگرچہ خواجۂ جہاں کے ہم خیال و ہم مشرب اصحاب نے اس سے کہا کہ طرفہ ماجرا ہے کہ مال و زر تو ہم سے حاصل کرتی ہے اور پناہ فیروز شاہ کے دامن سے لے رہی ہے۔ مگر بعض اس قسم کے فراریوں کے فرزند و متعلقین سے اس کا تدارک کیا جائے تو یقین ہے کہ خلقت فراری ہونے سے باز رہے گی۔

خواجۂ جہاں یہ تمام تقریر سنتا اور خاموش تھا یہاں تک معاملے نے اس قدر شدت اختیار کی کہ اہل دہلی میں جو افراد کہ فرار پر قادر تھے ان کا تو جسم و روح دونوں بادشاہ کے قریب تھے اور جو اشخاص کہ فرار کرنے پر قدرت نہ رکھتے تھے ان کے قلوب بادشاہ کے قدموں پر نثار تھے، ہر روز فیروز شاہ کے سفر کے حالات دریافت کرتے تھے۔

حقیقت یہ ہے کہ مشیت الٰہی بھی عجب پر اسرار معاملہ ہے جس کی کنہ سمجھنے سے انسانی عقل قاصر ہے۔

چونکہ کاتب تقدیر نے روز ازل دہلی کی حکومت فیروز شاہ کے لئے مقدر فرمائی تھی بادشاہ کی جہانداری کے اسباب خود بخود پیدا ہونے لگے۔

اگرچہ فیروز شاہ پریشان حال وحشت زدہ درماندہ لشکر کے ہمراہ دہلی آرہا تھا اور خواجۂ جہاں کے زیر حکم بیس ہزار سوار موجود تھے اور اہل لشکر کے زن و فرزند و متعلقین

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sira

حصار دہلی کے اندر تھے لیکن پروردگار نے بغیر تیغ زنی کے فیروز شاہ کو فتح عنایت کی۔

کیا شان الٰہی ہے حضرت پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحیح فرمایا ہے کہ انسان کے قلب پروردگار کے قبضۂ اقتدار میں ہیں وہ جدھر مناسب خیال فرمائے اس کو پھیرتا ہے۔

جب پروردگار عالم اپنے کسی بندے کو تقرب عنایت فرماتا ہے تو فرشتوں کو مطلع فرماتا ہے کہ میں نے فلاں بندے کو اپنا ولی بنایا ہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت جبرئیل کو حکم دیتا ہے کہ میرے اس بندے کی محبت جملہ آبہائے رواں میں جاری کر تاکہ جو شخص یہ پانی پیئے میرے بندے کی دوستی کے نشے سے سرشار ہو جائے۔

ظاہر ہے کہ یہ قطعاً پروردگار عالم کی قدرت کا ظہور تھا کہ تمام خلقت خدا فیروز شاہ کی ہی خواہ ہو گئی۔

ان افراد نے تمام اپنے اعزہ، اپنے مکان، اپنے زن و فرزند کو ہلاکت میں ڈالا اور اس قدر محنت و مشقت اختیار کی کہ اپنی جیب سے اخراجات کے کفیل ہوئے اور اور سلطان فیروز شاہ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔

یہ تمام امور انسانی سعی و کوشش سے باہر ہیں اور ان کا ظہور محض خدا کے فضل و کرم کا نتیجہ ہے
چونکہ پروردگار عالم کی مرضی یہ تھی کہ دارالملک دہلی چالیس سال کامل اسی بابرکت والی کی حکومت سے بہرہ مند ہو اور خلق خدا ایک مدت تک امن و امان سے زندگی بسر کرے اس لئے تقدیر الٰہی نے تمام اسباب بغیر انسانی خود بخود پیدا فرما دیئے۔

مختصر یہ کہ سلطان فیروز شاہ حدود ملتان میں آ پہنچا۔

بادشاہ نے قدم آگے بڑھایا تھا کہ شیخ قوان قرن تامر خواجہ جہاں کا فرستادہ غلام دور سے نمودار ہوا۔ سلطان فیروز نے اس کو پہچان لیا اور اس موقع پر یہ فرمایا کہ دہلی سے چند سوار آ رہے ہیں۔

شیخ قریب آ گیا اور اس کی گردن میں پیر سلطان محمود کا فرمان آویزاں تھا۔

فیروز شاہ نے شیخ کو دور سے دیکھا اور یہ معلوم کر لیا کہ یہ خواجہ جہاں کا فرستادہ ہے۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

بادشاہ نے اپنی عنانِ دولت اسی مقام پر روک کر فرمایا کہ شاید خواجہ جہاں دنیا میں باقی نہیں ہے۔

فیروز شاہ نے حکم دیا کہ قیم اسی مقام پر روک دیا جائے اور اس سے دریافت کیا جائے کہ خواجہ جہاں سلامت ہے یا نہیں۔

بادشاہ کے حکم کی تعمیل کی گئی اور خواجہ جہاں و دہلی کے باشندوں کا حال دریافت کیا گیا۔

قیم نے تمام واقعہ بیان کیا اور اس کی گفتگو بادشاہ کے حضور میں عرض کی گئی۔

فیروز شاہ نے جواب دیا کہ خدا کا فضل و کرم درکار ہے خواجہ جہاں بیچارہ کیا کر سکتے ہیں۔

غرضکہ فیروز شاہ خدا کی عنایت و مہربانی سے ملتان میں داخل ہوا۔

بادشاہ نے شہر کے مشائخ کو انعام و نذر سے ممنونِ احسان بنایا۔

بادشاہ اجودھن روانہ ہوا اور بندگی شیخ الاسلام فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے روضۂ مبارک کی زیارت سے بہرہ اندوز ہوا۔ صفحہ ۹۰

فیروز شاہ اجودھن سے روانہ ہو کر قصبہ سرستی میں مقیم ہوا۔

واضح ہو کہ قصبہ سرستی دہلی سے نو کوس کے فاصلے پر آباد ہے۔

اس قصبے کے تمام صرّاف و بقّال جمع ہوئے اور انھوں نے چند لاکھ تنکے خدمتی کے طور پر بادشاہ کی خدمت میں پیش کیے۔

اس موقع پر بادشاہ نے فرمایا کہ تمھاری رقم خدمتی ہم پر قرض ہے ان شاء اللہ تعالیٰ دہلی پہنچ کر یہ رقم واپس کر دیا جائے گا۔

بادشاہ نے رقم عماد الملک بشیر کے حوالے کر دی کہ شہر دہلی میں داخلے کے بعد یہ رقم صرّافوں کو واپس کر دی جائے۔ فیروز شاہ نے خدا کی توفیق سے تمام اہلِ حشم و لشکر کو عطا فرمایا جس کی وجہ سے لشکر کو قرض کی طرف سے گونہ اطمینان حاصل ہو گیا۔

اس موقع پر حضرت شیخ نصیر الدین محمود رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان فیروز سے فرمایا کہ ملک ٹھٹھ سے اس مقام تک دعا گو نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی اور حضرت شاہ مع تمام لشکر کے خیر و عافیت اس مقام تک پہنچ گئے اب اس مقام سے پیشتر کا حصہ ملک حضرت قطب الاسلام شیخ قطب الدین منور کی ولایت میں داخل ہے

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-si…

اب جو کچھ مناسب ہو حضرت شیخ کو لکھا جائے۔

سلطان فیروز نے یہی الفاظ آنسی ہی حضرت شیخ قطب الدین منور کو لکھ کر روانہ کئے۔

بادشاہ نے حضرت شیخ کو لکھا کہ شیخ نصیر الدین محمود نے یہ فرمایا ہے اور اب مجھ کو آپ کے حوالے کیا ہے۔

حضرت شیخ قطب الدین نے جواب دیا کہ چونکہ حضرت شیخ نصیر الدین نے اس ضعیف کے حوالے کیا ہے اس لئے مجھ کو بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امید ہے کہ دہلی بھی بادشاہ کے قبضے میں آجائے گی۔

حضرت شیخ نصیر الدین محمود نے یہ کلام اس لئے فرمایا تھا کہ شیخ قطب الدین منور کی بزرگی اہل عالم کو معلوم ہو جائے نیز ان ہر دو بزرگوں میں انتہائی محبت و اتحاد تھا اور نیز یہ کہ ہر دو بزرگ ہم خرقہ تھے اور آخر دین کو پہنچ چکے تھے۔

مختصر یہ کہ فیروز شاہ حضرت شیخ کے جواب سے بہت مطمئن ہوا اور حضرت کی بشارت کا امیدوار ہو کر آگے بڑھا اور منتظر تھا کہ حضرت شیخ کی بشارت کا ظہور ہو۔

آٹھواں مقدمہ

قوام الملک یعنی خان جہاں کا فیروز شاہ کی خدمت میں حاضر ہونا

منقول ہے کہ ملتان و دیپالپور و سرستی وغیرہ و دیگر مقامات کے باشندے تمام و کمال فیروز شاہ کی خدمت میں حاضر ہو گئے غرضیکہ ملک نامدار نیز امرا و ملوک ان جیری و کمنت آور و لشکر و سوار وغیرہ ہر طبقہ و فرقہ کے اشخاص بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور چھتیس راجگی تمام و کمال بادشاہ کے حلقہ اطاعت میں داخل ہو گئیں اور فیروز شاہ کے گرد کثیر مجمع ہو گیا۔

فیروز شاہ نے ہر شخص سے شیریں کلامی کی اور صاف و صریح طور پر ان کو عنایات شاہانہ کا امیدوار بنایا۔ بادشاہ ہر شخص سے زبان سے وعدہ کرتا اور دل سے

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

حضرت قطب الدین منور کے ارشاد کا منتظر تھا اگرچہ دہلی کے تمام خاص و عام بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہو گئے تھے لیکن فیروز شاہ کو اطمینان نہ ہوتا تھا یہاں تک کہ قوام الملک یعنی خانجہاں نے حاضری میں سبقت کی۔

خانجہاں نے بیشتر اپنے حالات کے عرائض فیروز شاہ کی خدمت میں روانہ کئے اور اپنی حاضری سے بادشاہ کو اطلاع دی اور بادشاہ کی بہی خواہی میں صدق دل سے ارادہ کر کے اپنی تمنا کا اظہار کیا

قوام الملک نے اپنی خواہش کا اظہار کیا۔

فیروز شاہ بھی خانجہاں کو جواب ادا کرتا تھا اور اس کی تمنا کے مطابق اس کی تسکین کرتا تھا۔ شہر دہلی میں شور برپا ہو گیا کہ قوام الملک نے بادشاہ کی خدمت میں عرائض روانہ کئے ہیں اور خود بھی امروز فیروز شاہ کی خدمت میں حاضر ہو جائے گا۔

خواجہ جہاں نے آشکارا و خفیہ دلائل و نشانات سے معلوم کر لیا کہ قوام الملک فیروز شاہ کی خدمت میں روانہ ہونے والا ہے اور اس نے ارادہ کیا کہ اس کو گرفتار کرے۔

سبحان اللہ عجیب راز ہے کہ جس کے سمجھنے سے عقل انسانی قاصر ہے۔

ظاہر ہے کہ جب خدا کی مشیت یہ ہو کہ فیروز شاہ ملک میں حکومت کرے تو دوسرا کون ہے جو اسے روک سکتا ہے۔

غرضکہ خدا کی حکمت بالغہ سے قوام الملک نے ارادہ کیا کہ دہلی سے روانہ ہو۔

قوام الملک نے اس روز مقررہ مکان میں قیام کیا اور خواجہ جہاں بالائے ہزار ستون مقیم تھا۔

غرضکہ قوام الملک ہزار ستون کے نیچے آیا اور اس نے ارادہ کیا کہ کوشک کے اوپر جائے۔

خواجہ جہاں کا ایک ملازم کوشک کے بالائی حصے سے نیچے آ رہا تھا۔ اس شخص نے قوام الملک کو دیکھ کر دانت کے نیچے انگلی دبائی اور آنکھوں کے اشارے سے کہا کہ محل کے اوپر جانا مصلحت سے بعید ہے۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sira

قوام الملک اُس شخص کا مطلب سمجھ گیا اور فوراً بالائی حصّے کے پیش در میں اپنے کو لنگ بنا دیا۔

قوام الملک نے اپنے ایک شخص کو بھی خواجہ جہاں کے پاس روانہ کر کے اُس کو اپنی علالت سے آگاہ کیا اور کہا کہ میرے پاؤں میں ورم آگیا ہے اور میں اپنے مکان سے آپ کے آستانے تک بہ ہزار دقت آیا ہوں لیکن اب بالا منزل تک آنا میرے امکان سے باہر ہے۔

خواجہ جہاں نے یہ معلوم کر کے کہ قوام الملک الفاظ معذرت خود اپنی زبان سے ادا کرتے ہیں، اپنے ایک ملازم کو دوڑایا تاکہ قوام الملک سے کہے کہ مجھ کو تم سے ایک اہم معاملے میں مشورہ کرنا ہے، میرے قریب تک ضرور آؤ۔

جب تک کہ خواجہ جہاں کا قاصد قوام الملک تک پہنچے یہ امیر صحن کوشک میں پہنچ گیا۔

خواجہ جہاں کا ملازم قوام الملک تک پہنچا اور خواجہ جہاں کا پیغام اُس تک پہنچایا۔

قوام الملک نے جواب دیا کہ میں پاؤں کے درد سے ایسا بے قرار ہوں کہ مجھ کو اپنے سر و پا کا ہوش نہیں ہے، نمازِ صبح کے اوّل وقت آؤں گا۔

جب تک کہ خواجہ جہاں کے ملازم قوام الملک کا جواب اُس تک پہنچائیں، قوام الملک قید رخ کے پیش در تک پہنچ چکا تھا۔

سلطان محمد تغلق کے عہد حکومت میں قوام الملک کے مکان کا زیریں حصہ قید رخ تھا۔

قوام الملک اپنے مکان کے زیریں حصّے میں آیا اور اُسی وقت اور اُسی چوڈول پر سوار ہو کر اپنے زن و فرزند و مصاحبین و تمام خدم و حشم کے ہمراہ روانہ ہو کر دروازۂ میدان پر آیا۔ دربان نے ارادہ کیا کہ دروازہ بند کرے لیکن تازی جوان دوڑے اور انھوں نے خون فشاں تلواریں نیام سے نکالیں۔

دربان دروازہ بند نہ کر سکا اور قوام الملک آہستہ آہستہ فیروز شاہ کی خدمت میں روانہ ہوا اور فیروز شاہ تغلق سے آگے بڑھا۔ قوام الملک نے چند منزل راہ طے کر کے

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

منزل اکماریں میں نے بادشاہ سے ملاقات کی اور سعادت قدم بوسی سے بہرہ اندوز ہوا۔

اسی روز شاہزادہ فیروز خاں کے محل میں فرزند پیدا ہوا۔

فیروز شاہ کو اس مقام پر دو خوشی حاصل ہوئیں۔ ایک قوام الملک کی حاضری اور دوسرے شاہزادے کے محل میں تولد فرزند۔

بادشاہ نے اس مقام پر ایک شہر بزرگ کو بسایا اور اس کو فتح آباد کے نام سے موسوم کیا۔

فیروز شاہ نے نوزائیدہ فرزند کا بھی فتح خاں نام رکھا۔

اسی روز قوام الملک بادشاہ کے حضور میں امیدوار مکرمت حاضر ہوا اور فیروز شاہ نے اس امیر کو شاہانہ نوازش سے سرفراز فرمایا۔

نواں مقدمہ

خواجۂ جہاں کا فیروز شاہ کی خدمت میں حاضر ہونا

نقل ہے کہ خواجۂ جہاں نے سنا کہ قوام الملک اس کی اطاعت سے منحرف ہو کر فیروز شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

مورخ مصنف شمس سراج عفیف نے ان اشخاص سے جو اس موقع پر جمع تھے، بیان کیا ہے کہ خواجۂ جہاں نے یہ معلوم کر کے کہ قوام الملک مرغان ہوائی کی طرح پرواز کر کے بادشاہ کے حضور میں حاضر ہوا تو یہ امیر صرف ایک پیرہن تن پر اور برہنہ سر تسبیح ہاتھ میں لیے ہوئے اور دونوں ہاتھ پیٹھ سے پیچھے باندھے ہوئے نہایت فکرمند و پریشان بالائے ستون آمد و رفت کر رہا تھا۔

جو اشخاص کہ اس معاملے میں خواجۂ جہاں کے رفیق طریق اور مشیر تھے انھوں نے بارگاہ میں گفتگو شروع کی اور اس امیر سے کہا کہ اگر آپ حکم دیں تو ہم قوام الملک کا تعاقب کریں اور دیکھیں کہ پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے۔

خواجۂ جہاں نے اس تقریر کا کچھ جواب نہ دیا۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sira

چونکہ خواجۂ جہاں معاملہ فہم، عاقل و کامل وزیر تھا اُس کو یقین ہو گیا کہ حکمت خداوندی و تقدیر الٰہی کا تقاضا یہی ہے کہ سلطان فیروز شاہ تخت حکومت پر بیٹھ کر دہلی کا مالک و فرماں روا ہو۔

خدا کی اس مشیت کو کون بدل سکتا ہے اور کس انسان و ملک میں یہ قدرت ہے کہ فیروز شاہ کو نقصان پہنچائے۔

چونکہ خواجۂ جہاں کی قسمت میں مرتبۂ شہادت مقدر تھا تمام اسباب شہادت خود بخود مہیا ہو گئے

خواجۂ جہاں نے دل ہی دل میں اس معاملے میں غور کیا اور یہ طے کیا کہ میرا فعل حکمت و صداقت سے بعید تھا اور چونکہ معاملے کی حقیقت ابھی باطل و غلط ہے میری کوشش سے اس کا رو براہ ہونا محال ہے اس لئے بہتر یہی ہے کہ میں بھی سلطان فیروز شاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی غلطی کا تدارک و تلافی کروں اس کے بعد جو منظور خدا ہے اس کے ظہور کا منتظر رہوں۔

مختصر یہ کہ قوام الملک پہنچنے کے روز دہلی سے روانہ ہی تھا اور اسی روز منزل اسماعیل پر جو دہلی سے چوبیس کوس کے فاصلے پر آباد ہے فروکش ہوا۔

خواجۂ جہاں جمعے کے روز دہلی سے روانہ ہو کر حوض علائی کے جوار میں مقیم ہوا تمام ملوک و امرا جو خواجۂ جہاں کے رفیق و ہم خیال تھے حوض علائی کے قریب اس کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ چنانچہ ملک حسن و ملک حسام الدین اُدبک وغیرہ خواجۂ جہاں کی خدمت میں حاضر ہوئے لیکن یہ امیر حیران تھے کہ خواجۂ جہاں نے کس قسم کا ارادہ کیا ہے۔

ان امرا نے اس حیرانی کے عالم میں خواجۂ جہاں سے دریافت کیا کہ آپ تو فیروز شاہ سے ملاقات کا ارادہ رکھتے ہیں ہماری بابت کیا ارشاد ہوتا ہے۔

خواجۂ جہاں نے ان امرا کو جواب دیا کہ آپ حضرات کو بخوبی معلوم ہے کہ پسر سلطان محمد کو بادشاہ تسلیم کرنے میں میری کوئی ذاتی غرض نہ تھی اس لئے کہ پیشوائی کا مقام تاجداران عالم کا حق ہے اور وزارت کا منصب وزرا کے لئے موزوں ہے۔

اگر تاجدار وزرا کے منصب کی اور وزرا بادشاہان عالم کے مرتبے کی

Explain-and-Send-Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

خواہش مت کریں تو قلیل ہی مدت میں ملک خراب و تباہ ہو جائے گا۔

مجھ کو یہ معلوم ہوا کہ سلطان محمد نے وفات پائی اور مغلوں نے لشکر کو تاخت و تاراج کیا اور اسی ہنگامے میں تاتار خاں اور فیروز شاہ غائب ہو گئے ہیں اس لئے میں نے ملک کا انتظام برقرار رکھنے اور رعایا کو مطمئن کرنے کے لئے غلط راہ اختیار کی جس میں مجھ سے سہو واقع ہو گیا۔

خلائق نے ہر دو جانب مختلف گفتگو شروع کی ورنہ مجھ کو مرتبۂ سلاطین سے کیا نسبت ہے۔

اس کے علاوہ سلطان محمد کے عہد حکومت میں میں نے فیروز شاہ کو اپنا فرزند بنالیا تھا اور میرے تمام متعلقین بے پردہ فیروز شاہ کے سامنے آتے تھے۔

فیروز شاہ خود بھی مجھ کو پدر مہربان کہتا اور خیال کرتا تھا لیکن میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اب خدا کی کیا مشیت ہے اور پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہونے والا ہے۔

تم سب میرے ہمراہ رہو اور مجھ سے جدائی نہ اختیار کرو۔

میں تم کو یقین دلاتا ہوں کہ فیروز شاہ کی فطرت بہت نیک ہے اور وہ میرے معروضے کے مطابق تم سب کو امان دے گا۔

خواجہ جہاں نے یہ راز نہاں اپنے رفقا سے ظاہر کیا اور ہر شخص خواجہ جہاں کی اس نرمی پر رویا۔ اس زمانے میں خواجہ جہاں کی عمر اسی سے متجاوز ہو چکی تھی اور یہ امیر پیر معمر ہو گیا تھا۔

خواجہ جہاں نے حلق سر کیا تھا اور حضرت نظام الدین محبوب الٰہی کا مرید ہو چکا تھا۔

مختصر یہ کہ ان امرا نے خواجہ جہاں کی رقت انگیز گفتگو سن کر عرض کیا کہ اگر آپ حکم دیں تو ہم بھی اپنی رائے ناقص کا اظہار کریں۔

خواجہ جہاں نے ان امرا کو گفتگو کی اجازت دی اور امیروں نے عرض کیا آئین ملکی و قواعد جہانداری میں پدری و پسری کے تعلقات کو مطلقاً دخل نہیں ہے اور کسی شخص کی غلطی اور اس کا سہو اس کے حق میں مفید نہیں ہو سکتا اس لئے کہ بادشاہوں کے طرز روش کے خلاف ہے۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

فیروز شاہ اگرچہ نیک فطرت ہے لیکن یقین ہے کہ وہ اس معاملے میں روشِ سلاطین کے خلاف نہ کرے گا۔

خواجہ جہاں نے کہا کہ اگر میں مایوس ہو جاؤں اور حصارِ دہلی میں پناہ اختیار کروں تو ممکن ہے کہ فیروز شاہی لشکر قلعے کا محاصرہ کر کے حصار پر قبضہ کر لے اور مسلمانوں کی عورات پردہ نشین نا اہل افراد کے ہاتھوں میں گرفتار ہو کر بے عزت ہوں اور میں اس پیرانہ سالی میں قیامت میں جواب دہ ہوں۔

آخر غور کریں کب تک زندہ رہوں گا، میں ہر مصیبت کو برداشت کرنے کے لئے تیار ہوں اور خدا کی مرضی کا پابند ہوں جو اس کا حکم ہے وہی ہوگا۔

ان امرا کو معلوم ہو گیا کہ خواجہ جہاں ضرور فیروز شاہ کے حضور میں حاضر ہوگا۔ امرا میں بعض افراد تو خواجہ جہاں کے ہمراہ در پردہ فیروز شاہ سے جا ملے اور بعض خواجہ جہاں سے علیحدہ ہو کر تنہا بادشاہ کے حضور میں حاضر ہو گئے۔

مختصر یہ کہ قوام الملک فتح آباد میں سلطان فیروز شاہ سے جا ملا اور خواجہ جہاں دھانسو کی منزل میں جو اگروہ کے قریب ہے۔ دوسرے روز قوام الملک سے متصل خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔

راویانِ احقر نے بندہ ضعیف شمس سراج عفیف سے روایت کی ہے اور بیان کیا ہے کہ فیروز شاہ نے نمازِ ظہر کے وقت دربارِ عام کیا۔ بادشاہ ایک صندلی پر بیٹھا اور رسومِ جہانداری کے مطابق تمام ارکانِ دولت حاضر ہوئے۔

خواجہ جہاں نے زنجیر اپنی گردن میں آویزاں کی اور دستار اپنے سر سے اتار کر ایک ٹوپی پہنی اور تیغِ برہنہ گردن سے باندھ کر پردۂ شاہی کے متصل ایک مقام پر استادہ ہوا۔

نمازِ ظہر کے وقت سراپردۂ بارگاہ کو اٹھایا گیا اور ایک پرتاب کی دوری سے امرا آداب بجا لائے۔ بادشاہ کی نظر خواجہ جہاں پر پڑی اور فیروز شاہ نے اسی وقت فرمایا کہ خواجہ جہاں سے دریافت کیا جائے کہ اس نے اپنی گردن میں زنجیر کیوں آویزاں کی ہے۔

خواجہ جہاں نے تخت کے روبرو حاضر ہو کر یہ شعر عرض کیا۔

بازآمد و امچو خوبیاں بدر شاہ — اینک سر و تیغ آنچہ باید آں کن

فیروز شاہ نے معتبر اشخاص کو روانہ کیا اور ان افراد نے بادشاہ کے حکم سے خواجہ جہاں کے سر پر پگڑی باندھی اور کہا کہ بادشاہ کا ارشاد ہے کہ مجھ کو ہرگز تمہاری ذات والا صفات سے بدگمانی نہیں ہے۔

بادشاہ نے اسی وقت سواری خاصہ کا زریں چنڈول روانہ کیا اور اپنی نوازش کا اس طرح اظہار کیا اور حکم نافذ فرمایا کہ خواجہ جہاں کو اس چنڈول پر سوار کر کے اور ایک خیمہ و چند سراپردہ شاہی نصب کر کے خواجہ جہاں کو اس خیمے میں مقیم کرائیں۔

فیروز شاہ نے خواجہ جہاں کو پیام دیا کہ میں اس خیمے میں ملاقات کے لئے آتا ہوں۔

غرضکہ خواجہ چنڈول میں سوار ہو کر اس خیمے میں مقیم ہوا۔

ناظر ہو کہ خدا کی امداد و اعانت سے فیروز شاہ کے حق میں حضرت شیخ قطب الدین منور رحمۃ اللہ علیہ کی بشارت درست ہوئی اور جیسا کہ حضرت شیخ نے فرمایا تھا کہ دہلی اس مقام پر دست بدست حاضر ہوگی وہی ہوا اور یہیں سے فیروز شاہ دہلی پر قابض ہو گیا۔

دسواں مقدمہ

فیروز شاہی اہل دربار کی خواجہ جہاں کے متعلق رائے و مشورہ

نقل ہے کہ فیروز شاہ کا ارادہ تھا کہ خواجہ جہاں کو کسی قسم کی مضرت نہ پہنچائے اور اس کو عہدۂ قدیم یعنی مرتبۂ وزارت پر فائز فرمائے۔

فیروز شاہ نے خیال فرمایا کہ فرقۂ وزرا اور نیز اہل دربار کا قاعدہ ہے کہ عمال کو تکالیف پہنچاتے ہیں اور مال جمع کرنے کے لئے بیجا سعی و کوشش فرماتے ہیں۔

خواجہ جہاں کی رائے غلط ثابت ہوئی لیکن آخر کار اس نے عجز و زاری کی اور عفو تقصیر کی درخواست کی اب اس کا قتل مناسب نہیں ہے اور اس کو

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

مرتبہ وزارت عطا کرنا قرین انصاف ہے۔

اس موقع پر بادشاہ دین پناہ نے حضرات صوفیہ کے مسلک پر عمل کرنا مناسب خیال کیا اور ارادہ کر لیا کہ خواجہ جہاں کا قصور معاف فرما دے۔

اہل دربار کو فیروز شاہ کے ارادے سے اطلاع ہوئی اور معلوم ہو گیا کہ خواجہ جہاں کے معاملے میں کرم و رحم شاہانہ سے کام لے کر اس کے گناہ کو معاف فرمائے۔

تمام خانان عظیم الشان و ملوک ایک مقام پر جمع ہوئے اور انھوں نے باہم مشورہ کر کے یہ طے کیا کہ کلی معاملات میں غدر کا گناہ عظیم ہے اور ایسے گناہ کی سزا قتل واجب ہے۔

اس قسم کے گناہ کو معاف کرنا پشیمانی و ندامت کا سبب ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان کو اصل عظیم الشان مضرت برداشت کرنی پڑتی ہے

ان امرا نے یہ بھی طے کیا کہ بادشاہ کے حضور میں حاضر ہو کر براہ راست اپنے ارادے سے مطلع کریں۔

غرضکہ یہ امرا مجلس مشورہ سے اٹھ کر بادشاہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عماد الملک کو فیروز شاہ کی خدمت میں روانہ کیا۔

عماد الملک نے بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ تمام ملوک و امرا در دولت پر حاضر ہیں۔ یہ گروہ کچھ عرض کرنا چاہتا ہے۔

فیروز شاہ نے اپنے انوار بصیرت سے دریافت کر لیا کہ امیروں کے قلب میں مخالفت کی آگ بھڑک اٹھی ہے اور یہ گروہ میرے ملک و حکومت سے برداشتہ خاطر ہو گیا ہے۔

بادشاہ نے امرا کو حاضر ہونے کا حکم دیا اور اعیان ملک حاضر ہوئے اور سر زمین پر رکھ کر عرض کیا۔

اس موقع پر شمس عفیف نے بعض معتبر اشخاص سے بیان کیا کہ امرا کو دیکھ کر بادشاہ کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا۔ غرضکہ امیروں نے مخلصانہ الفاظ زبان سے نکالے اور بادشاہ سے عرض کیا کہ خدا کی عنایت و مہربانی سے دہلی فتح ہو گئی اور خواجہ جہاں بادشاہ کے حضور میں حاضر ہو گیا۔

ان واقعات سے رعایا کے قلب کو اطمینان حاصل ہو گیا اور رنج و غم

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sira

قطعاً قلب سے دور ہوا اور بندگانِ درگاہ کو یکسوئی حاصل ہو گئی ہے۔

ہر مسلم پر تمام عمر میں ایک بار حج کرنا فرض ہے اگر بادشاہ ارشاد فرمائیں تو ہم بندگانِ درگاہ خانۂ کعبہ میں حاضر ہو کر سعادتِ حج حاصل کریں۔

فیروز شاہ امرا کے ارادے سے واقف ہوا اور اس نے مناسب الفاظ میں تقریر کی۔

بادشاہ نے فرمایا کہ اگر کسی اہلِ قلم سے قصور سرزد ہو تو سلاطین باتوفیق کو اس کی تقصیر معاف کرنی چاہیے جیسا کہ فرمانروایانِ قدیم کے حالات میں مرقوم ہے۔

امیروں نے اس موقع پر بادشاہ سے عرض کیا کہ سلاطین کے ماتحت افراد کے گناہ دو قسم کے ہوتے ہیں ایک صغیرہ اور دوسرے کبیرہ۔

بادشاہ گناہانِ صغیرہ معاف کر سکتے ہیں لیکن گناہ کبیرہ کو معاف کرنا مناسب نہیں ہے اس لیے کہ ایسے گناہوں کے معاف کرنے سے آخر کار ندامت و پشیمانی ہوتی ہے خاص کر خواجہ جہاں ایسے افراد کے معاملے میں اس گناہ کو معاف کرنا ہرگز زیبا نہیں ہے۔

ظاہر ہے کہ اس امیر نے ایک بچے کو فرماں روا تسلیم کیا اور بے شمار نقد و دولت رعایا کو تقسیم کی اور جب روپیہ باقی نہ رہا تو زرِ نقد کے عوض جواہرات و دیگر اجناس ادا کیے اور اس طرح تمام خزانہ خالی کر دیا۔

آخر میں جب اس امیر نے دیکھا کہ تمام خلقتِ خدا بادشاہِ عالم کی مطیع و بہی خواہ ہو گئی ہے اور ہر فرد نے حضرت کو اپنا مالک و آقا تسلیم کر لیا تب خواجہ جہاں نے دیگر وزرا کے طریقہ کار پر عمل کیا۔ حضرت کو معلوم ہے کہ اگر خدا نخواستہ ہمارا پلہ بھاری نہ ہوتا تو خواجہ جہاں دستوران پردیگی کی طرح غدر نہ کرتا بلکہ ظاہر و باطن ہر طریقے پر ہمارا کام تمام کر دیتا اور ہم میں سے ایک شخص کو بھی زندہ نہ چھوڑتا۔

امیروں نے اس تقریر کے بعد فیروز شاہ سے عرض کیا کہ ہماری عقلِ ناقص میں جو آیا ہم نے عرض کر دیا آیندہ جیسی رائے عالی ہو۔

فیروز شاہ کو معلوم ہو گیا کہ تمام امرا اپنی ذاتی فراست و دانشمندی کی وجہ سے خواجہ جہاں کی ہلاکت کے درپے ہیں اور اس امر کو قتل کرنے کے تمام امرا

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir-

متعلق معروضہ پیش کر رہے ہیں۔

فیروز شاہ کا رنگ اس فکر و اندیشہ سے زرد ہو گیا اور چند روز اسی رنج و غم میں بسر کیے اور شب و روز انتہائی غور و فکر میں بسر کرتا رہا۔

غرضیکہ چند غور و فکر کے بعد بادشاہ نے عماد الملک کو خلوت میں طلب کرکے راز پنہاں سے اس کو آگاہ کیا اور فرمایا کہ اُمرا سے جا کر کہو کہ خواجہ جہاں کے معاملے کو میں نے تمھارے سپرد کر دیا جو تم مناسب خیال کرو اُسی پر عمل کرو۔ میں نے اس امیر سے کنارہ کشی اختیار کر لی۔

بادشاہ نے اُمرا سے یہ گفتگو کی اور خواجہ جہاں پر ہر دم تازہ رحمت و شفقت کرنے لگا۔

غرضیکہ فیروز شاہ اور امرا میں یہ گفتگو ہوئی اور بادشاہ نے خواجہ جہاں کا معاملہ اُنھی کے حوالے کر دیا۔

مختصر یہ کہ تمام امیر دل و جان سے متفق ہو گئے۔

اُمرا نے بادشاہ کی طرف سے خواجہ جہاں کو یہ پیغام دیا کہ تم اب ضعیف و بوڑھے ہو گئے ہو سامانہ تمھاری جاگیر میں عطا کرتا ہوں تم اپنی جاگیر کو جاؤ اور وہیں یاد الٰہی میں زندگی کے بقیہ روز تمام کرو۔

پروردگار کی مشیت کے بھی عجیب اسرار ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو تقرب و سعادت کی برکات سے مستفید فرماتا ہے تو بلا مشقت و محنت اُس کے لیے تمام اسباب قسمت موجود ہو جاتے ہیں۔

خدائے کریم نے خواجہ جہاں کو تمام دینی و دنیوی نعمتوں سے بہرہ مند فرمایا تھا اب آخر عمر میں اُس کو سعادت شہادت بھی نصیب فرمائی۔

مؤرخ عفیف اس حادثے کے بیان کے ضمن میں چند سطریں مرتبۂ شہادت کی بلندی و عظمت کے بارے میں معرض تحریر میں لائے گا تاکہ ناظرین اس مرتبے کی برکات سے بخوبی آگاہ ہو جائیں۔

غرضیکہ خواجہ جہاں سامانہ روانہ کیا گیا اور اس امیر نے ہنوز چند منزل راہ طے کی تھی کہ شیر خاں بھی اس مقام پر آیا۔ شیر خاں نے خواجہ جہاں سے ملاقات نہ کی

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-siraj

اور ایک دوسرے مقام پر فروکش ہوا۔

ان واقعات کی اطلاع خواجۂ جہاں کو ہوئی اور اس کو اطلاع دی گئی کہ شیر خاں آپ کے لئے فرمان رحمت لایا ہے اور یقین ہے کہ آپ کو واپس لے جائے گا۔

خواجۂ جہاں نے جواب دیا کہ شیر خاں فرمان کرم لے کر نہیں حاضر ہوا ہے بلکہ وہ میری ہلاکت کا فرمان لایا ہے۔ اگر میرے حق میں فرمان رحم صادر ہوتا تو شیر خاں کی مجال نہ تھی کہ بغیر مجھ سے ملاقات کئے ہوئے دوسرے مقام پر فروکش ہو۔

شیر خاں کی اس ادا سے قطعی طور پر معلوم ہو گیا کہ اس کے پاس فرمان رحم و کرم نہیں ہے۔

سبحان اللہ اس وزیر خوش تدبیر کی عقل و فراست کا کیا کہنا جس نے محض قرائن سے اصل حقیقت کا پتا لگا لیا۔ مختصر یہ کہ روز دیگر خواجۂ جہاں نے شیر خاں سے چند سراپچے طلب کئے اور اپنے ملازمین کو حکم دیا کہ اس سراپردے کو صحرا میں نصب کریں اور صحن کو صاف و ہموار بنا دیں۔

خواجۂ جہاں اس مقام پر لایا گیا اور اس امیر نے پریشانی کے عالم میں پانی طلب کیا۔

خواجۂ جہاں نے دوبارہ وضو کیا اور حضرت شیخ الاسلام شیخ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کی کلاہ سر پر رکھی اور حضرت کی دستار مبارک باندھ کر شمشیر زن کی طرف متوجہ ہوا اور اس سے کہا کہ تمہاری تلوار تیز ہے۔

خواجۂ جہاں کا ایک دست گرفتہ موجود تھا۔ اس امیر نے اپنے مصاحب کو وضو کرنے کا حکم دیا اور فرمائش کی کہ دوگانہ نماز ادا کر کے تیغ رانی کرے۔

یہ مصاحب نماز سے فارغ ہوا اور خواجۂ جہاں نے سجدے میں سر جھکا دیا۔ اس امیر نے رنج انگیز لہجے میں کلمۂ طیبہ پڑھا اور اس مصاحب نے تلوار گلے پر پھیری اور اسی دم سر تن سے جدا ہو گیا۔

سبحان اللہ کیا مقام عبرت ہے جس کا سبق انگیز منظر یہ روزگار عالم دنیا میں ظاہر ہوتا ہے۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

اہل اسلام و ایمان کا فریضہ ہے کہ ان واقعات سے عبرت حاصل کر کے طلب آخرت میں سعی و کوشش کریں۔

گیارھواں مقدمہ

فیروز شاہ کا شہر ہانسی میں ورود

نقل ہے کہ پروردگار کے لطف و کرم سے بادشاہ کو فتح دہلی کی طرف سے اطمینان حاصل ہوا اور بادشاہ جاہ و جلال و نعمت و سعادت کے ہمراہ اگروہہ سے شہر کو روانہ ہوا۔ فیروز شاہ چند منزل طے کر کے ہانسی پہنچا اور چند روز شہر میں قیام اختیار کیا۔

معتبر و راست گفتار راویوں نے مورخ عفیف سے بیان کیا ہے کہ جمعے کے روز بعد نماز جمعہ فیروز شاہ نے حضرت قطب الدین منور سے ملاقات کرنے کا ارادہ کیا۔

بادشاہ حصار میں داخل ہوا اور اس وقت حضرت شیخ نماز جمعہ کے لیے خانقاہ سے باہر تشریف لائے تھے اور اپنی خانقاہ کے دروازے پر استادہ تھے۔

فیروز شاہ حضرت کی خانقاہ میں پہنچا۔

حضرت شیخ نے اس وقت اپنے جد امجد حضرت شیخ جمال الدین ہانسوی کا جبۂ مبارک زیب تن فرمایا تھا اور جد بزرگوار کی شان فقر میں جلوہ نما تھے۔

واضح ہو کہ یہ جبہ مبارک جد کہنہ تھا جو حضرت کے بدن مبارک پر تھا۔

مشہور ہے کہ فیروز شاہ حضرت قطب الدین کی ملاقات کو حاضر ہوا تو ان دنوں تاتار خان بادشاہ کے ہمرکاب تھا۔

بادشاہ دین دار نے حضرت شیخ سے مصافحہ کیا۔

حضرت شیخ نے مصافحے کے بعد فیروز شاہ سے فرمایا کہ فقیر نماز جمعہ کی نیت سے خانقاہ سے باہر آیا تھا لیکن بادشاہ کو تشریف لاتے دیکھ کر حیران ہوں کہ اب کیونکر اپنے مکان کو واپس ہوں۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sira

اس تقریر کا مقصد یہ تھا کہ سلاطین کو قبل نماز جمعہ فقراء کی ملاقات کرنا چاہیے۔
اس کے بعد حضرت شیخ منور رحمۃ اللہ علیہ نے چند کلمے بطور وعظ و نصیحت کے فرمائے۔

ایک امر یہ تھا کہ حضرت شیخ نے بادشاہ سے فرمایا کہ دعا گو نے سنا ہے کہ بادشاہ کو بادہ خواری سے بے حد شوق ہے اور اس شغل کی وجہ سے اہل حاجت کی کاربراری میں رخنہ پڑتا ہے۔

ظاہر ہے کہ پروردگار عالم نے چند مسلمانوں کے حقوق کا آپ کو محافظ مقرر کیا ہے۔

مسلمان جو ہمیشہ پریشان خاطر رہتے ہیں ان کے حال سے غافل رہنا مصلحت و دوراندیشی سے بعید ہے۔

فیروز شاہ نے فرمایا کہ انشاء اللہ اب میں شغل میکشی نہ کروں گا۔

حضرت شیخ نے جواب دیا الحمد للہ علیٰ ذالک۔

دوسری نصیحت یہ تھی کہ حضرت شیخ نے فرمایا کہ دعا گو نے سنا ہے کہ بادشاہ صید افگنی کے حد سے زیادہ شائق و حریص ہیں۔

شکار کے لئے ایک عالم کو پریشان و سرگرداں کرنا اچھا شغل نہیں ہے اور ایک بے زبان جاندار کو بلا کسی ضرورت کے بے جان کرنا زیبا نہیں ہے۔

شکار اسی قدر کرنا جائز ہے جس قدر کہ ضرورت ہو بے حاجت جانوروں کو شکار کرنا مصلحت نہیں ہے۔

اس موقع پر فیروز شاہ نے فرمایا کہ حضرت شیخ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو اس شغلے سے باز رکھے۔

حضرت شیخ نے بادشاہ کے جواب میں فرمایا کہ سبحان اللہ ہماری دعا کا منکر ہو۔ اور اس کے بعد بلند معنی کلمات فرمائے۔

حضرت شیخ نے مکرر یہ فرمایا کہ ہماری دعا کا منکر یہ نہیں کہتا کہ میں نے توبہ کر لی ہے۔

جناب شیخ نے یہ فرمایا اور فوراً اسی وقت [illegible]

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sira

فیروز شاہ اس مقام سے واپس ہوا اور حضرت شیخ مسجد میں داخل ہوئے۔ بادشاہ لشکرگاہ کو واپس آیا اور نماز جمعہ کے لئے حصار شہر کی مسجد میں داخل ہوا۔

فیروز شاہ ملوک خانے میں بیٹھا اور حضرت شیخ علیہ مقام پر رونق افروز ہوئے جو حضرت کے اسلاف کرام کے لئے ہمیشہ کے لئے مخصوص ہے۔

بادشاہ نے ملوک خانے سے حضرت کو دیکھا اور بادشاہ نے ایک استر کا لبادہ جس میں سیاہ و لال دھاریاں تھیں حضرت کیلئے بطور تحفہ روانہ کیا۔

اس زمانے میں حضرت کے فرزند رشید شیخ الاسلام قطب الانام برگزیدہ حضرت علام شیخ نور الحق والشرع والدین اس موقع شریف کے پیر و مرشد نے اپنے پدر بزرگوار سے عرض کیا کہ بادشاہ نے حضرت کے لئے ایک لبادہ روانہ کیا ہے۔

جناب شیخ نے دریافت کیا کہ لبادے کا کپڑا شرعاً مباح ہے یا حرام؟ اور آپ سے عرض کیا گیا کہ کپڑا غیر مشروع ہے۔ جناب شیخ نے فرمایا کہ خدا کی پناہ اگر اس کپڑے کا پہننا حرام ہے تو یہ لبادہ فقیر کے کس کام کا ہے۔

حضرت شیخ معظم نماز سے فارغ ہو کر واپس ہوئے اور حضرت بندگی نور الحق کو یہ خیال پیدا ہوا کہ کہیں یہ فعل بادشاہ کو ناگوار نہ ہو۔

حضرت بندگی نور الحق نے دو اشخاص کو لبادے کی ہر دو آستین ہاتھ میں لے کر جب تک کہ جناب شیخ مسجد سے باہر آئیں حضرت شیخ کے عقب میں ساتھ چلیں اس لئے کہ بادشاہ ملوک خانے سے یہ سب دیکھ رہا تھا۔

یہ اشخاص لبادہ ہاتھ میں لے کر حضرت شیخ معظم کے عقب میں روانہ اور بادشاہ اس منظر کو دیکھتے ہی اپنے ملازمین روانہ کئے اور الفاظ معذرت میں پیغام دیا۔

بادشاہ نے مخدوم زادے کو پیغام دیا کہ اگر حضرت شیخ لبادے کو غیر مشروع خیال فرما کر اس کے پہننے سے انکار فرماتے ہیں تو ان کو تکلیف دینے کی ضرورت نہیں ہے۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sira

یہ حضرات دین کے بادشاہ ہیں غیر مشروع لباس کیونکر پہن سکتے ہیں۔
سبحان اللہ ہانسی میں کس قدر پاکیزہ نفوس بزرگان دین اور اُن کی اولاد امجاد آرام فرما ہیں جن کے قدوم کی برکت سے خلائق شہر مغلوں کی غارت گری سے محفوظ ہے۔
اگر خدا نے چاہا تو اہل ہانسی کے اس آفت سے محفوظ رہنے کی تفصیل مناسب موقع پر معرض تحریر میں آئے گی اس لیے کہ مورخ عفیف نے اس تاریخ کی تالیف میں ایک مقصد یہ بھی ملحوظ رکھا ہے۔

بارھواں مقدمہ

شیخ نصیرالدین و شیخ قطب الدین کا ہانسی میں باہم ملاقات کرنا

نقل ہے کہ سلطان محمد تغلق حضرت شیخ نصیرالدین محمود کو اپنے ہمراہ ٹھٹھہ لے گیا تھا۔ سلطان محمد نے ٹھٹھہ میں وفات پائی اور فیروز شاہ اُن کی جگہ تخت حکومت پر متمکن ہوا اور حضرت چراغ دہلی بادشاہ کے ہمراہ واپس ہوئے۔
حضرت شیخ نصیرالدین ہانسی پہنچے اور بندگی شیخ قطب الدین منور سے ملاقات کرنے اُن کی خانقاہ کو تشریف لے گئے۔
واضح ہو کہ یہ ہر دو بزرگوار حضرت شیخ الاسلام نظام الدین محبوب الٰہی کے مرید و خلیفہ ہیں اور ایک ہی روز حضرت شیخ ہر دو بزرگ کو خرقۂ خلافت عطا فرمایا ہے۔
منصب ارشاد عطا فرمانے کے بعد حضرت محبوب الٰہی نے ان ہر دو بزرگ سے فرمایا کہ تم دونوں مثل دینی بھائیوں اور نیک اندیش دوستوں کے بغلگیر ہونا چاہیے اور باہم نہایت محبت و الفت کے ساتھ زندگی بسر کرنی چاہیے۔
پیر و مرشد کے فرمان کے مطابق ہر دو خلیفہ بزرگوار نے برادران جسمانی و دوستان روحانی کی طرح اس عالم فانی میں سلوک کیا۔
ان ہر دو بزرگوار کی محبت اس درجہ ترقی کر گئی تھی کہ اگر کوئی طالب ارادت

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

ہانسی کو جاتا اور حضرت شیخ قطب الدین منور کی خدمت میں حاضر ہوتا تو حضرت شیخ اس سے دریافت فرماتے کہ تم کو کس بزرگ سے ارادت ہے۔

اگر شخص عرض کرتا کہ میں شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کا مرید ہوں تو حضرت قطب الدین منور اس شخص سے فرماتے کہ آؤ اور میرے قریب بیٹھو اس لئے کہ تم میرے برادر زادے ہوا ور حضرت اس شخص پر بیحد نوازش و کرم فرماتے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص ہانسی سے دہلی حاضر ہوتا اور حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کی خدمت کو حاضر ہوتا اور حضرت شیخ دریافت فرماتے کہ یہ شخص کس بزرگ سے ارادت رکھتا ہے اور وہ جواب میں عرض کرتا کہ حضرت شیخ قطب الدین منور کے حلقۂ ارادت میں داخل ہے تو حضرت شیخ اس شخص پر بیحد عنایت فرماتے اور اس کو آغوش شفقت میں لے کر مہربانی فرماتے اور اس کو اپنی خانقاہ میں رہنے کی اجازت دیتے تھے۔ صفحہ ۹۰

اگر یہ مؤرخ عفیف جو بزرگان دین کا خادم و گلشن پروردہ ہے ان ہر دو بزرگوار کے اتحاد و موافقت کو تفصیل سے گزارش کرے تو اس کے لئے ایک جداگانہ دفتر درکار ہوگا۔

مختصر یہ کہ ان ہر دو بزرگوار کا آخر وقت آچکا تھا اس لئے حضرت شیخ نصیر الدین محمود ہانسی پہنچے تو حضرت قطب الدین منور کی ملاقات کو تشریف لے گئے۔

حضرت قطب الدین منور کو معلوم ہوا کہ شیخ نصیر الدین محمود خانقاہ کے روبرو آ گئے ہیں اور شیخ منور برہنہ پا دوڑے اور شیخ نصیر الدین سے ملاقات کی۔

ہر دو بزرگ باہم بغلگیر ہوئے اور شیخ قطب الدین نے اپنا ہاتھ حضرت نصیر الدین کے قدموں کی طرف بڑھایا اور حضرت نصیر الدین محمود نے شیخ قطب الدین منور کے قدم لینے کا ارادہ کیا۔

غرضکہ ایک لمحے تک ہر دو بزرگ تواضع میں مصروف ہوئے اور اس کے بعد بیحد محبت و اخلاص کے ساتھ ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر خانقاہ میں تشریف لائے۔

ہر دو بزرگ ایک ہی مقام پر رونق افروز ہوئے اور اپنے پیر و مرشد حضرت نظام الدین محبوب الٰہی کو یاد کر کے بیحد روئے۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

اس کے بعد ترتیب سے قوال پہنچ گئے اور ہر دو بزرگوار سماع میں مشغول ہو گئے۔

صفحہ ۹۵ چند روز ہر دو بزرگ مجلس سماع میں تشریف فرما رہے اور حقیقت یہ ہے کہ ان بزرگوں کی طرح مجلس سماع میں کم کسی شخص کو یہ مراتب عالیہ عطا ہوئے ہوں گے۔

اس معاملے میں حضرت شیخ کمال الدین ہانسوی حضرت قطب الدین منور کے جد امجد نے فرمایا ہے۔

ہر آنکہ دل سماع چوں تاج بود   بر روشن دل حزیں و مباح بود

غرضکہ ہر دو بزرگوار سماع سے فارغ ہوئے اور عالم سکر سے مقام صحو میں نزول فرمایا۔

ظاہر ہے کہ علما سے شریعت و بزرگان طریقت میں سماع کے مسئلے میں بڑا اختلاف ہے لیکن صحیح قول یہی ہے جس پر سب کو اتفاق ہے کہ السماع مباح لا اھلہ لیکن مرتبۂ اہلیت میں بھی علما کے درمیان اختلاف ہے۔

حضرت شیخ کمال الدین ہانسوی فرماتے ہیں۔

تا حکم سماع را بدانی در حال   در حرمت وحل آنچہ گفت جلال

ارباب نفوس را حرام ست حرام   ارباب قلوب را حلال ست حلال

سماع سے فارغ ہونے کے بعد نماز عصر کا وقت آیا اور اذان کی آواز بلند ہوئی۔

صفحہ ۹۶ عصر کی سنت نماز سے فارغ ہو کر حضرت شیخ قطب الدین منور نے جو اہل کشف و ولایت تھے طالب حجت یعنی شیخ نصیر الدین محمود کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ آپ کو امامت نماز کرنی چاہئے۔

حضرت شیخ نصیر الدین نے جناب قطب کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ امامت آپ کو زیبا ہے۔

غرضکہ قلیل مدت تک ان ہر دو بزرگوں میں امامت نماز کے لئے لطیف گفتگو ہوئی اور اس کے بعد حضرت نصیر الدین چراغ دہلی نے فرمایا کہ اگرچہ ہمارے پیر و مرشد حضرت نظام الدین محبوب الٰہی نے ہم ہر دو برادران طریقت کو ایک ہی روز خرقۂ خلافت عطا فرمایا ہے لیکن آپ کو چاشت کے وقت خلافت عطا کی اور مجھ کو نماز ظہر کے وقت اس شرف سے سرفراز فرمایا۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-s

چونکہ حضرت شیخ نے خود خرقۂ خلافت عطا فرمانے میں ایک قسم کا فرق مراتب پیدا فرما دیا ہے اس لئے امامت کے لئے آپ ہی کو سبقت کرنی چاہیئے۔

حضرت شیخ نصیر الدین نے یہ فرمایا اور پیر و مرشد کے حوالے سے گفتگو فرمائی اس سے شیخ قطب الدین منور امامت کے لئے آگے بڑھے۔ سبحان اللہ کیا مبارک وقت تھا جب یہ ہر دو عارفان حق ایک جا جمع ہوئے گویا فرش زمین پر قران السعدین ہوا تھا۔ ادائے نماز کے بعد دونوں بزرگ جدا ہوئے اور وداع آخری کر کے اپنے مقام عبادت گاہ کو واپس آئے اور وہیں آرام فرما ہوئے۔ صفحہ ۸۰

غرضکہ چند روز کے بعد ان بزرگان دین نے رحلت فرمائی۔

اوّل حضرت شیخ نصیر الدین محمود رحمتہ اللہ علیہ نے اٹھارہ رمضان المبارک کو رحلت فرمائی اور اس کے بعد حضرت قطب الدین منور نے اٹھائیس ذی قعدہ کو روضۂ رضوان کی راہ لی۔

ہر دو بزرگان دین کے وصال میں صرف دو ماہ چند روز کا فرق رہا۔

ظاہر ہے کہ تمام عالم طلب دنیا میں عمر بسر کرتا ہے یا طلب آخرت میں لیکن اہل بیت طالب دوست ہیں اور اس سعی و کوشش میں جان دیتے اور سر فروشی کرتے ہیں۔ لیکن با وجود اس قدر محنت شدید کے اپنی ذاتی استعداد و قابلیت پر لحاظ کر کے ہر وقت ان کے دل دوست کی ملاقات و وصال سے ناامید رہتے ہیں۔

مورخ عفیف ان بزرگان دین کے حالات لکھ کر اپنے اصل مقصد کی طرف توجہ کرتا ہے۔

تیرھواں مقدمہ

فیروز شاہ کا دہلی پہنچنا

فیروز شاہ دہلی وارد ہوا اور شہر میں ہر طرف طبل شادیانے بجے اور تمام شہر آراستہ کیا گیا اور ہر قسم کے نفیس و لطیف کپڑے آویزاں ہوئے اور قبے بنائے گئے۔ صفحہ ۸۸

غرضکہ تمام شہر آئین شاہی کے مطابق آراستہ کیا گیا۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-si

معتبر روایت یہ ہے کہ تمام شہر میں چوبیس قبے بنائے گئے تھے اس لئے کہ شہر فیروز آباد اُس وقت تک آباد نہ ہوا تھا۔ ہر قبے کے نیچے ایک روز مجلس جشن منعقد رہی اور ہر قبے پر ایک لاکھ تنگے صرف ہوئے۔

مجلس جشن عام تھی اور طعام و شربت و پھول بہ کثرت کے ساتھ مہیا اور ہر شخص کے لئے عام تھے۔ تمام شہروں سے خلائق قبوں کو دیکھنے جمع ہوئی۔

ایام جشن میں جو شخص تماشے کے لئے وہاں آتا تھا اُس پر شاہی نوازش ہوتی تھی۔ بادشاہ کا حکم تھا کہ ہر تماشائی اپنی خواہش کے مطابق خوان نعمت سے سرفراز کیا جائے۔

قبے لکڑی کے بنائے گئے تھے جو بہت بلند تھے اور جن کی پوشش کاریوں کی تھی۔ قبوں میں نعمت و ہر رنگ کے کپڑے لپیٹے گئے تھے اور ہر قبے کے نیچے مجلس رقص و سرود گرم تھی۔

صفحہ ۸۹ غرضکہ فیروز شاہ کے عہد سعادت میں اکتیس روز تمام خلائق شہر نے عیش و نشاط میں بسر کیا۔

سبحان اللہ یہ فرمانروا بھی کس قدر مقبول و برگزیدہ الہٰی تھا کہ اُس کے عہد حکومت میں عالم میں اس درجہ خوشی و خرمی کا دور دورہ رہا۔

غرضکہ فیروز شاہ کے دہلی آنے سے اور قسمت و بامراد ہونے سے تمام خلقت خدا خوش و خرم ہوئی۔

ہر شخص عیش و نشاط کے قصر میں بیٹھا اور نشاط انگیز بادہ خوش گوار کا دور مجلس میں چلنے لگا۔

تمام شہر میں خوشی و خرمی کا بول بالا ہوا اور ہر فرد مسرت و نشاط کے ترانے گانے لگا۔

چودھواں مقدمہ

صفحہ ۹۰ فیروز شاہ کا اہل دہلی کو انعام و اکرام سے سرفراز کرنا

روایت ہے کہ فیروز شاہ ساعت سعید و یوم مبارک میں شہر دہلی میں داخل ہوا۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

بادشاہ نے اپنے دست کرم سے تمام مخلوق کو انعام و اکرام سے سرفراز فرمایا۔
خلائق دہلی جو قحط و وبا کی وجہ سے بے حد پریشان ہو چکے تھے اور قلت و بار بیج کی کمی سے
بے انتہا تکلیف و مصیبت کے عالم میں تھے بادشاہ کی اس داد و دہش سے قطعاً
مطمئن و مسرور ہوئے۔

فیروز شاہ نے تمام عالم جس میں شریف و اعلیٰ طبقہ آزاد اور غلام تمام اشخاص
داخل ہیں ابر بہاراں کی طرح گوہر باری کی۔

تمام عالم بوستان بن گیا اور بادشاہ نے تمام صغیرہ و کبیرہ گناہ معاف فرمائے۔

بادشاہ نے ہر شخص کو اس کی التماس و خواہش سے دگنی رقم عطا فرمائی اور حقیقت
یہی ہے کہ اس قسم کے فعل کو عطائے جزیل کہتے ہیں۔

واضح ہو کہ عطائے جزیل اس انعام کو کہتے ہیں کہ جس شخص کو عطیہ عنایت ہو
وہ اس کے اٹھانے سے عاجز ہو۔

فیروز شاہ کے عطیے و احسان اس حد کو پہنچ گئے کہ جو رقم قدیم بادشاہوں کے صفحہ ۹۱
عہد میں رعایا کے دوش پر بار تھی اس سے مخلوق قطعاً سبکدوش ہو گئی۔

جو محاصل کہ رعایا کے ذمے واجب الادا تھے فیروز شاہ نے وہ بھی معاف
فرما دیے اور رعیت پر بے حد نوازش فرمائی چنانچہ تمام رعیت و مخلوق نے رفاہ و آسودگی
کے ساتھ زندگی بسر کی۔

فیروز شاہ نے گزشتہ افراد کے رسوم و قانون قطعاً منسوخ کر دیے اور
غریب و مسافر و مقیم ہر طبقہ آسودہ و خوشحال ہوا اور تمام جہاں میں از سر نو تازگی
پیدا ہوئی۔

اس زمانے میں خواجہ فخر شادی محمد صدر اعیان بزرگ و وزیر تھا۔

سلطان محمد نے اپنی حیات میں دولت آباد سے آنے کے بعد ممالک دہلی کو صفحہ ۹۲
آباد کرنے کے لیے دو کروڑ مال بطور سوندھار خلائق دہلی کو عطا کیے تھے۔

اس عطیے کا مقصود یہ تھا کہ وہ قصبات و قریات جو قحط کے زمانے میں
خراب و ویران ہو گئے ہیں آباد و معمور کیے جائیں۔

اس کی مفصل کیفیت مورخ عفیف سلطان محمد کے حالات میں ہدیۂ ناظرین

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-si

کر چکا ہے لیکن وہ تمام مال رعایا کے پاس باقی تھا اس کے ساتھ خواجہ جہاں نے سلطان محمد کی وفات کے بعد جو جدید قرار کئے اور اہل دہلی سونے کی طمع میں اس کے گرد جمع ہو گئے۔

خواجہ جہاں نے بھی بے شمار جواہر و مال اس خلق کو تقسیم کئے۔

یہ تمام جواہرات و رقم سوندھار خواجہ فخر شادی کے دفتر میں مختلف جماعت کے نام مندرج تھے۔

خواجہ فخر شادی نے یہ تمام رقوم خود نے سے برآمد کر کے فیروز شاہ کے حضور میں پیش کیا۔

اس موقع پر بادشاہ کو تعجب ہوا اور اس نے خانجہاں یعنی قوام الملک سے یہ راز بیان کیا۔

بادشاہ نے جواہر و رقم سوندھار خانجہاں کو دے کر اس کی بابت سوال کیا کہ آیا یہ چیزیں رعایا سے طلب کر لی جائیں؟ اس موقع پر قوام الملک نے کیا خوب جواب دیا اور عرض کیا کہ جب ایک بادشاہ صاحب شوکت دنیا سے رحلت فرماتا ہے اور اس کی بجائے دوسرا فرمانروا تخت حکومت پر جلوس کرتا ہے تو یہ جدید حکمراں اپنی عطا و کرم سے خاص و عام کو فیضیاب کرتا اور صغیرہ و کبیرہ گناہ خلق کے معاف فرماتا ہے
صفحہ ۹۲ اگر کوئی شخص کسی خیانت کی وجہ سے جلا وطن کر دیا جاتا ہے تو اس شخص کو بار دگر وطن میں آنے کی اجازت دی جاتی ہے

اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ قدیم حکم منسوخ کر دئے گئے۔

چونکہ سلطان محمد نے مصلحت وقت کے لحاظ سے وجہ سوندھار یعنی مال خلقت کو عطا کیا اور خواجہ جہاں نے محض اپنی ذاتی غرض کی بنا پر خلائق کو جواہر تقسیم کئے ایسی حالت میں اس قسم کے مال کا رعایا سے طلب کرنا مناسب نہیں ہے کیونکہ ایسا کرنے سے رعایا فقیر و بے نوا ہو جائے گی اور گداگری کی وجہ سے ان کی آبرو جائے گی اور بہت سے زیادہ ویرانی کی وجہ سے خانہ خراب ہو کر آوارہ وطن ہو جائیں گے۔

ان جواہرات و رقم میں سے ایک دانگ بھی بغیر مداخلت و بدنامی کے حاصل نہیں ہو سکتا۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-si

ایسی حالت میں اس وجاہر کے طلب کی ابتدا کرنا مصلحت سے قطعاً بعید ہے۔

قوام الملک نے یہ مثل نا سبحان تحقیق کے یہ گفتگو بادشاہ کے روبرو کی اور فیروز شاہ کو یہ تقریر سن کر قلبی مسرت حاصل ہوئی۔

قوام الملک نے یہ بھی عرض کیا کہ یہ تمام دفاتر مشتمل بر وجاہر بے شمار بادشاہی دربار کے روبرو مخلوق کو بخش دیے جائیں اور یہ رقم معاف فرمائی جائے تاکہ مخلوق کے قلب سے خوف و حزن دور ہو۔

سبحان اللہ کیا خوش کردار فرمانروا تھا اور کیسا خوش گفتار وزیر تھا۔

مختصر یہ کہ تمام دفاتر مال وجاہر بے شمار دربار شاہی کے روبرو خلائق کو معاف کیے گئے۔ صفحہ ۹۶

اسی روز سلطان فیروز شاہ نے قوام الملک کو مسند عطا کی اور چتر کے عطیے سے سرفراز فرما کر وزیر کل مقرر کیا۔

فیروز شاہ نے محصول بندی کا آغاز کیا اور بندگی خواجہ حسام الدین جنیدی رحمۃ اللہ علیہ اس خدمت پر مامور ہوئے۔

بندگی مذکور نے چھ سال کی مدت میں تمام ممالک میں گشت لگائی اور محصول بندی کی خدمت انجام دی۔

فیروز شاہی چھ کروڑ پچھتر لاکھ تنکے تمام مملکت کی جمع قرار پائی۔

فیروز شاہ کے چالیس سالہ عہد حکومت میں دہلی کی جمع یہی برقرار رہی۔

پندرھواں مقدمہ

فیروز شاہ کا قاعدہ ہائے جدید نافذ کرنا

نقل ہے کہ فیروز شاہ نے خلقت کو بے شمار وجہ معاش عطا فرمائی اور اسی طریقے کو انجام دینے کے لیے دست احسان اس قدر دراز کیا کہ تمام خلق خدا کو اطمینان نصیب ہوا۔

ایک عالم اس مجمع کا بندہ ہو کر بادشاہ کے گرد جمع ہو گیا۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

فیروز شاہ نے بعض اشخاص کو دس ہزار، اور بعض کو پانچ ہزار تنگے اور بعض کو دو ہزار، ہر شخص کی حیثیت کے مطابق نقد عطا فرمائے۔

صفحہ ۹ بادشاہ نے تمام حشم و لشکر کو تنخواہ دار مقرر کیا۔

یہ وضع بھی خاص طور پر فیروز شاہ کے لئے مخصوص تھی جو ہندوستان میں اُس کے نام کو تازہ کرتی ہے اس لئے کہ قدیم سلاطین و فرمانروایان دہلی کے عہد حکومت میں یہ قانون نہ تھا۔

کوئی موضع تنخواہ کی مد میں نہ دیا جاتا تھا اور اس راز سے کہ موضع کا عطا کرنا رائج نہ تھا کسی شخص کو بھی آگاہ نہیں کیا جاتا تھا۔

معتبر راویوں نے اس مورخ عفیف سے یہ نقل بیان کی ہے کہ سلطان علاء الدین نے بارہا اس معاملے میں یہ فرمایا ہے کہ تنخواہ کی مد میں مواضعات نہ دینے چاہئیں اس لئے کہ ہر موضع میں تقریباً دو سو تین سو افراد آباد ہوتے ہیں اور اس طرح یہ تمام افراد ایک وجہ دار کے ماتحت ہو جائیں گے۔

اگر اس قسم کے چند وجہ دار خرد و فسق و فجور کی وجہ سے ایک جا جمع ہو جائیں اور کسی خیال پر متفق ہوں تو اندیشہ ہے کہ ان کے قلب میں فتنہ و فساد کا خیال پیدا ہو جائے گا۔

یہی وجہ تھی کہ سلطان علاء الدین نے کسی فرد کو بھی تنخواہ میں موضع نہیں عطا کیا بلکہ لشکر کو ہر سال خزانۂ شاہی سے تنخواہ عطا کی جاتی تھی۔

فیروز شاہ کا عہد حکومت آیا اور چونکہ یہ خسرو زمرۂ اولیاء اللہ میں داخل تھا اس بادشاہ نے چالیس سال کامل ملک پر حکومت کی اور تمام خلقت کو اپنے انعام و احسان سے شاد و مطمئن کیا۔

بادشاہ نے اس قسم کے تمام خطرات دل سے دور کر کے خدا کے رحم و کرم پر تکیہ کیا اور مسلمانوں کے نفع رسانی کے لئے تمام قریات و قصبات لشکر کو تنخواہ میں تقسیم کر دئے۔

چونکہ بادشاہ دل و جان سے خدا کا بندۂ مقرب تھا اللہ تعالیٰ نے چالیس سال کامل اس کے قصر دولت کو مستحکم و برقرار رکھا اور اس کے الوان سے

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

ملک روشن و منور ہو گیا۔

بادشاہ اس قاعدے کی بنا پر ملک کو اہلِ حشم میں تقسیم کر کے دوسرا آئین مرتب کیا اور وہ یہ کہ اگر اہلِ حشم میں کوئی شخص فوت ہو تو اس کی وجہ معاش اس کے فرزند پر منتقل کیا جائے اور اگر اولادِ نرینہ نہ ہو تو داماد وارث ہو۔ اگر فرزند و داماد ہر دو موجود نہ ہوں تو میت کا غلام اس کا وارث تسلیم کیا جائے۔ اگر متوفی غلام بھی نہ رکھتا ہو تو اس کے دیگر اعزہ کو میراث پہنچے اور اگر یہ بھی نہ ہو تو عورات میت وارث قرار پائیں۔

بہر نوع فیروز شاہ کے چالیس سالہ دورِ حکومت میں ہر شخص مطمئن و خوشحال رہا۔

کہتے ہیں کہ ایک روز جبکہ شیخ الاسلام شیخ بہاء الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ یعنی شیخ صدر الدین رحمۃ اللہ علیہ بادشاہ کی مجلس میں تشریف فرما تھے اور وجہ معاش وغیرہ کا ذکر ہو رہا تھا۔

اس موقع پر حضرت شیخ نے فرمایا کہ رحلت کے وقت بندۂ مومن کے قلب پر دو رنج و الم طاری ہوتے ہیں، ایک اندوہ دینی اور دوسرا رنج دنیاوی۔

اندیشۂ دینی سے یہ مراد ہے کہ آخر وقت بندۂ مومن اپنی فطری خصلت و کیفیت کے مطابق رنج و غم میں مبتلا ہوتا ہے کہ ایسے نازک وقت میں اس کو نجات کی بشارت ہوتی ہے یا عذابِ آخرت کی۔ اس لئے کہ کسی شخص کو حسنِ خاتمہ کی خبر نہیں ہے اور پیغمبر انبیا علیہم السلام و نیز عشرۂ مبشرہ کے کوئی فرد عصمت ایمان کا مرتبہ نہیں رکھتا۔ صفحہ ۹

دوسرا اندوہ جو بندۂ مومن کے قلب پر طاری ہوتا ہے وہ دنیاوی رنج و الم ہے۔

ہر شخص سکرات کے عالم میں اسی فکر و الم میں مبتلا ہوتا ہے کہ اس کے بعد اس کے زن و فرزند و خرد سال بچے کس عالم میں زندگی بسر کریں گے۔

جہاں پناہ نے جوابِ مجازی میں اپنے عہدِ سلطنت میں ہر مومن کو دنیاوی فکر و رنج سے نجات دے دی ہے یعنی یہ کہ بادشاہ نے یہ حکم صادر فرما دیا ہے کہ اہلِ حشم میں جو شخص وفات پا جائے اس کی وجہ معاش ورثا پر منتقل کر دی جائے جس کے معنی یہ ہیں کہ اس شخص کی مدد معاش ہر حال میں اس کے لئے برقرار رہے۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

جہاں پناہ کا یہ فعل بیحد عمدہ خیر و احسن ہے اور اس طرح مخلوق کے لئے بیحد فوائد اور خود حضرت کے لئے بیشمار ثواب ہے اس لئے کہ جب جہاں پناہ نے جو خلوص کا وجود رکھتے ہیں بندہ مومن کے قلب کو دنیاوی رنج و غم سے نجات دلوا دی تو پروردگار عالم جو خالق مطلق ہے اور جس کا رحم و کرم بیشمار و لاتعداد ہے بندے کو دینی فکر سے بھی مطمئن فرما دے گا اور ایمان کی سلامتی کے ساتھ دارالسلام میں جگہ دے گا۔

صفحہ ۹۰ اللہ تعالیٰ ہم تمام مسلمانوں کو ایمان نصیب کرے۔

غرضکہ جس روز کہ شیخ الاسلام نے الہام ربانی سے مستفید ہو کر بادشاہ دین پناہ سے یہ تقریر فرمائی اور اس طرح کے نصائح کئے تو تمام حاضرین دربار نے سر بسجدہ ہو کر دعا مانگی۔

اس موقع پر خود فیروز شاہ نے چشم پُر آب ہو کر حضرت شیخ سے عرض کیا کہ شیخ الاسلام آپ کو معلوم ہے کہ قدیم سلاطین نے صرف چند روز دنیا میں حکمرانی کی اور اس کے بعد دنیا سے چل بسے ہم بھی ایک روز جہان فانی سے سفر کر جائیں گے۔ بادشاہ نے یہ کہا اور مندرجہ ذیل شعر فرمایا۔

چوں بزم ما بجز خالی ز ما گیری		روزے دریں خلوت تو خانہ بے ملی

سولھواں مقدمہ

حضرت فیروز شاہ کا بحکم خدا رعیت پر نوازش کرنا

نقل ہے کہ فیروز شاہ کو خدا کی توفیق و امداد سے رعیت پروری میں بیحد انہماک تھا۔ بادشاہ نے اس بات میں بیحد کوشش کی اس لئے کہ قدیم سلاطین کے عہد میں بے شمار قوانین جاری تھے جن کی عدم قبولی سے تمام ممالک کی رعایا اور خلقت خدا ہلاک و تباہ ہوتی تھی۔

بعض معتبر راویوں نے مؤرخ عفیف سے بیان کیا ہے کہ قدیم سلاطین کے

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

عہد میں رعیت کے لئے یہ قاعدہ مقرر تھا کہ اگر ایک عامل رعایا کے لئے ایک
مادہ کا رکھوڑ دیتا تھا تو دوسرا اُس کو بھی ضبط کر لیتا تھا۔

سلطان فیروز شاہ نے اپنے عہد معدلت میں شریعت اسلام کو اپنا
راہنما بنا کر رحم و کرم سے کام لیا اور تمام غیر مشروع امور کو قطعاً منسوخ کر دیا۔ صفحہ ۹۹

بادشاہ نے جائز طور پر مال حاصل کرنے کی بھی کمی کر دی۔

فیروز شاہ نے دیوانی کے تمام مطالبات کے وصول کرنے میں یہ قاعدہ
جاری فرمایا کہ ایک تنکے کے عوض دو جیتل وصول کئے جائیں۔

اگر کوئی عامل بادشاہ کے مقرر کردہ محصول سے زیادہ وصول کرتا تو اُس کا
تدارک کیا جاتا تھا۔ اگر اسباب واجناس وغیرہ کارخانوں میں خریدے
کئے جاتے تھے تو انصاف و عدل کے قوانین کا لحاظ کر کے اُن کو قیمت وہیں و کامل
ادا کی جاتی تھی۔

اہل بازار تمام خورد و بزرگ بیحد خوش تھے اور جس مقام پر بھی عمدہ
اسباب و نفیس اشیا موجود ہوتیں اُن کو کارخانوں کے لئے فراہم کر لیتے تھے۔

اس کا مقصد یہ تھا کہ اگر نرخ میں بے اعتدالی پیدا ہو اور مال ایک ہی وقت میں
خریدار کے حوالے کریں تو ہر شخص مطمئن و شاد ہو۔

سلطان فیروز شاہ محض خدا کے خوف سے عمال پر تاکید کرتا تھا کہ کسی شخص پر
طمع و حرص کی وجہ سے جبر و ظلم نہ ہونے پائے۔ بادشاہ کی اس تاکید و حکم سے رعایا
کی تعداد میں اضافہ ہوا اور ہر شخص آسودہ و مطمئن ہو گیا

رعایائے سلطنت میں اس درجہ اضافہ ہوا اور آبادی میں اس قدر
ترقی ہوئی کہ ہر قطعہ اور ہر تالاب اور ہر پرگنے میں ہر چار کوس پر ایک گاؤں آباد ہو گیا۔

رعایا کے مکانوں میں اس قدر غلہ و مال و اسپ و اسباب فراہم ہوئے
کہ اُن کی تفصیل حد بیان سے باہر ہے۔ ہر شخص کے پاس زر و نقرہ بیشمار جمع ہو گیا
اور رعایا میں کسی شخص کی عورت بھی بغیر زیور کے نظر نہ آتی تھی۔ صفحہ ۱۰۰

ہر رعایا کے مکان میں پاکیزہ بستر و عمدہ پلنگ و بیشمار اسباب راحت و مال
جمع ہو گیا۔ ہر شخص کثیر مال و اسباب کا مالک ہوا اور تمام ممالکت دہلی کا ہر فرد

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

خدا کے فضل و کرم سے بے غم و بغیر رنج کے زندگی بسر کرنے لگا۔

سترھواں مقدمہ

خسرو ملک و خداوندزادہ دختر سلطان تغلق کا غداری کرنا

نقل ہے کہ سلطان فیروز شاہ خدا کی مدد و عنایت سے شہر دہلی میں احکام حکومت و آئین سیاست کے نافذ کرنے میں مشغول تھا۔

خداوندزادہ دختر سلطان تغلق، خسرو ملک اُس کا پسر اور داور ملک اس کا شوہر یہ سب افراد حرم شاہی میں خوش و مطمئن زندگی بسر کرتے تھے۔

فیروز شاہ نے یہ قاعدہ مقرر کیا تھا کہ ہر جمعے کو نماز کے بعد خاص طور پر خداوندزادہ سے ملاقات کرنے کے لیے جاتا تھا۔

فیروز شاہ جب خداوندزادہ کو دیکھتا تو بعید تواضع و تعجیل کے ساتھ کھڑا ہو جاتا اور اس کی خدمتگزاری کرتا تھا۔ فیروز شاہ اور خداوندزادہ دونوں اور اکثر شاہی جا نشانے میں بیٹھتے تھے اور داور ملک خداوندزادہ کے پس پشت بیٹھتا۔ صفحہ ۱۰۱

قاعدہ تھا کہ اس طریقہ نشست کے بعد باہم دگر تھوڑی سی گفتگو ہوتی اور اس کے بعد خداوندزادہ فیروز شاہ کو پان دیتا اور اس کے بعد بادشاہ رخصت ہوتا تھا۔

فیروز شاہ کا قاعدہ تھا کہ ہر جمعے کو اس طرح خداوندزادہ سے ملاقات کرتا اور اتحاد و محبت کی گفتگو کے بعد واپس ہوتا تھا۔

چونکہ انسان کی سرشت میں حسد کا مادہ موجود ہے، خسرو ملک نے ایک بار اور خداوندزادہ نے بادشاہ کے خلاف سازش کی اور یہ طے کیا کہ اب باطنی عداوت کو ظاہر کریں۔

غرضکہ بادشاہ اپنی عادت کے موافق جمعے کے روز اسی مقام پر نشست اختیار کرے اور خداوندزادہ نے یہ طے کیا کہ بادشاہ کو اسی جگہ قتل کرے۔

خداوندزادہ، خسرو ملک، ہر دو مادر و پسر نے بادشاہ کے قتل کرنے پر

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

کرامت باطنی۔

اس مقام پر ایک مسقف خانہ تھا جس کے پہلو میں دو حجرے بھی تھے۔

خسرو ملک نے ان حجروں اور مسقف خانہ میں چند افراد زرہ پوش جو سر سے پاؤں تک لوہے میں غرق تھے مخفی طور پر پنہاں کر دئے اور ان افراد سے وعدہ لیا کہ جس وقت خداوندزادہ اشارہ کرے یہ زرہ پوش گروہ باہر آکر فیروز شاہ پر تیغ زنی کرے اور اس کا سر تن سے جدا کر دے۔

خسرو ملک نے دو تین چند افراد زرہ پوش دروازوں کے تختے کے تحت میں بھی پنہاں کر دئے کہ اگر بادشاہ اندرون خانہ سے سلامت نکل کر باہر جائے تو یہ اشخاص دروازے پر بادشاہ کا کام تمام کر دیں۔ صفحہ ۱۰۰

خسرو ملک نے ان افراد کو یہ ہدایت کر دی کہ بادشاہ کے دروازے سے برآمد ہوتے ہی یہ گروہ برق کی طرح فیروز شاہ پر گر پڑے اور اس کا سر تن سے جدا کر دے۔

غرضکہ اس قرارداد کے موافق خسرو ملک اور خداوندزادہ اپنے کام میں مصروف ہوئے اور فیروز شاہ نے نماز جمعہ کے بعد حسب دستور خداوندزادہ سے ملاقات کی۔

ملاقات کے بعد فیروز شاہ اور خداوندزادہ مسقف خانہ سے نیچے اترے اور حسب قاعدہ داور ملک بادشاہ کے عقب میں بیٹھا۔

معتبر راویوں نے مورخ عفیف سے بیان کیا ہے کہ خسرو ملک داور ملک کے صلب سے نہ تھا بلکہ خداوندزادہ کے دوسرے شوہر کا نطفہ تھا اور یہی وجہ تھی کہ داور ملک اس غدر و مکاری سے پرہیز کرتا تھا۔

غرضکہ اس موقع پر داور ملک سعید ازلی نے بادشاہ کو دیکھتے ہی حیرت سے انگلی دانت کے نیچے دبائی اور آنکھوں سے اس امر کا اشارہ کیا کہ اس مقام سے جلد چلا جانا اور دربار برخاست کرنا مناسب ہے۔ غرضکہ فیروز شاہ الہام الٰہی سے اسی وقت کھڑا ہو گیا۔

ہرچند خداوندزادہ نے اصرار کیا کہ پان آنے تک توقف کرنا لازم ہے

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sira

لیکن بادشاہ یہ جواب دے کر کہ فتح خاں کا مزاج ناساز ہے میں نہیں اٹھ سکتا۔ انشاء اللہ

صفحہ ۲۳ روز دیگر آؤں گا اور دیر تک بیٹھ کر کلمہ و کلام کروں گا، جلد سے جلد واپس ہوا۔

فیروز شاہ خداوند زادہ کے مکان سے صحیح و سالم واپس آیا اور زرہ پوش گروہ کو جو چبوترے کے حجروں میں پنہاں تھا اس گفتگو سے قطعاً واقف نہ ہوا۔

فیروز شاہ صحیح و سالم مکان سے باہر آگیا اور وہ گروہ جو دروازے کے تختوں کے عقب میں پنہاں اور بادشاہ کے مکان میں داخل ہونے سے آگاہ تھا قطعاً فیروز شاہ کے باہر نکل آنے سے واقف نہ ہوا اور فیروز شاہ خدا کے لطف و کرم سے صحیح و سالم خداوند زادہ کے مکان سے باہر نکل آیا۔

بادشاہ ان بدبختوں کے مکان سے صحیح و سالم باہر آگیا اور بہ آواز بلند مرکب خاصہ کو طلب کیا، چونکہ یہ صبح کا وقت تھا، ملوک و امرا میں ہر شخص اپنے مکان کو واپس جا چکا تھا۔

اس وقت راے بھیرو بھٹی حاضر تھا اور فیروز شاہ نے شاہانہ آواز میں اس سے کہا کہ بھیرو جو تلوار تیرے ہاتھ میں ہے مجھ کو دے۔

بھیرو نے یہ دریافت کر کے کہ کام ہاتھ سے نکل چکا ہے، عرض کیا کہ خداوند عالم تشریف لے چلیں، فدوی تیغ کشیدہ حضرت کے عقب میں آئے گا اور حضرت شاہ بدولت و اقبال قصر شاہی کو روانہ ہوں۔

فیروز شاہ نے یہ معروضہ قبول نہ کیا اور بھیرو کے ہاتھ سے تلوار چھین لی اور

صفحہ ۲۰ تلوار کو نیام سے نکالا۔ قصر کے درمیان پہنچ کر فیروز شاہ سلطان محمد کی حرم کے ہمراہ قصر کے بالائی حصے میں پہنچ گیا

بادشاہ نے اس وقت تمام ملوک و خوانین کو طلب کیا۔

ان امیروں نے خسرو ملک و خداوند زادہ کے مکان کو گھیر لیا اور زرہ پوش گروہ کو بادشاہ کے حضور میں لے آئے۔

اس جماعت سے حقیقت حال کا استفسار کیا گیا اور انھوں نے ہر شے کو تفصیل وار بیان کر دیا۔

اس موقع پر فیروز شاہ نے ان زرہ پوشوں سے سوال کیا کہ تم کو اس بھید سے حال سے واقفیت بھی تھی یا نہیں۔ اس جماعت نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ ان نے

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sira

عقل چشم پر پردے ڈال دیئے ہم کو بادشاہ کے مکان میں داخل ہونے کا قطعاً حال معلوم ہے لیکن حضرت کے باہر تشریف لانے سے ہم قطعاً بے خبر ہیں۔

غرضکہ اس واقعے کے ثبوت کے بعد سلطان فیروز شاہ نے غدار مدبر زادہ کا وظیفہ مقرر کر کے اس کو گوشہ نشین ہونے کا حکم دیا۔

غدار مدبر زادہ کے قبضے میں بے شمار مال تھا جو تمام و کمال ضبط کر کے خزانۂ شاہی میں داخل کیا گیا۔

واضح ہو کہ خسرو ملک نے اسی خزانے کی قوت پر بادشاہ کے مقابلے میں غداری کا ارادہ کیا تھا۔

خسرو ملک جلاوطن کیا گیا اور قانون جہانداری و رسم شہریاری کی بنا پر داور ملک کی بابت حکم ہوا کہ ہر ماہ کی پہلی تاریخ باراتی اوڑھ کر اور کفش پہن کر بادشاہ کے سلام کو حاضر ہوا کرے۔

یہ امر قطعاً صحیح ہے کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے اپنے حفظ و امان میں رکھے اس کو کس کی طاقت ہے کہ ضرر و نقصان پہنچائے۔

اٹھارھواں مقدمہ

فیروز شاہ کا جمعہ و عیدین کی نماز کے خطبے میں قدیم سلاطین کا صفحہ ۱۰۵
نام داخل کرنا و سکہ ہائے سلاطین کا ذکر

یہ امر تمام مورخین کی رائے میں صحیح و متفق علیہ ہے کہ فیروز شاہ نے چالیس سال کامل آئین جہانداری و قوانین شہریاری کو مستقر و روشن کیا۔

تمام مورخین کو اتفاق ہے کہ سلطان فیروز شاہ پر رسوم تاجداری کا خاتمہ ہوا۔ اس کے علاوہ فیروز شاہ نے آئین فہم و فراست سے اپنے عہد حکومت میں سلاطین قدیم کے نام خطبے میں داخل کئے اور تقریباً چالیس سال اسی پر عملدرآمد ہوتا رہا۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

بادشاہ نے چالیس سال کے عہد حکومت میں اکیس سکّے جو تابعداری کے آثار ہیں اور اکیس علامات و آداب جہانداری کو روشن دستور کیا۔

مورخ عفیف جس نے چالیس سال کامل فیروز شاہ کو دیکھا اور جو اکثر اوقات اصحاب دیوان و وزارت کے ہمراہ آداب گاہ میں حاضر ہو کر سعادت مجری سے سرفراز ہوا حال و استقبال کے دستور کے لئے ان سکہ جات و آداب کو ان ذکروں میں مفصل بیان کرتا ہے۔

ذکر اوّل۔ بادشاہ کا سلاطین قدیم کے اسما کو جمعہ و عیدین میں اختیار کرنا

یہ امر زمانۂ قدیم سے مقرر تھا کہ سلاطین دہلی کے عہد میں۔ جمعہ و عیدین کے خطبوں میں صرف فرمانروائے زندہ کا نام پڑھا جاتا تھا۔

قدیم سلاطین کا ذکر خطبوں میں قطعاً نہ ہوتا اور نہ ان کے لئے دعا کی جاتی تھی سلطان فیروز شاہ پہلا فرماں روا ہے جس نے خدا کی توفیق و امداد سے اس میں ترمیم کی۔

واضح ہو کہ سلطان فیروز شاہ نے تخت حکومت پر جلوس کیا اور وہ وقت آیا کہ بادشاہ کے نام کا خطبہ جاری ہو۔

فیروز شاہ نے حکم دیا کہ اس کے نام کا خطبہ پڑھنے سے یہ مراد نہیں ہے کہ قدیم بادشاہوں کا نام خطبے سے نکال دیا جائے۔

بادشاہ نے حکم دیا کہ اوّل قدیم سلاطین کے نام کا خطبہ پڑھا جائے اور بعد اس کے خود بادشاہ کا تذکرہ ہو جیسا کہ حضرت شیخ سعدی نے گلستان و بوستاں میں ذکر فرمایا ہے کہ اس شخص کو بزرگ نہیں کہتے جو بزرگوں کا نام عزت سے نہ لے۔

فیروز شاہ نے تمام سلاطین ماضیہ میں سے جو تخت دہلی پر متمکن ہوئے جن بادشاہوں کا نام خطبے میں اختیار فرمایا وہ حسب ذیل ہیں۔

اوّل حضرت شہاب الدین محمد بن سام (۲) حضرت سلطان شمس الدین التمش (۳) حضرت سلطان ناصر الدین محمود (۴) حضرت سلطان غیاث الدین بلبن

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sira

(۵) حضرت سلطان جلال الدین (۶) حضرت سلطان علاء الدین (۷) حضرت سلطان قطب الدین (۸) حضرت سلطان غیاث الدین تغلق (۹) حضرت سلطان محمد تغلق۔
(۱۰) حضرت سلطان فیروز شاہ۔

فیروز شاہ کے بعد دو بادشاہوں کے نام اور خطبے میں داخل کیے گئے اول سلطان محمد بن فیروز شاہ دوم سلطان علاء الدین بن سلطان محمد شاہ۔

غرضکہ تمام دور فیروز شاہی میں ان تاجداران نامدار کے اسما خطبوں میں پڑھے جاتے تھے اور خطیب وغیرہ ان کا نام و القاب ان حضرات کے لیے دعائے مغفرت کرتے تھے۔

حقیقت یہ ہے کہ بادشاہ دین پناہ فیروز شاہ نے الہام الٰہی و فراست و دانائی کی بنا پر وہ کام کیا کہ اس کا نام نیک تا قیام قیامت زندہ رہے گا۔

اب مورخ سکہ اور سکے تاجداران کا حال معرض تحریر میں لاتا ہے۔

ذکر دوم در بیان سکہ ہا و رقم تاجداری

تمام جہان و اہل جہان کو معلوم ہے کہ فیروز شاہ نے الہام الٰہی کی بنا پر بمناسبت ملک و طریقہ جہانداری میں اکیس سکے وضع کیے۔

مورخ معترف ان کے اسما تفصیل کے ساتھ ذیل میں درج کرتا ہے تاکہ ناظرین اس سے آگاہ ہو جائیں۔ یہ اکیس سکے حسب ذیل ہیں۔

[illegible]

مختصر یہ کہ یہ اکیس سکے قانون آئین تاجداری میں داخل ہیں۔

فیروز شاہ نے اپنے عہد میں دو سکے اپنے ادراک صحیح سے ایجاد کیے۔

ایک طلائی گولڈ جو لکھنوتی سے واپسی کے بعد وضع کیا گیا اور دوسرا شش تار جس کو فیروز شاہ نے عہد میں وضع کیا۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

غرضکہ فیروز شاہ تخت حکومت پر متمکن ہوا اور اس نے امن و امان کے قواعد جاری کر کے تمام عالم کو مطمئن و مسرور کیا۔

فیروز شاہ نے حکم دیا کہ سلاطین و غیر سلاطین کے چتر میں فرق ہونا چاہیے اس لئے کہ چتر میں بہت سے رموز جاہ و جلال کے اسرار مضمر ہیں۔

درگاہ فیروز شاہی کی بلندی و مراتب کا کیا کہنا جس نے نشار چتر کی رسم الہام الٰہی کی بنا پر وضع کر کے تمام ممالک دہلی کو انعام و اکرام سے مالا مال کیا۔

قسم دوم

لکھنوتی کا بیان اور بادشاہ کا دو مرتبہ جاج نگر و نگرکوٹ کا سفر

اس قسم میں اٹھارہ مقدمے ہیں۔

اول مقدمہ

سلطان فیروز شاہ کا لکھنوتی روانہ ہونا

اول مرتبہ بادشاہ نے اپنی سواری کے ہمراہ سنہری بارگاہ کیا اور ایک بڑا کشتیاں رواں ہوئیں اور بہت کشتیاں کہاروں کے دوش پر روانہ کیا گیا۔

اس مقام پر صادق البیان و راست گفتار راوی نقل کرتے ہیں کہ بادشاہ نے بجد شان و شوکت کے ساتھ سفر کیا۔

ان راویوں نے مورخ عفیف سے بیان کیا کہ خانان و ملوک و دریا کی ستر سواریاں تیار ہوئیں اور اس طرح پر بادشاہ ان امرا کے ہمراہ نہایت اعزاز و اکرام کے ساتھ بنگالہ روانہ ہوا۔

فیروز شاہ اس سفر میں بار بار امرا و مقرب اہل دربار کی طرف متوجہ ہوتا اور

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-s

اپنی محاسن پر ہاتھ پھیر کر اُن کو یہ شعر سناتا تھا۔

ہستیم گر ہم و بازگیر ہیں   مجھ سے نیاں مرا تا نہ جلد ریں

مختصر یہ کہ فیروز شاہ خدا کے فضل و کرم سے الکھنوتی پہنچا اور خان جہاں دہلی میں مقیم رہا۔

دوسرا مقدمہ

فیروز شاہ کا الکھنوتی پہنچ کر شہر کا محاصرہ کرنا

نقل ہے کہ حضرت بادشاہ تمام ممالک کی سیر کرتا ہوا بجاہ و جلال کے ساتھ بنگالہ پہنچا۔

سلطان شمس الدین کا لشکر بھی ساحل دریا پر بہ شان و شوکت کے ساتھ نمودار ہوا۔

دریائے سرو و گنگ و کوسی کے ساحل پر لشکر نے مقام کیا۔

فیروز شاہی لشکر چونکہ کشتیوں میں سوار ہو کر موج کی طرح تھا، دلیر جوان و تیر انداز فیر گیر و گرد نشان سلطان کے ساتھ کشتیوں میں نمودار ہوئے اور دشمن کو تیروں اور تیر کے جگر گیر ناوک کے زخموں سے پیچھا کرنے لگا۔

فیروز شاہ اپنے لشکر کے ہمراہ دریائے کوسی کے ساحل پر پہنچا اور بادشاہ نے قدرے آرام کیا۔ بادشاہ نے اس لئے گھوڑے کی باگ روکی کہ دریا کے دوسرے کنارے سلطان شمس الدین بے شمار لشکر کے ہمراہ استادہ تھا اور اس دریا کو عبور کرنا ایک مشکل تھا۔

فیروز شاہ دریائے کوسی سے سو کوس کے فاصلے پر پہنچا۔

جس مقام پر کہ دریائے کوسی کوہ قراچل سے نکلا ہے اس مقام پر دریا پایاب تھا۔

راست گفتار اشخاص نے مورخ عفیف سے بیان کیا ہے کہ اس مقام پر پانی زور سے رواں تھا۔ دریا اس قدر زور پر تھا کہ اگر کوئی [illegible]

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-si

سطح آب پر طغیان بہتا تھا۔

اس موقع پر فیروز شاہ نے حکم دیا کہ پایاب مقام کے فرودست و بالادست ہر دو سمتوں پر ہاتھی استادہ کئے جائیں تاکہ مخلوق آسانی کے ساتھ دریا کو عبور کر سکے۔ بالادست اس لئے جانور استادہ کئے گئے تاکہ پانی کا زور کم ہو جائے۔

ان جانوروں کے جسم میں طنابیں باندھی گئیں اور فرودست کی جانب اس غرض سے استادہ کئے گئے کہ اگر اہل لشکر میں کوئی شخص غرق ہونے لگے تو جانوروں کی طناب پکڑ کر اپنے کو محفوظ رکھ سکے۔

غرضکہ سلطانی لشکر نے خدا کی عنایت و مہربانی سے دریائے کوسی کو عبور کیا اور کوہ گراں کی طرح سلطان شمس الدین کی طرف بڑھا۔

سلطان شمس الدین کو معلوم ہوا کہ لشکر بالادست دریائے کوسی کے ساحل پر پہنچ گیا اور شمس الدین پر اس قدر خوف و ہراس طاری ہوا کہ حاکم بنگالہ مع اپنے بے شمار لشکر کے اکدالہ روانہ ہوگیا۔

بعض راویوں نے مورخ عفیف سے بیان کیا کہ جس وقت بادشاہی لشکر دریا کو عبور کر رہا تھا فیروز شاہ نے رائے جیادین کو چڑھا لیا۔

غرضکہ سلطان شمس الدین نے خیر پشہ وہ کو خالی کرکے اکدالہ میں پناہ گزیں ہوا اور سلطان فیروز نے اس کا تعاقب کرکے بجید اہتمام کے ساتھ اکدالہ کا محاصرہ کرلیا اور اپنے لشکر کے گرد اگرد کٹگھرے تیار کرائے اور خندق کھدوائے۔

سلطان شمس الدین کی فوج ہر روز اکدالہ سے باہر آکر نمودار ہوتی تھی اور اس جانب سے فیروز شاہی فوج تیر کے زخم سے حریف کو پیادہ و پامال کرتی تھی۔

سلطان شمس الدین باوجود لاف زنی و غرور آمیز کلام کے بے حد اضطرار و خوف کی وجہ سے جوار اکدالہ کے اندر محصور ہوگیا۔

راؤ و رایان و زمینداران بنگالہ فیروز شاہ کے حضور میں حاضر ہو کر ان کے طابع ہو گئے تھے اور اس طرح بنگالے کے باشندوں کا بہت بڑا حصہ فیروز شاہ کے لشکر کا جزو بن گیا۔

طرفین سے ہر روز فوج کا ایک حصہ نمودار ہوکر اپنی اپنی قوت و جرأت کا اظہار

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

کرتا تھا۔

مختصر یہ کہ چند روز تک دونوں بادشاہ اسی طرح ایک دوسرے کے مقابلے میں صف آرا ہوتے رہے یہاں تک کہ آفتاب برج سرطان میں داخل ہوا۔

سلطان فیروز شاہ نے اپنے امرا و اہل دربار سے مشورہ کیا اور جب قیل و قال کے بعد امرائے دربار نے عرض کیا کہ سلطان شمس الدین حصار بند ہو گیا ہے اور ظاہر ہے کہ جزیرہ اکدالہ کے گرد تمام پانی ہی پانی ہے۔

سلطان شمس الدین نے یہ طے کیا ہے کہ موسم برسات آ جائے گا اور تمام بنگالہ سیلاب سے گھر جائے گا اُس وقت فیروز شاہ مجبور ہو کر اس ملک سے واپس جائے گا۔ اس وقت یہ مناسب ہے کہ ہم اپنی فرودگاہ سے چند کوس عقب میں ہٹ جائیں اور دیکھیں کہ پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے اور دیوانِ قضا کا کیا منشا ہے۔

فیروز شاہ نے امرا و مقربانِ بارگاہ کی رائے کو پسند کیا۔

دوسرے روز بادشاہ نے دہلی کی سمت کوچ کیا اور سات کوس کے فاصلے پر مقیم ہوا اور چند قلندروں کو اکدالہ کی جانب روانہ کیا۔

بادشاہ نے قلندروں کو ہدایت کر دی کہ اگر تم کو حریف گرفتار کر کے شمس الدین کی بارگاہ میں لے جائے اور حاکم بنگالہ تم سے ہمارا حال دریافت کرے تو تم یہ جواب دینا کہ فیروز شاہ فراریوں کی طرح مع تمام لشکر و حشم کے بھاگ رہا ہے۔

قلندران مذکور اکدالہ پہنچے اور حریف کے ملازم ان کو گرفتار کر کے سلطان شمس الدین کے حضور میں لے گئے۔ ان قلندروں نے بیان کیا کہ فیروز شاہ نے مع تمام لشکر و فوج کے راہ فرار اختیار کی ہے۔

سلطان شمس الدین نے قلندروں کی گفتگو کو راست خیال کیا اور حاضرین مجلس سے کہا کہ تم جانتے ہو کہ فیروز شاہ فراریوں کی طرح بھاگ رہا ہے اس کا تعاقب کرنا اور مثل شاہانِ عالی مرتبہ کے اُس کو قہر و ظلم سے زیر کرنا ہمارا فرض ہے۔

سلطان شمس الدین نے یہ طے کیا اور اپنے جرار لشکر کے ساتھ اکدالہ سے باہر آیا۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

تیسرا مقدمہ

فیروز شاہ اور سلطان شمس الدین کی جنگ ۔ فیروز شاہ کا پچاس ہاتھی حاصل کرنا اور ایک لاکھ اسی ہزار بنگالیوں کا قتل

نقل ہے کہ سلطان شمس الدین کو معلوم ہوا کہ فیروز شاہ نے دہلی کی سمت راہ فرار اختیار کی۔

اس موقع پر بعض اشخاص نے شمس الدین سے بیان کیا کہ فیروز شاہ نے تمام اسباب و سامان کو چھوڑ دیا اور بعض نے بیان کیا کہ بادشاہ نے لشکر گاہ میں آگ لگا دی اور دہلی واپس ہوا۔

غرضکہ سلطان شمس الدین دس ہزار سواروں اور دو لاکھ پیادوں اور پچاس ہاتھیوں کے ہمراہ اکدالہ سے باہر نکلا اور فیروز شاہ کے تعاقب میں روانہ ہوا۔

فیروز شاہ اپنی فوج کے ہمراہ سات کوس کے فاصلے پر مقیم تھا اور دشمن کی آمد کا انتظار کر رہا تھا۔ اس مقام پر جہاں کہ ساحل دریا قریب تھا اور اب پایاب ہو چکا تھا فیروز شاہ نے دریا کو عبور کیا تھا اس لئے سلطان شمس الدین حاکم بنگالہ بھی اور اس نے بغیر ساعت و وقت کا انتظار کئے ہوئے فیروز شاہی لشکر کی طرف دوڑا۔

فیروز شاہ کو اس واقعے سے اطلاع ہوئی اور اخبار رساں افراد نے بادشاہ سے عرض کیا کہ شمس الدین الوتری کا بیشمار لشکر و بے انتہا سواروں اور ہاتھیوں کے ہمراہ مثل افعی بزبان کے نمودار ہوا ہے۔

فیروز شاہ نے مثل تاجداران عالی مرتبت کے اپنے لشکر کو درست و آراستہ کیا اور دشمن سے مقابلہ کرنے پر تیار ہوا۔

بادشاہ نے بھی اسی معاملے میں سعی بلیغ کی اور اپنی فوج کو تین حصوں میں اس طرح تقسیم کیا کہ میمنہ یعنی دایاں بازو تاتار خاں کو تیس ہزار سواروں کے ہمراہ مقرر کیا اور میسرہ پر

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

مع تیس ہزار سواروں کے ملک حسام نور کے سپرد کیا اور قلب لشکر میں تاتار خاں کو
تیس ہزار نامور و بہادر سواروں کے ہمراہ متعین کیا۔

فیروز شاہ نے خود اپنی فوج کے ہر حصے میں گشت لگایا اور بادشاہوں کی طرح
اہل لشکر سے کلمات تسکین بیان کئے۔

اس طرح میں ہر شخص فولاد میں غرق تھا اور ہر صف لشکر میں پیلان مست بھی
استادہ تھے اور تمام نشانات ظاہر و نمودار تھے۔

تمام خانان و ملوک دربار اُس روز فیروز شاہ کے برابر جمع تھے اور اسی طرح
پانچ سو نشان بادشاہ کے گرد جمع ہو گئے۔

اُس وقت فیروز شاہ نے عالی مرتبہ سلاطین کی طرح ہتھیار باندھے اور
چتر بادشاہی کو اپنے سے دور کر دیا۔ غرضکہ تمام طبل و دمامے یکبارگی بجائے گئے اور
ہر دو لشکر میں شور برپا ہو گیا۔

سلطان شمس الدین نے فیروز شاہی لشکر و فوج کو دیکھا کہ سمندر کی طرح لہریں
لے رہا ہے اور اس ہزار عظیم الشان لشکر کو دیکھ کر بیحد خوف زدہ ہوا اور اپنے
ملازمین سے کہا کہ ان قلندروں نے ہم کو دھوکا دیا اور فریب سے ہم کو حصار سے
باہر لے آئے لیکن اب کیا ہو سکتا ہے خدا کا جو حکم ہو گا وہی ظاہر ہو گا۔

شمس الدین نے تقدیر الٰہی پر تکیہ کر کے جنگ آزمائی شروع کی اور ملک حسام نور
اور اہل بنگالہ میں لڑائی شروع ہوئی۔

میمنہ سے ملک حسام نور نے بھی قدم آگے بڑھایا اور سواروں نے ہتھیار
ہاتھ میں لیا اور لڑائی کا بازار گرم ہوا۔ شمسی فوج اور ملک حسام نور کے لشکریوں میں جنگ شروع ہوئی تو
کہ میسرے کی جانب سے ملک حسام نور نے بھی جنگ کا ارادہ کیا۔

غرضکہ ہر شخص نے اہل غزا کی طرح کمر ہمت باندھی اور دشمن کو قتل کرنے پر
مستعد ہوا۔

خدا کے حکم سے فریقین میں شدید و خونریز معرکہ آرائی ہوئی۔

جنگ آزمائی کا یہ عالم تھا کہ تلوار کے بیکار ہونے کے بعد چاقو سے کام لینے لگے
اور ہر فریق نے دوسرے کی گردن میں ہاتھ ڈال کر اسی طرح آویزش کی۔ سب میدان کارزار

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-siraj

نمونۂ قیامت بن گیا۔

جنگ و جدال کی انتہا ہو رہی اور عین معرکۂ کارزار میں تاتار خاں نے فیروز شاہ سے عرض کیا کہ عنایت الٰہی سے بدخواہ دشمن کو حضرت کی فتح کے لئے ہمارے روبرو پیش کر دیا ہے۔

فیروز شاہ نے جواب دیا کہ اللہ کے فضل و کرم سے امید ہے کہ شمس الدین اسی وقت ہمارے ہاتھ میں گرفتار ہو جائے گا۔

غرضکہ بے شمار قتال و خون ریزی کے بعد شمس الدین نے راہ فرار اختیار کی اور خدا کے حکم سے براہ راست اپنے ملک کو روانہ ہو گیا۔

صحیح روایت یہ ہے کہ جب قلب لشکر سے خان اعظم تاتار خاں نے حملہ کیا اور میمنہ و میسرہ سے ملک حاجی نوا اور ملک دیلان نے حملہ کیا تو بنگالے کا لشکر پیچھے ہٹا۔ ایک بارگی تمام بنگال فراری ہو گیا۔

تاتار خاں نے اہل بنگالہ کا تعاقب کیا۔

ہر چند تاتار خاں بآواز بلند یہ کہتا تھا کہ اے شمس سیاہ رو کہاں جاتا ہے مرد کو چاہیے کہ پشت نہ دکھائے ایک لمحہ توقف کر کہ تجھ کو فیروز شاہی لشکر کی جرأت و شوکت کا اندازہ ہو جائے لیکن سلطان شمس الدین ایسا فراری ہوا کہ اس نے ایک نہ سنی۔

غرضکہ سلطان فیروز شاہ خدا کی عنایت و کرم سے فتح مند ہوا اور تمام خانان و ملوک نے بادشاہ کی درازی عمر و اقبال کی دعا کی۔

اس معرکہ میں چوالیس ہاتھی فیروز شاہ کے ہاتھ آئے اور بے حساب لوگ مارے گئے۔

شاہ بنگالہ باوجود قوت و شوکت کے فراری ہوا اور صرف سات سواروں کے ہمراہ بھاگا اور اس کا تمام لشکر پراگندہ ہو گیا۔

کہتے ہیں کہ اس ساحل دریا پر جہاں کہ فیروز شاہ مقیم تھا اور جو اکدالہ سے سات کوس کے فاصلے پر واقع تھا فیروز شاہی فوج نے حریف کا تعاقب کیا۔

شاہ بنگالہ بعد وقت و خرابی کے ساتھ فراری ہوا اور اس کے سوار و پیادے

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

اس قدر قتل کیے گئے کہ خون علق کی طرح کشتوں سے میدان بھر گیا لیکن بعض راویوں نے یہ بیان کیا ہے کہ جد و جہد کوشش کرنے کے بعد جو طرفین سے ظہور میں آئی اس قدر افراد قتل کیے گئے کہ میدان کارزار کی زمین نظر نہ آتی تھی۔ اس کے علاوہ سلطان کی افواج فراخی دیوار حصار تک پہنچ گیا اور کوتوال حصار نے بجد کوشش کے ساتھ دروازہ حصار کھولا۔ شہر اکدالہ کے اندر فیروز شاہ کا خیمہ نصب کیا گیا۔

اس مقام پر صحیح روایت یہ ہے کہ تمام عورات و مستورات سے جو اندرون حصار مقیم تھیں فیروز شاہ کی آمد کی خبر سنی اور بالائے حصار پہنچ کر بادشاہ کے دیکھنے کے لئے اپنے سروں سے دامن کو اٹھایا اور سر برہنہ ہو کر بحد پریشانی کے عالم میں آہ و زاری شروع کی۔

فیروز شاہ نے عورات کو اس قدر پریشان و مضطر دیکھ کر اور ان کی گفتگو سن کر فرمایا کہ میں نے تسلیم کیا کہ میں شہر کے اندر داخل ہو گیا اور چند مسلمانوں کو گرفتار بھی کیا اور اس ملک کو فتح کر لے۔ بے نام کا خطبہ بھی جاری کر دیا لیکن جب میں حصار کے اندر داخل ہوں گا اور اہل قلعہ کو جو تمام و کمال مسلمان ہیں [illegible] کروں گا تو یہ عورات پردہ نشین نا اہل افراد کے ہاتھوں گرفتار ہو کے بے عزت ہوں گی ایسی حالت میں میرے اور مغلوں کے درمیان کیا فرق باقی رہے گا اور میں خدا کو کیا منہ دکھاؤں گا۔

بادشاہ کی تقریر سن کر تاتار خاں نے عرض کیا کہ فتح شدہ ملک سے دست بردار ہونا مناسب نہیں ہے۔ فیروز شاہ فرشتہ خصلت نے فرمایا کہ اکثر سلاطین دہلی اس ملک پر حملہ آور ہوئے اور انہوں نے بنگالے کو فتح کیا لیکن ان میں سے کسی شخص نے اپنی فراست کی وجہ سے اس سرزمین میں قیام نہ کیا جس کی وجہ یہ ہے کہ بنگالے کا ملک دلدلوں کی بستی ہے اور یہاں کے تمام امراء اپنی سعی و کوشش سے جزائر کے اندر رہتے ہیں اس لئے سلاطین دہلی کی رائے و تقلید کی مخالفت کرنا مصلحت سے بعید ہے۔

فیروز شاہ الہام الٰہی کی وجہ سے اسی اندیشے پر واپس ہوا اور شہر اکدالہ کے نام سے موسوم کیا۔ اس مقام پر خان اعظم تاتار خاں سے اور فضل ربیعہ مستوجب ہوئے

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sira

گرانی کی وجہ سے فیروز شاہ، خان اعظم سے بے حد خوش ہوا۔

کہتے ہیں کہ خان اعظم نے شیر کی طرح سلطان شمس الدین کا تعاقب کیا اور اس امر میں بے حد سعی کی کہ حریف تک جلد پہنچ جائے۔

سلطان شمس الدین نے تاتار خان کے خوف سے راہ فرار اختیار کی اور خان اعظم نے حریف کے سر پہنچ کر ارادہ کیا کہ اس پر تلوار کا وار کرے۔

خان اعظم کے دل میں ایک خیال پیدا ہوا اور اس نے سلطان شمس الدین پر تلوار نہ چلائی اور اس کے تعاقب سے دست بردار ہو گیا۔

جنگ کے بعد فیروز شاہ نے تاتار خان سے دریافت کیا کہ تم نے حریف پر اس قدر قابو پا کر تلوار نیام سے نکالی لیکن عقل کام نہیں کرتی کہ بغیر تلوار کا وار کئے تم کیوں واپس آ گئے۔

تاتار خان نے بہت خوب عمدہ جواب دیا اور عرض کیا کہ میں نے یہ خیال کیا کہ تاجداران عالم پر تلوار چلانا مناسب نہیں ہے اور اس خیال و فعل کے اسرار و آثار کو واضح کرنا میرے ذمے ہے۔ بالآخر تاتار خان نے اپنے فعل و خیال کو توضیح سے بیان کیا جس کو فیروز شاہ نے بے حد پسند کیا۔

چوتھا مقدمہ

فیروز شاہ کا دہلی واپس ہونا

نقل ہے کہ فیروز شاہ نے خدا کی مدد سے بنگالے کو فتح کیا اور ہر خاص و عام کو راحت نصیب ہوئی۔

بادشاہ نے حکم دیا کہ بنگالے کے تمام مقتول افراد کے سر جمع کئے جائیں۔

فیروز شاہ نے وعدہ کیا کہ جو شخص مقتول بنگالیوں کے سر لائے گا فی سر ایک تنکہ نقرہ انعام پائے گا۔ اس حکم کی بنا پر تمام لشکریوں نے اس حکم کی تعمیل میں کافی جرأت سے کام لیا اور لشکریوں کے سر کاٹ کر لانے لگے۔ ان سروں کا شمار کیا گیا اور معلوم ہوا کہ

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

ایک لاکھ اسی ہزار سر بلکہ اس سے زیادہ جمع ہوئے اس لئے کہ سات کوس کے فاصلے تک یہ کوشش جاری رہی۔

فیروز شاہ نہایت جاہ و جلال کے ساتھ انبار کے قریب تھا اور ان سروں کا ملاحظہ کر رہا تھا۔

بادشاہ چشم عبرت ان سروں کو دیکھتا اور اپنے مقرب اہل دربار سے رو رو کر کہتا تھا کہ ان غریبوں نے تغلق نام کی وجہ سے یہ روز سیاہ دیکھا اگر شکم کا تعلق اور اہل و عیال و اطفال کا خیال رہتا تو اس روز بد میں گرفتار نہ ہوتے۔

اس واقعے کے بعد بادشاہ بصد شان و شوکت کے ساتھ دارالملک دہلی واپس چلا۔

بادشاہ پنڈوہ پہنچا اور اس شہر میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔

فیروز شاہ نے پنڈوہ کو فیروز آباد کے نام سے موسوم کیا۔

چونکہ فیروز شاہ نے اکدالہ کو آزادپور اور پنڈوہ کو فیروز آباد کے نام سے موسوم کیا اس لئے اب تک ان شہروں کے سلاطین یمن و برکت کے لحاظ سے ان مقامات کو انہی ناموں سے یاد کرتے ہیں اور سرکاری دفاتر میں اب تک یہی لکھتے ہیں آزادپور عرف اکدالہ اور فیروز آباد عرف پنڈوہ۔

فیروز شاہ دریائے کوسی کے کنارے پہنچا اور برسات کا موسم آگیا اور بادشاہ نے حکم دیا کہ شاہی لشکر حسب پیش شاہ تغلق کے بند کشتیوں میں دریا کو عبور کرے۔

غرض لشکر تمام حشم و خدم سمیت بند کشتیوں کے ذریعے دریا کو عبور کیا۔

سلطان شمس الدین اکدالہ میں داخل ہوا اور اس کوتوال کو جس نے شہر کا دروازہ بند کر دیا تھا قتل کیا۔ مختصر یہ کہ سلطان فیروز شاہ فتحمند واپس آیا اور فتح نامہ دہلی روانہ کیا۔

اس زمانے میں خواجہ جہاں مقبول یعنی وزیر مجھ تحریر دہلی میں نائب غیبت تھا اور شہر کی حفاظت میں بیحد کوشش کر رہا تھا۔

یہ فتح نامہ دہلی پہنچا اور خان جہاں و تمام اہل دہلی کو دو مسرت حاصل ہوئیں ایک خوشی تو فتح بنگالہ کی اور دوسری اس امر کی کہ فیروز شاہ صحیح و سالم واپس آ رہا ہے۔

مختصر لشکر نے دہلی میں آکر طبل شادیانہ بجوائے۔

اس درمیان میں فیروز شاہ دہلی کے قریب پہنچا اور خان جہاں نے یہ اشعار

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

اسباب ضرورتی جو یہاں کے شہر میں جمع تھے پائے گئے اس لیے کہ اب تک فیروز آباد آباد و معمور نہ ہوا تھا۔

جس روز کہ بادشاہ دہلی میں داخل ہوا اس قدر بیرق جمع ہو گئی کہ ان کا شمار نہیں ہو سکتا۔ واضح ہو کہ بیرق بھی فیروز شاہ کی ایجاد ہے سلاطین گزشتہ کے عہد میں اس کا نام و نشان نہ تھا۔

بادشاہ شہر میں داخل ہوا اور جتنا ہاتھی جو لکھنوتی میں حاصل ہوئے تھے اس طرح لشکر کے آگے آگے تھے کہ جانور مختلف رنگوں سے رنگے ہوئے تھے اور ان پر مرتبہ کی عماری اور جھولیں پڑی ہوئی تھیں۔

بادشاہ کے داخلے کے وقت ہر صغیر و کبیر نے فیروز شاہ کا استقبال کیا اور ہر مرد و عورت جوان و ضعیف فیروز شاہ کی ترقی عمر و اقبال کے لیے دعا کر رہا تھا۔

معتبر اشخاص نے مؤرخ عفیف سے روایت کی ہے کہ فیروز شاہ مرتبہ اول جب کہ اس نے لکھنوتی کی مہم کو سر کر کے شاہ بنگالہ کو زیر کیا گیارہ ماہ لکھنوتی کی طرف رہا اور اس مدت کے بعد دہلی واپس آیا۔

پانچواں مقدمہ

شہر حصار فیروزہ کی بنا

نقل ہے کہ سلطان فیروز شاہ خدا کی عنایت سے شہر میں آیا اور چند سال متواتر شہر دہلی میں مقیم رہا۔

بادشاہ لکھنوتی سے واپس ہو کر ڈھائی سال حصار فیروزہ کی طرف رہا اور ملک کے انتظام میں اس نے بڑی کوشش کی اور تمام عالم کو اپنے احسان سے شاد و خوش کیا۔ ان دنوں میں بادشاہ نے حصار فیروزہ آباد کی بنیاد رکھی۔

جب کبھی کہ فیروز شاہ شہر میں آتا تو چند روز اپنے تخت میں قیام کرتا اور پھر اس کے حصار فیروزہ کو واپس جاتا۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-si

بادشاہ کے دل میں حصار فیروزہ آباد کرنے کا خیال پیدا ہوا اور اس مقام پر جہاں کہ اب فیروزآباد واقع ہے پہلے سے دو دیہہ موضع آباد تھے۔

یہ موضع کہ اس بزرگ و کہ اس خورد کے نام سے مشہور تھے۔

کہ اس بزرگ میں پچاس کھڑک اور خورد میں چالیس داخل تھے اس لئے کہ اس ملک میں کوئی موضع ایسا نہیں ہے جس میں کھڑک موجود نہ ہو۔

فیروز شاہ نے کہ اس بزرگ کی زمین کو پسند کیا اور یہ فرمایا کہ کیا خوب ہوتا کہ اس مقام پر ایک عمدہ بزرگ شہر آباد ہو اس لئے کہ خدا کی مشیت و حکمت سے یہ مقام بے آب تھا بلکہ موسم گرما میں جبکہ عراق و خراسان سے راہرو اس مقام پر آتے تو ایک کوزہ آب کی قیمت چار جیتل ادا کرتے تھے۔

فیروز شاہ نے اس مقام پر فرمایا کہ مجھ کو خدا کے رحم و کرم سے امید ہے کہ جب میں مسلمانوں کے نفع رسانی کے لئے اس مقام پر جدید شہر آباد کروں گا تو خداوند کریم بھی اپنے رحم و کرم سے اس سرزمین کو پانی سے سیراب فرما دے گا۔

فیروز شاہ نے اس سرزمین میں قیام فرمایا اور اس کام میں جدوجہد و کوشش کے شہر کا سنگ بنیاد رکھا۔ فیروز شاہ نے چند سال تمام خانان و ملوک درگاہ کے اس کار خیر میں مصروف رہا اور پتھروں کو کوہ مز سے اکھڑوا کر چونہ گچ سے اس میں لگا کر ایک بہت طویل و عریض و بلند حصار تعمیر کرانا شروع کیا۔ بادشاہ کے تمام امراء و اعیان و منصب دار کے لئے اس شہر میں خاص خاص فرودگاہیں تجویز کی گئیں اور ہر امیر اپنی فرودگاہ میں بہت سعی و کوشش کے ساتھ پختہ و جدید عمارت تعمیر تیار کرنے میں مصروف ہوا۔

غرضکہ حصار مرتب ہو گیا اور ایک مدت اس کی تکمیل و تعمیر میں صرف ہوئی اور بادشاہ نے اس حصار کو فیروزآباد کے نام سے موسوم کیا۔

حصار کے مرتب ہونے کے بعد خندق کھدوانا شروع کیا۔

خندق اس طرح کھودا گیا کہ اس کی تہ دریا وہ سے ریختہ اٹھایا گیا اور خندق کے بازوؤں کے اوپر کنگرہ باندھا گیا۔

اس کے علاوہ ایک بے نظیر حوض حصار کے اندر بنایا گیا جس کا پانی خندق میں گرتا تھا۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

ہر سال یہ ہوتا کہ ایک برس کامل اس حوض کا پانی خندق میں جاری رہتا تھا۔

حصار کے اندر ایک کوشک بھی تیار کیا گیا۔ یہ کوشک ایسا بے نظیر تھا کہ باوجود بہت سی کوشش کے اس کی نظیر دریافت نہ ہو سکتی تھی۔

اس کوشک میں بے شمار محل تعمیر کئے گئے ہر محل میں بہت تکلف و آرائش کی گئی اور ان میں بے شمار حکمتیں رکھی گئیں۔

اس کوشک میں ایک حکمت یہ تھی کہ اگر کوئی صاحب فہم و فراست شخص کوشک کے محل کے اندر جاتا تو اگرچہ محل کی سیر کرتا تو اس کوشک کے درمیان پہنچ جاتا۔

کوشک کا زیریں حصہ تو ایسا تاریک تھا کہ اگر نگہبان رہنمائی نہ کرے تو انسان تاریکی سے باہر آنا محال ہو جائے۔

کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک فراش تنہا اس مقام پر آیا اور چند روز غائب رہا بعد اس کے نگہبان بھی اس مقام پر پہنچے اور فراش کو تاریکی سے باہر لے آئے۔

مختصر یہ کہ فیروز شاہ نے شاہان عالی مرتبت کی طرح حصار فیروزآباد تعمیر کیا اور ایسا کوشک عجیب و پر اسرار تیار کیا۔

اس کے بعد جو عام شہر میں حصار فیروزآباد واقع تھا اس کے اطراف میں تمام خانان و ملک و امراء و اعیان دولت نے اپنے اپنے مکان تعمیر کئے اور تھوڑے ہی دنوں میں محل و قصور تیار ہو گئے۔ فیروز شاہ کو معلوم تھا کہ یہ مقام بے آب ہے۔ بادشاہ نے ارادہ کیا کہ یہاں پانی پہنچایا جائے۔ بادشاہ نے خود اس کام میں کوشش کی اور دو دریاؤں سے نہر حصار فیروزہ میں لے آیا۔ ایک نہر دریائے جمنا اور دوسری دریائے ستلج سے۔

دریائے جمنا کے ساحل سے جو نہر لائی گئی وہ نہر تغلق پور تک اور اتھوانی تک تھی۔

ان ہر دو نہروں کا واسطہ کرنال کے قریب سے کھلوایا گیا اور اسی کو اس کے فاصلے تک حصار فیروزہ میں لایا گیا۔

مورخ عفیف کے والد نے جوانی کے زمانے میں بادشاہ کے مخصوص اہل دربار میں داخل اور بعد کو شب باشی میں بھی ہوتے تھے تو اکثر اس مؤلف سے بیان کیا کہ حضرت فیروز شاہ نے حصار فیروزہ کی تعمیر میں ڈھائی سال صرف کئے اور بادشاہ کے ساتھ تمام رعایا خلقت نے بھی اس کام میں بہت کوشش کی۔ فیروز شاہ نے بہت خوشی و مسرت کے ساتھ

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-s

حصار فیروزہ آباد آ گیا اور حصار میں باغات وغیرہ لگ گئے، چنانچہ ان باغات میں ہر قسم کے میوے پائے جاتے ہیں۔

سدا پھل، خیری و نارنگ، سنگترہ، پھول اور ہر قسم کے پھول و شکر بے شمار وہر اقسام و ہر جنس کے اس باغ میں پائے جاتے ہیں۔

نیشکر سیاہ و پونڈا ہر دو قسم کے اس باغ میں پائے جاتے ہیں اور یہ نیشکر اس قدر عمدہ و نرم تھے کہ اگر کوئی شخص ان میں دانت لگاتا اور ان کا چھلکا دانتوں سے چباتا تو ایک ہی سرے سے آخر تک چھلکا علیحدہ ہو جاتا۔ یہ امر البتہ تھا کہ حصار فیروزہ میں فصل خریف تو عمدہ ہوتی لیکن فصل ربیع خوب نہ ہوتی اس لئے گندم بغیر پانی کے پیدا نہیں ہوتا۔

فیروز شاہ کے ان نہروں کے حصار میں لے جانے سے ہر دو فصل عمدہ ہونے لگیں۔

اس سے قبل سلاطین گزشتہ کے عہد حکومت میں اس خطے کو ملک سے وفا تو سرکاری میں شق ہانسی تحریر کرتے تھے لیکن جب حصار فیروزہ آباد وجود میں آیا تو اس تاریخ سے اس علاقے کو شق فیروزہ آباد لکھنے لگے اور ہانسی، اگروہہ، فتح آباد، سرستی، سامورہ و خضر آباد و دیگر اقطاعات ملک تمام و کمال حصار فیروزہ آباد کی شق میں داخل ہو گیا۔

غرضکہ ایک عظیم الشان شہر بن گیا جس میں آبادی و زراعت کی کثرت ہوئی حصار فیروزہ کی مقدار ایک ریاست کے برابر ہو گئی۔

جب پانی کی کثرت ہوئی اور متعدد نہریں حصار میں آ گئیں تو بے شمار پانی جمع ہو گیا اور ہر شخص اپنی خواہش کے مطابق باغ و کھیت کے قریب کنواں کھود سکتا تھا۔
پانی اس قدر کثرت سے جمع ہو گیا کہ اگر چار گز زمین کھودی جاتی تو پانی برآمد ہو جاتا تھا۔

چھٹا مقدمہ

استقامت املاک کے بیان میں

نقل ہے کہ فیروز شاہ نے ہر دو شہر دیو کے طریقے پر آباد کئے ایک فتح آباد

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

جس کی بابت قسم اول میں تذکرہ ہو چکا اور دوسرا حصار فیروزہ جس کی شرح سابق میں کی جا چکی
ان ہر دو مقامات میں بیشمار و بکثرت نہریں جاری کی گئیں اور تمام حصار سے بیس یا
تیس کوس تک جاری ہوئیں۔

نہروں کے درمیان تمام تر قصبات و قریات آباد تھے چنانچہ قصبہ جست سیدہ
قصبہ دھاترتھ و شہر ہانسی و تغلق پور عرف سیدم وغیرہ حصۂ ملک ان نہروں سے سیراب
ہوتے تھے۔

ہر قصبہ و موضع میں نہریں جاری تھیں اور ان نہروں کے پانی سے رعایا و خلقت کو
بیشمار نفع حاصل ہوتا تھا۔

اس موقع پر فیروز شاہ نے فرمایا کہ ممالک محروسہ کے تمام علما و مشائخ کو جمع کیا جائے
اور ان سے یہ فتویٰ طلب کیا جائے کہ اگر کوئی شخص اپنی ذاتی کوشش اور ذاتی مال کے
صرف سے آب غرقاب کے کنارے سے پانی کی نہریں جاری کرے اور یہ نہریں
حدود قصبات و قریات میں جاری ہوں اور ان مقامات کے باشندے ان نہروں سے
نفع حاصل کریں تو آیا اس جاری کرنے والے کو بھی حق سعی حاصل ہے یا نہیں۔

علما نے جواب دیا کہ سعی کنندہ کو حق شرب حاصل ہے یعنی یہ کہ قریات و
قصبات کی آمدنی میں دسواں حصہ اس شخص کا ہے۔

اس کے بعد فیروز شاہ نے ان نہروں کا حق شرب اپنی املاک میں داخل کیا۔

اسی طرح بادشاہ دین پناہ نے بیشمار مردہ زمین کو آباد کر کے ان کے محاصل
اپنی املاک میں شامل کئے۔ بادشاہ نے ان مقامات کی آمدنی علما و مشائخ کے نام مقرر کی
اور اس کو بیت المال سے خارج تصور فرمایا۔

بادشاہ نے ان رقوم کو سہام یعنی حصوں میں تقسیم کیا۔

واضح ہو کہ اس زمانے میں دو چیزیں املاک میں داخل تھیں ایک حاصل حق شرب
اور دوسرے آباد قصبات کے محاصل اور اس طرح تقریباً دو لاکھ تنکے فیروز شاہ کی
ملک قرار پائے تھے۔

سبحان اللہ جس قدر املاک فیروز شاہ کے قبضے میں تھیں کسی بادشاہ دہلی کو میسر
نہ ہوئی ہوں گی۔ شاہی املاک کی کثرت اس وجہ سے ہو گئی کہ املاک خاص کے عہدہ دار

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-si

علیحدہ مقرر کئے گئے اور اس کا خزانہ جدا قائم کیا گیا۔

اگر برسات کا موسم آتا اور بارش شدید ہوتی تو بادشاہ اپنے بعض مخصوص اہل دربار کو اس امر پر مقرر کرتا کہ یہ امرا ہر نہر کے دہانے کا دورہ کریں اور بادشاہ کو مطلع کریں کہ سیلاب کس مقام تک پہنچ گیا ہے۔ بارہا ایسا ہوا ہے کہ مورخ عفیف کے پدر و برادر اس امر کی تشخیص کے لئے دربار شاہی سے مقرر کئے گئے ہیں کہ نہروں کے گرد سفر کر کے اس امر کا اندازہ لگائیں کہ سیلاب کہاں تک پہنچا ہے۔

اگر بادشاہ کو معلوم ہوتا کہ سیلاب نے ایک بہت بڑے حصۂ ملک کو سیراب کر دیا ہے اور نہروں کا پانی مشرق سے مغرب تک پہنچ گیا ہے تو بادشاہ بیحد خوش ہوتا اور اپنے جامے میں پھولا نہ سماتا۔ اگر کوئی قریہ یا قصبہ ویران و تباہ ہو جاتا تو اس مقام کے عہدہ داروں سے شدت و سختی کے ساتھ بازپرس کی جاتی تھی۔

ساتواں مقدمہ

فیروز شاہ کا مورخ کے پیرو مرشد سے ہانسی میں ملاقات کرنا

نقل ہے کہ فیروز شاہ صاحب فیروزت ناسکر مورخ کے پیرو مرشد سے ملاقات کرنے کے لئے ہانسی حاضر ہوا۔ واضح ہو کہ اس زمانے میں حضرت شیخ قطب الدین قدس اللہ سرہ العزیز مورخ کے مرشد کے پیرو مرشد نے اس جہان فانی سے رحلت فرمائی اور مورخ کے پیرو مرشد جانشین طریقت پر رونق افروز تھے۔

فیروز شاہ حضرت کی خانقاہ کے قریب پہنچا اور جناب شیخ نے ارادہ کیا کہ بادشاہ کی تعظیم کے لئے سجادۂ ارشاد پر کھڑے ہوں لیکن فیروز شاہ نے حضرت کو قسم دے کر اس تعظیم سے منع فرمایا۔

ملاقات کے بعد مصافحہ ہوا اور پیر و بادشاہ برگزیدۂ خلائق ایک ہی جگہ بیٹھے اور حضرت شیخ نے قاعدے کے مطابق وعظ و نصیحت شروع کی۔

مقررہ گفتگو کے بعد فیروز شاہ نے شاہانہ انداز میں کلام شروع کیا اور حضرت شیخ سے عرض کیا کہ میں نے محض بندگان خدا کی آسائش اور ملک کے اور اہل اسلام کو راحت

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

پہنچانے کی غرض سے حصار فیروزہ تعمیر کیا ہے اگر جناب شیخ بھی زحمت و شفقت کے لحاظ سے اس حصار میں قیام فرمائیں تو بہت مناسب ہوگا۔

حضرت کے قیام کے لئے خانقاہ تعمیر کر دی جائے گی اور مصارف خانقاہ کے لئے ہر وارد و صادر کے کھانے کے اخراجات مقرر کر دیے جائیں گے۔

حضرت شیخ اگر حصار میں قیام فرمائیں گے تو امید ہے کہ حضرت کے قدوم کی برکت سے اہل حصار تمام بلیات و گردش روزگار سے محفوظ رہیں گے۔

حضرت شیخ نے فرمایا کہ دعاگو کا حصار میں قیام کرنا فرمان شاہی خیال کیا جائے گا یا خود دعاگو کا اختیاری فعل ہوگا۔ فیروز شاہ نے فرمایا کہ خدا ایسا نہ کرے کہ میں حضرت کو کسی قسم کا حکم دوں اگر حضرت شیخ خود قیام اختیار فرمائیں تو حصار کی سعادت اور اہل حصار کی خوش قسمتی ہوگی۔

جناب شیخ نے فرمایا کہ دعاگو کا اختیاری مقام یہی شہر ہانسی ہے جو دعاگو کے جد وجد کا مسکن ہے اور حضرت شیخ الاسلام فریدالدین گنج شکر علیہ الرحمۃ و حضرت محبوب الٰہی نے اسلاف کو یہ مقام عطا فرمایا ہے۔

فیروز شاہ نے حضرت شیخ کے جواب کو بہت پسند فرمایا اور کہا کہ مناسب یہی ہے کہ حضرت اسی شہر ہانسی ہی میں قیام فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم سے امید ہے کہ حضرت کی برکات سے حصار فیروزہ تمام آفات ارضی و سماوی سے محفوظ و آباد و معمور رہے گا۔

سبحان اللہ جو کلمہ فیروز شاہ کی زبان پر جاری ہوا آخر میں اس کا ظہور ہوا یعنی اسی آخری دور میں جبکہ سنگ دل گروہ نے خدا کی مشیت کے مطابق دہلی کو تاخت و تاراج کیا اور اہل اسلام دو تین قرن کا مال و اسباب تباہ و برباد ہوا تو حضرت شیخ کے قدوم کی برکت سے اہل ہانسی قطعاً محفوظ رہے بلکہ حصار فیروزہ کا وہ حصہ بھی جو حصار ہانسی کے مضافات میں داخل ہو چکا تھا تمام بلیات سے محفوظ و مامون رہا۔

انشاء اللہ تعالیٰ شہر ہانسی کا تمام حوادث سے محفوظ رہنا اور حضرت شیخ کی کرامت سے اہل شہر کا محفوظ رہنا جس کا مفصل بیان اس تصنیف کا ایک اہم ترین مقصد ہے آخر کتاب میں شرح و بسط کے ساتھ ہدیہ ناظرین کیا جائے گا۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-si

واضح ہو کہ مورخ عفیف کا ایک مقصد اس تاریخ کی تالیف سے یہ ہے کہ اس واقعے کو مفصل بیان کرے۔

آٹھواں مقدمہ

فیروز شاہ کا دریائے جون کے ساحل پر فیروز آباد آباد کرنا

نقل ہے کہ سلطان فیروز شاہ کو خیال پیدا ہوا کہ شہر فیروز آباد بسائے۔ بادشاہ نے اس امر کے لئے کوشش شروع کی اور دہلی کے جوار میں اکثر مقامات کی محض انتخاب کی غرض سے سیر کی۔

آخر کار بادشاہ نے دریائے جمنا کے ساحل پر ایک قطعۂ زمین اختیار فرمائی۔

واضح ہو کہ فیروز آباد کی بنا بادشاہ کے بار دوم لکھنوتی پر روانہ ہونے سے قبل کی گئی۔

مختصر یہ کہ منتخب زمین میں کوشک کی تعمیر شروع ہوئی اور عمارت کے عہدہ دار و ماہر و تجربہ کار کاریگر تعمیر میں مصروف ہوئے۔

تمام خانان و ملوک بارگاہ نے بھی اس کوشک میں اپنے محل تعمیر کرائے۔

کہتے ہیں کہ فیروز آباد کی بنا میں اٹھارہ مواضع کی زمین شہر میں داخل ہو گئی چنانچہ قصبۂ اندرپت، دوسرا سرائے شیخ ملک یار پرانی، دوسرا سرائے شیخ ابوبکر طوسی، و زمین موضع کاویں، و زمین کیشواڑہ، و زمین اندھاولی، و زمین سرائے ملکہ، و زمین مقبرۂ سلطان رضیہ، و زمین بہاری، و زمین جہرولہ، و زمین سلطان پور وغیرہ مواضع شہر میں داخل ہو گئے۔

فیروز آباد میں خدا کی عنایت و مہربانی سے اس قدر آبادی میں اضافہ ہوا کہ قصبۂ اندرپت سے کوشک شکار تک تمام حصۂ ملک آباد و معمور ہو گیا۔

واضح ہو کہ اندرپت سے کوشک شکار تک پانچ کوس کا فاصلہ ہے جس میں ایک کوس سے دوسرے کوس تک مسلسل آبادی پائی جاتی ہے۔

مخلوق نے شہر میں پکے پختہ مکانات تعمیر کرائے اور اس قدر کثرت سے مساجد

Explain-and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sira

تعمیر کرائیں کہ ان کا شمار مشکل ہے۔

شہر میں ہر قسم کے طویل بازار قائم ہوئے اور یہاں کے باشندے خوش حال و فارغ البال ہوئے۔

اسی طرح شہر میں آٹھ مساجد تعمیر کی گئیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

ایک مسجد خاص، مسجد نائب باربک، مسجد ملک نجم شحنہ بھتی، مسجد ملک نظام الملک، مسجد جمعہ در کوشک شکار، مسجد اندرپت۔

یہ آٹھوں مسجدیں بیحد بزرگ اور اس قدر بڑی تھیں کہ ہر مسجد میں دس ہزار نمازی نماز پڑھ سکتے تھے۔ عجیب بات یہ ہے کہ سلطان فیروز شاہ کے چالیس سالہ دور حکومت میں شہر دہلی و فیروز آباد میں ہمیشہ پانچ کوس کا فاصلہ رہا۔

خلائق شہر اپنی ضروریات کے پورا کرنے اور نیز اپنے دیگر تعلقات کی وجہ سے دہلی سے فیروز آباد آتے اور اسی طرح فیروز آباد سے دہلی جاتے تھے۔

غرضکہ اس پانچ کوس کی مسافت میں جو دہلی و فیروز آباد کے درمیان میں تھی خلائق کی آمد و رفت شبانہ روز مور و ملخ کی طرح جاری تھی۔

اس پانچ کوس کے فاصلے میں خلقت مور و ملخ کی طرح آمد و شد رکھتی تھی۔

آمد و رفت کے لئے جگہ جگہ بہلیوں کا گروہ سواریاں وجانور اور گھوڑے تیار رکھتے تھے۔

جس وقت بھی کوئی شخص دہلی سے فیروز آباد یا فیروز آباد سے دہلی کی روانگی کا ارادہ کرتا تو گاڑی بیل یا گھوڑا جو سواری وہ پسند کرتا اختیار کر کے چند جیتل مقررہ کرایہ ادا کرتا تھا اور ایک ہی وہلے میں اپنی منزل مقصود کو پہنچ جاتا تھا۔

اس کے علاوہ کہاروں کا ایک گروہ ڈولے لئے ہوئے ہر وقت حاضر رہتا تھا اور جو شخص چاہتا ڈولے پر سوار ہوتا تھا۔

فی کس کرایہ گاڑی کا چار جیتل اور بیل کا چھ جیتل اور گھوڑے کا بارہ اور ڈولے کا نیم تنکہ مقرر تھا۔ غرضکہ اسی طریقے پر چالیس سال کامل یہ راہ جاری رہی اور مزدوروں کا ایک گروہ شہر سے نزدیک و دور کرانے میں مشغول ہوتا تھا اور ان کی زندگی بھی بسر ہوتی تھی۔

Explain-and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sira

سبحان اللہ ایسا آباد و معمور شہر جو آسمان کبود کے نیچے دار الملک دہلی کے نام سے مشہور ہے خدا کی مشیت اور اس کے حکم سے اس درجہ تباہ و برباد ہو گیا اور اس شہر کی خلقت و رعایا مرضی و تقدیر الٰہی کے مطابق مغلوں کے ہاتھ سے تباہ و تاراج ہوئی اور باقی ماندہ اطراف میں آوارہ وطن ہو گئی۔ سچ ہے کہ خدا کی مشیت و مرضی میں دم مارنے کی مجال نہیں ہے۔

نواں مقدمہ

ظفر خاں کا سنارگاؤں سے فریادرسی کے لئے بادشاہ کی قدمبوسی کو حاضر ہونا

نقل ہے کہ فیروز شاہ حصار فیروزہ کی تکمیل میں حد سے زیادہ کوشش کر رہا تھا کہ خان اعظم ظفر خاں سنارگاؤں سے قدمبوسی کے لئے حاضر ہوا۔

اس امیر کی حاضری کا قصہ معتبر روایت کے مطابق یہ ہے کہ شمس عفیف سے راست گفتار اشخاص نے یہ بیان کیا کہ ظفر خاں بادشاہ سنارگاؤں سلطان فخر الدین کا داماد تھا۔

واضح ہو کہ سنارگاؤں تخت گاہ پنڈوہ سے قبل کا آباد کیا ہوا ہے اور اس سے تا فاصلے پر ہے۔

فیروز شاہ کی اوّل واپسی کے بعد سلطان شمس الدین کشتی میں سوار ہو کر چند روز میں سنارگاؤں پہنچا۔

سلطان فخر الدین جس کو عام اشخاص فخرا کہتے ہیں سنارگاؤں میں عیش زندگی بسر کر رہا تھا۔

سلطان شمس الدین نے فخر الدین کو زندہ گرفتار کر کے اسی دم قتل کیا اور سنارگاؤں پر قابض ہو گیا۔

سلطان فخر الدین ان حوادث میں مبتلا ہوا اور اس کے اعوان و انصار متفرق و پراگندہ ہو گئے۔ ظفر خاں اس زمانے میں تمام عمال کے کارناموں کی تحقیقات

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sira

اور تحصیل مال کے لیے مملکت ستار گاؤں میں دورہ کر رہا تھا۔

ظفر خاں نے یہ داستان سنی اور بید کی مانند خوف سے لرزنے لگا۔

خان مذکور ستار گاؤں سے فراری ہو کر جہاز میں سوار ہوا اور دریا کی مشکل و خطرناک راہ طے کر کے ایک مدت کے بعد بے شمار حیلہ و تدبیر سے جہاز میں دریا کا سفر طے کیا۔

خان مذکور بہزار دقت و خرابی ٹھٹھ میں وارد ہوا اور ٹھٹھ سے دہلی پہنچا۔

مختصر یہ کہ ظفر خاں نے بادشاہ کی قدمبوسی حاصل کی اور اس امیر کے حالات کا معروضہ بادشاہ کے حضور میں پیش ہوا۔

فیروز شاہ اس زمانے میں حصار فیروزہ میں مقیم تھا۔

بادشاہ نے نہایت شان و شوکت کے ساتھ دربار عام آراستہ کیا اور ہر شخص کو بار عطا ہوا۔

تمام خانان و ملوک بادشاہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور ہر شخص اپنے مناسب مقام پر استادہ ہوا۔

مؤرخ عفیف نے ظفر خاں کی حاضری و پائے بوسی کا قصہ اپنے والد ماجد کی زبان سے سنا جو اُس زمانے میں بادشاہ کے خادم خاص تھے۔

مؤرخ کے والد ماجد نے بیان کیا کہ ظفر خاں بادشاہ کے حضور میں لایا گیا اور خان مذکور نے محل حجاب سے آداب بجا لایا۔

ظفر خاں داب بادشاہی و رعب دربار سے بے ہوش ہو گیا اس لیے کہ اُس نے لکھنوتی میں کبھی ایسا دربار نہ دیکھا تھا۔ غرضکہ ظفر خاں نے ایک خدمتی مثیل بادشاہ کے حضور میں پیش کیں اور شرف قدمبوسی حاصل کیا۔

مختصر یہ کہ بادشاہ دین پرور نے رحم و کرم سے کام لیا اور ظفر خاں کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اب تم مطمئن رہو اور کسی طرح کا اندیشہ و خوف دل میں نہ لاؤ۔ اگرچہ تم نے بے حد الم برداشت کئے اور بے انتہا خوف و خطر کی وجہ سے تم پر خواب و خور حرام ہو گیا ہے لیکن خدا کا شکر ادا کرو کہ تم اپنے مقاصد میں کامیاب ہوئے اور تمہاری ستار گاؤں کی ملک سے دو چند تم کو یہاں عطا کیا جائے گا۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-s

غرضکہ ظفر خاں نے خاص ہندوستان بادشاہوں کی طرح سر زمین پر رکھا اور فیروز شاہ کی تعریف میں چند کلمات عرض کیے۔ ظفر خاں نے عرض کیا کہ بندہ سکنہ اپنے وطن میں ہموطنوں کے ساتھ زندگی بسر کرتا اور اہل اسلام کی حفاظت کرتا تھا کہ سلطان شمس الدین امیری نے جو بادشاہ کا فریب خوردہ و طمانچہ زدہ و تیر امیران بارگاہ سے شکست خوردہ ہے مکاری سے کام لیا اور یکایک سنار گاؤں میں وارد ہو کر سلطان فخر الدین کو زندہ گرفتار کر لیا۔ پروردگار عالم نے اس بندۂ درگاہ کو دشمنوں کے شر سے نجات دی۔

فدوی نے اپنے دل میں خیال کیا کہ سلطان شمس الدین سے میرا انتقام دنیا کا کوئی تاجدار نہیں لے سکتا صرف اگر خداوند عالم بادشاہ گیتی پناہ توجہ فرمائیں زحمتیں ممکن ہے کہ فدوی اپنی مراد کو پہنچے۔

یہ بندہ تمام عالم میں سرگرداں و پریشان پھر کر خداوند عالم کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہے تاکہ حضرت شاہ اپنی حمایت بادشاہی سے اس مظلوم و مغموم کا انتقام دشمن سے لیں اور انصاف فرمائیں۔

ظفر خاں نے اپنی تقریر ختم کی اور بادشاہ نے نہایت عزت و جاہ کے ساتھ جواب دیا کہ تم مطمئن رہو اور دیکھو کہ خدا کی مرضی کیا ہے۔

ظفر خاں اور اس کے رفقا نے شرف قدمبوسی حاصل کیا اور ان کو زردوزی زربفت خلعت عطا ہوئے۔

ظفر خاں کو اول ہی روز بادشاہ نے بطبیعۂ جامہ شوئی تیس ہزار تنکے مرحمت کیے اور آئین سلطانی کے مطابق بھی کہ ظفر خاں کا خطاب بھی عطا کیا۔

فیروز شاہ نے ظفر خاں اور اس کے اعوان و انصار کے لیے چار لاکھ کی قسم بطور انعام مقرر کی۔

ظفر خاں کے ہمراہ بہت سوار اور بے شمار پیادے تھے۔

خان مذکور کو نائب وزیر کا عہدہ بھی عطا ہوا لیکن آخر میں یہ امیر وزارت پر فائز ہوا جیسا کہ مورخ عفیف اس سے پیشتر تحریر کر چکا ہے۔

غرضکہ ظفر خاں بادشاہ کے حضور سے بہت خوش و کامیاب واپس آیا اور

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-si

اور فارغ البال و مرفہ الحال اپنے مقام پر زندگی بسر کرنے لگا۔

دوسرے روز آفتاب افق مشرق پر طلوع ہوا اور فیروز شاہ نے بے حد شان و شوکت کے ساتھ دربار عام کیا۔ ظفر خاں غمگین و رنجیدہ حاضر ہوا اور بے حد پریشانی کے عالم میں اس نے تین بار زمین ادب کو بوسہ دیا۔

فیروز شاہ نے ظفر خاں کو دیکھ کر اس سے دریافت کیا کہ میں تجھ کو تمام حاضرین میں زیادہ فکرمند پاتا ہوں۔ ظفر خاں نے بار دیگر زمین ادب کو بوسہ دے کر عرض کیا کہ بادشاہ کو معلوم ہے کہ اہل عجم سکون سے عاری اور مظلوم میرے جیسے ہوتے ہیں اور ضبط و ثبات کو ہاتھ سے کھو بیٹھتے ہیں۔ اگر بادشاہ اپنی عنایت خاص سے اس بندے پر رحم و کرم فرمائیں اور میرے احوال پر متوجہ ہو کر فریادرسی کریں تو البتہ میری خاطر پریشان کو تسلی ہو سکتی ہے۔

ظفر خاں نے بادشاہ کے حضور میں یہ تقریر کی اور فیروز شاہ نے اس سے کہا کہ تم اس وقت دہلی میں خان جہاں کے پاس جاؤ۔ ہم بھی تمہارے عقب میں روانہ ہوتے ہیں اور خدا کے حکم کا انتظار کرتے ہیں۔

ظفر خاں نے بادشاہ سے رخصت ہو کر خان جہاں سے ملاقات کی اور اس امیر نے بھی خان مذکور پر نوازش فرما کر بے حد تسکین و تشفی کی۔

خان جہاں نے ظفر خاں کو چبوترے میں جو علائی بارگاہ کا مقام تھا فروکش ہونے کی دعوت دی۔

چند روز کے بعد فیروز شاہ بھی دہلی سے برآمد ہوا اور خان جہاں سے ظفر خاں کے متعلق گفتگو کی۔

فیروز شاہ نے خان جہاں سے کہا کہ ظفر خاں اچھا انتقام لینے ہمارے پاس حاضر ہوا ہے۔ اس معاملے میں تمہاری کیا رائے ہے۔

خان جہاں نے عرض کیا کہ سلطان شمس الدین بادشاہ دین پناہ سے خائف ہوا اور چونکہ یہ فرماں روا صاحب قوت و شوکت تھا اس نے خیال کیا کہ جوار اکدالہ میں قیام کرنا مناسب نہیں ہے۔

اس فرماں روا نے یہ طے کر کے کہ سنارگاؤں تمام ممالک بنگالہ کے مقابلے میں قصبے میں وقیع ہے اس لئے اسی شہر میں قیام کرنا اور دشمن سے اپنے کو محفوظ رکھنا

Explain-and-Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

بہتر و مناسب ہے۔
اس خیال کی بنا پر شمس الدین نے سنارگانوں پر حملہ کر کے اس ملک کو فتح کیا اور شہر پر خود قابض ہو گیا۔
سنارگانوں کی رعایا پریشان و دادوطن ہو کر بادشاہ عالم پناہ کی درگاہ میں فریادرسی کے لئے حاضر ہوئی۔
اگر حضرت شاہ ملک بنگالہ میں تشریف لے جا کر اس ظالم کو سزا دیں گے تو حضرت کا نام نیک دنیا میں باقی رہے گا اور تمام خلق ہمیشہ یہی کہے گی کہ فریادرس
فیروز شاہ نے مظلوم افراد کی فریادرسی فرمائی۔
وزیر نے اپنی رائے عرض کی اور فیروز شاہ نے فرمایا کہ تم خدا کی عنایت پر بھروسہ کر کے بنگال کے سامان سفر کا انتظام کرو۔

دسواں مقدمہ

فیروز شاہ کا بار دوم لکھنوتی کی جانب روانہ ہونا

نقل ہے کہ سال ان فیروز شاہ نے بار دوم لکھنوتی کا سفر کیا۔
اس مرتبہ بادشاہ نے آئین جہانداری و مراسم بادشاہی کے مطابق حشم و لشکر کو انعام و اکرام سے مالا مال کیا اور ہر خاص و عام پر نوازش فرمائی۔
غرضکہ بادشاہ کے جود و عطا سے ہر شخص رنج و غم سے آزاد ہو کر مطلق سفر کی منزلیں طے کرنے لگا
بار اوّل کی طرح اس مرتبہ بھی اسی ہزار سوار و بے شمار پیادے اور چار سو ستر ہاتھی اور جنگ کشتیاں فیروز شاہ کے ہمراہ تھیں۔
اس کے علاوہ اس مرتبہ بادشاہ کی سعی و کوشش سے بعد اشخاص دہلی میں جمع ہو گئے اور یہ گروہ بھی لکھنوتی کی مہم پر روانہ کیا گیا۔
اسی طرح دو دہلیز اور دو بارگاہ، دو خوابگاہ، دہلیز مطبخ و سراقب اور

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

ایک سو اتھی نشان ہر قسم کے اور شتری و قری ماہیں چھ راسی و اسپ و طبل بادشاہ کے ہمراہ تھے۔

غرض کہ بادشاہ اس شان و شوکت و جاہ و جلال کے ساتھ روانہ ہوا اور اس کے ہمراہ جرار لشکر جس میں نامور و مشہور جنگجو و پیادہ سپاہی شامل تھے ٹھٹھہ کے سفر کو راہی ہوئے۔

خان جہاں جو صاحب فہم و فراست وزیر تھا بادشاہ کی نیابت میں دہلی میں مقیم رہا۔

خان اعظم تاتار خاں چند منزل بادشاہی نشان کے ہمراہ سفر کرتا رہا اور اس کے بعد بادشاہ نے اس کو واپس کر دیا اور حصار فیروزہ کی جانب روانہ ہونے کا حکم دیا۔

اس زمانے میں مورخ عفیف کے والد نے جو بادشاہ کے مقرب ملازم و اہل دربار تھے، راقم کتاب عفیف سے بیان کیا کہ تاتار خاں کو واپس کرنے کی وجہ یہ ہے کہ فیروز شاہ آغاز جلوس میں گاہ گاہ شغل شراب کرتا تھا اور اس بادہ نوشی میں احتیاط برتتا تھا۔

فیروز شاہ نے ایک مقام پر نزول فرمایا اور امور جہانداری میں ہر قسم کی ہوشیاری و بیداری سے کام لیتا تھا۔

اتفاق سے ایک روز نماز صبح کے بعد بادشاہ کے لئے شراب لائی گئی۔ عجیب و غریب شراب تھی جس سے بادشاہ شغل کرتا تھا۔

یہ شراب مختلف رنگ کی ہوتی اور زعفرانی و لال و سپید ہر طرح کا بادہ بادشاہ کے حضور میں پیش رہتا تھا جس کا مزہ بہت شیریں و خوشگوار ہوتا تھا۔

بادشاہ کی طرح شاہی امرا و اہل دربار بھی مختلف قسم کی شراب استعمال کرتے تھے۔

فیروز شاہ نے نماز و وظائف سے فراغت حاصل کر کے بادہ نوشی کا ارادہ کیا ہی تھا کہ اس وقت پاسبان نے تاتار خاں کی حاضری کی اطلاع دی۔

فیروز شاہ تاتار خاں کے ورود سے ...

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-si

درخواست کی کہ تاتار خاں سے معذرت کر کے اُس کو واپس کر دے۔

فتح خاں نے ہر چند اصرار کیا کہ تاتار خاں واپس ہو لیکن اس امیر نے واپسی سے انکار کیا۔

تاتار خاں بارگاہ شاہی کے روبرو پہنچ گیا اور کہا کہ مجھ کو ایک ضروری عرض پیش کرنا ہے میری حاضری ضروری و لابدی ہے۔

فیروز شاہ کو اس واقعے سے اطلاع ہوئی۔

بادشاہ اس وقت شیر کی طرح پلنگ پر بیٹھا ہوا تھا لیکن تاتار خاں کو اپنے حضور میں طلب کرنے کے بعد پلنگ سے اترا اور نہالچے پر بیٹھ گیا اور شراب کے ظروف پلنگ کے نیچے پنہاں کر دیے اور پلنگ پر ایک چادر بچھا دی۔

تاتار خاں حاضر ہوا اور اُس نے پلنگ کے نیچے نظر کی اور دیکھا کہ علامات بادہ خواری موجود ہیں۔

خان مذکور اپنے دل میں بے حد فکرمند ہوا اور قلیل مدت تک سر در گریبان بادشاہ کے روبرو بیٹھا رہا۔

اس مدت میں نہ بادشاہ نے ایک لفظ کہا اور نہ تاتار خاں نے کچھ عرض کیا۔

تھوڑی دیر کے بعد تاتار خاں نے مہر سکوت توڑی اور بہی خواہوں کی طرح عرض کیا کہ ہم اس وقت حریف سے مقابلہ کرنے کی تیاریاں کر رہے ہیں اس وقت خلوص قلب سے توبہ کرنا لازم ہے۔

یہ وقت توبہ و استغفار کا ہے اس محل برکات سے فائدہ اٹھانا ضروری ہے اور ہر لمحہ خدا کی بارگاہ میں دعا کرنا مناسب و یقینی ہے۔

فیروز شاہ نے فرمایا کہ شاید میری ذات میں تم نے ناپسندیدہ اوصاف ملاحظہ کیے ہیں جو اس قسم کی تقریر کر رہے ہو ورنہ اس موقع پر اس گفتگو کا کیا محل ہے۔

تاتار خاں نے عرض کیا کہ بندے کو پلنگ کے نیچے مجھے علامات مے خواری نظر آتے ہیں۔

فیروز شاہ نے جواب دیا کہ ظفر خاں مجھ کو گاہ گاہ مے نوشی کا خیال ہوتا ہے اور کبھی کبھی اس کا شغل کرتا ہوں۔ تاتار خاں نے بار دگر عرض کیا کہ یہ موقع توبہ و استغفار کا ہے

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

اس وقت ان کوہسارات میں وقت ضائع کرنا مناسب نہیں ہے۔

اس موقع پر فیروز شاہ نے تاتار خاں سے فرمایا کہ میں قسم عہد کرتا ہوں کہ جب تک تم لشکر شاہی میں رہو گے میں ہرگز مے نوشی نہ کروں گا۔

تاتار خاں نے خدا کا شکر ادا کیا اور وہاں سے واپس آیا۔

فیروز شاہ نے تاتار خاں کو رخصت کرنے کے بعد اس گفتگو پر غور کیا۔

بادشاہ کو خیال ہوا کہ تاتار خاں نے شاہی رعب و داب و بادشاہی عظمت و جلال کا لحاظ نہ کیا اور بے ادبانہ گفتگو کی۔

غرضکہ چند روز اس گفتگو کو گزرے اور فیروز شاہ نے کہا کہ چونکہ حصار فیروزہ دور ہے اور اس نواح میں اشرار کا مجمع بہت ہے، اس لئے اس خطۂ ملک کی حفاظت بیحد ضروری ہے۔

بادشاہ نے تاتار خاں کو حصار فیروزہ پر متعین کیا تاکہ وہاں کی مخلوق اطمینان و آرام کے ساتھ زندگی بسر کرے اور تاتار خاں بادشاہ سے رخصت ہو کر حصار فیروزہ روانہ ہوا۔

مختصر یہ کہ فیروز شاہ خدا کی اعانت و کرم سے بہرہ اندوز ہو کر اودھ اور قنوج کے درمیان سفر کرتا ہوا جوان پور پہنچا۔

اس زمانے تک جونپور آباد نہیں ہوا تھا۔ بادشاہ اس مقام پر پہنچا اور خوش گوار مقامات و دلنشین صحرا دیکھ کر فیروز شاہ نے ارادہ کیا کہ اس مقام پر ایک بزرگ شہر آباد کرے۔

فیروز شاہ نے چھ ماہ وہاں قیام کیا اور دریائے گومتی کے کنارے پر شہر آباد کیا اور سلطان محمد بن تغلق شاہ کے نام پر شہر کو موسوم کیا۔

چونکہ سلطان محمد کا نام جونا خاں تھا شہر بھی جونان پور مشہور ہوا۔

بادشاہ نے خان جہاں کو دہلی میں اس واقعے سے اطلاع دی اور شہر کی حکومت خواجہ جہاں یعنی سلطان الشرق کو عطا کیا۔

مورخ خواجہ جہاں کے ابتدائی و انتہائی حالات سلطان محمد کے تذکرے میں معرض بیان میں لائے گا۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

غرضکہ فیروز شاہ نے چھ ماہ کے بعد جون پور سے بنگالے کا رخ کیا اور متواتر کوچ کرتا ہوا جلد سے جلد بنگالہ وارد ہوا۔

اس زمانے میں سلطان شمس الدین نے وفات پائی اور اس کا فرزند سلطان سکندر باپ کا جانشین ہوا۔ سلطان سکندر نے فیروز شاہ کی آمد کی خبر سنی اور بادشاہی لشکر و حشم کے خوف سے مع اپنی تمام فوج کے جزیرہ اکدالہ کے درمیان روپوش ہو گیا۔

فیروز شاہ نے نہایت شان و شوکت کے ساتھ تمام جزیرے کا محاصرہ کر لیا۔

بادشاہ نے تمام لشکر کو آراستہ کر کے جنگ و جدال کا منتظر تھا اور بیحد ہوشیاری کے ساتھ فوج و حشم کی حفاظت کر رہا تھا۔

گیارھواں مقدمہ

سلطان سکندر کا فیروز شاہ کے خوف سے قلعہ بند ہونا اور

قلعے کے ایک برج کا گرنا

نقل ہے کہ فیروز شاہ بنگالے میں وارد ہوا اور حاکم بنگالہ بادشاہ کے خوف سے جزیرہ اکدالہ میں پناہ گزیں رہا۔

فیروز شاہی لشکر نے جزیرے کا محاصرہ کر لیا اور جنگ و قتال کا انتظار کرتا رہا۔

ہر جانب سے عرادہ و منجنیق کے ذریعے سے حصار کے ارد گرد تیر و ناوک کی بارش ہونے لگی۔

غرضکہ بیس دن رات کے اندر ہر روز متواتر جنگ ہونے لگی۔

چونکہ سلطانی لشکر حصار کے اندر سے باہر نہ نکل سکتا تھا اس لئے شب و روز جانبین کے جنگجو سپاہی قتال کا انتظار کر رہے تھے۔

تقدیر الٰہی سے ایک روز حصار سکندری کا ایک برج گرا جس کی وجہ تھی کہ بالائے حصار کے پناہ گزیں افراد بہ کثرت جمع تھے جن کا بوجھ دیوار سنبھال نہ سکی اور گر پڑی۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

برج حصار کے گرتے ہی فیروز شاہی فوج میدان میں آگئی اور ہر دو لشکر میں شور برپا ہو گیا۔

فریقین نے جنگ کی تیاری کر کے معرکہ آرائی کا ارادہ کیا۔

اس شور و شغب اور غوغے کی آواز فیروز شاہ کے کان تک پہنچی اور فیروز شاہ نے حاضرین درگاہ کی طرف نظر کی۔ اس درمیان میں شاہزادہ فتح خاں نے عرض کی کہ بنگالے کا لشکر ہماری فوج پر حملہ آور ہوا ہے۔

فیروز شاہ نے فرمایا کہ شاہی جامہ لائیں اور بادشاہ خود سوار ہوگا۔

غرضکہ فیروز شاہ نے جامہ و چہار آئینہ پہنا، اسلحہ جسم پر لگائے اور گھوڑے پر سوار ہو کر شور و غوغا کی طرف چلا۔ اس اثنا میں میدان کارزار کا شیر یعنی ملک حسام الملک ابن نوادور سے نمودار ہوا اور جلد سے جلد بادشاہ کے قریب پہنچ گیا۔

اس امیر نے عرض کیا کہ خلائق کی کثرت کی وجہ سے حصار کا ایک برج گر گیا ہے اگر بادشاہ ارشاد فرمائیں تو ہماری فوج فوراً بالائے حصار پہنچ کر حریف پر غالب آئے اور اس کو تباہ و تاراج کرے۔

فیروز شاہ نے یہ سن کر تامل کیا اور اس کے بعد جواب میں فرمایا کہ حسام الدین بغیر ہمارے لشکر کے حصار میں داخل ہونے کے یہ قصر فتح ہو جائے تو بہتر و مناسب ہے اس لئے کہ اہل حصار کو تاراج کرنے میں اس امر کا احتمال ہے کہ ہزارہا عفت مآب پردہ نشین عورات بدکاروں و نااہل افراد کا شکار رہیں گی۔ تم آج صبر کرو اور خداوند کے حکم کے منتظر رہو۔

اس روز تمام فوج سلطانی بالائے حصار جانے کی منتظر تھی لیکن بادشاہ کا یہ حکم سنتے ہی ہر شخص اپنے مقام پر رک گیا۔

غرضکہ دن تمام ہوا اور شب کے وقت ماہتاب طلوع ہوا اور اہل حصار نے شبا شب بامدد گر محنت و مشقت کر کے برج کو درست کر لیا اور کارزار کے لئے مستعد ہوئے۔

معتبر و راست گفتار راویوں نے مؤرخ عفیف سے بیان کیا ہے کہ حصار اکدالہ گلین قلعہ تھا جس کے اوپر برج تیار کیا گیا تھا اور جانبین کا لشکر جنگ و جدال میں مشغول تھا۔

غرضکہ چند روز تک ہر دو فریق برابر معرکہ آرائی میں مصروف رہے جیسا کہ امیر

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-s

بیان ہو چکا ہے لیکن آخر میں حصار کے اندر چارہ و غلہ کم ہوا اور اہل بنگالہ کو فاقہ کشی ہوئی۔ ادھر فریقین کے پیادہ و سوار و پیادے جنگ و جدال سے تنگ آ گئے لیکن آخر میں اللہ تعالیٰ نے صلح کی راہ پیدا فرمائی جیسا کہ خواجہ نظامی نے فرمایا ہے۔

بارھواں مقدمہ

سلطان سکندر کا فیروز شاہ سے صلح کرنا اور چالیس عدد ہاتھی عطا کرنا

نقل ہے کہ سلطان سکندر محاصرے سے بے حد پریشان ہوا اور اپنی جان سے بیزار ہو گیا۔

سکندر شاہ نے اپنے مآل کار پر غور کیا اور وزراء سے مشورہ طلب کیا۔

سکندر شاہ نے کہا کہ ہماری رعایا سخت مشکل میں گرفتار ہے ایسی حالت میں غور و فکر سے کام لے کر اس اژدہے کو ملک سے باہر کرنا چاہیے۔

سلطان سکندر کے اہل دربار نے عرض کیا کہ عالم اسباب کا مقررہ قاعدہ ہے کہ زیردست کبھی بالادست افراد پر غالب نہیں آ سکے اور ظاہر ہے کہ خدا کی مشیت و پروردگار کی مرضی کا تقاضا یہی ہے۔ اگر بادشاہ ارشاد فرمائیں تو ہم کسی معتبر شخص کو وزراء سے فیروز شاہی کے دربار میں گفتگوئے صلح کے لئے روانہ کریں اور جہاں تک ممکن ہو نرمی و نصائح سے سلطنت کو محفوظ رکھیں۔

سلطان سکندر نے اس تقریر کا جواب نہ دیا اور خاموش ہو رہا۔

وزراء سکندری بادشاہ کے دربار سے رخصت ہوئے اور باہم مشورہ کیا۔ ان وزراء میں یہ طے پایا کہ بادشاہ نے اگرچہ صراحتاً ہماری تقریر کا جواب نہیں دیا ہے لیکن ہماری گفتگو سن کر سکوت فرمایا ہے اور ظاہر ہے کہ سکوت ہی رضامندی کی علامت ہے۔

غرضکہ سلطان سکندر کے وزیروں نے ایک صاحب فہم و فراست شخص کو وزراء نے فیروز شاہ کی خدمت میں روانہ کر کے نہایت نرم و نصیحت آمیز پیام سے

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sira

صلح کی گفتگو ان الفاظ میں شروع کی کہ ہماری عقل میں نہیں آتا کہ اس جنگ و جدال کا جس میں طرفین سے اہل اسلام قتل و ہلاک ہوں سبب کیا ہے۔

یہ امر مسلم ہے کہ اگر بادشاہان صاحب جاہ کینہ وری یا کسی دوسرے سبب سے دشمن سے معرکہ آرائی کریں اور اس جنگ و جدال میں مسلمانوں کو جانی و مالی نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو وزرائے صاحب عقل کا فریضہ ہے کہ اپنی فہم و فراست و حسن خوبی سیاست سے بادشاہ کو ایسی معرکہ آرائی سے باز رکھیں۔

ظاہر ہے کہ سلطان فیروز شاہ نے دیگر سلاطین جہاں کی شکل تقلید کی اور اس ملک پر حملہ آور ہوا۔ بادشاہ کے حملہ کرتے ہی شمشیر زنی شروع ہوئی اور اہل اسلام وذمی و آفاقی غرضکہ ہر گروہ کو شدید مضرت و نقصان پہنچنا شروع ہوا۔

آپ حضرات کو جو فیروز شاہ کے وزرا و ندیم ہیں لازم ہے کہ بادشاہ کو نصائح کر کے اس ملک سے واپس فرمائیں۔ ہم یہ بھی عرض کر دینا ضروری خیال کرتے ہیں کہ سلطان سکندر کی جانب سے سوا خیال صلح کے اور دوسرا ارادہ نہیں ہے۔

غرضکہ شاہ بنگالہ کے وزرا نے فیروز شاہی مقرب اہل دربار کو ان الفاظ میں اور مثل دوستان بہی خواہ کے نصیحت کی اور فیروز شاہی وزرا مثل نیک خواہ احباب کے ایک مقام پر جمع ہوئے اور اپنی فہم و فراست و عقل و سیاست کی بنا پر اس رائے پر متفق ہوئے کہ عقل و ایمان کا تقاضا یہی ہے کہ ہم سلطان سکندر کے وزرا کی نصیحت اور ان کے پیغام صلح کو قبول کریں اور بادشاہ کے حضور میں اس پیغام صلح کو مناسب الفاظ میں عرض کر کے اختتام کریں۔ غرضکہ وزرا و مقرب اہل دربار فیروز شاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ سلطان سکندر کے وزرا نے بادشاہ کے جاں نثار گروہ کو پیغام دیا ہے اگر بادشاہ کا حکم ہو تو بہی خواہ دولت پیغام مذکور حضرت کے حضور میں عرض کریں۔

فیروز شاہ نے فرمایا کہ ضرور بیان کرو اور حتی الوسع راست گفتاری سے کام لو۔

وزرا نے عرض کیا کہ حریف نے عاجزانہ طریقہ اختیار کیا ہے اور بے حد منت و زاری کی ہے ایسی حالت میں اس کے عجز کا لحاظ کرنا مناسب ہے اور

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-si

اور اس کے الفاظ و پیغام کو قبول کرنا ضروری ہے۔

ظاہر ہے کہ سلطان سکندر صلح کا خواہاں ہے اور اگر حضرت شاہ بھی جنگ سے کنارہ کشی فرمائیں تو اہل اسلام کے درمیان جو جنگ و جدال ہو رہی ہے وہ قطعاً موقوف ہو جائے۔

فیروز شاہ یہ تقریر سن کر خاموش ہوا اور غور و فکر کرنے لگا۔

بادشاہ نے بہت تامل کے بعد فرمایا کہ تم وزراء کی رائے معاملات سلطنت و امور جہانداری میں عین میری رائے ہے اس لئے کہ تم سلطنت کے بہی خواہ ہو جیسا کہیں۔ لیکن صلح کی شرط یہ ہے کہ خان اعظم ظفر خاں کو سنارگاؤں کا تخت حکومت عطا کیا جائے۔

فیروز شاہ نے شرط صلح کو منظور فرمایا اور مقربان شاہی بادشاہ سے رخصت ہوئے اور انھوں نے شرط صلح سے وزراء نے سلطان سکندر کو اطلاع دی۔

سکندری وزراء نے بہت عاجزی کے ساتھ عرض کیا کہ ایک معتبر شخص بطور قاصد روانہ کیا جائے تاکہ ہر دو فرمانروا کے درمیان صلح بخوبی طے پا جائے۔

غرضکہ اس جانب سے خان اعظم ہیبت خاں بطور قاصد صلح کا پیغام لے کر شاہ بنگال کے دربار میں حاضر ہوا۔

غرضکہ ہیبت خاں حصار اکدالہ کے اندر سکندر خاں کی خدمت میں حاضر ہوا۔

ہیبت خاں نے پیشتر سلطان سکندر کے وزراء سے ملاقات کی اور تمام وزراء جمع ہو کر خان مذکور کو سکندر خاں کے حضور میں لے گئے۔

اگرچہ سکندر خاں کو جانبین کے وزراء کی گفتگو کا بخوبی علم تھا لیکن قصداً اپنے کو بے خبر ظاہر کیا۔

ہیبت خاں نے سلطان سکندر کے حضور میں حاضر ہو کر بہت فصیح و شیریں الفاظ میں بادشاہ کی تعریف کی اور زمین خدمت کو بوسہ دے کر ایلچیوں کی طرح مؤدب استادہ ہو گیا۔

صحیح روایت یہ ہے کہ ہیبت خاں خود بھی بنگال کا باشندہ تھا اور اس کے

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

دو فرزند سکندر خاں کے ملازم تھے۔

ہیبت خاں نے بیحد عقل و فراست کے ساتھ صلح انگیز و محبت خیز گفتگو کی۔

اس موقع پر سلطان سکندر نے کہا کہ حضرت فیروز شاہ میرے مخدوم و ولی نعمت و میرے پروردگار ہیں میری یہ مجال نہیں کہ میں ممدوح کے مقابلے میں معرکہ آرائی کروں۔

ہیبت خاں نے قاصدانہ انداز میں جو کچھ بادشاہ سے عرض کیا بیحد مناسب و برمحل تھا۔

خان مذکور نے نرم و گرم ہر قسم کے الفاظ میں تقریر کی۔

ہیبت خاں نے یہ معلوم کر کے کہ سلطان سکندر نے بھی الفاظ صلح انگیز میں تقریر کی، عرض کیا سلطان فیروز شاہ کے اس سفر کا مقصد یہ ہے کہ حضرت شاہ سنار گاؤں کی حکومت ظفر خاں کو عطا فرمائیں۔

اس تقریر پر سلطان سکندر نے اور زیادہ محبت انگیز جواب دیا اور فرمایا کہ اگر حضرت بادشاہ کا یہ منشا ہے تو میں بھی اس کو قبول کرتا ہوں اور سنار گاؤں ظفر خاں کو عطا کرتا ہوں۔

اگر حضرت شاہ کا صرف یہی مقصد تھا تو اس کے لئے اس قدر مشقت کیوں گوارا فرمائی حضرت شاہ دہلی سے اس مضمون کا فرمان صادر فرماتے اور حضرت کے حکم کی تعمیل میں سنار گاؤں ظفر خاں کو حوالے کر دیا جاتا۔

ہیبت خاں بیحد خوش و مطمئن واپس ہو کر سلطان فیروز شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلطان سکندر کی گفتگو حرف بحرف بادشاہ سے عرض کی۔

فیروز شاہ نے دریافت کیا کہ سنار گاؤں کے بارے میں سکندر خاں نے کیا گفتگو کی۔

ہیبت خاں نے عرض کیا کہ سلطان سکندر نے جواب دیا ہے کہ اگر حضرت شاہ کی مرضی یہی ہے کہ ظفر خاں سنار گاؤں کی حکومت پر فائز ہو تو مجھ کو کوئی عذر نہیں ہے حضرت اسی وقت ظفر خاں کو سنار گاؤں کی حکومت عطا فرما سکتے ہیں۔

فیروز شاہ اس تقریر سے بیحد خوش ہوا اور فرمایا کہ آج کے عہد سے قدر کے

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-si

فضل و کرم سے ہمارے درمیان تلوار فیصلہ کن نہ ہوگی۔

فیروز شاہ نے فرمایا کہ سلطان سکندر دلیر اور شاہزادہ ہے اور امید ہے کہ ہم ہر دو فرمانروا کے دارالحکومت میں خدا کے فضل و کرم سے ہمیشہ امن و سکون رہے گا۔

غرضکہ ہیبت خاں فیروز شاہ کے حضور میں واپس آیا اور اس نے گفتگو شروع کی اور عرض کیا کہ حضرت شاہ کے رعب و جلال و بے انتہا خوف سے سلطان سکندر بے حد مضطرب و پریشان ہے۔ اگر حضرت شاہ شاہان نیک نام کی تقلید فرما کر کوئی تحفے بطور انعام عطا فرمائیں تو مناسب ہے۔ سلطان سکندر خود ایسی عنایت کو سربلندی کا طالب ہے اور امید ہے کہ حضرت کی ایسی شاہانہ نوازش کے معاوضے میں سلطان سکندر بھی حضرت کی خدمت بجا لائے گا۔

فیروز شاہ نے ایک بندۂ درگاہ مسمی ملک قبول کو جو تورابند کے عرف سے مشہور تھا، حصار اکدالہ میں روانہ کیا۔

بادشاہ نے تورا بند کی معرفت ایک کلاہ دولت قیمتی اسی ہزار تنکہ جو مرصع و جواہر نگار تھی اور پانچ اسپ تازی ملک قبول کی معرفت بطور تحائف روانہ کئے۔

فیروز شاہ نے ملک قبول کو ہدایت کر دی کہ سلطان سکندر سے کہہ دے کہ آئندہ سے ہمارے اور اس کے درمیان تلوار نہ چلے گی۔

غرضکہ سلطان فیروز شاہ نے سفر کے دو منزل پر قیام کیا۔

ملک قبول حصار کے اندر گیا اور معتبر روایت کے مطابق خندق حصار کے کنارے جس کا عرض بیس گز تھا کھڑا ہوا۔

اس موقع پر ملک قبول نے اپنی جرأت کا اظہار کیا اور بجد سعی و کوشش سے اپنے گھوڑے کو کاوا دے کر چابک ماری اور گھوڑا کود کر خندق کے اس پار آ گیا۔

ملک قبول کے اس فعل سے تمام اہل بنگالہ حیران و متعجب ہوئے۔

مختصر یہ کہ ملک قبول شاہ بنگالہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور زمین بوس ہو کر سات مرتبہ اس کے تخت کے گرد گھوما اور کلاہ دولت جو فیروز شاہ نے روانہ کی تھی سلطان سکندر کے سر پر رکھی اور خلعت پہنایا۔

ملک قبول نے عرض کیا آپ اور سلطان فیروز شاہ ہر دو یک نفس تا جاں ہیں

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

کیونکر دشمنی ہو سکتی ہے اس لیے کہ فیروز شاہ اُس کا عم نامدار اور آپ اُس کے برادر زادہ ہیں۔ اگر بادشاہ ازراہِ تاثیرِ محبت سے آپ کے ملک میں بطور مہمان تشریف لائے تو کیا مضائقہ ہے۔

جو شخص آپ حضرات کے درمیان کسی قسم کی عداوت و مخالفت کی گفتگو کرے اُس کا چنداں اعتبار نہیں ہے۔ اور آپ ہر دو فرماں رواؤں کو باہم جنگ و جدل نہ کرنا چاہیے۔

سلطان سکندر نے سوال کیا کہ تمھارا کیا نام ہے اور ملک قبول نے جلدی میں جواب دیا کہ اس کو تورا بندہ کہتے ہیں۔ سلطان سکندر نے کہا کہ تمھارے ایسے کس قدر غلام اُس کے دربار میں موجود ہیں اور ملک قبول نے عرض کیا کہ میرا مرتبہ غلامی دوئم ہے میرے ایسے دس ہزار بندگان دولت تیغ دار دوم مرتبے کے موجود ہیں۔

سلطان سکندر اس گفتگو سے حیران ہوا اور اس صلح سے بے حد خوش ہوا اور اس کو اطمینانِ قلب حاصل ہو گیا۔

سکندر شاہ نے چالیس عدد ہاتھی اور دیگر بے شمار قیمتی اسباب بطور تحفہ روانہ کر کے یہ پیغام دیا کہ حضرت یقین رکھیں کہ اگر اس برادرزادے پر بادشاہ اسی طرح شفیق و مہربان رہیں تو ہر سال تحائف روانہ کرنے کی رسم جاری رکھی جائے۔

سبحان اللہ جب تک کہ ہر دو بادشاہ زندہ رہے کلاہ دولت و نیز ہر قسم کے تحائف ارسال کرنے کا طریقہ جانبین سے جاری رہا چنانچہ اس واقعے سے ہر دو ممالک کی رعیت واقف و آگاہ ہے۔

جبکہ ان ہر دو بادشاہ نے رحلت فرمائی تو خلقت خدا نے اپنی راہ لی اور ہر شخص کا طریقہ بدل گیا۔

غرضکہ سلطان سکندر نے چالیس ہاتھی مع دیگر نفائس کے روانہ کر کے اپنے حالات سے اطلاع دی۔ یہ تحائف فیروز شاہ کی خدمت میں پہنچے اور بادشاہ بے حد خوش ہوا اور ایک ہاتھی ملک قبول کو عطا کیا۔ فیروز شاہ ان تحائف کو دیکھ کر بے حد خوش ہوا اور ملک قبول نے عرض کیا کہ سلطان سکندر نے عرض کیا ہے کہ اگر بادشاہ ظفر خاں کو سنارگاؤں روانہ فرمائیں تو میں اس ملک سے کنارہ کش ہو جاؤں گا۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

فیروز شاہ نے ظفر خاں کو طلب فرما کر اس کو حقیقت حال سے اطلاع دی اور فرمایا کہ اگر تم مصلحت خیال کرو تو میں مع اپنے تمام لشکر کے اس عرصہ میں قیام کروں اور تم سنار گانوں روانہ ہو۔

ظفر خاں نے اپنے یاران مجلس سے مشورہ کیا اور ہر شخص نے یہ جواب دیا کہ اگر آپ اس زمانے میں سنار گانوں روانہ ہوں گے تو وہاں قیام کرنا مشکل ہو جائے گا۔ اس لیے کہ خیل خانے کے تمام آشنا و بیگانہ افراد تلف ہو گئے ہیں۔

ظفر خاں نے فیروز شاہ سے عرض کیا کہ خداوند عالم کی خدمت میں میں اور میرے تمام خیل خانہ دہلی میں اس قدر آرام و آسائش سے ہیں کہ جانور سے سنار گانوں تک تمام حقوق ملک قلوب سے فراموش ہو گیا ہے۔

یہ بندۂ درگاہ تعلق مطلق سے۔ ہر چند کہ فیروز شاہ نے اصرار کیا لیکن ظفر خاں نے انکار کیا اور سنار گانوں نہ گیا۔

فیروز شاہ اس مقام سے اپنے ملک کو واپس ہوا اور فرمان مرحمت و پروانہ جات شفقت خان بیان کے نام ارسال فرمائے۔ چند روز کے بعد فیروز شاہ جون پور پہنچا اور جون پور سے جاج نگر کی طرف روانہ ہوا۔

اس زمانے میں لکھنوتی سے چالیس ہاتھی پہنچ گئے اور بادشاہ تمام ہاتھیوں کے ہمراہ جاج نگر روانہ ہو گیا۔

تیرھواں مقدمہ

فیروز شاہ کا جون پور سے جاج نگر روانہ ہونا

نقل ہے کہ فیروز شاہ خدا کے فضل و کرم سے بنگالے سے جون پور وارد ہوا اور ارادہ کیا کہ اب جاج نگر روانہ ہو۔

بادشاہ نے از سر نو لشکر مرتب کیا اور بادشاہ کے ارادے سے واقف ہو کر تمام عمال درگاہ و مقام دولت نے سامان سفر درست کیا۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-si

ہر اہل لشکر نے تیاری و درستی سامان میں بہت سعی و کوشش کی۔
فیروز شاہ نے بنگالہ میں چھوڑی اور خود کڑاہ سے جاج نگر روانہ ہوا اور بہار کا ملک طے کر کے جاج نگر پہنچا۔

ولایت جاج نگر بہت خوش حال و سرسبز ملک ہے اور یہاں کی رعایا مطمئن و خوش حال ہے۔

بادشاہ کے اس سفر میں مورخ کے والد ماجد ہمرکاب تھے اور ممدوح نے اس ملک کا حال اور یہاں کی نعمتوں کی تفصیل مورخ سے اس طرح بیان کی ہے کہ ملک جاج نگر عجیب خیز و بہت سرسبز ہے۔

اس ملک میں غلہ و میوہ اس کثرت سے پیدا ہوتا ہے کہ تمام لشکر و جانور سیر و آسودہ ہو گئے۔

جاج نگر میں وارد ہوتے ہی لشکر کی تمام ماندگی و خستگی رفع ہو گئی اور بادشاہ نہایت اطمینان و مسرت کے ساتھ بنارسی میں قیام کیا۔

اس زمانے میں ادیسر (اودایہ) نام راے جاج نگر نے کسی مصلحت ملک کی بنا پر بنارسی کی سکونت ترک کر کے کسی دوسرے شہر میں سکونت اختیار کیا تھا۔

فیروز شاہ نے بنارسی میں قیام کیا۔

معتبر راویوں نے مورخ ضعیف شمس سراج عفیف سے اس طرح بیان کیا ہے کہ حصار بنارسی کا دور تین کوس ہے۔

جاج نگر کے راجاؤں نے جو قوم کے برہمن تھے اس امر کو بطور رسم نیک اختیار کیا تھا کہ ہر جدید فرماں روا اس حصار کے دور میں اضافہ کرے۔

غرضکہ ہر راے جو تخت حکومت پر قدم رکھتا حصار بنارسی کی عمارت میں کچھ نہ کچھ ضرور اضافہ کرتا تھا جس کی وجہ سے یہ قلعہ ایک جنگی حصار بن گیا تھا۔

غرضکہ راجہ جاج نگر کو معلوم ہوا کہ فیروز شاہی لشکر اس کے ملک میں آ گیا اور راجہ نے خائف ہو کر جہاز کی سواری اختیار کی اور دریا کے درمیان ایک مقام طلب میں پناہ گزین ہوا۔

راجہ کی تمام ولایت پراگندہ ہوئی اور اس کی رعایا کا بیشتر حصہ اسیر ہوا اور

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

اور بعض نے پہاڑ کے دامن میں سکونت اختیار کی اور بردے اور جانور بطور مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔

کہتے ہیں کہ اس قدر جانور تمام قسم کے جمع ہو گئے کہ کوئی شخص ان کو ہاتھ نہ لگاتا تھا۔

ایک بردہ کی قیمت ایک جیتل تک پہنچ گئی اور جانوروں کو تو کوئی مفت بھی نہ خریدتا تھا۔

مویشی اس قدر کثرت سے جمع ہو گئے کہ ان کا شمار مشکل ہو گیا۔ ہر منزل میں جہاں کہیں کہ قیام ہوتا اہل لشکر گوشت لاتے اور ان کو ذبح کرتے اور جس قدر جانور باقی رہتے ان کو فرودگاہ میں چھوڑ دیتے۔

دوسری منزل میں دوسرے جانور دستیاب ہو جاتے تھے۔

ان سطور کے تحریر میں لانے کا مقصد یہ ہے کہ خدا کی حکمت سے اس سرزمین میں نعمت دنیاوی کی اس درجہ کثرت تھی کہ حد بیان سے باہر ہے۔

معتبر راویوں نے مؤرخ عفیف سے بیان کیا ہے کہ اس ملک کی رعایا کے مکانات اس قدر وسیع و کشادہ تھے کہ احاطہ مکان میں باغات تھے جن میں بکثرت میوے پیدا ہوتے تھے۔

غرضکہ اندرون خانہ کشت و زراعت بھی کرتے تھے اور جائے سکونت مکان و کشت و باغ ہر قسم کی زمین نظر آتا تھا۔ سبحان اللہ کیسی پر نعمت و سرسبز زمین تھی کہ اس کی تعریف محال ہے لیکن تقدیر الٰہی سے اس سرزمین میں ایک مسلمان کا بھی وجود تھا اور تمام اہل ملک غیر مسلم تھے۔

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح ارشاد فرمایا ہے کہ دنیا مومن کے لئے قید خانہ اور غیر مسلم کے لئے باغ ہے۔

اگر بندۂ مومن تاج شاہی سر پر رکھ کر نعمت بادشاہی سے بہرہ اندوز ہو تو بھی یہ تمام دولت و آرام جنت کی نعمتوں کے مقابلے میں ہیچ ہے اور اگر غیر مسلم نان شبینہ کو بھی محتاج ہو تو دنیا اس کے لئے بہشت ہے کیونکہ عذاب آخرت جو روز قیامت میں نصیب ہوگا اس کے مقابلے میں تکالیف دنیاوی کی کوئی حقیقت نہیں ہے کہ مومن کو دنیا

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-si

فقر و فاقہ نصیب ہو اور غیر مسلم طرح طرح کی نعمتوں سے مالا مال ہو۔

غرضکہ مومن کے لئے دنیا خوب و بہتر نہیں ہے بلکہ اس کے لئے آخرت ہی نیک و باقی ہے اور دنیا فانی و چند روزہ ہے۔

غرضکہ فیروز شاہ نے راجے جاج نگر کے تعاقب کے ارادے سے بنارس سے کوچ کیا۔

راجہ خوف و خطر کی وجہ سے اس سے قبل ہی فراری ہو چکا تھا اور دریا کے درمیان پناہ گزین تھا۔

راجہ نے ایک مست ہاتھی اپنے دربار کے در پر چھوڑ دیا تھا کہ خلق اس تماشے میں مصروف ہو کر اس کے عقب میں نہ آ سکیں۔

یہ ہاتھی اس قدر مہیب تھا کہ کوئی دوسرا ہم جنس جانور اس کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا۔

تین روز فیروز شاہی لشکر نے اس ہاتھی کو گرفتار کرنے میں محنت و مشقت برداشت کی چونکہ اس جانور کو زندہ گرفتار کرنا ممکن نہ تھا تین روز کے بعد بادشاہ نے حکم دیا کہ ہاتھی ہلاک کیا جائے۔

اس جانور کے ہلاک ہونے کے بعد فیروز شاہ مع اپنی فوج و لشکر کے حصار کے اندر داخل ہوا۔

اس درمیان میں معلوم ہوا کہ اس مقام سے متصل ایک جنگل ہے جس میں بے شمار چیتے مثل کوہ کے موجود ہیں اور اس جنگل کے اندر سات خونخوار ہاتھی اور ایک مادہ فیل موجود ہیں۔

فیروز شاہ نے اس واقعے کو سن کر ارادہ کیا کہ اول ہاتھیوں کا شکار کرے اور اس کے بعد راجہ کا تعاقب کرے۔

چودھواں مقدمہ

فیروز شاہ کا ہاتھیوں کو گرفتار کرنا اور راجہ کی اطاعت

نقل ہے کہ فیروز شاہ کو ان جنگلی ہاتھیوں کا حال معلوم ہوا اور بادشاہ نے بعد

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-si

شان و شوکت و جرات و مردانگی کے ساتھ اس جنگل کی طرف روانہ ہوا۔ بادشاہ کو معلوم ہوا کہ جانوروں نے جنگل کے درمیان دس سے پندرہ کروہ تک اپنی قیامگاہ و تفریح گاہ مقرر کی ہے۔

فیروز شاہ کے حکم سے تمام ایک خواہ لشکر نیز تمام خان و ملوک و سرداران نامدار و اصحاب دربار و افراد اہل بازار اس جنگل کے چہار جانب طولاً و اس طرح تقسیم ہوئے کہ ان کی فرودگاہ ایک کٹہرہ بن گئی اور ہر طرف راہ بجا مضبوط و مستحکم ہو گئی۔

اس کٹہرے کا عرض دس گز اور بلندی سات گز کی مقرر کر کے تمام جنگل مٹی سے پاٹ دیا گیا اور درمیان میں دو دروازے چھوڑ کر کٹہرے کو مضبوط و مستحکم کر دیا گیا۔

فیروز شاہ ہر روز خود سوار ہو کر آتا اور کٹہرے کو مضبوط و مستحکم کرنے کی تاکید کرتا تھا۔

غرضکہ کٹہرہ تمام ہوا اور چند خونخوار ہاتھی شاہی فیل خانے سے لائے گئے اور چالاک فیلبان دامن چاک کر کے ان جانوروں پر سوار ہوئے۔

جنگل کے ایک جانب شہنا و ارغنون و نفیری بجانے والوں کا گروہ جنگل میں داخل ہوا اور کیا رنگی باجوں کی آواز سے میدان گونجنے لگا اور شور و غوغا بلند ہوا۔

وہ وحشی ہاتھی جو جنگل کے درمیان میں بھاگ گئے تھے جب آوازیں سنیں تو صحرا کی طرف بھاگ گئے۔

بعض راویوں کا بیان ہے کہ جب جنگلی ہاتھی صحرا میں بھاگے تو ان کی ٹکر سے جو چیز قوی تر تناور درخت بھی زمین پر گر پڑے۔

جنگلی جانور جنگل کے کنارے پہنچے تھے اور تمام خلق کٹہرے کے اوپر کر شور و غوغا بلند کرتی تھی اور کٹہرے کے اوپر بھی ڈھول اور ارغنون بجائے جاتے تھے اور ہاتھی شش و پنج کے حیران ہو کر کنارے سے بار دیگر جنگل کے درمیان میں چلے جاتے تھے۔

مختصر یہ کہ بادشاہ نے چند روز اسی طرح جانوروں کو کشاکش میں رکھا اور اس کام میں جان و دل سے کوشش کی چند روز کے بعد اقبال شاہی نے ان ہاتھیوں کو خستہ ماندہ کر دیا اور بے چارے کھانے سے باز رہے۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-si

جو ان چیلیاں جو بیحد قوی تھے جنگل کے اندر درختوں پر سوار ہوئے اور ہاتھی جو جنگل کے اندر بغیر پیادے کے سست ہو گئے تھے آہستہ آہستہ قدم اُٹھا رہے تھے۔

جو ان چیلیاں درختوں سے کود کر اُن کی پیٹھ پر سوار ہو گئے اور کلہاڑیوں اور نیزوں سے اُن کو ختم کر لیا۔ غرضکہ اس طلسمی کارروائی سے فیروز شاہ نے ان سب جانوروں کا شکار کیا۔

مختصر یہ کہ فیروز شاہ نے ان ہاتھیوں کے شکار سے فارغ ہو کر راجہ کی طرف توجہ کی۔

بادشاہ نے قوت شاہانہ سے کام لیا اور راجہ کے محل میں داخل ہوا اور ملاحظہ کیا کہ محل شاہی کی عمارات مختلف اقسام کی بیحد مضبوط و مستحکم ہیں جن کی خوبی و استحکام صدیاں سے باہر ہے۔

روایت ہے کہ حصار کے اندر پتھر کا ایک بت تھا جس کو ہندو جگناتھ کہتے ہیں۔

یہ بت ہندوؤں کا معبود تھا۔

فیروز شاہ نے بھی سلطان محمود غزنوی کی تقلید کی اور اس بت کو بیخ و بنیاد سے اُکھاڑ کر دہلی میں لایا اور اس طرح اس کو ذلیل و خوار کیا۔

ان واقعات کے بعد بادشاہ نے ارادہ کیا کہ جزائر کے اندر راجہ کا تعاقب کرے۔

راجہ بادشاہ کے خوف سے بیحد پریشانی اور ہراس کے سبب بدحواس ہوا اور اس نے چند پاتر بادشاہ کے حضور میں روانہ کر کے عاجزی کا اظہار کیا اور اپنے اصلی حال سے خبر دی۔

واضح ہو کہ جس طرح سلاطین نامدار کے حضور میں رقاص ہوتے ہیں اسی طرح رایان و رانگان و زمینداران ہند عورتوں کو اپنا مقرب بناتے ہیں۔ انھی عورتوں کو جاج نگر میں پاتر کہتے ہیں۔

راجہ جاج نگر کے دربار میں بیس پاتر موجود تھے۔

غرضکہ راجہ نے بیحد خوف و خطر کی وجہ سے اپنے پانچ پاتر بادشاہ کی بارگاہ میں

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-si

روانہ کر کے اپنی عاجزی کا اظہار کیا۔

راجہ کے پاتر فیروز شاہ کے حضور میں حاضر ہو کر بادشاہ کے قدم بوس ہوئے اور زمین خدمت کو بوسہ دے کر اطاعت کا اظہار کیا اور اپنے ملک کا حال بیان کر کے عرض کیا کہ راجہ جاج نگر بادشاہ کا اطاعت گزار بندہ اور قدیم خانہ زادہ ہے۔ یہ بندہ مسکین ہمیشہ سے بادشاہ کا فرماں بردار ہے۔ اب حضرت اپنے قدیم خانہ زاد کے لئے کیا ارادہ رکھتے ہیں۔

پاتروں نے یہ گفتگو کی اور بادشاہ نے فرمایا کہ اس حدود میں آنے کی وجہ صرف یہ ہے کہ معتبر روایت کے ذریعے سے معلوم ہوا تھا کہ اس نواح میں یعنی راجہ کے ملک و قیام گاہ کے متصل ایک جنگل ہے جس میں بے شمار ہاتھی پہاڑوں کے پائے جاتے ہیں اور اس جنگل میں وحشی ہاتھی بکریوں کی طرح ہر چہار طرف گشت کرتے ہیں۔

یہ خبر سن کر ہم ہاتھیوں کے شکار کے لئے اس نواح میں آئے تھے لیکن راجہ کسی وہم میں گرفتار ہو کر ہمارے خوف سے راہ فرار اختیار کی۔

مختصر یہ کہ متفرق گفت و شنید کے بعد راجہ نے کچھ ہاتھی بطور خدمت بادشاہ کے حضور میں روانہ کر کے اقرار کیا کہ ہر سال چیدہ و منتخب ہاتھی بطور خراج بارگاہ شاہی کو روانہ کرتا رہے گا۔

فیروز شاہ نے راجہ کے لئے زردوزی جامہ و علم ہائے زرنگار پاتروں کے ذریعے روانہ کئے۔

فرستادگان جہتان مذکور کو جو بادشاہ کی بارگاہ میں بطور قاصد حاضر ہوئے تھے خلعت عطا ہوئے۔

مختصر یہ کہ فیروز شاہ خدا کے فضل و کرم سے صحت و بامراد و مظفر و منصور جاج نگر سے تہتر ہاتھیوں کے ہمراہ واپس ہوا۔

بادشاہ نے دو سال سات ماہ ان ممالک میں بسر کی اور بادشاہ کی مراجعت سے ہر شخص مسرور و شادماں ہوا۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sira

پندرھواں مقدمہ

فیروز شاہ کا جاج نگر سے واپس ہونا اور راہ غلط میں آنا

نقل ہے کہ فیروز شاہ لکھنوتی سے واپس ہو کر دہلی کی جانب روانہ ہوا۔ راہبروں نے غلطی کی اور بادشاہ کوہستان و دربارن کے ساحل پر پہنچا۔

مورخ کے والد ماجد بیان کرتے تھے کہ ہر کوس پر ایک بلند پہاڑ نمودار ہوتا تھا اور خلقت اس پہاڑ سے اُتر کر دوسرے کو چڑھتی اور نیچے اُترتی تھی۔

غرضکہ تمام اشخاص پہاڑوں اور جنگلوں میں حیران و پریشان پھرتے تھے اور نشیب و فراز کی کثرت کی وجہ سے تمام مخلوق خستہ و ماندہ ہو گئی تھی۔

غلہ و کپڑا گراں ہو گیا اور خلقت بعد تلف و ہلاک ہونے لگی اور چھ ماہ کامل بادشاہ کی سلامتی کی خبر دہلی میں نہ پہنچی۔

خان جہاں بہت فکر مند ہوا اور اس امیر نے بہ پروانہ حوالی شہر میں سواری کرنا شروع کیا اور اس کی ہیبت سے تمام ملک میں امن و امان رہا۔

چھ ماہ کے بعد خدا کے فضل و کرم سے راہ کا نشان پیدا ہوا اور بادشاہ نے بعد فکر کی وجہ سے ارادہ کیا کہ دہلی میں اطلاعی فرمان روانہ کرے۔

بادشاہ کے حکم سے تمام لشکر میں منادی کر دی گئی کہ ہر شخص اپنی خیریت و سلامتی کا خط اپنے اعزہ ... کے نام روانہ کرے اور دولت سرائے شاہی تک پہنچا دے۔

اس منادی کو سن کر تمام خلقت خوش و شاداں ہوئی اور تمام خلائق لشکر نے اپنے حالات کے مکتوب تحریر کئے اور سرائے شاہی میں پہنچا دئے۔

اس قدر خطوط جمع ہوئے کہ ایک شتر بار کیا گیا اور یہ تمام خطوط دہلی پہنچے۔

خان جہاں نے حکم دیا کہ شہر میں طبل شادی بجائے جائیں اور منادی کر دی جائے کہ ہر شخص حاضر ہو کر اپنا مکتوب لے جائے۔

اشتر بار دربار دہلی کے روبرو بٹھایا گیا اور خطوط زمین پر انبار کر دئے گئے

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-si

ہر شخص آب و دانہ اپنا حظ سے جاتا تھا۔

سبحان اللہ کیا شان الٰہی ہے کہ اس قسم کے حادثات مخلوق کو پیش آتے ہیں ان کی وجہ یہ ہے کہ الوہیت و عبودیت یعنی خدائی و بندگی میں فرق و امتیاز ہے۔

مختصر یہ کہ سلطان فیروز شاہ چھ ماہ کامل کوہ و جنگل میں حیران و سرگرداں رہا اور اس مدت کے بعد خدا کے فضل و کرم سے اس مصیبت سے نجات پائی۔

بادشاہ نے اس سفر میں بے حد محنت و مشقت برداشت اور بے حد شدائد و طرح طرح کی تکالیف و مختلف تدابیر سے ان پہاڑوں اور دریاؤں کو عبور کر کے چھ ماہ کے بعد کوہستان سے صحرا میں آیا۔

بادشاہ و اہل لشکر نے خدا کا شکر ادا کیا اور ہر شخص کو مسرت و شادمانی نصیب ہوئی۔

فیروز شاہ چند روز متواتر کوچ کر کے کامیاب و بامراد اپنی مملکت میں پہنچ گیا۔

اس مدت میں جبکہ بادشاہ ولایت جاج نگر میں مقیم رہا بنگالہ میں جیسا کہ بادشاہ چھوڑ گیا تھا قائم رہا۔

مختصر یہ کہ فیروز شاہ صحیح و سالم کوہستان سے نکل کر باہر آیا اور بادشاہ نے واپسی کا فرمان دہلی میں خان جہاں کے نام روانہ کیا۔

خان جہاں استقبال شاہی کی تیاری میں مصروف ہوا اور شہر میں ہر مقام پر انتظامات ہونے لگے۔

سولھواں مقدمہ

فیروز شاہ کا دہلی پہنچنا اور شہر میں قبوں کا تیار ہونا

نقل ہے کہ فیروز شاہ شہر کے قریب پہنچا اور ہر شخص اپنے اعزہ سے ملاقات کرنے کے لیے دوڑا۔ خان جہاں نے بادشاہ کے ورود پر بے حد ساز و سامان کیا تھا اور جس طرح کہ فیروز شاہ کے سفر اول سے واپس آنے پر قبے تیار کیے گئے تھے اسی طرح اس مرتبہ بھی انتظام ہوا اور ان قبوں میں بے حد تکلف کیا گیا جس کی وجہ سے تمام [illegible]

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

ہر شخص مسرت و شادمانی میں سرشار ہوا۔

ہر قبے میں رنگ برنگ کے کپڑے، رنگین و سفید و زرینی کج۔۔ لگائے گئے تھے۔

بعض معتبر راویوں نے مورخ عفیف سے بیان کیا کہ اس زمانے میں فیروز آباد معمور ہو چکا تھا لیکن کوشک و حصار کی تعمیر مکمل نہ ہوئی تھی لیکن باوجود اس کے ایک قبہ فیروز آباد کے درمیان باندھا گیا تھا۔

غرضکہ فیروز شاہ دہلی پہنچا اور تمام شرفاء حسب دستور بیرق و نشان ہاتھوں لے کر بادشاہ کے استقبال کو حاضر ہوئے۔

جتنے ہاتھی جو لکھنوتی سے حاصل ہوئے تھے ان کو مختلف الوان سے رنگ کر اور ہر قسم کے نقش و نگار سے آراستہ کر کے چتر سلطانی کے روبرو قطاروں میں کھڑے کئے گئے اور بکریوں کی طرح شہر میں لائے گئے۔

اس آرائش کا مقصد یہ تھا کہ رعایا کو معلوم ہو جائے کہ بادشاہ نے اس قدر ہاتھی بنگالے میں شکار کئے ہیں۔

ان تمام ہاتھیوں کو بکریوں کی طرح گلہ کر کے بغیر فیلبانوں کے شہر میں داخل کیا۔

غرضکہ تمام اہل شہر اپنے اہل و عیال سے ملے اور مجلس صحبت گرم کر کے غم و فکر سے آزاد و باہم گفتگو میں مشغول ہوئے اور اپنے سفر و عجائب و غرائب و نیز محنت و شدائد کا اپنے اعزہ سے تذکرہ کیا۔ غرضکہ تمام اہل لشکر نے اہل و عیال کے دیدار اور دوستوں کی ملاقات کی عیش و خوشی میں شدائد و مصائب سفر کو خوش دل سے فراموش کر دیا۔

فیروز شاہ نے شہر میں قیام کر کے ملک کے انتظام کی طرف توجہ کی۔

حقیقت یہ ہے کہ بادشاہ نے عجیب حیرت انگیز کام انجام دیا۔

واضح ہو کہ فیروز شاہ کو فن تاریخ سے بیحد دلچسپی تھی جس زمانے میں کہ مولانا ضیاء الدین برنی صاحب تاریخ فیروز شاہی نے وفات پائی بادشاہ نے اپنے ہر والی سے اپنے دل کا راز بیان کیا اور بارہا یہ فرمایا کہ عہد دولت کے واقعات صحت و صداقت و نیز حسن و خوبی سے معرض تحریر میں لانا عالی ہمت علماء کا کام ہے۔

غرضکہ بادشاہ کو اپنے عہد حکومت کے واقعات کی کتابت سے نا امیدی ہوئی۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-si

اور فیروز شاہ نے کوشک حصار و کوشک نزول کے گنبدوں اور منارہ سنگین کی
عمارت پر جو کوشک شکار و فیروز آباد میں تعمیر ہوئی تھیں اپنی زبان سے یہ عبارت
پتھروں پر نقش کرائی کہ میں نے اس قدر ہاتھیوں کا شکار کیا اور اس طرح ہاتھیوں کو
شہر میں لایا اور یہ عمدہ و خوب کام انجام دیے اور یہ سب اہتمام اس لیے کیا تاکہ
یہ امور بطور سبق خلائق کے روبرو رہیں اور بادشاہ کے یہ کارنامے یادگار زمانہ رہیں
اور تمام خلق و اہل عالم ان واقعات سے عبرت حاصل کریں۔

سبحان اللہ بادشاہ جو چند یہ وہ نیک کردار و فرماں روا تھا جس کے
اخلاق حمیدہ پاکیزہ و قابل تعریف تھے۔

فیروز شاہ نے چالیس سال کمال عدل و انصاف کے ساتھ حکومت کی اور
اس مدت میں اس کی تمام تمنائیں پوری ہوئیں۔

سچ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فضل ہے جس کو چاہے عطا فرمائے۔

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح ارشاد فرمایا ہے کہ پروردگار کا فضل و کرم
خلقت سے پیشتر ہی انسان کے لیے مقدر ہو جاتا ہے۔

سترھواں مقدمہ

عہد فیروز شاہی میں رعایا کی خوشی و خرمی کا تذکرہ

نقل ہے کہ لکھنوتی کے سفر سے واپس آکر فیروز شاہ نے تعمیر عمارات کی طرف
توجہ کی۔

فیروز شاہ نے کوشک شہر فیروز آباد کی عمارت بڑی سعی و کوشش کے ساتھ
تمام کی اور اس درمیان میں عمارت کوشک چنداوری (چنداوری) کو بھی عجیب
تکلف کے ساتھ تعمیر کیا۔

چونکہ لشکر ڈھائی برس کے بعد واپس ہوا تھا ہر شخص اپنے وطن روانہ ہوا۔
فیروز شاہ نے اپنے عہد حکومت میں اپنے مذاق طبیعت کے موافق ان تین

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sira

اشغال میں وقت صرف کیا۔

اوّل یہ کہ فیروز شاہ نے ہر قسم کے شکار میں وقت گزارا اور چرند و پرند ہر قسم کے جانوروں کو شکار کیا۔

بادشاہ کبھی تو خشکی کے گورخران بیابانی کے پیچھے چھوڑتا اور کبھی جنگلی جرندوں کے تعاقب میں سواری کرتا۔ غرضکہ بادشاہ کو ہر قسم کے شکار کا بے حد شوق تھا۔

بادشاہ کا دوسرا شغل یہ تھا کہ فیروز شاہ سلاطین با اقتدار کی طرح ملک و اہل ملک کے انتظام میں وقت صرف کرتا تھا اور یہ تمام خصائل بادشاہ کی اعلیٰ فطرت کی وجہ سے تھے۔

امر سوم جس سے فیروز شاہ کو شغف تھا عمارات کی تعمیر تھا۔ انشاء اللہ تعالیٰ بادشاہ کے ان ہر سہ مشاغل کا مفصل حال ہر شغلے کے محل تحریر میں بیان کیا جائے گا۔

اس مقام پر مؤرخ صرف اہل لکھنوتی کے واقعات وغیرہ ناظرین کرتا ہے اور اس قوم کے حالات سے واقعات کا اظہار کرتا ہے۔

واضح ہو کہ فیروز شاہ نے جلوس کے بعد تین بار مہم متواتر عمل کیں یعنی دو بار لکھنوتی کا سفر کیا اور ایک مہم جاج نگر کی اور ایک ٹھٹھہ کی سر کی۔

مختصر یہ کہ بادشاہ کے انتظام و حسن سیاست سے ہر سال مملکت میں اضافہ ہوتا تھا اور سال بسال سلطنت کی آبادی میں ترقی ہو رہی تھی۔

فیروز شاہ کی رحمت کی برکت سے خلائق کو خوشی و خرمی بے حد حاصل ہو رہی تھی جیسا کہ بادشاہ نے علماء و مشائخ و صالحین کو جتنے لاکھ تنکے بطور مدد معاش عطا فرمائے تھے۔

اسی طرح فقراء و مساکین کے گروہ کو جو درماندہ و محتاج تھے ایک کروڑ تنکے سالانہ مرحمت فرمائے تھے تاکہ یہ گروہ اطمینان قلب کے ساتھ دین پروری کرے اور دعا جاتے گزینی سے بے نیاز ہو کر آخرت کی نعمتیں حاصل کرے۔

بادشاہ کے عہد میں اس طرح تمام رعایا کو دیگر امور ملک کے ساتھ اطمینان و آرام حاصل تھا۔ اہل تجارت کو ہر سال اپنے پیشے میں زیادہ نفع ہوتا تھا اور اہل بازار و اہل اجرت کو ہر سال بہ نسبت گذشتہ سال کے زیادہ رقم منافع کی حاصل ہوتی تھی۔

اسی طرح خدا کے فضل و کرم سے اضطراری فقر و غربت کی تکالیف سے نجات پاتے اور ان کا شمار فارغ البال طبقوں میں ہو جاتا تھا۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

اہل زراعت نے اپنے کام میں اس وجہ ترقی کی تھی کہ اگر یہ طبقہ ایک مشت تخم زمین میں بوتا تھا تو ایک کے عوض ستر اور سات سو بلکہ اس سے بھی زیادہ حاصل کرتا تھا۔

غیر مسلم گروہ جس میں ذمی و اہالی داخل ہیں فیروز شاہ کے عہد میں رفاہیت کے ساتھ زندگی بسر کرتے تھے اور دار الحرب کے باشندے ہر سال تباہ و تاراج کئے جاتے تھے اور دار الحرب میں جس قدر ملک تاراج ہوتا تھا بادشاہ کے فضل و کرم سے اُس سے زیادہ آباد و معمور ہو جاتا تھا۔

اسی طرح سادات و قضاۃ و دیگر اعیان ملک فیروز شاہ کی جود و سخا سے خورد سالی میں اپنی لڑکیوں کو بیاہتے تھے اور لڑکیوں کو اُن کے شوہروں کے حوالے کر دیتے تھے۔ یہ تمام امور اس لئے تھے کہ لڑکیوں کے مادر و پدر خوش حال و مرفہ الحال تھے اور جن کے پاس رقم نہ تھی اُن کو خزانۂ شاہی سے کار خیر کے لئے روپیہ دیا جاتا تھا۔

اسی طرح مسلمانوں کے نو عمر بچے علم دین کی تحصیل میں دنیاوی فوائد حاصل کرنے کے لئے مشغول ہوتے تھے اور عالم و ادیب و خطاط لوگوں کو تعلیم دیتے تھے اور اُن کو اجرت خزانۂ شاہی سے ادا کی جاتی تھی اور اس کام سے حد سے زیادہ ترقی کی کوشش کرتے۔

سوداگر بھی بادشاہ کے قدموں کی برکت سے فارغ البال و خوشحال رہتے تھے۔ اور تین تین چار چار برس متواتر مشہور ممالک میں سفر کر کے بیشمار منافع حاصل کرتے تھے۔

تخت گاہ دہلی میں خدا کے فضل و کرم سے اس درجہ بے فکری تھی کہ اس کی نظیر کسی اور دور میں نہیں ملتی۔ بلکہ فیروز شاہ کے خلوص و نیک نیتی سے تمام عالم کے سلاطین و حکمراں کا یہی حال تھا۔

غرضیکہ بادشاہ نیک سیرت یعنی سلطان فیروز شاہ کا عہد بھی کس قدر بابرکت تھا کہ بے شمار نعمتیں خلق خدا کے لئے مہیا و موجود تھیں اور اب امید نہیں کہ عہد یہ باخیر زمانہ میسر آئے۔

اس موقع پر بندہ ضعیف مورخ عفیف کو ایک حکایت یاد آئی جو قدیم سلاطین و بادشاہان دین کی عجب سبق آموز یادگار ہے۔

حضرت بندگی شیخ نصیر الدین محمود رحمۃ اللہ علیہ خیر المجالس میں فرماتے ہیں کہ

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sira

قدیم زمانے میں کسی ملک میں ایک بادشاہ تھا جو بے حد حلیم و کریم نیک اعتقاد و خوش کردار تھا۔

اس بادشاہ میں تمام پسندیدہ صفات جمع تھے چنانچہ اس کے عقیدے کی برکت سے تمام ملک خوش حال تھا۔

ایک مرتبہ بادشاہ شکارگاہ کو تشریف لے گیا اور ایک جانور کے عقب میں گھوڑا دوڑایا۔

جانور کے ایک تیر لگا اور بادشاہ فوج و لشکر سے جدا ہو کر حیران و تنہا ایک مقام پر پہنچا۔

بادشاہ نے قدم آگے بڑھایا اور ایک پر فضا باغ میں پہنچا۔

بادشاہ باغ میں داخل ہوا اور سایہ دار درختوں کے نیچے تھوڑی دیر آرام کیا۔

خدا کی قدرت سے ایک بوڑھی عورت جو نہایت بدحال و بدصورت تھی، باغ کے اندر سے باہر نکلی۔

بادشاہ نے عورت سے باغ کے مالک کو دریافت کیا کہ کون ہے اور باغ میں کس قسم کے میوے موجود ہیں۔ ضعیفہ نے جواب دیا کہ باغ تمام و کمال میری ملکیت ہے۔

بادشاہ چونکہ گرسنہ تھا اور اس عورت سے کہا کہ کوئی شے کھانے کے لئے لے آؤ۔

عورت نے جواب دیا کہ غذا کی قسم میں کوئی شے موجود نہیں ہے اگر تم کہو تو چند خوشۂ انگور لے آؤں۔ بادشاہ نے اجازت دی اور ضعیفہ باغ کے اندر گئی۔

اس عورت کو معلوم نہ تھا کہ اس ملک کا بادشاہ سائل ہو کر اس کے در پر آیا ہے۔ غرضیکہ عورت باغ کے اندر گئی اور چند خوشۂ انگور توڑ کر بادشاہ کے حضور میں لے آئی۔ بادشاہ نے انگور کھائے جو بہت شیریں تھے۔

بادشاہ کو میوہ بہت پسند آیا اور اس نے ضعیفہ سے دریافت کیا کہ اس باغ کا محصول کیا ہے۔ عورت نے جواب دیا کہ اس کا محصول چند تنکے مقرر ہیں۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sira

بادشاہ کے دل میں یہ خطرہ گزرا کہ تمام مملکت کے شہروں کے حالات کی تحقیق کرنی چاہیے اس لئے کہ ملک کے کارگزار و عمال خزانۂ شاہی کے محاصل و مال جمع کرنے میں غلطی کرتے ہیں ورنہ ظاہر ہے کہ ایسا معمورہ آباد و باغ کا جس میں اس قدر کثرت سے شیریں میوے اور انگور موجود ہیں محصول چند تنگے کیونکر ہو سکتے ہیں۔

اگر کارکن یہی کوشش سے کام لیں اس قدر مال ضائع و تلف نہ ہو۔

بادشاہ نے عورت سے انگور لانے کی بار دیگر فرمائش کی اور عورت نے بار دوم بھی چند خوشے انگور کے بادشاہ کے روبرو پیش کئے۔

بادشاہ نے انگور کھائے اور معلوم ہوا کہ یہ انگور بہت ترش ہیں۔

شاہ نے عورت سے دریافت کیا یہ انگور تو اسی مقام اسی درخت سے جس لائی جہاں سے کہ بار اول لائی تھی اور عورت نے جواب دیا کہ وہ بھی وہ قریب انگور ایک ہی محل و مقام سے لائی ہے۔ بادشاہ نے یہ معلوم کر کے عورت سے کہا کہ پیشتر کے انگور شیریں تھے اور یہ ترش ہیں۔

یہ عورت بہت صاحب فہم و فراست تھی اس نے سنتے ہی فوراً کہا کہ اے شخص ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آج تک اس ملک کا بادشاہ خلق خدا پر بہت مہربان تھا اور اس کے عقیدہ و نیک نیتی کا یہ ثمرہ تھا کہ ہر شے بابرکت تھی اور ہر میوہ شیریں و لطیف پیدا ہوتا تھا لیکن اللہ کی مشیت نے بادشاہ کے قلب کو رعایا کی طرف سے برگشتہ کر دیا ہے اور کوئی مذموم و بد خطرہ اس کے قلب میں پیدا ہوا ہے تاکہ رعایا کو بار گراں سے پریشان خاطر کرے۔

ظاہر ہے کہ بادشاہ کے اس مذموم و بد خطرے کے ضرر نے ہر شے میں سرایت کی اور تمام ملک سے برکت اٹھ گئی اور اس وجہ سے کہ شیریں انگور ترش ہو گئے۔

اس کے بعد عورت نے بادشاہ سے کہا کہ اے شخص خدا خیر کرے اس لئے کہ جب بادشاہ کے قلب میں کوئی بد خطرہ گزرتا ہے تو ممکن ہے کہ وہ اس کو عملی جامہ پہنائے کیا عجب ہے کہ بادشاہ کے ظالمانہ افعال کے بد اثرات سے یہ ملک چند ہی روز میں تباہ و برباد ہو جائے اور اس کے ملک کے باشندے راہ غربت اختیار کر کے آوارہ وطن ہو جائیں۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sira

بادشاہ نے تقریر سنی اور پیر زال کے بیان کے مطابق اپنے ارادے سے خائف ہو کر بید کی مانند کانپنے لگا اور اپنے دل میں عہد کیا کہ اپنی قدیم روش و قاعدے سے سر مو تجاوز نہ کرے گا۔

مورخ کا مقصود اس حکایت کے بیان کرنے سے یہ ہے کہ سلاطین دین پرور کی خوش عقیدگی ہر شے کو بابرکت بنا دیتی ہے اور بادشاہ کی نیت نیک رعایا پر نزول رحمت کا باعث ہو کر ملک کی نعمتوں میں اضافہ اور خلقت کے آرام میں زیادتی پیدا کرتی ہے۔

اسی طرح چونکہ فیروز شاہ جو برگزیدۂ حق تھا خلقت کے فوائد میں اضافہ کرنے کی بہت کوشش کرتا تھا۔ اس بادشاہ نے چالیس سال کامل حکومت کی اور اس کے عہد میں تمام خلقت خدا نے عیش و راحت کے ساتھ زندگی بسر کی اور ہر خاص و عام کے قلوب تمام خطرات سے خالی ہو گئے۔

فیروز شاہ کی وفات کے بعد دیگر فرماں روا بادشاہ ہوئے اور خدا کی مشیت و حکم نے تمام شیرازۂ ملک کو پراگندہ کر دیا اور ہر شخص نے غربت و آوارہ وطنی اختیار کی۔ تمام عالم زیر و زبر ہو گیا، بلکہ آخر میں نوبت یہاں تک پہنچی کہ دہلی کے تمام خرد و بزرگ مغلوں کی تاخت و تاراج کا شکار ہوئے جیسا کہ مورخ عفیف نے خرابی دہلی کے زیر عنوان اس واقعے کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔

اٹھارھواں مقدمہ

قلعہ نگرکوٹ کی فتح

نقل ہے کہ فیروز شاہ نے سفر لکھنوتی سے واپس ہو کر شکار کے شغل میں دولت آباد کا رخ کیا۔

راست گفتار مورخین سے بندۂ ضعیف شمس سراج عفیف سے روایت کی ہے کہ فیروز شاہ نے سفر کی تیاری کی اور تمام حشم و خدم کو [illegible] انعام عطا فرمایا۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-s

بادشاہ نے وہ دلیر وہ دربار گاہ وہ دو خوابگاہ، دیگر تمام مراتب و حشم کے ہمراہ دولت آباد کا رخ کیا اور منزل بمنزل کوچ کرتا ہوا ببیانہ تک پہنچا۔

بادشاہ نے ببیانہ کے حدود میں تھوڑے آرام کیا اور اس کے بعد الہام الٰہی سے بہرہ مند ہو کر مصلحت ملکی کے لحاظ سے دہلی کی جانب واپس ہوا۔

فیروز شاہ اپنے اطاعت شعار لشکر کے ہمراہ دہلی پہنچا اور دہلی سے نگرکوٹ روانہ ہوا۔ بادشاہ تاریخ سے زمینداروں کی سرکوبی کے ارادے سے نگرکوٹ کے نواح میں وارد ہوا۔

فیروز شاہ کو معلوم ہوا کہ نگرکوٹ کا قلعہ بہت مضبوط و مستحکم ہے۔

نگرکوٹ کا راجہ حصار کے بالائی حصے میں پناہ گزیں ہوا اور شاہی لشکر نے راجہ کے تمام ملک کو تاخت و تاراج کیا۔ جوالا مکھی کا بت جو غیر مسلم افراد کا معبود رہا ہے" راہ میں واقع تھا جس کی بابت معتبر راویوں نے مورخ سے بیان کیا ہے کہ مذکورہ بالا بت ایک حجرے میں پنہاں تھا اور چند وہ اس حالت میں اس بت کی پرستش کرتے تھے۔

بعض غیر مسلم روایت کرتے ہیں کہ فیروز شاہ اس مقام پر پہنچا اور بادشاہ بت کی زیارت کے لئے گیا اور اس کے سر پر ایک زریں چھتر رکھا۔ لیکن یہ روایت غلط ہے اس لئے کہ مورخ کے والد ماجد جو بادشاہ کے مقرب اور اس سفر میں فیروز شاہ کے ہمرکاب تھے" بیان فرماتے تھے کہ غیر مسلم گروہ نے بادشاہ پر جو پسندیدہ اخلاق کا مجموعہ تھا" یہ افترا کیا ہے۔

ظاہر ہے کہ فیروز شاہ نے جو دیندار و دین پرور و خدا ترس فرماں روا تھا چالیس سال حکومت کی اور اس مدت میں کسی احکام شریعت و طریقت سے قطعاً تجاوز نہیں کیا۔ ایسے بادشاہ دین پرور سے اس فعل کا صادر ہونا قطعاً بعید از قیاس ہے۔

والد ماجد فرماتے تھے کہ بادشاہ اس مقام پر پہنچا اور اس نواح کے تمام راے و راجگان و دیگر زمینداران نواح کو اپنے حضور میں طلب فرمایا۔

فیروز شاہ نے ان بندوں سے کہا کہ اے کم عقل تم کو اس پتھر کی پرستش کرنے سے کیا فائدہ پہنچے گا اور اس کے حضور میں اپنی التجا پیش کرنے سے تم کو کیا مل جائے گا۔

شریعت اسلام کی پیروی کرو اس لئے کہ جو شخص اسلام کا مخالف ہے اس کی نجات

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sira

ممکن نہیں ہے۔

چونکہ فیروز شاہ نے خدا کے خوف سے اس جگی بت کی اس قدر تحقیر کی تاکہ ہندو اپنے عقیدہ سے باز آئیں اور غیر مسلم گروہ نے اپنے تعصب کی وجہ سے بادشاہ کی نصیحت پر توجہ دی اس لئے انھوں نے بادشاہ کی بابرکت ذات پر اس قسم کا افترا باندھا ہے۔

بعض غیر مسلم افکار مذہب وغیرہ اپنے تعصب کی وجہ سے یہی روایت کرتے ہیں کہ سلطان محمد شاہ بن تغلق شاہ نے بھی ایک چتر اس بت کے سر پر رکھا تھا حالانکہ یہ روایت ہی محض غلط ہے۔ اہل اسلام پر لازم ہے کہ اس قسم کی دروغ بیانی کو راست نہ خیال کریں اس لئے کہ فیروز شاہ و محمد شاہ ہر دو فرماں روا اہل سنت وجماعت میں داخل و دیندار حکمراں تھے ان فرماں رواؤں نے اپنی عقل و دانش کی وجہ سے اپنے عہد سلطنت میں ہزار ہا بت خانے مسمار کئے ہیں ان سے اس قسم کے افعال کا صادر ہونا قطعاً محال ہے۔ ہندوؤں نے یہ افترا بندی کی ہے جس کی قطعاً اصلیت نہیں ہے

مختصر یہ کہ فیروز شاہ خدا کے حکم سے نگرکوٹ پہنچا اور اس نے دیکھا کہ قلعہ بہت مستحکم و مضبوط ہے۔

رائے نگرکوٹ نے حصار کے بالائی حصے میں پناہ لی اور شاہی لشکر نے خدا کی عنایت و مہربانی سے قلعے کو ہر چہار طرف سے گھیر لیا۔

فیروز شاہی فوج نے مختلف دائروں میں صف آرائی کر کے حصار کے گرد قیام کیا۔

فریقین نے منجنیق نصب کر کے عرادہ و سنگ سے کام لینا شروع کیا چنانچہ جانبین کے پتھر منجنیق کے پلوں سے اڑ کر ہوا میں باہم ٹکراتے تھے اور پاش پاش ہو کر زمین پر گرتے تھے۔

غرضکہ شاہی لشکر نے چھ ماہ کامل قلعے کا محاصرہ جاری رکھا اور طرفین کے بہادر سپاہیوں نے غالب آنے کی جدوجہد و کوشش کی لیکن چھ ماہ کے بعد خدا کے فضل و کرم سے فیروز شاہ کی فتح کے آثار نمایاں ہوئے

رائے نگرکوٹ بالائے حصار سے نیچے آیا جس کی تفصیل یہ ہے کہ فیروز شاہ

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

قلعے کا دورہ دیکھنے اور غیر مسلموں پر فتح حاصل کرنے کے لئے ایک روز سوار ہوا۔

رائے اُس زمانے میں بالائے قلعہ تھا اور اُس نے دیکھا کہ فیروز شاہ قلعے کا دورہ ملاحظہ کر رہا ہے۔

رائے کی نظر بادشاہ پر پڑی اور اُس نے اطاعت شعار ماتحت کی طرح دست بستہ ایستادہ ہو کر بادشاہ کو سلام کیا۔

فیروز شاہ نے ملاحظہ کیا کہ رائے اظہار عاجزی کرکے بندگان مجبور کی طرح سر تسلیم خم کر رہا ہے، بادشاہ نے اپنا ہاتھ بغل کے اندر کر لیا اور دستار بغل سے کھینچ کر رائے کی طرف رحم و کرم سے نگاہ ڈالی اور گویا یہ اشارہ کیا کہ میری بارگاہ میں حاضر ہو۔

رائے کے تمام پاتر ایک جا جمع ہوئے اور تمام افراد نے بالاتفاق کہا کہ سلطان فیروز شاہ تاجداران عالم کے درمیان صفات شاہی میں یگانۂ روزگار ہے اور کسی ملک میں کوئی بادشاہ اس عظمت و جلال کا نہیں ہے۔ ظاہر ہے کہ کسی ملک میں کوئی بادشاہ اس طرح دلداری نہیں کرتا۔

جبکہ بادشاہ خود اس عنایت و مہربانی سے طلب کرتا ہے تو بلا توقف اُس کے حضور میں جانا چاہیے۔

غرضکہ رائے مذکور نے غرور و تکبر کو اپنے سر سے دور کیا اور قلعے سے اتر کر اپنا سر بادشاہ کے قدموں پر رکھا اور بہت معذرت کی۔

فیروز شاہ نے رائے کی پشت پر دست شفقت رکھا اور خلعت زر دوزی و زربفت عطا کرکے ایک چتر عطا کیا۔

بادشاہ نے رائے کو شاہانہ نوازش سے سرفراز فرما کر واپس کیا اور رائے بیحد شاد و کامیاب اسپان دریائی و ترکی بطور انعام ہمراہ لے کر واپس آیا۔

عمال خزانہ نے مال کے توڑے بادشاہ کے حکم سے رائے کے ہمراہ کئے اور رائے مذکور بہت مسرت و خوشی کے ساتھ واپس آیا اور خدا کی مدد سے نگر کوٹ فتح ہوا۔

غرضکہ یہ تمام واقعات ٹھٹھہ کی مہم کے قبل رونما ہوئے اور ٹھٹھہ کی مہم کے بعد

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sira

فیروز شاہ نے جنگی مہمات سے قطعاً کنارہ کشی کرلی اور سلطنت کی انتظام مدنی خیال کیا کہ اب
جنگ سے تعلق واسطہ دور ہو جائے۔

غرضکہ فیروز شاہ نے ارادہ کیا کہ نگرکوٹ سے واپس ہو اور رائے نے کٹلے
سے بیشمار اہل خدمت، اور بیش قیمت اسباب بادشاہ کی خدمت میں روانہ کئے اور
فیروز شاہ دہلی روانہ ہوا۔

قسم دوم کے اٹھارہ مقدمات ختم ہوئے اور اب مصنف قسم سوم کے مقدمات
معرض تحریر میں لاتا ہے۔

قسم نہم

ٹھٹھہ کے حالات میں

بادشاہ کا جام و بانبھینہ کو اپنے ہمراہ لانا اور خاص گجرات کا فتح کرنا۔ اس قسم میں
بھی اٹھارہ مقدمات ہیں۔

پہلا مقدمہ

بادشاہ کا مہم ٹھٹھہ کی بابت خانجہاں سے اتفاق کرنا

نقل ہے کہ سلطان فیروز شاہ لکھنوتی اور جاج نگر سے واپس ہو کر شکار کے لیے
حوالی دہلی میں سیر کرتا اور کسی غیر مسلم راجہ پر حملے کا خیال دل میں نہ لاتا تھا لیکن بادشاہ
کی محفل میں ٹھٹھہ اور اہل ٹھٹھہ کا تذکرہ ہوتا تھا۔

جب کبھی کہ اہل ٹھٹھہ کا ذکر آتا تو بادشاہ اپنی ریش پر ہاتھ پھیر کر فرماتا کہ

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir-

افسوس بڑا افسوس کہ خدایگان مغفور کے دل میں یہی ایک آرزو باقی رہی یعنی یہ کہ سلطان محمد شاہ ٹھٹھہ کو فتح نہ کر سکا۔

بادشاہ کے کلام سے اہل دربار کو اس امر کا علم ہو چکا تھا کہ فیروز شاہ ٹھٹھہ پر حملہ آور ہونے کا ارادہ رکھتا ہے اور بادشاہ اس مہم کی جانب ضرور مائل ہے۔

ایک روز بادشاہ نے خان جہاں وزیر کو خدمت میں طلب فرمایا اور اکثر امور راز کی بابت گفتگو فرمائی۔

بادشاہ نے خان جہاں سے سوال کیا کہ اہل ٹھٹھہ کس قسم کے جنگجو ہیں اور ان کا کیا طریقہ ہے کہ حضرت خدایگان مغفور ان کے ملک پر حملہ آور ہوئے اور بادشاہ مرحوم نے ان کے دل میں پیچ کر ان کو مغلوب کرنے کا ارادہ فرمایا لیکن یہ گروہ مرحوم کے مقابلے میں صف آرا ہوا اور حضرت کی اطاعت قبول نہ کی اور نہ اس گروہ شوریدہ نے طغی حرام خوار کو اپنے ملک میں قیام کرنے دیا چونکہ حضرت مرحوم کا پیمانہ عمر لبریز ہو چکا تھا حضرت واپس آئے لیکن علالت کے دنوں میں مجھ سے تنہا طلب کر کے فرمایا کہ افسوس بڑا افسوس اگر اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے اور مجھ کو اس مرض سے صحت حاصل ہو تو میں ٹھٹھہ کے باشندوں کو مغلوب کر کے اپنا مطیع و فرماں بردار بناؤں اور اگر خدا کی مشیت اس کے خلاف ہے اور قلم تقدیر نے کچھ اور تحریر فرمایا ہے تو یہی ایک آرزو دنیا سے لے جاؤں گا جس کا بے حد افسوس ہے۔

اس کے بعد فیروز شاہ نے خان جہاں سے فرمایا کہ خدا کی مشیت سے بادشاہ نے سفر آخرت اختیار فرمایا اور مرحوم کی یہ آرزو پوری نہ ہوئی چونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو مرحوم کا جانشین مقرر فرمایا مجھ کو یہ زیبا ہے یا نہیں کہ میں مرحوم کا انتقام حریف سے لوں۔

خان جہاں نے بادشاہ کی تقریر سن کر قدرے تامل کیا اور کچھ دیر غور کرتا رہا اور اس کے بعد نہایت صائب رائے دی اور عرض کیا کہ حضرت کا یہ ارادہ بے حد نیک ہے اس لئے کہ اس مہم میں دو فائدے ہیں۔

ایک یہ کہ بزرگان گذشتہ کی وصیتیں اور ان کی نصائح کی تعمیل ہوتی ہے۔

ظاہر ہے کہ دنیا کا دستور ہے کہ ہر شخص اپنے بزرگوں کے اعدا سے انتقام لیتا ہے اور فرزند و برادر مرحوم مورث کی بجائے حریف کو زیر کرتے ہیں اور یہ ایک

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sira

سلاطین کے حق میں یہ خوب و پسندیدہ ہے۔ دوسرا نفع یہ ہے کہ بادشاہان عالم کا طریقہ یہ ہے کہ ہر سال اپنی قوت و طاقت کو ظاہر کرتے اور ملک گشائی کے لئے سعی و کوشش فرماتے ہیں۔

غرضکہ وزیر مذکور نے بادشاہ کے حضور میں صاف صاف عرض کیا کہ حضرت کا یہ ارادہ بجا الہام الٰہی ہے، پسندیدہ و قابل عمل ہے۔

مختصر یہ کہ فیروز شاہ نے خان جہاں کو حکم دیا کہ ٹھٹھ پر حملہ آور ہونے کے لئے لشکر کا سامان درست کرے۔

وزیر مذکور نے اسباب سفر کی تیاری شروع کی اور غائب و حاضر ہر قسم کے لشکر کا جائزہ شروع کیا۔

غرضکہ سوار و پیادے شمشیر گزار و جیدار وغیرہ جیدار ہر دو قسم کی فوج کا اندازہ کیا گیا اور بادشاہ کے حضور میں حقیقت حال سے اطلاع دی گئی۔

تمام خلق میں مشہور ہو گیا کہ فیروز شاہ خدا کے فضل و کرم سے ٹھٹھ روانہ ہوگا۔

سبحان اللہ ظاہر ہے کہ فیروز شاہ نے جلوس کے بعد متواتر چند سفر کئے چونکہ سلطنت کے تمام افراد بہ خوشی و مسرت کے ساتھ مطمئن و فارغ البال زندگی بسر کرتے تھے۔ ہر شخص اس خبر کو سن کر بہت خوش ہوا اور تمام فوج میں شادمانی و مسرت کا دور دورہ ہوا۔

غرضکہ تمام لشکر کا جائزہ لیا گیا اور سوار و پیادوں کی تعداد شماری کی گئی۔

بادشاہ نے اپنے جود و سخا سے کام لیا اور لشکر کے ہر شخص کو انعام و اکرام سے سرفراز و مالا مال کیا۔ فیروز شاہ نے غیر وجہی لشکر کو چار گنا انعام عطا کیا اور لشکر وجیدار مالی راحت و آرام اور زر آسودگی کی وجہ سے اسپ و ہتھیار کے ساتھ حاضر ہو گیا۔

فیروز شاہ نے آئین جہانداری کے مطابق مثل سلاطین نامدار کے ٹھٹھ کا رخ کیا۔

ہر ایک خان و ملک جو درگاہ شاہی سے وابستہ تھا اپنے جاہ و حشم کے ہمراہ بادشاہ کے ہمرکاب ہوا اور ہر امیر نے اپنی دولت و حشمت کو کامل طور پر ظاہر و نمودار کیا۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

دوسرا مقدمہ

فیروز شاہ کا ٹھٹھہ کی جانب روانہ ہونا

نقل ہے کہ بادشاہ نے ارادہ کیا کہ ساعت سعید و مبارک پر ٹھٹھہ کی سمت روانہ ہو۔ بادشاہ نے اول اُن تمام بزرگانِ دین کی جو جوارِ دہلی میں آرام فرما ہیں مثل قطب الاقطاب عظیم الشان کے کامل اعتقاد کے ساتھ زیارت کی۔

فیروز شاہ بزرگانِ دین کی زیارت سے فارغ ہو کر سلاطین ماضیہ کے مزارات پر حاضر ہوا۔

بادشاہ نے خدا کی بارگاہ میں تمام مشائخ و سلاطین کو واسطہ بنایا۔

واضح ہو کہ فیروز شاہ کا دستور تھا کہ جب کبھی شہر دہلی سے روانہ ہوتا تو تمام مشائخ و سلاطین کے مزارات پر حاضر ہوتا اور ہر ایک سے طالبِ امداد ہو کر اپنے کو ان حضرات کی پناہ میں دیتا۔

بادشاہ کو اس عمل میں اس قدر شغف تھا کہ اپنی عظمت و بزرگی کا خیال دل میں نہ لاتا تھا۔ ظاہر ہے کہ یہ سنت اولیاء اللہ کی ہے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔

اذا تحیرتم فی الامور فاستعینوا من اہل القبور یعنی جب تم کسی امر میں حیران ہو تو اہل قبور سے مدد کے طلبگار ہو۔

سبحان اللہ سلطان فیروز شاہ نے چالیس سال کامل ہندوستان پر حکمرانی کی اور اس مدت حکومت میں ہر وقت وہ اس قانون کا پابند رہا کہ بغیر زیارت بزرگان و حاضری مزارات بادشاہ نے کبھی سفر نہیں کیا۔

بادشاہ جب کبھی کسی مزار پر حاضر ہوتا تو کامل اعتقاد سے قبر کی طرف بڑھتا اور نہایت خضوع و عاجزی سے پیش آکر اپنا سر زمین پر رکھتا۔

مورخ عفیف نے بارہا لکھا ہے کہ سب بادشاہ سلطان المشائخ نظام الدین محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sira

آستانے پر حاضر ہوا ہے تو حضرت کے مزار مبارک کے پاس اپنی امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کے بالین پر ادب کے ساتھ استادہ ہوتا تھا۔

بادشاہ رضائے الٰہی حاصل کرنے کے لئے اپنا سر بجد ادب کے ساتھ زمین تک لے جاتا اور اس کے بعد دو یا تین مقامات پر اپنا سر زمین پر رکھتا۔

فیروز شاہ خاص معتقدین کی طرح حضرت کے مزار کے قریب ہیبت اور خوشنودی الٰہی حاصل کرنے کے لئے قبر شریف کے نزدیک پانچ گز سے سر کو زمین پر رکھ دیتا۔

بادشاہ سر زمین سے ہو کر اٹھتا اور تربت شریف کے متصل ادب کے ساتھ بیٹھ جاتا تھا۔

اس کے بعد بادشاہ حضرت شیخ کے مزار مبارک کے پاس نشست اختیار کرتا اور احکام شرع کے مطابق آیات قرآن پاک کی بخوبی تلاوت کرتا اور اس کے بعد قدم بڑھا کر جناب شیخ کی قبر شریف کا غلاف پکڑ کر اپنے حاجات بیان کرتا۔ فیروز شاہ زیارت سے فارغ ہو کر کچھ مدت تک وہاں قیام کرتا اور روضے کے تمام بزرگان کے نام پر فاتحہ پڑھتا۔

زیارت سے فارغ ہو کر ہر مقبرے کے لئے جو رقم نذر مقرر تھی ان کو کاغذات میں رکھ کر عمال بیت المال لاتے اور فقرا و مساکین کو تقسیم کرنے کے لئے بادشاہ کے روبرو ہر مقبرے کے متولی کے سپرد کرتے تھے۔

بادشاہ اس جود و سخا کے باوجود ان فقرا و مساکین کی تسلی کے لئے ملوک دربار میں سے ایک شخص کو مقرر فرماتا جو متولیان مقبرہ کے قریب کھڑا ہو کر رقم تقسیم کراتا تھا۔

مورخ کے والد اور اس کے چچا بارہا اس خدمت پر مقرر فرمائے جا چکے ہیں اور بعض مقابر میں اس قسم کی خدمت انجام دے چکے ہیں۔ غرضکہ فیروز شاہ اس طریقے پر مشائخ و علما کی زیارت کرتا اور واپس آتا تھا۔

سبحان اللہ یہ تمام امور عطیۂ الٰہی بخشش ربانی میں داخل ہیں ورنہ آدمی زادے سے جو خاک و علق ایک حقیر مخلوق ہے ان محمود افعال پر حسنات کیونکر انجام پا سکتے ہیں۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

ہر مومن و مسلم اس امر میں کمال سعی کرتا ہے کہ نیکی کرے اور نیک عمل بجا لائے مگر حقیقت یہ ہے کہ کل نیک۔ اسی شخص سے صادر ہوتا ہے جس کو خدا توفیق عطا فرمائے۔

غرضکہ سلطان فیروز شاہ نے جرار لشکر و تجربہ کار مرد میدان و نامدار پہلوانوں و جہاں گرد کشتی باز سواروں اور پیادوں و شتر و پیکار ہاتھیوں کے ہمراہ ٹھٹھہ کا رخ کیا۔

ان کے علاوہ چند خانوں کا وہ گروہ جو ہوشیار بادشاہ کے گرد جمع ہوا تھا اس کی تفصیل قسم چہارم میں بیان کی جائے گی۔

مختصر یہ کہ مورخ عفیف کے والد بزرگوار اور اس کے عم نامدار دیوان وزارت میں صاحب اعتبار خدام کی طرح بادشاہ کے ملازم تھے۔

غرضکہ نوے ہزار سوار اور چھیاسی ہزار پیادے اور چار سو اسی ہاتھی بادشاہ کے ہم رکاب روانہ ہوئے۔

خان اعظم تاتار خان کی اس زمانے میں وفات ہو چکی تھی اور خان جہاں وزیر بطور نائب بادشاہ دہلی میں مقیم تھا۔

خان جہاں نے خسروان عظام و شاہان ذوی الاکرام کے آئین و قانون کے مطابق دو دولیرہ و بارگاہ و دو خوابگاہ و نوبت و چتری بادشاہ کے ہمراہ روانہ کر دیں۔

ان کے علاوہ ایک سو ہاتھی نشان پرچم و ہر قسم کے روانہ فرمائے اور چوراسی طبل و بار شتری و اپسی و چتری اور اسی طرح کے اسباب کارخانہ فیروز شاہ کے ہمراہ روانہ کیے گئے۔

مختصر یہ کہ بادشاہ نے رکاب میں پاؤں رکھا اور ٹھٹھہ کی جانب روانہ ہوا۔

بادشاہ نے دل میں یہ نیت کی کہ قصبہ اجودھن کے درمیان سے ہوتا ہوا سفر کرے اور حضرت شیخ الاسلام والمسلمین حجۃ الحق شیخ فریدالدین شکر گنج کے مزار پر حاضر ہو کر حضرت سے طالب امداد ہو اور اس کے بعد قدم آگے بڑھائے۔

فیروز شاہ مع اپنے تمام لشکر کے سفر کی منزلیں طے کرتا تھا کہ چند روز کے بعد قصبہ اجودھن کے حدود میں پہنچا۔ بادشاہ نے حضرت فرید شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ کی زیارت کی اور اس کے بعد آگے بڑھا۔

فیروز شاہ بھکر و سیوستان کے درمیان پہنچا اور ایک فرمان امیر نصیر کو لکھا کہ

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sira

اُس ملک سے تمام بجرے اور کشتیاں بادشاہ کے ہمراہ روانہ ہوں۔

وہاں ساز و سامان وغیرہ کارکنان عملہ کے پانچ گروہ بنے اور ہر گروہ ایک امیر کبیر کے حوالے کیا گیا اور پانچ ہزار کشتیاں تمام قسم کی اس ملک میں جمع ہو گئیں جن میں ایک ہزار کشتیاں مورخ کے پدر و عم کے حوالے کی گئیں۔

فیروز شاہ نے حکم دیا کہ یہ تمام کشتیاں ساحل دریائے سندھ پر رواں کی جائیں اور خود فیروز شاہ اپنے لشکر کے ہمراہ دریا کے مقابل روانہ ہوا۔

بادشاہ چند روز کے بعد ٹھٹھہ کے حدود میں قیام پذیر ہوا۔

تیسرا مقدمہ

فیروز شاہ کا ٹھٹھہ کے نواح میں ورود

واضح ہو کہ اس زمانے میں ٹھٹھہ کی آبادی دو حصوں میں منقسم تھی۔

ایک حصہ تو دریائے سندھ کے ساحل پر آباد تھا اور دوسرا حصہ دریا کے مذکور کے گزر کے قریب واقع تھا۔

ٹھٹھہ کے باشندے بے حد کثیر تعداد میں تھے اور ہر گروہ بے حد شان و شکوہ کے ساتھ جنگ آزمائی کے لیے ہر وقت تیار رہتا تھا۔

تمام مرد جنگجو تھے چنانچہ ان کی مردی و مردانگی کا حال تمام عالم کو معلوم ہے اور ان کے حالات و اطوار روز روشن کی طرح ظاہر ہو گیا ہے۔

اس زمانے میں جام برادر حکمران اور اس کا برادر زادہ مسمی بانبھہ حاکم شہر تھا اور بے اندازہ بے حد قوت و ظاہری شان و شوکت کے ساتھ زندگی بسر کرتے تھے اور فیروز شاہ کے مقابلے میں نہایت غیر واجب جرأت کے ساتھ مقابلہ کرتے تھے۔

ان باشندوں نے بہت بڑی جمعیت فراہم کر لی تھی اور چونکہ ان کا ملک بے حد وسیع و بیشمار تھا انھوں نے بلا خوف و خطر زور و قوت میں اضافہ کیا اور سندھ کے اس حصے کی آبادی میں جو دریائے سندھ کے ساحل پر واقع ہے۔ انھوں نے

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sira

قتال وجدال پیکار بازی اور جنگ آزمائی کے لئے مصروف ہوئے
غرضیکہ ٹھٹھہ کے باشندوں نے آبادی کے ہر دو حصوں میں تمام قلعے تیار کئے تھے
مختصر یہ کہ جام اور بانبھینہ ہر دو اشخاص جنگ آزمائی میں مشغول ہوئے اور
فیروز شاہ نے بھی عالی ہمت وصاحب سیاست سلاطین کی طرح ٹھٹھہ کے حدود
میں نزول اجلال فرمایا۔

طرفین سے فوج ولشکر کے دستے جنگ کے لئے نمودار ہوتے تھے لیکن
خدا کی مشیت سے فیروز شاہ کے لشکر میں ابتری پیدا ہوئی اور وبائے جانوراں نے
اس قدر شدت اختیار کی کہ تمام خلائق شہر خرد وبزرگ قحطاً ناامید ہوگئے۔

نوے ہزار سواروں میں جو بادشاہ کے ہمراہ تھے ایک ربع سواروں کے
گھوڑے بھی بمشکل زندہ رہے ہوں گے۔ اس کے علاوہ غلے کی گرانی سے جدید پریشانی
پیدا ہوئی اور غلے کی قیمت دو یا تین ٹنکے فی من تک پہنچ گئی۔

ٹھٹھہ کے باشندوں نے یہ معلوم کر کے کہ فیروز شاہی لشکر قحط و وبا کی مصیبت میں
گرفتار اور فوج کے جانور حد سے زیادہ تلف ہوگئے ہیں اور خلق خدا قحطاً ناامید
ہوگئی تو جام وبانبھینہ نے اس موقع سے فائدہ اٹھانا چاہا اور غرور وتکبر کے نشے میں سرشار ہوکر
بادشاہ سے جنگ آزمائی کرنے پر مستعد ہوئے۔

چوتھا مقدمہ

فیروز شاہ کے لشکر کا اہل سندھ سے جنگ کرنا

نقل ہے کہ جام وبانبھینہ جنگ آزمائی کے لئے مستعد ہوئے اور بیشتر سواروں
اور پیادوں کے ہمراہ حصار سے نکل کر فیروز شاہ کے مقابلے میں صف آرا ہوئے
فیروز شاہ کو بھی معلوم ہوا کہ جام وبانبھینہ نے جنگ کے لئے لشکر آراستہ
کیا ہے اور بادشاہ نے اپنے لشکر کا جائزہ لیا اور سواروں کی اعداد شماری کی گئی۔
بادشاہ کو معلوم ہوا کہ سوار

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

خشکی کی وجہ سے کسی شخص میں جنگ و جدال کی قوت نہیں رہ گئی تھی باوجود اس کے بھی بادشاہ نے اپنی فوج آراستہ کی اور حریف کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہوا۔

فیروز شاہ نے فوج کو تین حصوں میں تقسیم کیا اور میمنہ و میسرہ و قلب کی فوج کو آراستہ کر کے ہاتھیوں کو ان تینوں حصوں میں متعین کیا۔

بادشاہ بجمیع جرأت و شجاعت کے ساتھ میدان میں ایستادہ ہوا اور مشعل عظیم الشان فرماں روایان عالم کے ہتھیار جسم پر لگا کر جنگ آزمائی کے لئے مستعد ہوا۔

فیروز شاہ ہاتھ میں کوڑا لے کر فوج کے درمیان گشت لگانے لگا اور اپنی فوج کو دلداری و دلجوئی کے ساتھ انعام و اکرام کے دل خوش کن وعدوں سے مطمئن کیا۔

فیروز شاہ جس حصۂ فوج کے درمیان میں گذر کر نوازش و اکرام کے کلمات زبان پر لاتا تھا تو تمام فوج صدق دل سے بادشاہ کو دعا دیتی تھی اور سرو چیں ہو کر فیروز شاہ کی مدح و ثنا میں تر زبان ہوتی تھی۔

فیروز شاہ اگرچہ سلاطین ماسبق کی طرح اہل سندھ کے بے شمار گروہ کا خیال دل میں نہ لاتا تھا اور نہ بظاہر حریف کی کثرت کو خاطر میں لاتا تھا لیکن لشکر کی کمزوری اور افسران فوج کی محنت و ضعف سے پریشان اور ان کی ایسی حالت پر افسوس کرتا اور ہمیشہ دست دعا بلند کر کے خدا کی بارگاہ میں دعا کرتا تھا۔

باوجودیکہ قوم ٹھٹھہ کے ساتھ بیس ہزار سوار اور چار لاکھ پیادے تھے اور ہر سوار اپنے زور و قوت کے اعتبار سے رستم زماں تھا لیکن بادشاہ نے خدا پر تکیہ کر کے جنگ شروع کر دی۔ طرفین سے تیر اندازی شروع ہوئی۔

غرضکہ جنگ کا بازار گرم تھا کہ خدا کے حکم سے جو تمام امور کا خالق مطلق ہے فیروز شاہی لشکر کے مقابلے میں ہوا کا سخت و شدید طوفان آیا۔

ہوا کے جھونکے اس درجہ سخت و تیز تھے کہ کسی فرد کو آنکھ کھولنے کی مجال نہ تھی لیکن باوجود ان حالات و آثار کے جانبین سے جنگ آزمائی ہو رہی تھی اور طرفین کے پہلوان آویزش میں مصروف تھے۔

غرضکہ باوجود اس کے فیروز شاہ اتنا ہی سعی و کوشش میں مصروف تھا اور

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sira

اگرچہ شاہی لشکر قحط وغیرہ بلائے اسپ کی وجہ سے بے حد کمزور ہو چکا تھا لیکن پھر بھی موافق بیگ شدید ترین حملہ کرتا تھا اور اُن کے اس مردانہ حملے سے باشندگان ٹھٹھہ اپنی بے پایاں قوت و طاقت کے حصار کے اندر پناہ گزیں ہو جاتے تھے۔

بادشاہ اپنی شاہانہ شان و شوکت کے ساتھ میدان جنگ میں موجود تھے اور اپنی فوج کی جرأت و استقلام دیکھ کر بار بار یہ کہتا تھا کہ اپنی فوج با ہمت جیالا وجود اس کے کہ بلائے ارضی و سماوی سے کمزور و ضعیف ہو چکی ہے لیکن پھر وہ کمر ہمت باندھ کر حریف سے مقابلہ کر رہی ہے۔

فیروز شاہی لشکر شل تا زیانی نامدار کے حریف کے مقابلے میں استادہ تیغ و دست سے کام لے رہا تھا۔ مختصر یہ کہ جانبین سے جاں بازی میں انتہائی کوشش کی لیکن آخر کار اہل ٹھٹھہ بدحواس و پریشان ہو گئے اور جام اپنی جمعیت کے ہمراہ میدان جنگ سے واپس آیا۔

فیروز شاہ بھی اپنے لشکر کے ہمراہ اپنی قیام گاہ کو واپس آیا اور اعوان و انصار کی ایک مجلس مشاورت مقرر کی اور ان سے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

بادشاہ نے کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ اب اس مقام سے واپس ہو کر گجرات کا رخ کروں اور وہاں فوج و حشم کی تیاری کروں اور اگر حیات باقی رہی تو خدا کی اعانت سے سال آئندہ اس مہم کو سر کرنے پر توجہ کروں۔

پانچواں مقدمہ

فیروز شاہ کا ٹھٹھہ سے واپس ہو کر گجرات آنا

نقل ہے کہ شب کا وقت آیا اور اہل لشکر جنگ و جدال سے کنارہ کش ہو کر اپنی اپنی فرودگاہ کو واپس آئے۔

فیروز شاہ نے مقرب اہل دربار کو اپنے حضور میں طلب فرما کر اپنے ارادے کا اظہار کیا۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sira

بادشاہ نے فرمایا کہ قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ مشیت الٰہی یہ ہے کہ ملک ٹھٹھہ اس مہم میں فتح نہ ہو اور مصائب و آلام و دیگر حریف و اعداء ہر دو مخالفین کے لشکر ہماری فوج پر حملہ آور ہوں۔

پروردگار نے اپنے توسط کاملہ سے آفات ارضی و سماوی کو ہم پر مسلط فرمایا جس کی وجہ سے ہمارا لشکر بے حد ضعیف و کمزور ہو گیا۔

ظاہر ہے کہ قحط و وبا کے پے در پے حملوں نے ہمارے لشکر و حشم کو انتہا سے زیادہ کمزور کر دیا۔ اگرچہ ہماری فوج و لشکر نے ان بلیات و مصائب کا مقابلہ کیا ہے اور ہمت و جرأت کے ساتھ دشمن کے مقابلے میں جنگ آزمائی کی ہے لیکن کمزور و بیمار سپاہ و لشکر تا بکے ہمت سے کام لے سکتا ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ اگر حیات باقی ہے اور خدا کا کرم میرا مددگار ہے تو سال آئندہ اس ملک پر حملہ کروں۔

فیروز شاہ نے مقربان بارگاہ سے مکرر یہ تقریر فرمائی اور کہا کہ بجز اس کے دوسرا چارۂ کار نہیں ہے کہ میں جب تک بار دوم اس ملک میں نہ آؤں دہلی کا رخ نہ کروں۔

اہل دربار نے بادشاہ کی یہ تقریر سن کر زمین ادب کو بوسہ دیا اور تمام حاضرین نے نہایت خلوص و پسندیدگی کے ساتھ بادشاہ کی رائے سے اتفاق کیا۔

اہل دربار نے عرض کیا کہ بادشاہ کی رائے بہت صائب ہے اس لیے کہ فرماں روایان جہاں کشا کا آئین و قانون ملک گیری یہی ہے کہ اگر ایک مقام کسی وجہ سے کسی مہم میں فتح نہیں ہوتا تو چند روز اس ملک سے دست کش ہو جاتے ہیں لیکن اس مہم کو گوشۂ خاطر سے فراموش نہیں کرتے۔

بادشاہ اگر اس وقت اس ملک سے کنارہ کش ہو کر ملک گجرات تشریف لے جائیں تو نہایت مناسب ہوگا۔

بادشاہ کی اس مصلحت سے غلہ بھی لشکر کو میسر آ جائے گا اور زخمی و ماندہ پیادے گھوڑوں پر سوار بھی ہو جائیں گے۔

خلقت خدا تازہ دم ہو جائے گی اور ہم بار دوم اس ملک پر حملہ آور ہو سکیں گے۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

بادشاہ کی روانگی کے بعد اہل ٹھٹھہ کے باشندوں نے یہ خیال کیا کہ بادشاہ اپنے ملک کو واپس گیا وہ مطمئن ہو جائیں گے اور جلد ہی وہ کاشت کے ساتھ زراعت میں معروف ہوں گے جس کی وجہ سے اُن کا تمام غلہ زمین کی نذر ہو جائے گا۔ اور تمام کھیت سرسبز ہو جائیں گے۔

جب ربیع کی فصل ترتیب ہوا اس وقت بادشاہ مع تمام لشکر و پیلان پُرشکوہ کے اُس نواح کا رخ فرمائے اور اس طرح امید ہے کہ تمام غلہ ہمارے قبضے میں آ جائے گا اور اہل لشکر کو اطمینان و فراغت نصیب ہوگی۔

ایسی حالت میں امید ہے کہ ٹھٹھہ کا ملک جلد سے جلد فتح ہو جائے گا۔

غرضکہ اہل دربار نے فیروز شاہ کو واپسی کی رائے دی اور بادشاہ نے اُن کے مشورے کو بہت پسند کیا۔

فیروز شاہ نے واپسی کا مصمم ارادہ کیا اور حکم دیا کہ کوچ کا نقارہ بجایا جائے۔ تاکہ اہل لشکر اپنا سامان درست کریں۔

غرضکہ بادشاہ کے حکم کی تعمیل کی گئی اور نقارے کی آواز سن کر اہل لشکر بے حد خوش و شاد ہوئے۔

ہر خاص و عام ضعیف و جوان نے سامان درست کیا اور بادشاہ نے اُسی وقت میدان سے کوچ کیا۔

فیروز شاہ نے خان اعظم ظفر خاں کو جس کے ماتحت بے شمار بنگالی لشکر تھا، اپنا قائم مقام کر کے ٹھٹھہ میں چھوڑا۔

ٹھٹھہ کے باشندوں کو بادشاہ کی روانگی سے اطلاع ہوئی اور یہ گروہ خوش و خرم ہو کر فیروز شاہ کے تعاقب میں روانہ ہوا۔

بادشاہ نے اوّل روز دس کوس راہ طے کی اور ٹھٹھہ کے باشندوں نے تعاقب کیا۔

چونکہ ظفر خاں موجود تھا اُس نے حریف سے مقابلہ کیا اور اہل بنگالہ و باشندگان ٹھٹھہ میں شدید معرکہ آرائی ہوئی۔

غرضکہ خدا کی مشیت کے مطابق میدان کارزار گرم ہوا اور خونریز لڑائی ہوئی۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sira

لیکن آخر کار ظفر خاں نے اقبال بادشاہی سے حریف کو شکست دے کر اس کا تعاقب کیا۔
ٹھٹھہ کے باشندے ظفر خاں کے خوف سے واپس ہوئے اور اس امیر نے چند سندھی افسروں کے سر بادشاہ کی خدمت میں روانہ کئے۔
واپسی کے وقت تمام اسباب سندھیوں کے ہاتھ آیا اور بادشاہ نے گجرات کا رخ کیا۔

چھٹا مقدمہ

بادشاہی لشکر کا کونجی رن میں مبتلائے مصیبت ہونا

نقل ہے کہ فیروز شاہی لشکر کے واپس ہونے کے بعد غلہ اور زیادہ گراں ہوا۔ غلے کا نرخ روز بروز گراں ہونے لگا اور رہا سہا اسپ نے اور زیادہ ترقی کی۔
غلے کا نرخ ایک تنکہ یا دو تنکہ فی سیر ہو گیا اور مخلوق گرسنگی و برہنگی کی وجہ سے پریشان ہونے لگی۔ مخلوق کو راہ طے کرنا مشکل ہو گیا اور ہر شخص بمشکل سفر کی منزلیں طے کرنے لگا۔
اہل لشکر کا یہ حال تھا کہ اس کو غلہ نصیب نہ ہوتا اور مردار جانوروں کا گوشت اور خام چمڑا کھا کر اپنا پیٹ بھرتے تھے۔
بعض اشخاص کا یہ حال تھا کہ شدت گرسنگی کی وجہ سے خام چرم کو پانی میں جوش دے کر کھاتے اور اس سے شکم سیر ہوتے تھے۔
غرضکہ ایسا شدید قحط رونما ہوا کہ اہل لشکر زندگی سے بیزار ہو گئے اور تمام سپاہیوں کے گھوڑے ضائع ہو گئے۔ اہل لشکر و دیگر تمام لوگ مارے کے جانور بھی تلف ہو گئے اور یہ گروہ بھی پا پیادہ راہ طے کرنے لگا۔
اہل لشکر کے پاس کوئی سواری باقی نہ رہی اور خدا کی مشیت سے تمام فوج بے سوار ہو گئی۔
چند سندھی اشخاص اہل لشکر سے چند قدم آگے تھے اور فوج کی راہبری کر رہے تھے۔

ان اشخاص نے اس لشکر کو کوئی راہ سے ایسی جگہ پہنچایا جہاں تمام پانی تلخ اور شور تھا اس مقام کے پانی کی شوریت کا یہ عالم تھا کہ اگر اس کا ایک قطرہ بھی زبان پر رکھا جاتا تو زبان پاش پاش ہو جاتی۔

اہل لشکر اس مقام پر پہنچ کر نہایت حیران ہوئے اور بادشاہ نے چند بدخواہ رہبروں کو گرفتار کر کے ان کو ہلاک کیا۔

ان اشخاص کے قتل ہونے سے باقی رہبروں نے اقرار کیا کہ انھوں نے مکاری اور غداری سے لشکر کی غلط رہنمائی کی۔

اس گروہ نے اقرار کیا کہ ہم نے دانستہ شاہی لشکر کو ایسے مقام پر لے آئے جہاں زندہ سلامت رہنا مشکل ہے۔

ان اشخاص نے بیان کیا کہ ہم کو اپنی جان سے زیادہ عزیز ہے لیکن اس ظلم سے نجات پانا محال ہے اور اس زمین کا کوئی راستہ نہیں ہے کیونکہ اس مقام سے دریا قریب ہے اس کے پانی میں اس قدر شوریت پائی جاتی ہے۔ اس مقام پر انسان کے لئے جو حرکت کے اور دوسرا چارہ کار نہیں ہے۔

رہبروں نے بادشاہ سے گفتگو کی اور اس کا بیان سن کر تمام فوج نے جان سے ہاتھ دھو لیا اور ہر شخص کو قطعاً نا امیدی ہو گئی۔

فیروز شاہ نے حکم دیا کہ خود اس کے اور تمام اہل لشکر کے لئے آب شیریں مہیا کیا جائے اور آب شور سے کنارہ کشی اختیار کی جائے۔

اس زمانے میں جو بد قسمتی تھی اور نا واقفیت تھی وہ ایسی تکلیف دہ پریشانی تھی اور جہاں تک نگاہ کام کرتی تھی صرف آب شور ہی نظر آتا تھا۔

اہل لشکر نے بہت محنت و مشقت کے ساتھ آب شور پر قدم رکھا اور آب شیریں کی تلاش میں سرگرداں ہوئے۔ یہ آب شور اس وجہ سے بدتر تھا کہ آب شیریں کا اثر اس شور پانی میں گر جاتا تھا اس کی تاثیر سے آب شیریں بھی شور ہو جاتا تھا اور اس شیریں پانی کو کوئی شخص زبان پر نہ رکھ سکتا تھا۔

غرض اہل لشکر نے بڑی خرابی و مشقت کے ساتھ اس آب شور سے گزر کر اور آگے قدم بڑھایا۔ اس پانی کو طے کرنے کے بعد ایک ایسے جنگل میں وارد ہوئے جہاں کوئی پرندہ بھی نہ دم مار سکتا تھا اور نہ کوئی جانور کا نام و نشان نظر آتا تھا۔

اس جنگل میں کسی مقام پر گھاس یا درخت نظر آتا تھا اس زمین کا ایسا قحط تھا کہ خلال کے لئے تنکا بھی نصیب نہ ہوتا تھا۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sira

غرضکہ یہ جنگل ایسا ہولناک تھا کہ اس میں صرف ہوا کا گزر تھا اور نہ کوئی جانور آواز دیتا تھا۔

قحط کی شدت اور ضعف و بیماری کی وجہ سے پیادہ پائی و بیچارگی مصیبت کے سبب سے تمام لشکر جان سے تنگ آگیا اور ہر شخص کا یہ حال ہوگیا کہ بوڑھا باپ خستہ و جاں بلب ہو کر درخت کے سائے میں بیٹھ جاتا اور غریب بیٹے جوان کی بانہوں پر کھڑا رہتا، مشکل سے روتا اور کہتا کہ اے لخت جگر میں تو اس جنگل میں اپنی جان دیتا ہوں اور عالم آخرت کا سفر کرتا ہوں خدا کرے تو صحیح و سالم مکان پہنچے تاکہ اس پر غریب کی موت کا حال اعزہ تک پہنچا دے۔

اسی طرح ایک غمگین بھائی دوسرے غم زدہ برادر کو اسی طرح خستہ و ماندہ چھوڑ کر راہ لیتا تھا اور احباب و دوست کو اپنے کرم فرما احباب کا مطلق خیال نہ رہا۔

غرضکہ نوبت یہاں تک پہنچی کہ لشکر میں ہر چہار جانب سے شور بلند ہوا اور تمام فوج جان سے بیزار ہوگئی۔

ہر شخص کو اپنی جان کی پڑی تھی جس کی وجہ سے تقریباً تمام سپاہیوں نے نفیس و بیش قیمت اسباب جنگل میں چھوڑ دیا۔

حضرت فیروز شاہ ان تمام واقعات کے تماشے سے بیحد حیران و پریشان تھا۔ بادشاہ خدائے کریم کے رحم و کرم پر توکل کر کے آگے قدم بڑھاتا تھا اور ہر لحظہ خدا کی بارگاہ میں مناجات کرتا۔

لشکر کی شکست دلی و پریشانی سے بادشاہ بھی غمگین تھا اور اس رنج و الم میں زار زار روتا تھا۔

غرضکہ اس غم زدہ جماعت پر چار بلاؤں کا نزول تھا۔ ایک بلائے قحط، دوسری مصیبت پیادہ پائی، تیسرے بلائے صحرا کے جل کھانا اور چوتھے تنگی وقت عزیزاں۔

غرضکہ یہ تمام آفات تقدیر الٰہی کا کرشمہ تھیں جو ان غریبوں پر اس طرح نازل ہوئی تھیں ان آفات و مصائب نے یہاں تک طول پکڑا کہ چھ ماہ کا حال بادشاہ و لشکر کے حالات دہلی میں نہ پہنچ سکے۔ تمام شہر میں یہ شور بلند ہوا کہ فیروز شاہ مع تمام لشکر کے غائب ہوگیا۔

خان جہاں وزیر جو تدبیر و سیاست میں بے نظیر اور دہلی میں حکومت پذیر تھا۔

Explain-and-Send-Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-si

رعایا کے سر پر موجود تھا۔ اس امیر کے خوف کی وجہ سے کسی فرد کو زیادہ مخالفت کی جرأت نہ ہوتی تھی لیکن تمام شہر ماتم کدہ بن گیا تھا اور ہر مکان میں صفِ ماتم بچھی ہوئی تھی۔

شہر کی خلقت بیحد حیران تھی اس لئے کہ اس مدت میں نہ کوئی فرمان صادر ہوا اور نہ کسی شخص کا کوئی نامہ و پیغام اہل شہر تک پہنچ سکا۔

تمام خلقت خدا کو یقین ہو گیا اور ہر شخص نے یہ کہنا شروع کیا کہ بادشاہ مع اپنے حشم و لشکر کے غائب ہو گیا ہے۔ غرضکہ خان جہاں کو معلوم ہوا کہ شہر کی حالت بیحد خراب ہو گئی تو اس امیر نے تمام سلطانی جاہ و حشم کو کوشک شاہی سے اپنے مکان میں منتقل کر لیا اور بیداری و ہوشیاری کی شدید تاکید کی تاکہ کسی فرد کو فتنہ و فساد کا خیال نہ آ سکے۔

خان مذکور ہر روز حوالی شہر میں سواری کرتا اور خلائق کو اپنے رعب و داب سے متاثر کرتا تھا۔ خان جہاں نے دیکھا کہ اس شور و شغب میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے اور کسی طرح خلائق کو اطمینان نصیب نہیں ہوتا۔ اس امیر نے فیروز شاہ کی زبان و قلم سے ایک فرمان تحریر کیا جس میں بادشاہ و لشکر کی سلامتی کا مژدہ سنایا اور اس فرمان کو عامۂ خلائق کے روبرو پڑھ کر ہر شخص کو اس کا مضمون سنایا۔ تمام خلقت اس فرمان کو سن کر مطمئن و خوش ہوئی اور ہر شخص نے کسبِ معاش کی تدبیر شروع کی۔

سچ ہے کہ اگر وزیر صاحبِ فہم و فراست نہ ہو تو فرمان روا کے وقت اس قدر دور دراز سفر کیوں کر اختیار کرے اور کس طرح ملک کو فتح کرے۔

ظاہر ہے کہ فیروز شاہ کو سندھ کی مہم میں یہ حادثہ پیش آیا اور بادشاہ چھ ماہ کامل گمی کے دن میں گزارتا رہا۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسی حالت میں وزیر کی دانائی و فراست ہرگز قابلِ تعریف ہے جس نے بادشاہ کی عدم موجودگی میں ایسی عظیم الشان سلطنت کو برقرار رکھا۔

اگرچہ خان جہاں باوجود فہم و فراست و تدبر و سیاست میں مشہور ہونے کے اس درجہ ہر دل عزیز و قابلِ تعظیم و تکریم تھا کہ ہر شخص اس کا بندۂ احسان ہو کر اس کے حکم پر جان قربان کرنے کو تیار تھا لیکن اس نے نیک چلن و دیانت داری سے ایک لمحہ بھی طمع سلطنت سے اپنے قلب و دماغ کو آلودہ نہ کیا۔

اگر غور سے مطالعہ کیا جائے تو تاریخ عالم میں صرف دو ہی افراد ایسے ہوئے ہیں کہ

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

گورے ہی شخصوں نے اپنے بادشاہ کی عدم موجودگی میں انتظام سلطنت کو برقرار رکھا اور خود کسی خیال خام میں مبتلا نہ ہوئے۔ ایک خان جہاں وزیر سلطان فیروز اور دوسرے ارسطاطالیس وزیر اسکندر یونانی۔

جس زمانے میں کہ سکندر نے اول بار مشرق کی مہم کو طے کر کے مغرب کا رخ کیا اور جب تک کہ سلاطین عالم کو حلقہ بگوش نہ کر لیا اپنی مملکت کو واپس نہ ہوا۔ اس کے علاوہ سکندر ایک سو سال اسی طرح تمام عالم میں گشت لگاتا رہا اور اس کا عاقل و دانا وزیر ارسطو اپنے مقام پر بیٹھا ہوا سلطنت کا انتظام کرتا رہا۔ سو سال کے بعد سکندر اپنے ملک کو واپس آیا اور اس کو معلوم ہوا کہ اس کی عدم موجودگی میں ارسطو نے ملک میں دو چند اضافہ کر دیا ہے۔

سلطان فیروز شاہ مغفور سادہ ہوا اور بادشاہ انتہائی محنت و مشقت میں گرفتار ہوا۔ چھ ماہ کامل بادشاہ کی خبر معلوم نہ ہوئی اور بادشاہ و لشکر کے حالات سے اہل دہلی بے خبر رہے لیکن چونکہ بادشاہ خان جہاں ایسے صاحب فہم و فراست وزیر کو دہلی میں اپنا قائم مقام بنا گیا تھا جب بادشاہ ڈھائی سال کے بعد ٹھٹھ و گجرات کے سفر سے واپس آیا تو خان جہاں کو ویسا ہی پایا اور بادشاہ نے ہر حال میں بہتر دیکھا سبحان اللہ ایسے بادشاہ خوش کردار و وزیر نیکوکار کی کیا تعریف ہو سکتی ہے۔

ساتواں مقدمہ

خلقت کا کوچی رن میں زاری کرنا اور بادشاہ کا افسوس کرنا

نقل ہے کہ فیروز شاہ بے حد محنت و مشقت و نیز شدید الم و مصیبت کے ساتھ سفر کی منزلیں طے کر رہا تھا اور اس جاں گداز صحرا و ہولناک وادی میں ہزار دقت و خرابی قدم اٹھاتا تھا اور رنج و تکلیف کی شدت اور کس مپرسی و بے کسی کی مصیبت نے بادشاہ و لشکر کو بے جان بنا کر زندہ انسانوں کو متحرک مردے بنا رکھا تھا۔

غرضکہ سفر کی تکلیف و مصیبت حد سے گزر گئی اور تمام مخلوق کو جان کے لالے پڑ گئے۔ بادشاہ رعیت و لشکر کی ناامیدی و پریشانی ملاحظہ کر کے آبدیدہ ہوتا اور افسوس کی

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

وجہ سے دل ہی دل میں طرح طرح کے یاس انگیز خیالات میں مبتلا ہوتا تھا۔

ہر منزل میں ہزاروں انسان و جانور تلف ہوتے تھے اور اپنی جانیں اس جنگل میں گنواتے تھے۔

بعض معتبر راویوں کا بیان ہے کہ ایک روز بادشاہ سفر کی منزلیں طے کر رہا تھا کہ ناگاہ ایک بلندی پر نظر پڑی۔ بادشاہ نے گھوڑے کی باگ موڑی اور بلندی پر چڑھ گیا اور دیکھا کہ ایک سیر درخت کے سائے میں ایک پیرمرد ضعیف کور و فقیر و سال خوردہ و کمزور بیٹھا ہے۔

سلطان فیروز چلا کہ وہ اس پیرمرد کے پاس گیا اور بادشاہی چوبداروں نے ارادہ کیا کہ اس پیرمرد کو اس کی جگہ سے ہٹائیں۔

پیرمرد کا یہ حال تھا کہ انتہائی کمزوری کی وجہ سے کھڑا بھی نہ ہو سکتا تھا۔

بادشاہ نے شاہی ملازمین کو منع کیا کہ پیرمرد سے مزاحمت نہ کریں اور خود درخت کے سائے میں اس مرد ضعیف کے سر پر استادہ ہوا۔

پیرمرد نے بادشاہ کی جانب رخ کیا اور کہا کہ اے بادشاہ خدا سے ڈر کیوں اس قدر مخلوق کو بے وجہ تلف کر رہا ہے۔ تو نے اس لشکر کو ایک ایسے مقام میں اور دشت غربت میں گرفتار کیا ہے کہ تمام خلقت مع لشکر بے دست و پا ہو کر مجبور و لاچار ہو گئی ہے۔

بادشاہ نے سوال کیا کہ کیا تمہارے دل میں کوئی تمنا ہے؟

پیرمرد نے جواب دیا کہ مجھ پر بے شمار فاقے گزر رہے ہیں جس کی وجہ سے میں شدید گرسنہ ہوں۔

بادشاہ نے حکم دیا کہ فقیر کو دو تنکے زر عطا کئے جائیں۔

شاہی حکم کی تعمیل کی گئی اور فقیر بادشاہ کی جانب دیکھ کر مسکرایا اور اپنی کمر سے ہمیانی کھول کر بادشاہ کو دس تنکے زر دکھائے اور کہا کہ اے بادشاہ میں غلہ کا خواستگار ہوں نہ کہ زر کا۔

بادشاہ نے فرمایا کہ آج ہمارے لنگر خانے و باورچی خانے میں کوئی شے خوردنی موجود نہیں ہے اور شاہزادہ فتح خاں کے لئے صرف ایک سیر کھچڑی بشیر سلطانی عماد الملک کے خیمے سے لائی گئی ہے۔

بادشاہ نے یہ کہا اور آگے روانہ ہوا اور اسی وقت اپنے دل میں عہد کیا کہ اگر ہم [illegible]

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

خدا کے فضل و کرم سے سر ہو جائے گی تو بادشاہ بار دیگر سفر کرے گا۔

غرضکہ بادشاہ اسی حالت تکلیف و مصیبت میں چند منزل اور آگے بڑھا اور تمام لشکر کی حالت بد سے بدتر ہو گئی۔ فوج کا ہر شخص جان سے بیزار ہو گیا اور پانی کے قحط نے تمام خلقت خدا کو جاں بلب کر دیا

ہر شخص کو زندگی سے مایوسی ہو گئی اور یہ یقین کر کے کہ بغیر پانی کے ایک لمحہ بھی زندگی دشوار ہے۔ ہر شخص اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھا۔

جب یہ عالم ہوا کہ تمام خلائق اس بے آب مقام پر پہنچ کر اپنی زندگی سے مایوس ہو گئی اور ہر شخص کو یقین ہو گیا کہ تمام اشخاص یکبارگی اس جنگل میں ہلاک ہو جائیں گے۔

فیروز شاہ کو بھی اپنی زندگی سے مایوسی ہو گئی اور ہر لحظہ غم و فکر میں غرق رہنے لگا۔

بادشاہ ہر وقت دست دعا بلند کرتا اور بارگاہ الہی سے رحم و کرم کی التجا کرتا تھا اور بزبان حال سے کہتا کہ اے خدا دستگیر درماندگی تیری ذات ہے مجھ کو اور میرے تمام رفقا کو اس مصیبت والم سے نجات دے۔ تفاسیر وغیرہ دیگر معتبر کتب میں مرقوم ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی بے آب و گیاہ جنگل میں آوارہ وطنی کی مصیبت سے سابقہ پڑا تھا اسی طرح فیروز شاہ کو بھی سندھ کی اہم مہم کے اختیار کرتے ہیں اس مصیبت کا سامنا کرنا پڑا اور بے آبی کی تکلیف اس درجہ بڑھی کہ بادشاہ کو زندگی سے مایوسی ہو گئی اور اس کے رفقائے حیات کے عالم میں اپنے کو مردہ تصور کر لیا۔

مختصر یہ کہ حضرت شاہ کو ایک شب الہام ہوا اور بادشاہ نے کامل خلوت میں سر بسجدہ ہو کر بارگاہ الہی میں مناجات شروع کی اور آہ و زاری کے ساتھ خدا سے دعا کرنے لگا کہ پروردگار اس شخص کے قدم کی برکت سے جو اس لشکر میں موجود اور صاحب ولایت کا ہمسر ہے اپنے باران رحمت سے بندگان گنہگار کو سیراب فرما اور اس جان گداز جنگل سے آزادی و نجات عطا فرما۔

بادشاہ کے دعا کرتے ہی اسی وقت آسمان پر ابر چھا گیا اور ہر چہار جانب شور بلند ہوا۔

خدا کے رحم و کرم سے شدید بارش ہونے لگی اور ہر چہار طرف پانی کی ندیاں

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

جاری ہوگئیں۔

تمام لشکر نے خود بھی پانی پیا اور پانی سے کر جمع کر لیا اور ہر شخص پیاس کی تکلیف سے نجات پا کر خوش و خرم ہوا۔

غرضکہ اس دشت و صحرا سے جاں گداز سے نکلنے کا راستہ بھی معلوم ہو گیا اور بادشاہ کی دعا کی برکت سے ہر شخص کو آوارہ وطنی کی مصیبت سے نجات حاصل ہوئی۔

سبحان اللہ یہ امر محض کرم الٰہی تھا جو ہر وقت اپنے درماندہ بندوں کی دستگیری فرماتا ہے۔

حضرت خواجہ فریدالدین عطار رحمتہ اللہ علیہ نے تذکرۃ الاولیا میں حضرت ذوالنون مصری کے حالات میں تحریر فرمایا ہے کہ ایک مرتبہ مصر میں امساک باراں ہوا اور اہل شہر حضرت ذوالنون مصری کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضرت خواجہ بارش کے لئے دعا فرمائیں۔

جناب ممدوح منبر پر تشریف لے گئے اور دعا کی کہ پروردگار عالم جس شخص کے انوار ریاضت سے یہ شہر روشن و درخشاں ہے اس کے قدم کی برکت سے باران رحمت نازل فرما۔

حضرت شیخ کے دعا فرماتے ہی نزول باراں ہوا اور تمام شہر سیراب ہو گیا۔

اسی طرح بادشاہ دین طلب نے مثل مشائخ کرام کے خدا کی بارگاہ میں دعا کی اور اسی وقت دھواں دھار بارش ہونے لگی اور تمام خلقت خدا سیراب ہو گئی۔

غرضکہ فیروز شاہ نے خدا کے فضل و کرم سے اس جنگل سے نجات پائی اور خدا کی بارگاہ میں شکر ادا کیا۔ بادشاہ نے اسی وقت خان جہاں کے نام فرمان روانہ کیا اور اپنی و نیز تمام لشکر و فوج کی سلامتی سے اہل دہلی کو آگاہ کیا۔

بادشاہ کا فرمان دہلی پہنچا اور خان جہاں جب قاصد کے قریب آیا اور شہر میں ہر مکان میں خوشی کا دور دورہ ہوا۔

اہل شہر نے طبل شادی بجائے اور ہر گھر میں دن عید و رات شب برات کا سماں نظر آیا۔

ہر شریف و کم رتبہ خوش و خرم ...

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

بلاد و ممالک میں شور و مسرت بلند ہوا۔

آٹھواں مقدمہ

فیروز شاہ کا گجرات پہنچنا

نقل ہے کہ سلطان فیروز شاہ مع تمام خلائق لشکر کے اس صحرا سے صحیح و سالم نجات پاکر سفر کی منزلیں طے کرتا ہوا گجرات پہنچا۔

اُس زمانے میں ملک الشرق نظام الملک امیر حسین بن امیر میراں متوفی الملک علیہ الرحمۃ گجرات کا حاکم تھا۔

یہ امیر ملک کے انتظام اور انتفاع کی حفاظت میں بے انتہا سستی و کوتاہی کرتا تھا۔

بادشاہ نے گجرات پہنچ کر نظام الملک پر عتاب کیا اور شدید ترین باز پرس کی۔

فیروز شاہ کے عتاب کا منشا یہ تھا کہ اگر نظام الملک کو بادشاہی لشکر کی کچھ بھی فکر ہوتی تو یہ امیر گجرات سے غلہ روانہ کرتا رہتا اور خلقت خدا اس طرح گرسنہ و پریشان و تلف نہ ہوتی۔

بادشاہ نے نظام الملک کو حکومت گجرات سے معزول کر کے اس کی جاگیر ضبط کی۔

غرضکہ فیروز شاہ نے گجرات میں قیام کر کے لشکر کا ازدحام کیا، اور فقیر و بیدار لشکر کوشش کرتا تھا قحط فراوانی کی وجہ سے یکسر وہ اس تلاش ہو گیا کہ گھوڑے خرید کر سواروں میں داخل ہو جائے اس موقع پر عماد الملک نے جو بارگاہ سلطنت کا مستوفی تھا بادشاہ سے عرض کیا کہ فقیر و بیدار اگرچہ بادشاہ کی شاہانہ نوازش سے سواروں میں داخل ہو گیا لیکن وہ بیدار جماعت بے حد مفلس و پریشان ہے اس لئے کہ ان کے مواضع حوالی دہلی میں واقع ہیں اور اس گروہ کا تنگ دستی سے برا حال ہے۔

اس گروہ کے جتنے افراد اس ملک میں آ گئے ہیں ان کی آمدنی انتقا دہلی سے

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

کوئی شخص ان کو پہنچائے کہ اس سے ان غریبوں کا برا حال ہے اور یہ گروہ اپنی بے نوائی کی وجہ سے حد سے زیادہ پریشان ہے۔ فیروز شاہ نے جواب میں فرمایا کہ مجھ کو معلوم ہے کہ وجیہدار گروہ پریشانی و تنگدستی کی وجہ سے پیادہ ہو گیا ہے لیکن ان اشخاص نے اس مہم میں ہماری موافقت کی ہے اور یہ بھی صحیح ہے کہ ان کے مواضع بہت دور واقع ہیں جس کی وجہ سے یہ بیچارے پریشان ہیں۔

ظاہر ہے کہ جو قدر سے قلیل غلہ پیدا ہوتا ہے وہ ان کے اہل و عیال کے صرف میں آتا ہے اور ان غریبوں کی حالت بد سے بدتر ہو گئی ہے۔

بادشاہ نے حکم دیا کہ وجیہدار گروہ کو خزانۂ شاہی سے روپیہ قرض دیا جائے اور شاہی حکم کی بنا پر بعض اشخاص کو پانچ سو اور بعض کو سات سو اور بعض کو ایک ہزار ٹنکے بطور قرض دئے گئے۔ غرضکہ وجیہدار گروہ بھی بادشاہ کی عنایت و نوازش سے رقم قرض پا کر مطمئن ہوا اور سواروں میں داخل ہو گیا۔

بادشاہ نے حکم دیا کہ خان جہاں کے نام اس مضمون کا فرمان جاری کیا جائے کہ وجیہدار گروہ کے متعلقات سے کسی قسم کا تعرض نہ کیا جائے اور جب تک کہ شاہی سواری دہلی واپس نہ ہو ان سے دادرسی کی جائے اور نہ ان کو کسی قسم کی تکلیف پہنچائی جائے تاکہ وجیہدار گروہوں کے عیال اطمینان و فراغت کے ساتھ زندگی بسر کریں۔

سبحان اللہ سلطان فیروز شاہ خدا کی توفیق سے تمام مال گجرات کو جو دو کروڑ محصول تھا ۱۴ کارخانہ جات شاہی کی درستی و حشم کی پرورش میں صرف کر دیا۔

اس صرف کا اصل مقصد یہ تھا کہ بادشاہ بار دوم ٹھٹھہ کا سفر کرے۔

غرضکہ سلطان فیروز شاہ نے ٹھٹھہ کے سفر کا ارادہ کیا اور خان جہاں کے نام اس مضمون کا فرمان روانہ کیا کہ ما بدولت و اقبال اپنے بحری و بری لشکر کے ہمراہ ٹھٹھہ روانہ ہوتے ہیں۔ بادشاہ نے اس فرمان و نیز توقیعات میں جہاں شاہ وزیر کو برادرم کے خطاب سے یاد فرمایا اور یہ تحریر فرمایا کہ برادرم خان جہاں کو چاہئے کہ بے انتہا ساز و سامان و بے شمار سپاہ و حشم ٹھٹھہ کی جانب روانہ فرمائیں۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sira

نواں مقدمہ

خان جہاں کا ساز و سامان سلطان فیروز کی خدمت میں گجرات روانہ کرنا

نقل ہے کہ سلطان فیروز شاہ نے خدا کی عنایت سے ٹھٹھہ کا رخ کیا اور خان جہاں کے نام فرمان روانہ کیا۔

بادشاہ نے اس فرمان میں تمام اسباب لشکر کشی طلب کیا اور اس وزیر با تدبیر نے سامان روانہ کرنے میں پوری کوشش کی۔

فیروز شاہ نے تمام عمال درگاہ کو تہدید و تاکید کی کہ ہر کارخانے کا مال و اسباب بکثرت موجود رکھیں۔

شاہی حکم کے مطابق ہر کارخانے کے اسباب کی تکمیل کی گئی اور ہر شئے ایسی کثرت سے جمع ہو گئی کہ اس کی تفصیل احاطۂ بیان سے باہر ہے اور حد قیاس سے بیرون ہے۔

صرف اسلحہ کی قیمت مبلغ سات لاکھ تنکہ قرار پائی تھی اور اسی پر دوسرے کارخانہ جات کے ساز و سامان کو قیاس کرنا چاہیے۔

ہر اسباب ایک روز میں مرتب ہو جاتا اور خان جہاں اس کو دوسرے روز روانہ کر دیتا تھا اور اسی طرح روزانہ اسباب روانہ کیا جاتا تھا۔

غرضکہ اس قدر اسباب بادشاہ و شاہی میں جمع ہو گیا کہ بالکل اس کا اندازہ نہ لگ سکتے تھے۔

مختصر یہ کہ خان جہاں نے بادشاہ کے حضور میں عریضہ روانہ کیا اور اسی میں لکھا کہ چونکہ حضرت شاہ نے بار اول ٹھٹھہ کی مہم کو اسی لئے ملتوی فرمایا تھا اور وہاں سے محض اس خیال سے واپس ہوئے تھے کہ لشکر کو راحت و آرام نصیب ہو اور اب بار دگر عزم فرمایا ہے اس لئے امید ہے کہ ملک جلد سے جلد فتح ہو جائیگا۔

دبیر ملک نے بادشاہ کے حضور میں عرضداشت پیش کی اور بادشاہ نے فرمایا ہمارا وزیر جس قدر صاحب تدبیر و فراست ہے اس کی قدر کچھ ہمیں کو معلوم ہے

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

غرضکہ فیروز شاہ جو دینداری میں کامل تھا نیک ساعت میں خدا کی امداد و عنایت سے سندھ روانہ ہوا۔

بادشاہ نے سراپردۂ خاص نصب کیا اور تمام عوام و ملکی لشکر و دیگر تمام خدم و حشم بہ خوشی و مسرت کے ساتھ بادشاہ کے ہمرکاب ہوا۔

اسی درمیان میں بہرام خاں داماد حسن خاں کانگو کی عرضداشت بادشاہ کے حضور میں پہنچی۔

بہرام خاں اس زمانے میں دولت آباد کا حاکم تھا اور حسن کانگو کے فرزند اور بہرام خاں کے درمیان مخالفت پیدا ہوئی اور بہرام خاں فیروز شاہی بارگاہ میں پناہ گزین ہوا۔

بہرام خاں نے اس عرضے میں یہ التجا کی تھی کہ اگر بادشاہ اپنے کرم سے دولت آباد تشریف لائیں تو یہ نمک خوار بنہایت صدق و اخلاص کے ساتھ خدمت کرے گا اور خدا کی ذات سے امید ہے کہ حضرت شاہ اپنے قدیم ملک پر قابض ہو جائیں گے۔

فیروز شاہ نے بہرام خاں کو جواب دیا کہ میں اس وقت یہاں سے تمہیں آگاہ کرتا ہوں کہ تم کو معلوم ہو کہ مجھ کو سندھ کی مہم درپیش ہے اور میں نے عہد کیا ہے کہ جب تک بار دوم سندھ پر لشکر کشی کر کے اس ملک کو فتح نہ کر لوں گا اور ملک اور اہل ملک کو زیر و زبر نہ کروں گا کسی دوسری طرف رخ نہ کروں گا۔

میں نے سندھ کی فتح اور وہاں کی سرکش رعایا کو تنبیہ کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا ہے اور جب تک کہ میں اس مہم کو سر نہ کر لوں گا کسی دوسری سمت رخ نہ کروں گا۔

انشاء اللہ تعالیٰ ٹھٹھہ کو فتح کرنے کے بعد میں دولت آباد ضرور آ جاؤں گا۔

غرضکہ ٹھٹھہ کی مہم بادشاہ کے خیال میں ایسی اہم تھی کہ اس نے دولت آباد کا خیال ترک کر دیا اور ٹھٹھہ روانہ ہوا۔

فیروز شاہ نے پیشتر ارادہ کیا کہ ملک نائب کو گجرات کا حاکم مقرر کرے جس کے لئے خلعت و دیگر سامان انعام موجود کر لئے گئے تھے لیکن چونکہ بادشاہ کوئی کام بغیر مصحف کی فال دیکھے نہ کرتا تھا فیروز شاہ نے قرآن سے فال نکالی اور یہ فال ملک نائب کے لئے راست نہ آئی بلکہ ظفر خاں کے نام نکلی۔

ظفر خاں دفعتاً شاہی حضور میں طلب کیا گیا اور اُس کو خلعت حکومت گجرات عطا ہوئی۔

سبحان اللہ ظاہر ہے کہ جس طرح ہر کام میں فیروز شاہ بارگاہ الٰہی میں التجا کرتا تھا شاید دوسرے سلاطین کو میسر ہو۔

بادشاہ کی یہ روش دیگر سلاطین بابرکات و مشائخ طریقت کے اعمال صالحہ کے مطابق کہی جا سکتی ہے۔ جو ہر حال میں خدا کی بارگاہ میں التجا پیش کرتے ہیں۔

غرضکہ بادشاہ ظفر خاں کو اقطاع گجرات عنایت فرما کر اپنے جرار لشکر کے ہمراہ گجرات سے سندھ روانہ ہوا۔

دسواں مقدمہ

فیروز شاہ کا بار دوم ٹھٹھہ روانہ ہونا

نقل ہے کہ سلطان فیروز شاہ خدا کی حمایت و توفیق سے ٹھٹھہ روانہ ہوا اور بادشاہ نے تمام لشکر و خدم کو امید وار نوازش بنایا۔

تمام خلقت خدا بادشاہ کا شکر بجا لائی لیکن چونکہ سفر اول میں خلقت نے بےشمار تکالیف برداشت کی تھیں اس لئے اکثر اشخاص بے سر و سامان سے کر اپنے مکان روانہ ہو گئے۔

بادشاہ کو اس واقعے کی خبر ہوئی اور اس نے دریافت کیا کہ ان اشخاص کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔

اہل دربار نے عرض کیا کہ راہ کی تمام منزلوں میں چوکیاں نصب کی جائیں تاکہ خلائق کو فرار ہونے سے باز رکھیں اور جو شخص راہ فرار اختیار کرے اُس سے بازپرس کریں۔

فیروز شاہ نے اہل دربار کو جواب دیا کہ بیچارے لشکر و حشم نے اول بار اس قدر محنت و مشقت اختیار کی ہے اور غلے کی گرانی [illegible]

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

ہوچکے ہیں اس لئے اس مرتبہ لشکر ٹھٹھ کی وجہ سے واپس ہو رہے ہیں۔

ظاہر ہے کہ یہ قدیم رسم ہے کہ لشکر کشی میں بعض اشخاص خود ملازم ہوتے ہیں اور بعض کا کسی ملازم سے قرابت و محبت کا تعلق ہوتا ہے اور بعض کسی اور مصلحت سے فوج میں داخل ہو جاتے ہیں ایسی حالت میں اگر چوکیاں نصب کی جائیں گی اور تاکیدی احکام نافذ ہوں گے تو جو اشخاص کہ ملازم ہیں وہ واپسی سے باز رہیں گے اور جو افراد کہ دراصل ملازم نہیں ہیں وہ بھی شاہی پہرے کے خوف سے واپس نہ ہو سکیں گے اور اس طرح ان غریبوں کے لئے ایک بیجا قید ہو جائے گی اور ان پر ظلم ہوگا جن کی وجہ سے یہ غمناک و پریشان ہوں گے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے ٹھٹھہ کی فتح مقدر فرمائی ہے تو ان کے علیحدہ ہو جانے سے نقصان نہ ہوگا اور اگر خدا کو اس مہم کا سر ہونا منظور نہیں ہے تو ان کی گرفت و قید سے کیا نتیجہ ہوگا۔

اس موقع پر بادشاہ دیندار نے فرمایا کہ خانجہاں کے نام ایک فرمان اس مضمون کا روانہ کیا جائے کہ جو اشخاص یہاں سے فراری ہو کر دہلی پہنچتے ہیں اُن کی حقیقت حال کی تفتیش کی جائے۔

ان مجرمین میں جو اشخاص کہ ملازم شاہی اور انھوں نے خزانۂ شاہی سے مال حاصل کیا ہے تو ان کو صرف سزائے معنوی دی جائے نہ کہ سزائے خسروانی۔

واضح ہو کہ امور مملکت و آئین جہانداری میں سزائے خسروانی سے مراد قتل و جلاوطنی و دیگر شدید سزائیں مراد ہیں اور معنوی بازپرس سے مراد یہ ہے کہ ایسے اشخاص کو ذلیل کر کے تیر ملامت کا نشانہ بنایا جائے۔

سبحان اللہ یہ امر قطعاً سنت نبوی کے موافق ہے۔ چنانچہ روایت ہے کہ ایک مرتبہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم جہاد کے لئے دور تشریف لے گئے بعض یاران رسول کسی مصلحت کی وجہ سے اپنے مکانوں میں مقیم رہے حضرت نے یاران باقی ماندہ کا دو تین روز انتظار فرمایا اور اس کے بعد روانہ ہوگئے۔

راہ میں اہل نجد اس درجہ حائل ہوئے کہ اصحاب پیش اور حضرت کے حضور میں نہ حاضر ہو سکے اور ضرورۃً مکانوں میں مقیم رہے۔

[illegible]

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-si

برداشت کرنی پڑی۔

سرورِ عالم اس مہم سے واپس تشریف لائے اور یاران باقی ماندہ شرمندہ حضرت کے حضور میں حاضر ہوئے۔

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے حقیقت واقعہ دریافت فرمائی اور ان صاحبوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم کو مال وعیال نے حضرت کی ہمراہی سے باز رکھا۔

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صاحبوں کا عذر نہ قبول فرمایا اور اُن کی جانب سے روگرداں ہو کر اُن کو سزائے معنوی سے معتوب فرمایا۔

ان صاحبوں کے سروں سے دستار اُتار لی گئی اور اُن کو ستون مسجد سے باندھ کر تادیب کی گئی اور جس طرح کہ معلم خردسال بچوں کو سزا دیتا ہے اس طرح ان کو شدید سزا دی گئی۔

یہ شرمسار گروہ اپنا تمام مال حضرت کے حضور میں لایا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ چونکہ اس مال کی شامت اعمال سے ہم حضرت کی ہمراہی سے محروم رہے اور حضور ہم سے ناراض ہوگئے اس لئے ہم اس مال کو اپنے پاس نہیں رکھنا چاہتے یہ مال حاضر ہے حضرت اس کو غربا میں تقسیم فرمادیں اور ہم اس دنیاوی مال سے کنارہ کش ہوتے ہیں اور بصد ادب عرض کرتے ہیں کہ حضرت یہ مال ہم سے قبول فرمائیں اور غربا کو تقسیم فرمادیں اور ہمارا قصور معاف فرما کر ہم سے راضی وخوش ہوجائیں۔

باوجودیکہ ان اصحاب نے یہ تقریر کی اور اس طرح منت وزاری کی لیکن حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کا عذر قبول نہ فرمایا اور یہ اصحاب دل شکستہ دور تر مقام پر بیٹھے۔

ان اصحاب کی ندامت بارگاہ الٰہی میں قبول ہوئی اور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی کہ اُن کے اموال کو بطور صدقہ قبول کرو تاکہ یہ گروہ گناہ سے طاہر و پاک ہوجائے۔

اس آیت کے نزول کے بعد سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گروہ کا

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

قصور معاف فرمایا اور ان کا مال بطور صدقہ درویشوں کو عطا کیا۔

چونکہ اللہ تعالیٰ فیروز شاہ کو تمام افعال حسنہ سے آراستہ فرمایا تھا اس لئے بادشاہ جس فعل کا ارتکاب کرتا اس میں خوبی و محاسن موجود ہوتے تھے۔

غرضکہ بادشاہ کا فرمان خان جہاں کے پاس پہنچا اور اس صاحب تدبیر و سیاست وزیر نے اس امر کی تلاش و جستجو شروع کی اور جو شخص لشکر سے واپس ہوتا لشکری پیادے اس کو تازہ مجرم کی طرح گرفتار کرتے تھے اور اس کی حقیقت حال سے دیوان کو آگاہ کرتے تھے۔

اگر شخص ملازم سرکار ہوتا تو اس کو سزائے معزولی دی جاتی تھی چنانچہ بعض اعیان و اکابر شہر کو بھی اس قسم کی تنبیہ کی گئی۔

یہ امرا ایک دو دن میان بازار گشت کرائے گئے تاکہ خرد سال و جوان و پیران کو دیکھ کر اس امر کا اندازہ کریں کہ ان اشخاص سے بادشاہ ناخوش ہے۔

غرضکہ فیروز شاہ نے ایسے افراد کو محض تدارک معنوی کا ملزم قرار دیا اور ان کی وجہ معاش و جاگیر و مواضع کو قطعاً کسی قسم کی مضرت نہ پہنچائی۔

اس کی اصل وجہ کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ نوازش محض بادشاہ کے خلق نیک و بہترین صفات کا ثمرہ تھی ورنہ ہر شخص خیال کر سکتا ہے کہ ایسے گنہگار گروہ کو کوئی فرماں روائے صاحب قوت و اقتدار مصلحت ملک کے لحاظ کرکے معاف نہیں کر سکتا۔

گیارھواں مقدمہ

فیروز شاہ کا ٹھٹھہ پہنچنا اور لشکر کو فراغت حاصل ہونا

نقل ہے کہ سلطان فیروز شاہ سفر کی منزلیں طے کرتا ہوا ٹھٹھہ جا رہا تھا اور سفر کے تمام مراحل آسانی کے ساتھ گزر رہے تھے۔

سفر کے آغاز میں حضرت شیخ الاسلام شیخ صدر الدین نبیرۂ حضرت شیخ الاسلام شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

کچھ کہنا چاہتا ہے۔

فیروز شاہ حضرت شیخ کی جانب متوجہ ہوا اور معروض سے فرمایا کہ بادشاہ نے اول ٹھٹھہ پر حملہ کیا اور دہلی سے ٹھٹھہ روانہ ہوا۔

بادشاہ نے راہ میں اجودھن پہنچ کر حضرت شیخ فرید الحق رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کی لیکن حضرت شیخ الاسلام بہاء الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے آستانے پر حاضر نہیں ہوئے اور ظاہر ہے کہ اس زمانے تک اہل بصیرت نے ان دونوں خانوادوں میں کسی قسم کی تفریق نہیں پیدا کی ہے۔

اس مرتبہ حضرت شاہ نے نذر فرمائی کہ ٹھٹھہ کے فتح ہونے کے بعد ملتان حاضر ہو کر مشائخ ملتان کے آستانوں پر حاضری دیں گے۔

فیروز شاہ نے حضرت شیخ کی تقریر سن کر فرمایا کہ یہ خطرہ میری نیت میں بارہا پیدا ہوا ہے۔

بادشاہ نے پوری عقیدت کے ساتھ ارشاد فرمایا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ اس مرتبہ یہ ارادہ ضرور پورا کروں گا اور خدا کی مرضی و مشیت کے مطابق عمل کروں گا۔

مختصر یہ کہ اس مرتبہ خدا تعالیٰ کا کرم تھا اور بادشاہ نے ٹھٹھہ میں نزول فرمایا۔

اہل ٹھٹھہ بادشاہ کے ورود سے قطعاً بے خبر تھے اور اپنے مواضع و قصبات و قریات میں زراعت میں مشغول تھے۔ اول مرتبہ بادشاہ بے نیل مرام ٹھٹھہ سے واپس ہوا اور اہل ٹھٹھہ نے اس امر کو حجت الٰہی قرار دے کر یہ کہنا شروع کیا تھا کہ سلطان فیروز شاہ نے ہم پر حملہ کیا لیکن تقدیر الٰہی نے معاملہ برعکس کر دیا اور فیروز شاہ نے خود ہار کے جان دی اور ہار سے مقابلے سے فراری ہوا۔

غرضکہ بادشاہ کے ورود کی خبر تیزی سے دور دور مشہور ہو گئی اور اہل سندھ کو معلوم ہوا کہ شاہ بے شمار فوج کے ہمراہ ان کے مقابلے کو آ گیا ہے۔

فیروز شاہ نے خدا کے فضل و کرم سے بڑی مسرت و مستعدی کے ساتھ اس مرتبہ گجرات سے سفر کیا تھا اور جلد سے جلد کوچ متواتر کرتا ہوا سندھ پہنچا تھا۔

اہل سندھ فیروز شاہ کی آمد اور اس کے رعب سے بے حد خوف زدہ ہو گئے تھے اور اب سندھ کی ساحلی آبادی کی خرابی اور دریائے سندھ کے پل اور کنارے کو مسمار

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sira

کر کے حصار گلی میں پناہ گزیں ہوئے تھے۔

فیروز شاہ اپنے لشکر کے ہمراہ آبادی میں پہنچا اور معلوم ہوا کہ تمام باشندگان سندھ نے زراعت میں سخت سعی بلیغ کی ہے اور اُن کی زراعت کا غلہ پختہ ہو چکا ہے۔

بادشاہ کو معلوم ہوا کہ اہل سندھ دریائے سندھ کے ساحل سے دور ہٹ گئے ہیں اس لئے چندی لشکر نے دریا کے کنارے خیمے نصب کئے اور خندق و کشکوہ مرتب و تیار کر کے بعید راحت و آرام سے ساحل پر مقیم ہوئے۔

چونکہ غلہ کو خوب سیراب کر دہ پہنچا تھا اس لئے غلے کا نرخ آٹھ یا دس جیتل فی من سیر تھا۔ اسی درمیان میں نیا غلہ تیار ہو گیا اور اجناس کا نرخ بعید ارزاں ہو گیا۔

غرضکہ خدا کے فضل و کرم سے خلائق لشکر چہار جانب بہ نہایت اطمینان سے گشت کرتی تھی اور اہل سندھ کے قریات و قصبات سے غلہ لے کر جمع کرتی تھی۔

دریائے سندھ کے ساحل پر بے شمار قریے آباد تھے اور بعض قریوں کے باشندے جو دریا کو عبور نہ کر سکتے تھے شاہی لشکر کے ہاتھ میں گرفتار ہوئے۔

یہ خبر بادشاہ کو معلوم ہوئی اور فیروز شاہ نے حکم دیا کہ درگاہ شاہی کے نقیب و چاوش لشکر میں منادی کر دیں کہ چونکہ یہ چند قیدی مسلمان ہیں ان کو غلام و کنیز بنانا اور ان کی گردنوں میں خدمت کا جوا ڈالنا زیبا نہیں ہے۔ جو شخص احکام سلطانی کے خلاف کرے گا وہ گنہگار ہو گا۔

بادشاہ کا حکم تھا کہ جو شخص ان اسیروں کو گرفتار کرے اُن کو اپنی حفاظت و نگہبانی میں نہ رکھے۔

غرضکہ بادشاہ نے حکم دیا کہ یہ اسیر دیوان شاہی میں داخل کئے جائیں اور اس طرح تقریباً چار ہزار سندھی دیوان شاہی میں جمع ہوئے۔

بادشاہ نے حکم دیا کہ ان قیدیوں کو عمدہ مقام پر رکھا جائے اور ہر فرد کو تین سیر غلہ روزانہ دیوان وزارت سے عطا کیا جائے۔

اس زمانے میں منگ پانچ تنکہ فی من اور جوار چار تنکے فی من تھی اس لئے شاہی حکم کے مطابق ان قیدیوں کو منگ دی جانے لگی۔

حقیقت یہ ہے کہ جو سلوک ان قیدیوں کے ساتھ اس حلیم و کریم بادشاہ

یعنی سلطان فیروز شاہ نے کیا اس کی نظیر تاریخ میں دستیاب ہونی محال ہے۔

بارھواں مقدمہ

ملک عماد الملک و ظفر خاں کا دریائے سندھ کو عبور کر کے

اہل سندھ سے جنگ کرنا

نقل ہے کہ سلطان فیروز شاہ نے دریائے سندھ کے ساحل پر قیام کیا اور اہل سندھ کا ایک بہت بڑا گروہ گجرات کو چھوڑ کر شورش پیشی کرتا تھا۔ فیروز شاہ نے بعد غور و فکر کے بعد یہ طے کیا کہ عماد الملک و ظفر خاں کو حکم دیا جائے کہ یہ اشخاص دریائے سندھ کو عبور کر کے اہل سندھ کو تباہ و پامال کریں۔

اہل سندھ کا ایک گروہ بعید قوت و ساز و سامان کے ہمراہ ستر کوس تک راہ میں حائل تھا۔

یہ گروہ ہوشیاری و بیداری میں بے حد کوشاں تھا اور اہل ہند دریا کو عبور نہ کر سکتے تھے۔

بعد مشورہ و غور کے بعد طے پایا کہ عماد الملک اور ظفر خاں بیشمار لشکر کے ہمراہ پیچھے واپس ہوں اور دہلی کا رخ کریں اور کشتیاں اپنے برابر واپس لیتے آئیں۔ ساحل دریا کے قریب ایک سو تیس کوس زمین طے کر کے بھکر کے نیچے دریائے سندھ کو عبور کریں اور اسی قدر مسافت زمین طے کر کے ملک سندھ میں داخل ہوں اور حریف سے معرکہ آرائی کریں۔

غرضکہ اس مشورہ پر عمل کیا گیا اور عماد الملک اور ظفر خاں نے بے پایاں فوج و لشکر کے ہمراہ ایک سو تیس کوس زمین طے کی اور سندھ میں داخل ہوئے۔ اہل سندھ بھی بے شمار سوار اور پیادوں کے ہمراہ حصار سے باہر نکلے۔ طرفین میں ایسی شدید جنگ ہوئی کہ دائرۂ تقریر سے باہر ہے۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sira

سلطان فیروز شاہ دوسری جانب مقیم تھا اگرچہ اس مقام سے ٹھٹھہ کا قلعہ نظر آتا تھا لیکن چونکہ دریا کا پاٹ بہت بڑا تھا جس کی وجہ سے دوسرا ساحل نظر نہ آتا تھا اس لئے لشکر شاہی کی معرکہ آرائی سے بادشاہ قطعاً بے خبر تھا۔ صرف سواروں کے گھوڑے دور سے نظر آتے تھے۔

یہ سلطان فیروز شاہ کی آنکھیں آسمان سے لگی ہوئی تھیں اور بادشاہ ہر لحظہ لطیفۂ غیبی کا امیدوار تھا۔

غرضکہ ظلمت شب پھیلی اور فیروز شاہ نے الہام الٰہی سے مستفید ہو کر ایک بہی خواہ ملازم کو حکم دیا کہ ایک کشتی پر سوار ہو کر دریائے سندھ کو عبور کرے۔

بادشاہ نے اس ملازم کو ہدایت کی کہ عماد الملک کو پیغام دے کہ اسے بتعجیل اب واپس ہو اور بارگاہ شاہی کا رخ کرو اس لئے کہ طرفین سے بے گناہ مسلمانوں کا خون بیکار ضائع ہو رہا ہے۔

ان امیروں سے تاکید کی کہ جس راہ سے گئے تھے اسی راہ سے واپس ہوں۔

یہ ملازم حکم شاہی بجا لایا اور عماد الملک و ظفر خاں کو بادشاہ کا پیغام پہنچایا۔ اور یہ امیر واپس ہوئے جس طرح کہ ایک سو تیس کوس راہ طے کر کے گھاٹ کے ذریعے سے ٹھٹھہ واپس ہوئے تھے اسی طرح ایک سو تیس کوس زمین طے کر کے نشیبی راہ سے واپس ہو کر بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔

عماد الملک و ظفر خاں بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فیروز شاہ نے ان امیروں سے فرمایا کہ یہ ایک مشت اہل سندھ مجھ سے فرار ہو کر کہاں جائیں گے اگر یہ افراد سوراخ مور میں بھی پناہ لیں گے تو لشکر سلطانی ان کے سر پر پہنچ جائے گا۔ میرا ارادہ یہ ہے کہ اس ملک میں ایک برشگال ٹھہرا کروں اور یہاں قیام کر کے مشیت الٰہی کا منتظر رہوں۔

تیرھواں مقدمہ

عماد الملک کا طلب حشم و لشکر کے لئے دہلی وارد ہونا

نقل ہے کہ سلطان فیروز شاہ نے دریائے سندھ کے ساحل چند روز

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

قیام کیا اور ہر شخص اپنے کاروبار میں مشغول رہا۔

سلطان فیروز شاہ نے مجلس خلوت میں اپنے مشیران بارگاہ سے ارشاد کیا کہ اس مہم کے بارے میں مشورہ کرنا چاہیے۔

بالآخر یہ رائے قرار پائی کہ عماد الملک دہلی روانہ ہو اور جس قدر لشکر و فوج دار الملک میں موجود ہے اس کو اور نیز تمام اقطاع و پرگنات کی فوج اپنے ہمراہ ٹھٹھہ لے آئے۔

بادشاہ نے چند روز کے بعد عماد الملک کو رخصت کر دیا اور اس سے فرمایا کہ بشیر! میری نصیحت یہ ہے کہ تو خان جہاں پر لشکر جمع کرنے کے لئے حکم نہ کرنا۔

ظاہر ہے کہ خان جہاں ایسا مدبر دیانتدار امیر ہے کہ وہ خود میرے فرمان کی تعمیل میں ایک لمحہ غفلت نہ کرے گا۔ تیری خدمت صرف یہی ہے کہ تو اپنے کو اس تک پہنچا دے۔

میں تجھ کو ایک مصلحت کی بنا پر روانہ کر رہا ہوں ورنہ خان جہاں میرا فرمان پہنچتے ہی خود تمام لشکر و حشم کو اس جانب روانہ کر دیتا۔

مختصر یہ کہ عماد الملک ٹھٹھے سے دہلی روانہ ہوا اور منزل بمنزل سفر کرتا ہوا دہلی کے نواح میں پہنچا۔ خان جہاں کو معلوم ہوا کہ عماد الملک آ رہا ہے اور یہ امیر استقبال کے لئے شہر سے باہر نکلا۔

عماد الملک کی نظر خان جہاں پر پڑی اور عماد الملک مرکب سے زمین پر آ گیا۔

خان جہاں بھی پیادہ ہوا اور چتر کو اپنے سر سے علیحدہ کر دیا۔

ہر دو امیر یک جا ہوئے اور اول عماد الملک اپنے ہاتھ خان جہاں کے قدموں تک لے گیا اور اس کے بعد خان جہاں تواضع تمام اپنے ہاتھ عماد الملک کے قدموں تک لے گیا اور اس کے بعد ہر دو امیر بغل گیر ہوئے اور گھوڑوں پر سوار ہو گئے۔

خان جہاں چتر سے دور عماد الملک کے برابر چل رہا تھا اور ہر دو امیر حرف و حکایات میں مصروف ہوئے۔

خان جہاں عماد الملک کو قصر سلطانی میں لایا اور دونوں امیر یک جا بیٹھے۔

خان جہاں نے زربفت و زردوزی کے کپڑے عماد الملک کے سامنے

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sira

پیش کیے۔

عماد الملک واپس ہو کر اپنے مکان روانہ ہوا اور اس کے بعد خان جہاں نے ایک لاکھ تنگے عماد الملک کی دعوت کے لیے روانہ کیے۔

مختصر یہ کہ خان جہاں نے لشکر و فوج کی طلب میں تمام اقطاع و ممالک میں خطوط روانہ کیے چنانچہ بداؤن و قنوج و سندھ و آودھ و جون پور و بہار و ترہٹ و چھوبہ و اتریج و چندیری و دھار و میان دوآب وغیرہ و آب و سامانہ و دیپال پور و ملتان و لاہور و دیگر بلاد و ممالک کے لشکر خان جہاں نے قلیل مدت میں جمع کر دیے۔

خان جہاں اس کام کے لیے ہر روز مسند پر بیٹھتا اور خان جہاں و عماد الملک کے درمیان محبت و ارتباط کی گفتگو ہوتی۔

خان جہاں نے لشکر کی فراہمی کے لیے عماد الملک کے بھائی کو روانہ کیا۔

جو اشخاص کہ سلطانی لشکر سے واپس آئے تھے وہ بید نادم و پشیمان تھے اور یہ کہتے تھے کہ کاش ہم یہاں نہ آئے ہوتے۔

عماد الملک بھی مع تمام حشم و لشکر کے جلد سے جلد روانہ ہو کر بادشاہ کے حضور میں پہنچ گیا اور اس نے خان جہاں کے حالات سے بادشاہ کو اطلاع دی۔

جو اشخاص کہ سلطانی لشکر سے واپس آئے تھے وہ بید نادم و پشیمان تھے اور یہ کہتے تھے کہ کاش ہم یہاں نہ آئے ہوتے۔

مختصر یہ کہ ٹھٹھہ میں شدید قحط رونما ہوا اور ہر شخص نے مختلف مقامات کی راہ لی۔ جس طرح کہ اول بار فیروز شاہ کے لشکر میں تنگی و سستی پیدا ہوئی تھی بعد کو غلے کی وجہ سے حیرانی و پریشانی ہوئی اسی طرح بار دوم اہل سندھ کے لشکر میں پریشانی اور قحط نمودار ہوا۔

اس کی وجہ یہ تھی کہ بادشاہ سرزمین ٹھٹھہ سے واپس ہوا اور اہل سندھ نے اپنے قدیم مکان میں آرام لیا اور انھوں نے بے خوف و خطر تمام اندوختہ غلہ تخم ریزی کے لیے زمین میں بو دیا۔

اہل سندھ کا تمام غلہ اس طرح ختم ہو گیا اور نئے غلے کے تیار ہونے کا وقت آ گیا۔ اس زمانے میں جبکہ نیا غلہ تیار ہو رہا تھا بادشاہ گجرات سے ٹھٹھہ روانہ ہوا

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

اور فیروز شاہی لشکر اہل سندھ کے تمام غلے پر قابض ہو گیا۔

اہل لشکر غلے کی فراوانی سے بے حد مطمئن ہو گئے اور ٹھٹھہ میں قحط نمودار ہوا۔
یہ قحط ایسا شدید تھا کہ اہل سندھ کی جان کے لالے پڑ گئے چنانچہ ایک سیر غلے کی قیمت ایک اور دو تنکہ ہو گئی۔

عماد الملک نے بادشاہ سے خان جہاں کی بے حد تعریف کی اور یہ عرض کیا کہ یہ وزیر تمام تدابیر ملکی میں بہترین صفات کا جامع ہے اور وزیران قدیم سے کسی طرح کمی کا مستحق نہیں ہے۔

فیروز شاہ وزیر کے حالات سن کر اور لشکر کی آمد سے باخبر ہو کر بے حد خوش ہوا۔
غرضکہ تمام لشکر سلطانی بادشاہ کے حضور میں پیش ہوا اور ہر شخص کو خلعت عطا ہوا۔

اس کے علاوہ اہل سندھ کو یہ بھی معلوم ہوا کہ سلطان فیروز شاہ کا ارادہ ہے کہ مع تمام فوج و لشکر کے اس ملک میں داخل ہو۔

اہل سندھ بادشاہ کے ارادے سے آگاہ ہوئے اور ان کے قلوب رنج و غم کا شکار ہوئے۔ ہر شخص نے راہ فرار اختیار کی۔

شاہی لشکر کو خدا کی رحمت سے اس مرتبہ بے حد اطمینان و فارغ البالی نصیب ہوئی
اس قحط کا نتیجہ یہ ہوا کہ اہل سندھ کا ایک گروہ روزانہ کشتی میں سوار ہو کر شاہی لشکر میں آتا تھا اور ٹھٹھہ کا ملک روز بروز خراب و ویران ہوتا جاتا تھا۔

جام و بابنیہ ان واقعات سے بے حد پریشان ہوئے اور انھوں نے باہم مشورہ کر کے یہ طے کیا کہ ہم کو فیروز شاہ کی بارگاہ میں حاضر ہونا مناسب ہے اور اس طرح تمام افکار و اندیشوں سے نجات حاصل کر لی جائے۔

اس کے بعد جام و بابنیہ نے ایک شخص کو حضرت مخدوم جہانیاں سید جلال الدین بخاری رحمتہ اللہ علیہ کے آستانے پر اوچھ روانہ کیا اور حضرت کو اپنے حال سے خبر دی۔

اہل سندھ نے حضرت سے التجا کی کہ جناب سید اوچھ سے یہاں تشریف لائیں۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

چودھواں مقدمہ

فیروز شاہ اور اہلِ سندھ کے درمیان صلح ہونا

نقل ہے کہ اہلِ سندھ نے اس امر پر اتفاق کیا کہ حضرت سید جلال بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو واسطہ بنانا چاہیے۔

جام و بابنیہ نے ایک شخص کو آوچہ روانہ کیا اور حضرت کو اپنے احوال سے آگاہ کیا۔

حضرت سید جلال آوچہ سے فیروز شاہی لشکر میں تشریف فرما ہوئے۔

حضرت کے تشریف لانے سے تمام اہلِ لشکر حضرت کے قدمبوس ہوئے اور حضرت سید نے فرمایا کہ بابا اطمینان رکھو انشاء اللہ چند روز میں صلح ہو جائیگی۔

حضرت سید جلال الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ شان بارگاہ کے قریب پہنچے اور بادشاہ نے نہایت خلوص سے استقبال کیا اور اعزاز و اکرام کے ساتھ اپنے لشکر میں لے آیا۔

فیروز شاہ اور حضرت سید جلال بخاری نے باہم مصافحہ کیا اور حضرت سید نے بادشاہ سے فرمایا کہ ایک صالحہ و عفیفہ عورت ٹھٹھہ میں موجود تھی اور اس کی دعا کی برکت سے ٹھٹھہ فتح نہیں ہوتا تھا۔

ہرچند کہ یہ دعا گو خدا کی بارگاہ میں دعا کرتا تھا لیکن وہ پاک دامن درمیان میں حائل ہو جاتی تھی۔ اب تین روز ہوئے کہ اس ضعیفہ نے جنت کی راہ لی اور اب امید ہے کہ ٹھٹھہ جلد سے جلد فتح ہو جائے گا۔

اہلِ سندھ کو بھی معلوم ہوا کہ حضرت سید جلال بخاری رحمۃ اللہ علیہ ٹھٹھہ میں تشریف فرما ہوئے۔ ان اشخاص نے حضرت کے حضور میں متواتر پیغام روانہ کرنا شروع کئے۔

اہلِ سندھ نے حضرت سے اپنی تکلیف کا اظہار کیا اور جناب سید نے بھی ان کے مقصود کے مطابق بادشاہ سے ارشاد فرما کر ان کو مطمئن فرمایا۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

فیروز شاہ نے حضرت سید کی سفارش سے اہل سندھ کو ان کے مطالبات سے دو چند عطا فرمایا۔

مختصر یہ کہ حضرت سید نے جام و بانبھ کے تمام مطالبات بادشاہ سے منظور کرائے اور بانبھ نے جام سے مشورہ کر کے کہا کہ چونکہ فیروز شاہ کو یہ معلوم ہو چکا ہے کہ سب سے قبل میں نے ملک میں شور و فساد برپا کیا ہے اس لئے مناسب ہے کہ اول میں بادشاہ کے حضور میں حاضر ہوں اور میرے بعد تم بادشاہ کی بارگاہ میں حاضری دو۔

جام کو بانبھ کی یہ رائے بہت پسند آئی اور اس نے بانبھ کو بادشاہ کے حضور میں حاضر ہونے کی اجازت دی۔

مختصر یہ کہ بانبھ دوسرے روز بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

پندرھواں مقدمہ

بانبھ کا بادشاہ کی بارگاہ میں حاضر ہونا

نقل ہے کہ جس روز بانبھ بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا اس روز فیروز شاہ شکار کے لئے سوار ہوا تھا۔

عین شکارگاہ میں بادشاہ کو معلوم ہوا کہ بانبھ بارگاہ شاہی میں حاضر ہوتا ہے۔ اس وقت بادشاہ ایک گرگ کو گرفتار کر رہا تھا۔

بادشاہ نے اس جانور کے گرفتار کرنے میں بہت کوشش کی تھی لیکن بانبھ کی آمد کی خبر سن کر بادشاہ قطعاً متغیر نہ ہوا۔

ظاہر ہے کہ انسان کی فطرت کا تقاضا یہ ہے کہ جس شے کے لئے اس نے جتنا تکلیف برداشت کی ہو اس کے دستیاب ہونے سے اس کو خوشی و مسرت ہوتی ہے لیکن سبحان اللہ اس تاجدار دین دار کا کیا کہنا کہ بادشاہ بانبھ جیسے حریف کی آمد کی خبر سن کر بھی اپنی جگہ سے نہ ہلا۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

عقلا نے یہ کہا ہے کہ آئین ملک داری میں جو فراست فیروز شاہ کو نصیب تھی، اُس کا خیال کسی قلب میں نہ آیا ہوگا۔ ان عقلا کا یہ قول قطعاً صحیح ہے اور حقیقت بادشاہ تدابیر ملکی میں اپنا جواب نہ رکھتا تھا۔

غرضکہ بانبھ عین شکارگاہ میں بادشاہ کے حضور میں حاضر ہوا۔ اور اُس وقت فیروز شاہ گرگ کے شکار سے فارغ ہو چکا تھا۔

بادشاہ چتر شاہی و بارگاہ پادشاہی کے زیر سایہ جولان گری کر رہا تھا اور اُس کے ہاتھ میں ایک نرم چوب تھی

اسی درمیان میں بانبھ اپنی گردن میں دستار ڈالے ہوئے اور اپنی تلوار کو گلے سے باندھے ہوئے نہایت پریشانی کے عالم میں بادشاہ کے حضور میں حاضر ہوا۔

بانبھ مجرموں کی طرح حاضر ہو کر مثل بندگان فرماں بردار کے بادشاہ کے قدموں پر گر پڑا اور رکاب سعادت کو بوسہ دیا۔

غرضکہ بانبھ نے بادشاہ کی قدم بوسی کی اور رکاب کو بوسہ دیا اور فیروز شاہ دست شفقت اُس کی پیٹھ پر رکھا اور فرمایا کہ بانبھ تم مجھ سے کیوں خوف زدہ ہوتے ہو میں عام طور پر کسی شخص کو مضرت نہیں پہنچانا چاہتا کہ تم قطعاً مطمئن رہو تمہارا مرتبہ انشاء اللہ دو گونہ بلند و بالا ہو جائے گا۔

غرضکہ بادشاہ نے حکم دیا کہ بانبھ کو ایک اسپ تازی عطا ہو۔

فیروز شاہ بانبھ سے اس قدر گفتگو کر کے خاموش ہو گیا اور پھر شکار میں مشغول ہوا۔

بادشاہ بانبھ کے آنے کے بعد ایک پاس شکار میں مصروف رہا۔

اسی روز بانبھ کے ہمراہ جام بھی آیا اور نہایت تیزی کے ساتھ بادشاہ کی قدم بوسی کے لئے دوڑا۔

جام نے بھی عقل سے کام لیا اور عین شکارگاہ میں بادشاہ کی قدم بوسی کے لئے حاضر ہوا۔

حاجبان درگاہ و عہدہ داران شاہی تخت شاہی کے قریب قدم بوسی کو لے گئے اور جام دستار باندھے ہوئے مثل رعایان جمہور کے حاضر ہوا اس سے کہ

دستار کو گلے میں ... بادشاہ اور تیغ کو گردن میں ...

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-si

چونکہ بانبھ اس سے قبل بھروسی کی طرح فیروز شاہ کے حضور میں حاضر ہو چکا تھا۔ اس لئے اب جام دستار بند ہو کر مثل امان یافتہ مجرم کے حاضر ہوا۔

غرضکہ جام نے نہایت عقیدت کے ساتھ شاہی رکاب کو بوسہ دیا اور بادشاہ گھوڑے پر سوار ہوا اور مسرت کے عالم میں گھوڑے کو کاوا دینے لگا۔

بادشاہ نے جام کی پشت پر دست شفقت پھیرا اور نہایت نرمی سے گفتگو کی۔

جام نے عاجزی کا اظہار کیا اور جو قصور اس سے سرزد ہوئے تھے ایک ایک کر کے بادشاہ کے حضور میں بیان کئے۔ اس موقع پر جام نے یہ مصرع پڑھا کہ "شاہ بخشندہ توئی و بندہ شرمندہ منم"

فیروز شاہ نے جام پر بیحد نوازش فرمائی اور نہایت شفقت سے احوال دریافت کیا۔

جام کو بھی ایک اسپ تازی عطا ہوا اور بادشاہ نے یہ مصرع پڑھا۔

"از من و سرزدہ بدی و خود دیدہ کرم"

مختصر یہ کہ بادشاہ شکارگاہ سے واپس ہو کر اپنی فرودگاہ کو واپس آیا اور جام و بانبھ کو خلعت عطا کئے۔ بادشاہ نے جام و بانبھ کو جامہ ہائے زردوزی و علم عطا فرمائے اور ان کے دیگر ہمراہیوں کو ہر شخص کی حیثیت کے مطابق خلعت عنایات ہوئے۔

غرضکہ فیروز شاہ نے اپنی بصیرت کی بنا پر حکم دیا کہ جام و بانبھ کو اطلاع دی جائے کہ اپنے خیل خانہ اور تابعین کے ہمراہ میرے ہمرکاب دہلی روانہ ہوں۔

جام و بانبھ نے بادشاہ کی مرضی اسی میں پائی اور اپنے خیل خانے کو ٹھٹھہ سے ہمراہ لائے اور بادشاہ کے ہمرکاب روانہ ہوگیا۔

سولھواں مقدمہ

فیروز شاہ کا دہلی واپس ہونا

نقل ہے کہ جام و بانبھ بحیثیت [illegible]

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-si

داخل ہو گئے اور اُن کا خطرہ قطعاً زائل ہو گیا تو فیروز شاہ کے لشکر میں عام خوشی پیدا ہو گئی۔
لشکر گاہ کے ہر گوشے میں اہلِ لشکر اطمینان و فراغت کے ساتھ زندگی بسر
کرنے لگے اور ہر فرد مطمئن ہو گیا۔ فیروز شاہ نے ارادہ کیا کہ ٹھٹھہ سے روانہ ہو کر دہلی
واپس آئے۔

بادشاہ نے جام کے فرزند اور تماچی برادر بانبھو کو سندھ کی حکومت عطا فرمائی۔
فیروز شاہ نے ان کو خلعت و مراتب عطا کئے اور جدید حاکمان کو اسی
اُسی وقت چار لاکھ تنکے نقد بطور خدمت عطا کئے اور ہر سال چند لاکھ تنکے نقد اور
اسباب و سامان پیش کرنے کا وعدہ کیا۔

فیروز شاہ جام و بانبھو اور اُن کے خیل خانے کے ہمراہ دہلی واپس ہوا۔

بادشاہ نے حکم دیا کہ جام و بانبھو کو دہلیز خاص کے سامنے قیام کی اجازت
دی جائے اور فراشخانہ سفید فرش خانۂ خاص سے عطا ہو۔

بادشاہ نے ملک سیف الدین خوجو کو حکم دیا کہ جام و بانبھو کو آئینِ سلطانی
کے مطابق آدابِ شاہی سکھلائے اور اُن کی نگہبانی کرے۔

مختصر یہ کہ جام و بانبھو اپنے خیل خانے کو لشکرِ شاہی میں لے آئے اور
کشتیوں میں سوار کرایا اور بادشاہ کامیاب و بامراد دہلی واپس ہوا۔

ملک سیف الدین خوجو شاہی ہدایت کے مطابق شب و روز ان کی
نگہبانی و خدمت کرتا تھا۔ ایک روز یہ خبر مشہور ہوئی کہ بانبھو کے فرزند و حاشیہ نشین جس
کشتی میں سوار تھے وہ غرق ہو گئی۔ بانبھو یہ خبر سن کر پریشان ساحلِ دریا کی طرف دوڑا۔

ملک سیف الدین خوجو نے خیال کیا کہ شاید بانبھو فرار ہونا چاہتا ہے اور
اس بہانے سے اپنے ملک کو واپس ہونے کا خواہشمند ہے۔

ملک سیف الدین خوجو کو فکر لاحق ہوئی اور اس امیر نے اپنے فرزند کو
بادشاہ کی خدمت میں روانہ کر کے یہ پیغام دیا کہ یہ خبر مشہور ہوئی کہ بانبھو اور اس کے
تابعین کی کشتی غرقِ آب ہو گئی اور بانبھو اس خبر کو سن کر ساحلِ دریا کی طرف جا رہا ہے۔

اس خبر اور بانبھو کی حرکت سے گمان پیدا ہوتا ہے۔ اگر شاہی حکم ہو تو فدوی
بانبھو کو اپنی جگہ سے حرکت کرنے کا مانع ہو۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-si

بادشاہ نے قدرے تامل فرما کر ارشاد کیا کہ اپنے پسر کو ہدایت کرو کہ وہ بھی بانبھ کے ہمراہ رہے اور اگر دیکھے کہ بانبھ کشتی میں سوار ہو کر اپنے وطن کو واپس ہو رہا ہے تو اس سے صرف یہ کہہ دے کہ اگر تو مرد ہے اور تجھ میں جرأت موجود ہے تو قدم آگے بڑھا۔

اپنے پسر کو ہدایت کرو، وہ صرف یہ تقریر کر کے واپس ہو اور بانبھ کا مانع نہ ہو اس کے بعد میں خود بانبھ سے باز پرس کر لوں گا۔۔

مختصر یہ کہ جب تک ملک سیف الدین کا پسر بادشاہ کا پیغام پدر تک پہنچائے بانبھ کو معلوم ہو گیا کہ اس کے زن و فرزند کے غرق آب ہونے کی خبر قطعاً غلط ہے اور اس کے اہل و عیال وغیرہ تمام قطعاً زندہ صحیح و سالم ہیں۔

بانبھ یہ خبر سن کر لشکر کی طرف واپس ہوا۔

اس واقعے کو معرض تحریر میں لانے کا مقصد یہ ہے کہ سلطان فیروز شاہ ایسا مستقل مزاج فرماں روا تھا کہ ملک سیف الدین نے اپنے پسر کے واسطے سے بانبھ کے متعلق اس درجہ تشویش انگیز خبر بادشاہ تک پہنچائی لیکن فیروز شاہ کے قلب میں خطرہ نہ پیدا ہوا۔

حقیقت یہ ہے کہ سلطان فیروز شاہ ایسا ہی صاحب تجربہ و پختہ کار فرماں روا تھا کہ اس نے اپنی فراست و جہانداری سے یہ حکم صادر فرمایا ورنہ دوسرا حکمراں ایسی وحشت ناک خبر سن کر اس درجہ تحمل نہ کرتا۔

الغرض سلطان فیروز شاہ خدا کی عنایت و مہربانی سے متواتر کوچ کرتا ہوا دہلی واپس ہوا۔

خلائق شہر ڈھائی سال کے بعد بعید خوشی و مسرت کے عالم میں اپنے مکان کی طرف روانہ ہوئے۔

بادشاہ نے راہ سے ملتان کا قصد کیا اور اس اسلامی شہر میں پہنچ کر مشائخ ملتان کی زیارت کی اور اہل شہر کو اپنے انعام و اکرام سے سرفراز و شاد فرمایا۔

بادشاہ نے دہلی میں فتح نامہ روانہ کیا اور ممالک میں فتح نامہ پہنچنے کے بعد خلق جہاں جو دیر سے جاں بخشی کے منتظر تھی فرمان شاہی کی طرف دوڑی اور مجمع عام میں

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sira

شاہی فرمان کو باآواز بلند پڑھا۔

شہر دہلی میں اکیس روز کامل جشن شادی ہوئے اور قبے آراستہ کئے گئے۔

خان جہاں نے بجاہ شان و شوکت کے ساتھ شہر دیبال پور تک بادشاہ کا استقبال کیا۔

سترھواں مقدمہ

خان جہاں کا شہر دیبال پور تک بادشاہ کا استقبال کرنا

روایت ہے کہ خان جہاں نے سفر کی تیاری کی اور دیبال پور تک بادشاہ کا استقبال کیا۔ یہ وزیر بادشاہ کی ملازمت حاصل کر کے بہت خوش ہوا اور بیشمار پیشکش فیروز شاہ کی خدمت میں گزرانے۔

سلطان فیروز شاہ نے ٹھٹھہ و گجرات کے تمام شدائد و مصائب کی تفصیل خان جہاں سے بیان کی۔ اس موقع پر وزیر باتدبیر اسرار بیان کئے اور بیشمار شدائد و تکالیف کی جو خلق و لشکر نے برداشت کئے اور خداوند باری کی رحمت کی بہترین توجیہ فرمائی۔

خانجہاں نے بادشاہ سے عرض کیا کہ چونکہ خدا کی رحمت اور اس کا فضل و کرم حضرت کے شامل حال ہے اس لئے تمام تکالیف راحت سے بدل گئیں۔

ٹھٹھہ ایسا دشوار و مخالف ملک ہے جو سلطان معزالدین سام کے عہد حکومت سے تا ایندم کسی تاجدار دہلی سے فتح نہ ہوا تھا۔ پروردگار کے فضل و کرم سے حضرت کے قبضۂ تصرف میں آیا۔

جو ملک سلطان علاؤالدین خلجی ایسے فرمانروا سے جو سلاطین روم و چین کا ہمسر تھا فتح نہ ہو سکا اور جس سرزمین کو باوجود سالہا سال کی کوشش کے حضرت خداوندی مغفور سلطان محمد شاہ تغلق کا جرار لشکر زیر نگیں نہ کر سکا وہی مخالف ملک بغیر تیغ زنی کے پروردگار عالم نے اپنی قدرت کاملہ سے حضرت کے دست حق پرست پر فتح کرایا۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

خداوند عالم اگر غور فرمائیں تو حضرت کا یہ کارنامہ کچھ کم قابلِ ستائش نہیں ہے۔

مختصر یہ کہ سلطان فیروز شاہ اپنے فتحمند لشکر کے ہمراہ شہر دیپال پور سے روانہ ہو کر دہلی پہنچا۔

تمام اہلِ شہر نے عمدہ و نفیس چیزوں و لطیف ساز و سامان کے ساتھ بادشاہ کا استقبال کیا۔

دہلی میں قبے تیار کیے گئے اور شہر میں آرائش و عام خوشی منائی گئی اور تمام جانب سے خلق تماشے کے لئے شہر میں جمع ہوئی۔

قبوں کے سامنے میں بیشمار نعمتیں انبار کر دی گئیں اور طعام و شراب و تنبول و میوہ تر و خشک بکثرت مہیا کیے گئے۔

ہر تماشائی خوانِ نعمت سے مستفید ہوتا اور کسی شخص کو ممانعت نہ تھی کہ ان اشیاء سے مستفید نہ ہو۔

غرضکہ تمام عالم میں خوشی و اطمینان کا دور دورہ ہوا اور ہر مکان میں جشن کی مجلس منعقد ہوئی۔

ظاہر ہے کہ خلائق شہر شدید محنت و مشقت کے بعد اپنے مکان پہنچے تھے اور اپنے احباب و اعزہ سے ملاقات کی تھی اس لئے ہر گھر میں دن عید اور رات شب برات کا سماں نظر آتا تھا۔

جو اشخاص کہ ٹھٹھ کی رن کے مصائب کو برداشت کر کے زندہ و تندرست اپنے مکان پہنچے تھے ان کے گھروں میں غلغلۂ شادی بلند تھا اور جن عزیزوں نے کہ اس صحرائے جاں ستاں میں دنیا کو خیرباد کہا تھا ان کے مکانات میں شور ماتم برپا تھا۔

غرضکہ بعض مکانات میں سرود اور بعض میں گریہ و زاری کی مختلف صدائیں بلند تھیں۔

فیروز شاہ نے یہ واقعات سنے اور آبدیدہ ہو کر خان جہاں سے فرمایا کہ جو لوگ کہ ٹھٹھ کی رن میں جاں بحق ہوئے ہیں اور ان کا مال و اسباب برباد ہوا ہے ان کے گھروں میں صف ماتم بچھی ہوئی ہے اگر لشکر کا سفر کیا جاتا تو مخلوق کو یہ روز سیاہ دیکھنا نصیب نہ ہوتا۔ بادشاہ نے خان جہاں کو حکم دیا کہ متوفی اشخاص کی تنخواہ و روزینہ ان کے ورثاء پر

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

بحال رکھا جائے۔ ان حضرات کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچے۔

بادشاہ نے بار دوم کہا کہ ان کے حالات میرے رو برو پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

اس کے علاوہ جن اشخاص نے ہماری مخالفت کی ہے اور جو اس سے ڈر کر دہلی فرار ہوئے ہیں اور ہم کو اس مصیبت کے عالم میں چھوڑ دیا ہے ان کا وظیفہ اور مواضع بھی ان پر بحال رکھے جائیں۔ میں نہیں چاہتا کہ مجھ سے کسی شخص کو کسی قسم کا بھی رنج و آزار پہنچے۔

غرضکہ جام و بانبھ اپنے تمام خیل خانے کے ہمراہ شاہی رعب و داب سے متاثر دہلی میں وارد ہوئے۔

بادشاہ نے حکم دیا کہ ان کے متعلقین کو سرائے ملک کے متصل قیام کرنے کی اجازت دی جائے تاکہ یہ اشخاص انھیں کے ساتھ یہاں زندگی بسر کریں۔

غرضکہ جام و بانبھ کے خیل خانے کو جائے قیام عطا ہوئی اور یہ گروہ جس محلے میں آباد ہوا وہ محلہ سرائے ٹھٹھہ کے نام سے موسوم کیا گیا۔

فیروز شاہ نے مبلغ دو لاکھ تنکے بانبھ کے لئے اور اسی قدر رقم جام کے واسطے نقد خزانے سے بطور انعام خزانۂ شاہی سے مقرر کی۔

علاوہ اس سالیانہ کے ہر روز اس قدر انعام از قسم پارچہ و دیگر اشیاء ان کو عطا ہونے لگیں کہ انھوں نے ٹھٹھہ کو قطعاً گوشۂ دل سے فراموش کر دیا۔

دربار عام میں فیروز شاہ تخت شاہی پر جلوس کرتا اور جام و بانبھ جب سلام خانے میں جہاں سے فوق دست راست کی طرف جگہ پاتے تھے۔

مورخ عفیف ان شاہزادوں کی درباری نشست کا حال بیان درباری کے مقدمے میں تفصیل سے بیان کرے گا۔

اس کے علاوہ وہ مراتب تمام خانان و ملک کے مراتب و دربار جو شاہی حکم سے مطابق ان کے لئے تجویز کئے گئے تھے نہایت شرح و بسط کے ساتھ پیش ناظرین کرے گا۔

غرضکہ اس واقعے کو چند سال گزر گئے اور ادھر بانبھ کی تمام قوم نے بغاوت کی۔

فیروز شاہ نے جام کو اس کے مقابلے میں روانہ کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جام نے ٹھٹھہ پہنچ کر تمام ہی کو ملک سے باہر کر دیا۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-si

بانچو دہلی میں مقیم رہا اور بادشاہ کے خدام میں داخل زندگی بسر کرتا رہا۔
اس درمیان میں سلطان تغلق شاہ حکمراں ہوا اور بانچو کو جیرسید عطا کر کے ٹھٹھہ روانہ کیا لیکن بانچو نے راہ میں وفات پائی۔

اٹھارھواں مقدمہ

فیروز شاہ کا ٹھٹھہ سے واپس آکر طاس گھڑیال وضع کرنا

روایت ہے کہ فیروز شاہ نے اپنے انوار بصیرت و تیز فہم و فراست سے دہلی میں ایک نادر روزگار شے وضع فرمائی۔

ایک شے جس کو نادر روزگار کہہ سکتے ہیں طاس گھڑیال کی ایجاد ہے۔

یہ ایک ایسی یادگار ہے جو کسی فرماں روا کے صاحب اقتدار کو نصیب نہ ہوئی اس لئے کہ جس بادشاہ نے کوئی شے دنیا میں وضع کی وہ امتداد زمانہ کی وجہ سے جلد معدوم ہو گئی۔

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک تک چھ سلاطین اولوالعزم نے دنیا میں چھ یادگاریں چھوڑیں۔

کیومرث نے کلاہ، جمشید نے تیغ، فریدون نے سریر، کیخسرو نے جام گیتی نما، اسکندر نے آئینہ، حضرت سلیمان نے مہر اپنی یادگار چھوڑی۔

غرضکہ سلطان فیروز شاہ نے بھی طاس گھڑیال کو وضع کر کے خراسان سے بنگالہ تک تمام ممالک میں اپنی یادگار چھوڑی۔

یہ چھ یادگاریں جو مذکور ہوئیں پانچ شہریاران نامور نے دنیا میں چھوڑیں ان میں سے ہر یادگار سے صرف ایک ہی نفع مقصود تھا اور بیشتر وہ دنیاوی نفع تھا۔

فیروز شاہ نے اپنے انوار بصیرت سے طاس گھڑیال وضع کرنے میں بہت سعی و کوشش کی اور اگرچہ اس ایجاد سے بھی بظاہر دنیاوی نفع خیال کیا جاتا ہے لیکن اگر حقیقت پر غور کیا جائے تو اس میں آخرت کے فوائد بھی موجود ہیں جیسا کہ

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-si

یہ مورخ علامات سلاطین یعنی شمس سراج عفیف مختصراً ساعت منافع بیان کرتا ہے۔ نفع اول یہ ہے کہ گھڑیال کے بجانے سے اس کی آواز اہل عالم کے گوش تک پہنچتی ہے اور انسان روز و شب کے گزرنے سے آگاہ ہوتا ہے۔

اہل غفلت کو اپنی عمر عزیز کے گزرنے کا علم ہوتا ہے اور حیات ناپائدار کے بیکار ضائع ہونے پر افسوس کرتے ہیں۔ دوسری منفعت یہ ہے کہ جب ہوا تاریک ہوتی ہے اور افق آسمان پر غبار آجاتا ہے تو غریب نمازی ظہر و عصر کا صحیح وقت معلوم نہیں کر سکتے اور اپنے قرائن و قیاس سے ظہر کی نماز عصر کے وقت اور عصر کی نماز مغرب کے وقت ادا کرتے ہیں۔

اس عہد میں علما و مشائخ کے گروہ میں بیحد اختلاف ہے اور ہر فرد نے اپنے اجتہاد کے موافق فتویٰ دیا ہے جس کی وجہ سے مختلف اقوال منقول ہیں۔

جبکہ اس قسم کے اوقات کا فرق نمازیوں کو معلوم ہو جاتا ہے تو گھڑیال کی آواز سنتے ہی ہر شخص آگاہ ہو جاتا ہے کہ کس قدر دن گزر گیا اور کتنا باقی ہے اور اس طرح نماز ظہر و عصر کے اوقات میں کسی قسم کا شک و شبہ باقی نہیں رہتا۔

تیسرا فائدہ یہ ہے کہ جب صاحبان تہجد نماز کے لئے تیار ہوتے ہیں اور شب کا پتا نہیں چلتا تو اس کی ادائے نماز میں تردد ہوتا ہے۔

واضح ہو کہ ہمارے سردار و آقا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر نماز تہجد فرض تھی اور حضور کی امت کے لئے سنت ہے۔

اگر کوئی ایماندار مسلم تہجد کا پابند ہوتا ہے جس کا وقت نصف شب گزرنے کے بعد سے نماز کے آغاز تک ہے اور اس کو اوقات شب کا علم نہیں ہوتا تو اس کو ادائے صلوٰۃ میں تردد و شبہ ہوتا ہے لیکن گھڑیال کی آواز سنتے ہی اس قسم کے تمام شبہات دور ہو جاتے ہیں۔

چوتھی منفعت یہ ہے کہ ہر عاقل کے لئے سایۂ اصلی کی شناخت بیحد ضروری ہے اور اس مسئلے میں علما کے درمیان بیحد اختلاف ہے بلکہ بعض علما کا قول ہے کہ کامل دانشمند وہ شخص ہے جو موجودہ علوم کا ماہر ہو اور ان چاردہ علوم میں ایک علم نجوم بھی ہے جس کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible]

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

اس کی تعلیم سے امت کو منع فرمایا ہے جس بنا پر علما نے بھی مخالفت کا فتویٰ دیا ہے۔

سایہ اصلی ہر ماہ شمسی میں گھٹتا بڑھتا رہتا ہے اس لئے کہ ایک زمانے میں دن بڑا ہوتا ہے اور رات چھوٹی اور ایک وقت ایسا آتا ہے کہ رات بڑی ہو جاتی ہے اور دن چھوٹا۔

سال میں ایک قدم سے لے کر ساڑھے دس قدم تک شب و روز سائے میں تفاوت ہوتا رہتا ہے اور یہ فرق سوا عالم ربانی کے دوسرا شخص نہیں جانتا۔

طاس گھڑیال کے وضع کرنے سے پاس اور گھڑی کی معرفت کے لئے جو آئین و قوانین بنائے جاتے ہیں اور جب پاس مرتب ہو جاتا ہے تو باریک بیں علما کے قول کے مطابق آخری طاس پر گھڑی بجائے جاتے ہیں جس کا مفہوم یہ ہوتا ہے کہ جس قدر پاس اس روز پائی جاتی ہیں تو اسی مقدار میں پاس گزرنے کے بعد روز دو گھنٹے بجاتے ہیں اور معلوم ہو جاتا ہے کہ آفتاب اس مہینے کے برج میں ہے اور سائے اصلی اس مہینے میں فلاں برج سے متعلق ہے اور اس قدر قدم کا تفاوت ہے

ایسی حالت میں علوم نجوم کی حاجت نہیں ہوتی اور انسان اس ممنوع علم کی تحصیل سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔

پانچواں نفع یہ ہے کہ جب روزہ دار ماہ مبارک رمضان میں روزہ رکھتے ہیں اور قضائے قدرت سے نماز شام کے وقت ہوا تاریک ہوتی ہے اور اہل صوم یہ خیال کرتے ہیں کہ آفتاب غروب ہو گیا اور نماز مغرب کا وقت آ گیا۔

اہل صوم سب کے سب اس خیال پر روزہ افطار کر دیتے ہیں لیکن جب ہوا صاف ہو جاتی ہے اور آفتاب ظاہر ہو جاتا ہے تو غریب روزہ داروں کو معلوم ہوتا ہے کہ ان کا روزہ ٹوٹ گیا۔

علمائے شریعت و مشائخ طریقت میں اس مسئلے میں بڑا اختلاف ہے ہر شخص نے اپنے اجتہاد کے مطابق حکم دیا ہے جس کی وجہ سے غریب روزہ دار قیل و قال میں گرفتار رہے لیکن طاس گھڑیال وضع کرنے کے بعد علما کا اختلاف اور روزہ داروں کا اضطراب قطعاً رفع ہو گیا اور اہل صوم گھڑیال کی آواز سن کر روزہ افطار کرتے ہیں۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

چھٹی منفعت یہ ہے کہ جب روزہ دار سحری کے لیے اٹھتے ہیں اور سحر کھانے کے بعد جب ان کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ سپیدۂ صبح نمودار ہو گیا ہے تو ان کو اپنے صوم میں شبہہ واقع ہوتا ہے لیکن جب طاس گھڑیال کی آواز ان کے کانوں تک پہنچتی ہے تو ان کو بقیہ شب کا حال معلوم ہو جاتا ہے اور اگر شب باقی ہے تو سو رہتے ہیں ورنہ بغیر سحری کے روزہ رکھنے کی نیت کر لیتے ہیں۔

ساتواں نفع یہ ہے کہ اگر کوئی شخص یہ ارادہ کرتا ہے کہ ثلث شب گزرنے کے بعد نماز عشا ادا کرے جو مستحب طریقہ ہے۔ تو اگر یہ شخص بیدار ہو اور اس کے خیال میں شب باقی نہیں ہے تو ایسی حالت میں اس شخص کو تردد ہوتا ہے۔ لیکن طاس گھڑیال کی آواز سن کر یہ تردد رفع ہو جاتا ہے۔

غرضکہ وضع طاس کے یہ سات نفع معرض تحریر میں لائے گئے۔ اگر اس کارِ خیر کے تمام فوائد سے بحث کی جائے تو یہ بیان بہت طویل ہو جائے گا۔

مختصر یہ کہ مذکورۂ بالا عجائب کارخانوں سے صرف زیادتی فائدہ مقصود تھا لیکن طاس گھڑیال کے وضع کرنے سے زیادتی نفع کے علاوہ دینی فوائد بھی حاصل ہوئے۔

غرضکہ سلطان فیروز شاہ لکھنوتی کی مہم سے واپس ہو کر دہلی میں مقیم ہوا اور بادشاہ نے ملک کے انتظام کی طرف توجہ فرمائی۔

بادشاہ نے چند روز بارگاہ شاہی کے نجومیوں سے طاس گھڑیال کی بابت گفتگو کی اور یہ نادر روزگار شے وجود میں آئی۔

بے شمار خلقت گھڑیال کا تماشا دیکھنے کے لیے فیروز آباد میں جمع ہوئی اور اس عجوبہ روزگار شے کو دیکھ کر ہر شخص محو حیرت ہوا۔

جوان و ضعیف مرد و عورت غرض ہر سن و سال کے تماشائی اس نادر روزگار ایجاد کو دیکھنے شہر میں جمع ہوئے۔

طاس گھڑیال کو کشک فیروز آباد کے اوپر نصب کیا گیا اور اس کی شہرت دور تک اس حد کو پہنچ گئی کہ خلقت شہر اس کا تماشا دیکھنے جمع ہوئی اور یہ عجوبہ شے علامات شاہی و ملک گیری میں داخل ہو گئی ہے۔ اس لیے اس کو لازمۂ عظمت سے مراد ہے جس کا اطلاق بغیر بادشاہوں پر کیا جا سکتا ہے نہ کیا جاتا ہے۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

ہمیشہ گھر پالا ہو کرے۔

چوتھی قسم

فیروز شاہ کا جنگ و جدال کی مہمات سے کنارہ کش ہونا اور ملک کے انتظام کی طرف متوجہ ہونا

اٹھارہ مقدمات۔

مقدمۂ اول

بادشاہ کا مہمات جنگ سے کنارہ کش ہونا

روایت ہے کہ سلطان فیروز شاہ نے جو برگزیدۂ خدا فرمانروا تھا، دہلی میں قیام اختیار کیا اور ملک کے انتظام کی طرف متوجہ ہوا۔ اس درمیان میں ٹھٹھ کے قاصد حاضر ہوئے اور انہوں نے بادشاہ کی بارگاہ میں فریاد کی۔ ان قاصدوں نے فیروز شاہ سے عرض کیا کہ ملک ٹھٹھ میں حسن کانگو حکمراں ہے اور ہم بادشاہ کی بارگاہ میں فریاد کی کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔

واضح ہو کہ خدایگان مغفور سلطان محمد تغلق کی وفات کے بعد فیروز شاہ تخت نشین ہوا اور قراگین شاہی ٹھٹھ روانہ ہو گئے۔

اہل ٹھٹھ نے قراگین شاہی پر توجہ دی اور بادشاہ کی اطاعت سے انحراف کر کے بالاتفاق حسن کانگو کو ٹھٹھ کا حکمراں تسلیم کیا اور فیروز شاہ اور اس کے احکام کا انکار کر دیا۔ حسن کانگو جو ٹھٹھ میں حکمراں تھا تمام افعال قبیح کا علانیہ ارتکاب کرتا تھا۔ چنانچہ معتبر اشخاص نے مورخ ضعیف سے بیان کیا ہے کہ حسن کانگو دربار عام میں مہمات کا

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sira

لباس پہنتا اور ہاتھ اور گردن میں عورات کی طرح ترتیب و زینت کر کے امردان ملک سے فعل قبیح کرتا۔ اللہ تعالیٰ تمام اہل اسلام کو اس فعل شنیع سے محفوظ رکھے۔

مختصر یہ کہ حسن کانگو نے مالابار میں یہ حرکات اختیار کیے اور اہل ملک اس سے قطعاً بیزار ہو گئے۔

یکی دکنی مسمی حوالی مالابار کا باشندہ تھا یہ شخص جرار لشکر اور فیلان جنگی کے ہمراہ مالابار میں داخل ہوا اور اس نے حسن کانگو کو زندہ گرفتار کر لیا۔

اس شخص نے حسن کانگو کو گرفتار کر کے تمام شہر کو جو مسلمانوں کا مسکن تھا خراب و ویران کیا بلکہ مسلمان عورات ہندوؤں کے ہاتھ میں گرفتار ہوئیں۔

الغرض اہل مالابار نے تمام واقعات فیروز شاہ سے بیان کیے اور بادشاہ نے جواب دیا کہ ابتداء میں تم نے میرے مقابلے میں بغاوت کی۔

جب خدایگان مغفور سلطان محمد تغلق نے وفات پائی تو میں نے فرمان اطاعت تمھارے نام صادر کیا لیکن تم نے میری اطاعت قبول نہ کر کے دولت آباد کی راہ لی اور حسن کانگو کو اپنا بادشاہ تسلیم کیا۔

حسن کانگو سے افعال قبیح صادر ہوئے اور اس طرح خدا کا قہر تم پر نازل ہوا اور اہل کفر نے غلبہ پا کر تم کو زیر و زبر کر دیا۔

اب تم مضطر ہو کر میری بارگاہ میں فریاد رسی کے لئے حاضر ہوئے ہو اور صورت حال یہ ہے کہ میں اور میرا تمام لشکر متواتر سفر کی وجہ سے بہت خستہ و ماندہ ہے۔ چند روز میرا لشکر شہر میں قیام کر کے آرام کرے گا اور اس کے بعد اگر حیات باقی اور خدا کا فضل و کرم شامل حال ہے تو اس نواح کا رخ کیا جائے گا۔

سبحان اللہ سلطان فیروز شاہ کس درجہ صاحب فہم و فراست تھا کہ اس نے یہ معلوم کر کے کہ لشکر شاہی خستہ و ماندہ ہے اور چند مہم سر ہو چکا ہے مالابار کا سفر ملتوی کر دیا۔

غرضکہ فیروز شاہ نے تمام اہل مالابار کو معذرت کے ساتھ واپس کر دیا اور خود بدولت ملک کے انتظام میں مشغول ہوا۔ چند روز کے بعد فیروز شاہ نے اپنے خاص وزیر سے خلوت میں مہمات ملک کی بابت مشورہ کیا اور خان جہاں کو اپنے راز دل سے آگاہ کر کے فرمایا کہ میں اس فکر میں گرفتار تھا

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

بادشاہ نے خان جہاں سے دولت آباد کے سفر کا ذکر کیا اور کہا کہ اگرچہ میری دلی خواہش یہی ہے کہ میں سفر کروں لیکن خلق و لشکر کے ضعف کی وجہ سے مجھ کو پس و پیش ہے۔

حکمراں طبقہ لشکر کشی کرنے اور ممالک کو فتح کرنے کا حریص ہوتا ہے اور اس امر میں انتہائی کوشش بھی کرتا ہے۔ لیکن قدیم زمانہ اب گزر گیا اور اب جدید زمانے نے نیا دور پیش کیا ہے۔

حدیث شریف میں وارد ہے کہ ہر روز دوسرے روز سے مختلف ہی ہوتا ہے۔

اس موقع پر وزیر نے عرض کیا کہ سلطنت و فرمانروائی سے دو چیزیں حاصل ہوتی ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ رعایا کی پرورش اور ملک کا انتظام کیا جائے اور اہل اسلام و اہل سنت کے ساتھ ہمدردی برتی جائے اور ذمیوں کو مطمئن اور رعایا کو امان عطا کیا جائے۔

دوسری چیز یہ ہے کہ کفار و مشرکوں کو تباہ و برباد کیا جائے اور ممالک کے فتح کرنے میں حد سے زیادہ کوشش کی جائے۔ خدا کا شکر ہے کہ حضرت کے عہد حکومت میں رعایا کی پرورش، ملک کا انتظام، علاقوں کی حفاظت وغیرہ تمام امور ایسے اعلیٰ و عمدہ طور پر انجام پائے ہیں کہ اس کی نظیر کسی اور فرمانروا کے کارناموں میں نظر نہیں آتی۔

اس کے علاوہ خدا کے فضل و کرم سے دشمنان اسلام کی تباہی و بربادی بھی ایسے اس عہد مبارک میں ہوئی ہے کہ اب شاہی لشکر اس قدر طاقتور و قوی ہے کہ خود بادشاہ کو کسی ملک پر لشکر کشی کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

جب کبھی کہ دشمنان اسلام کسی مقام پر فتنہ و فساد برپا کریں تو حضرت کے جاں نثار و قابل اعتماد بندہ درگاہ کو اس فساد کے مٹانے کے لئے مامور فرما دیں تاکہ دیگر فتنہ انگیز افراد اس سے عبرت حاصل کریں۔

دہلی کے جوار میں اکثر ممالک ایسے ہیں جہاں اہل اسلام آباد و حکمراں ہیں اور ظاہر ہے کہ مسلمانوں کے مقابلے میں لشکر کشی کرنے میں ایک فائدہ ہے اور دس نقصان۔

دس نقصانات کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(۱) فوج کا جو قدم کہ مسلمانوں کی طرف بڑھتا ہے وہ اہل اسلام کی ایذا رسانی کا

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

جو کشش کی لشکر کے سپاہی کرتے ہیں اس کا تمام گناہ خود فرمانروا کے نامۂ اعمال میں لکھا جاتا ہے۔

(۲) بیت المال مسلمانوں کو قوت پہنچانے کے لئے جمع کیا جاتا ہے اس لئے کہ اس کے صرف سے اہل اسلام کو تباہ و برباد کیا جائے۔

تیسرے یہ کہ کئی ہزار مسلمان نیک کردار یا کسی سبب کے محنت و مشقت میں گرفتار ہوتے ہیں۔

چوتھے یہ کہ انسان کی عزیز عمر اور اس کا قیمتی وقت بیکار گزرتا ہے اور ہر دم و قدم اس کے نامۂ اعمال میں گناہ لکھے جاتے ہیں۔

پانچویں یہ کہ اگر ملک فتح ہو جاتا ہے تو ہزار ہا عورات اس طرح ذلیل و رسوا ہوتی ہیں۔

چھٹے یہ کہ غیر شرعی و خراب مال بیت المال میں جمع ہوتا ہے۔

ساتویں یہ کہ دیگر سلاطین کو اہل اسلام سے جنگ کرنے کا حوصلہ نہیں ہوتا۔

آٹھویں یہ کہ اس قسم کے افعال خوش خصال مسلمانوں کے درمیان پسندیدہ نہیں خیال کیے جاتے۔

نویں یہ کہ بعض ایک فضول امر کے لئے کئی ہزار دشمن پیدا ہو جاتے ہیں اور ظاہر ہے کہ کل قیامت کے روز ہر شخص کا جداگانہ جواب دینا ہوگا۔

دسویں یہ کہ میدان حشر میں شفیع روز جزا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں ندامت و پشیمانی حاصل ہوگی۔

اس موقع پر مترجم بندہ نے عرض کیا کہ بندہ درگاہ کے خیال ناقص میں جو آیا عرض کر دیا۔

فدوی نے مختصر طور پر یہ دس گناہ حضور سے عرض کئے۔ ان کے علاوہ اگر اہل اسلام کی دیگر مضرتوں اور نقصانات سے بحث کی جائے تو اس کے لئے ایک دفتر درکار ہے۔

ایک فائدہ جو فدوی نے عرض کیا وہ یہ ہے کہ تمام عالم میں یہ خبر ضرور مشہور ہو جائے گی کہ فلاں بادشاہ نے اہل

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sira

اور چند مسلمانوں کو جو اس ملک میں مقیم تھے زیر و زبر کر دیا۔

ظاہر ہے کہ اس قسم کے قہر و غلبے سے معاذ اللہ کسی قسم کا اجر و فائدہ نہیں ہے اور نقصان بے شمار ہے اور ہزارہا افراد دشمن ہو جاتے ہیں۔

صاحبان فہم و فراست صرف دنیاوی شہرت کی خاطر ایسے کو خدا کی بارگاہ میں مردود و عاصی نہیں شمار کر سکتا۔

خان جہاں نے یہ واقعہ فیروز شاہ سے بیان کیا اور وزیر کی تقریر حضرت شاہ کو بے حد پسند آئی۔

فیروز شاہ اپنے ارادے سے بے حد پشیمان ہوا اور شرمندہ ہو کر کہا کہ تمہاری تقریر قواعد جہاں بانی و اساس سلطانی پر مبنی ہے۔

بادشاہ نے اس واقعے کے بعد عہد کر لیا کہ اہل اسلام پر لشکر کشی نہ کرے گا۔

جس قدر افراد کہ بارگاہ شاہی میں حاضر تھے انھوں نے وزیر کی اور بادشاہ کو دعا دی۔

اس موقع پر فیروز شاہ نے فرمایا کہ ظاہر ہے کہ جو شخص مسلمان ہوگا اس کو قسم اعمال کیونکر نہ ہوگا۔

بادشاہ نے فرمایا کہ دنیا کی ترقی ہیچ ہے اگر انسان دنیا سے با ایمان اٹھا تو سبحان اللہ اس کے تمام افعال و کردار اور اس کے خیالات تا آخر محمود و پسندیدہ خیال کیے جائیں گے۔

سبحان اللہ ایسے وزیر اور بادشاہ اور ایسے نادر روزگار وزیر کی کیا تعریف کی جائے۔

مختصر یہ کہ فیروز شاہ نے جو مقرب درگاہ الٰہی تھا چالیس سال حکمرانی کی اور اہل اسلام کو کسی قسم کی مضرت نہ پہنچائی۔

دوسرا مقدمہ

فیروز شاہ کا غلاموں کو جمع کرنا

روایت ہے کہ فیروز شاہ نے بندگان درگاہ کے جمع کرنے میں بے حد کوشش و اہتمام کیا

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

بادشاہ نے اس معاملے میں اس قدر بھی کوشش کی کہ ہر جاگیردار و عامل کے نام ایک فرمان اس مضمون کا جاری فرمایا کہ اس مقام پر جہاں کہ آئین شاہی کے مطابق قامت گری کی جائے وہاں اسیروں کا انتخاب کیا جائے اور جو فرد کہ بارگاہ شاہی میں خدمت کرنے کے قابل ہوں ان کو حضور میں روانہ فرمایا جائے۔ ناظرین کو معلوم ہے کہ جس امر میں شاہان اولوالعزم کوشش فرماتے ہیں وہ کس درجہ کامیاب و بار آور ہوتا ہے۔ غرضکہ ہر جاگیردار جو بادشاہ کے حضور میں حاضر ہوتا تھا اپنی حیثیت کے مطابق چند خوبصورت غلام بادشاہ کے حضور میں پیش کرتا تھا۔

جاگیرداران منتخب و خوبصورت غلاموں کو پاکیزہ لباس پہنا کر بادشاہ کے حضور میں حاضر کرتے تھے۔ یہ غلام علاوہ اس کے محاصل سے پہلے دستار اور کمر خدمت باندھے حضور میں پیش ہوتے تھے۔ یہ عام قاعدہ تھا کہ جاگیردار ہر سال فیروز شاہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور سامان تازی و ترکی بے شمار فیلان تومند انواع و اقسام کے پارچہ جات اور زر و نقرہ کے ظروف اور ہتھیار و شتر و خچر وغیرہ ہر ایک اقطاع سے اپنے ہمراہ لاتے تھے اور بعض سو قسم اور بعض پچاس اور بعض بیس اور بعض دس اقسام کے نادر اشیا بادشاہ کے ملاحظے میں پیش کرتے تھے۔

ان اشیا کے علاوہ جاگیردار غلام بھی لاتے تھے اور فیروز شاہ نے حکم دیا تھا کہ صاحبان اقطاع جس قدر بندگان خدمت پیش کریں ان کی قیمت ادا کی جائے اور اس کو معاوضے میں یہ رقم محصول میں مجری دی جائے۔ بلکہ یہ قیاس خدمتی کا قاعدہ خود سلطان فیروز شاہ نے وضع کیا تھا۔ سلاطین قدیم کے زمانے میں یہ دستور نہ تھا۔

ہر جاگیردار قدیم زمانے میں اپنی جاگیر سے حاضر ہوتا وہ جو کچھ اس کی مقدرت ہوتی وہ لے کر بادشاہ کے حضور میں آتا لیکن یہ رقم محصول میں وضع نہ ہوتی تھی۔

فیروز شاہ کا عہد حکومت آیا اور بادشاہ نے فرمایا کہ اہالی مقطع کے اخراجات بیشمار ہیں اس گروہ کو رقم خدمتی معاف کر دینا بہتر ہے۔

بادشاہ نے حکم دیا کہ ہر صاحب مقطع جو اپنی جاگیر سے حاضر ہو اور اپنے حوصلے کے تقاضے سے تحائف حضور میں پیش کرے لیکن ان تحائف کی قیمت محاصل شاہی میں مجری کر دی جائے تاکہ جاگیرداروں کی عزت و وقار قائم رہے اور جاگیردار بھی بادشاہ کے ملاحظے کے قابل اشیا

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sira

حضور میں پیش کر سکے۔ غرضکہ چالیس سال کامل یہ قاعدہ جاری رہا۔

مختصر یہ کہ فیروز شاہ جو امیر بندگان خدمتی زیادہ پیش کرتا بے حد نوازش فرماتا اور جو جاگیر دار کہ ان بندگان پیشی کی تعداد میں کمی کرتا اس پر اسی لحاظ سے عنایت مبذول فرماتا۔

اس طرح یہ تمام اہل مقطعات کو علم ہو گیا کہ بادشاہ کو بندگان خدمتی فراہم کرنے کا بے حد شوق ہے۔ تمام جاگیر داروں نے اس کام کو تمام امور خدمت پر مقدم خیال کیا اور چند سال میں بادشاہ نیک خصال کی سعی و کوشش سے اس قدر بندگان خدمتی جمع ہو گئے کہ ان کا اندازہ تحریر و تقریر سے باہر ہے۔

بادشاہ کو معلوم ہوا کہ بندگان خدمت بکثرت جمع ہو گئے ہیں اور اس نے بعض کو شہر ملتان اور بعض کو دیپال پور اور بعض کو سامانہ اور بعض کو گجرات وغیرہ ہر حصۂ ملک میں سکونت کا حکم دیا۔

بادشاہ نے ان بندگان خدمت کی پرورش کے لئے وظائف مقرر کئے اور بعض افراد کے لئے اسی حصۂ ملک میں جاگیر مقرر کر دی۔

دوسرے افراد جو شہر میں مقیم تھے ان کی نقد تنخواہ مقرر کی اور ہر شخص کا مشاہرہ معین کر دیا۔

بادشاہ نے بعض افراد کو سو اور بعض کو پچاس اور بعض کو پچیس اور بعض کو تیس اور بعض کو بیس تنکے ماہوار عطا فرمائے اور کسی شخص کی تنخواہ دس تنکے سے کم نہ تھی۔ ان بندگان بادشاہی کو چھ یا چار یا تین ماہ کے بعد رقم نقد خزانۂ سرکار سے عطا ہوتی تھی۔

ان بندگان شاہی میں بعض نے حفظ کلام اللہ اور بعض نے دیگر علوم دینی کی تحصیل شروع کر دی اور بعض ہندوستان سے ہجرت کر کے شاہی حکم کے مطابق کعبۃ اللہ چلے گئے اور بعض اشخاص حرفت و صنعت کے کارخانوں میں تعلیم کے لئے مقرر کئے گئے اور اس طرح تقریباً بارہ ہزار بندگان بادشاہی مختلف صنعت و حرفت میں لگا دئے گئے۔

ان کے علاوہ چالیس ہزار بندگان شاہی روزانہ نوبت سواری و قلعہ میں حاضر

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

رہتے تھے اور اس طرح ایک لاکھ اسی ہزار بندگان فیروز شاہی شہر و اقطاعات میں جمع ہو گئے۔

فیروز شاہ ان بندگان دولت کی راحت و آرام و ہر شے کا خاص انتظام کرتا تھا چنانچہ ان کی بیخ و بنیاد اس قدر مضبوط ہو گئی کہ بیان سے باہر ہے۔

بادشاہ اس گروہ کی پرورش و پرداخت کو اپنے اوپر واجب خیال کرتا تھا اور شاہی توجہ سے اس سلسلے کو ایسا مستحکم کیا کہ بندگان بادشاہی کے معاملات سلطنت کے کاروبار سے قطعاً علیحدہ ہو گئے۔

ان بندگان بادشاہی کے عرض دار و مجموعہ دار و خزانہ دار و دیوان و چاؤش و حضوری و نائب چاؤش حضوری علیحدہ مقرر کئے گئے۔

غرضکہ دیوان بندگان دیوان وزارت سے بالکل جدا قرار پائے۔

جب کبھی بادشاہ سواری کرتا تو بندگان تیر انداز صف بستہ بادشاہ کے آگے آگے چلتے تھے۔ اس کے علاوہ بندگان تیغ دار و دستہ بندگان [illegible] اور بعض بندگان ہزار اسپان تازی و ترکی پر سوار اور بندگان اسپ گاؤ میش پر سوار بادشاہ کے عقب میں چلتے تھے۔

غرضکہ اس طرح بے شمار بندگان بادشاہی جمع ہو گئے اور اس حد تک نوبت پہنچی کہ تمام کارخانجات خاص میں ان کا تقرر ہو گیا۔ چنانچہ آبدار و شمشیر دار و جامہ دار و مطبخی و علف دار و طشت دار و چتر دار و شمع دار و [illegible] دار و جامہ دار و سلاح دار و شکرہ دار و دربان و [illegible] دار و فیل بان و ستور بند و خاصہ دار و [illegible] خاصہ دار و [illegible] وغیرہ دیگر اہل عمل کل درون و کل بیرون تمام خانہ وغیرہ بھی بندگان بادشاہی مقرر کر دیئے گئے۔

اس کے علاوہ نوبت یہاں تک پہنچی کہ سرحدی حضوری میں بھی انھی کا تقرر ہو گیا۔

بندگان قرآن خوان کتاب خانہ [illegible] میں متعین کئے گئے۔

دعا گوین [illegible] دیوان وزارت میں بھی ان کا تقرر ہوا اور بعض بندگان بادشاہی قلعوں [illegible] مقرر کئے گئے۔

غرضکہ کوئی مقام بندگان فیروز شاہی سے خالی نہ رہا اور حقیقت یہ ہے کہ دہلی میں کبھی فرمانروا نے اس قدر بندگان دولت جمع کرنے کی توفیق نہ پائی تھی۔

سلطان علاء الدین مرحوم نے تقریباً پچاس ہزار بندگان خدمت جمع کئے تھے اور اس

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

گروہوں میں منتشر بھی تھے مثلاً علائی دور کے بعد خدا کی حکمت سے کسی بادشاہ کو بندگان شاہی جمع کرنے کی طرف توجہ نہ ہوئی۔

جہاں تک مشیتِ ازلی خداوند تعالیٰ نے یہ مقدر فرمایا تھا کہ جب چند سال یعنی سلطان فیروز شاہ کے انتقال کے بعد گروہ اہل اسلام میں جنگ و جدال کا بازار گرم ہو اور بار یعنی بندگان شاہی کے واسطے ظہور پذیر ہو اس لئے پروردگار عالم نے فیروز شاہ کو بندگان شاہی کے جمع کرنے پر متوجہ کیا۔

بادشاہ نے چالیس سال کامل بندگان دولت کو جمع کیا اور چونکہ پروردگار عالم کی مشیت وتقدیر کا ظہور ضروری ہوگیا اس سبب فیروز شاہ نے بندگان بادشاہی کا جمع کرنا بھی اپنے فرائض سلطنت میں خیال کیا اور اس امر میں دل وجان سے سعی وکوشش کی یہاں تک کہ اہل مقطع بندگان بادشاہ کے حضور میں پیش کرتے اور فیروز شاہ ان کو بعض امراء و ملوک کے سپرد کرتا تاکہ ان کو تعلیم دی جائے۔

امراء ان بندگان شاہی کو اپنے فرزند کی طرح پالتے اور ان کے خورد ونوش ولباس وغیرہ کا کافی انتظام کرتے اور جیسے ہمدردی کے ساتھ ان کو تعلیم دلاتے اور عزیز رکھتے تھے۔

امرائے دربار بندگان بادشاہی کی پرورش و پرداخت کرتے اور ان کو علم و ادب کے لائق کر کے بادشاہ کے حضور میں پیش کرتے تھے اور بادشاہ ان امراء پر حد سے زیادہ نوازش فرماتا یہاں تک کہ اس حد تک پہنچ گیا کہ بادشاہ کی سعی و کوشش سے خدا تعالیٰ نے بے شمار بندگان شاہی کو جمع کر دیا اور آخرکار اس گروہ نے جلد بندگان بادشاہ کے سر قلم کر کے دربار کے سامنے لٹکائے جیسا کہ سلطان محمد فیروز شاہ کے مقدمہ ذکر میں عنقریب تحریر میں آئے گا۔

تیسرا مقدمہ

خلیفہ کا خلعت ہندوستان آنا

نقل ہے کہ جس طرح حضرت خلیفۂ بغداد نے سلطان مرحوم محمد تغلق کے لئے خلعت روانہ فرمایا تھا اسی طرح سلطان فیروز شاہ کے لئے بھی خلعت حکومت روانہ کیا لیکن فرق یہ تھا کہ

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sira

حضرت خلیفہ نے خود سلطان محمد کے مرنے پر خلعت روانہ فرمایا تھا اور سلطان فیروز کو بلا کسی تحریک کے اس اعزاز دینی سے سرفراز فرمایا جیسا کہ مورخ عفیف سلطان محمد تغلق کے ذکر میں وضاحت کر چکا ہے۔ بلکہ حضرت خلیفہ نے فیروز شاہ کے لئے علاوہ خلعت کے چند مراتب عزت مزید روانہ فرمائے۔

خلیفہ کی بارگاہ سے ہر بار تین خلعت آتے تھے ایک سلطان فیروز شاہ کے لئے اور ایک شاہزادہ فتح خاں اور ایک خانجہاں کے لئے۔

تحقیق کہ خلیفہ کی بارگاہ سے خلعت آتا اور بادشاہ اس کا استقبال کیا کرتا تھا اور خلعت کو دونوں ہاتھوں سے لے کر اس کو آنکھوں سے لگاتا اور سر پر رکھتا۔

اس تعظیم کے بعد بادشاہ منظر عام پر ہر کہ و مہ کے روبرو خلیفۂ زمانی ابن عم ابن حال والا مرتبت ملک الامام ابو الفتح ابی بکر ابن ابی الربیع سلیمان خلد اللہ ملکہ کا خلعت زیب بدن کرتا۔ منشور حکومت جس میں فیروز شاہ کو حکمرانی کرنے کی قطعی اجازت دی گئی تھی اور جس میں خلیفہ نے بادشاہ کو سید السلاطین کے خطاب سے سرفراز فرمایا تھا پیش ہوا اور بادشاہ نے بعد تعظیم کے ساتھ آگے بڑھ کر قدم اٹھایا اور فرمان کو آنکھوں سے لگا کر اپنے سر پر رکھا اور بعد کو یہ ادا بیت پڑھا۔ بادشاہ شہر کی طرف واپس ہوا اور حجاب بارگاہ نے صدا بلند کی اور فیروز شاہ نے خلیفہ کے قاصدوں سے معانقہ و مصافحہ کیا اور ہر شخص کے ساتھ تعظیم و تکریم سے پیش آیا۔

بادشاہ نے ہر فرد کی پرسش احوال کی اور اس کے بعد شاہزادہ فتح خاں کو خلعت خلافت پہنا کر خانجہاں کو بھی اس شرف سے سرفراز فرمایا۔

فیروز شاہ نے جامہ ہر گروہ میں سے ہر فرد کو اس کی حیثیت کے مطابق خلعت عطا فرمائے اور اس کے بعد تمام خانان و ملوک کو بھی جامہ دار خانۂ خاص سے جامہ ہائے خلعت عنایت کئے۔

اس روز بادشاہ نے تمام خلائق کے روبرو جشن عام کر کے ہر شخص کو نوازش شاہانہ سے سرفراز فرمایا۔

فیروز شاہ خلعت خلافت کو بعد تعظیم و تکریم سے پہنتا اور اس جامے کو تبرکاً جامہ خانہ میں رکھوا دیا تھا۔ بادشاہ نے ان نشانات کے مراتب کو بھی علم خانۂ خاص میں محفوظ کرا دیا۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sira

چونکہ سلطان فیروز شاہ نے جو جبلی رغبت و شائق سے قطع نظر کر کے محض خدا پر بھروسہ کیا اور اپنے دل میں اس امر کا یقین کر کے کہ میری حیثیت یہ نہیں ہے کہ میں خود اپنے لئے بار خلافت کی درخواست کروں قطعاً خاموش رہا۔ اس لئے خداوند کریم نے محض اپنے لطف و کرم سے اس کو اس عزت سے سرفراز فرمایا۔

سبحان اللہ جس زمانے میں کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف چالیس سال کو پہنچی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت کو خواب میں وحی سے سرفراز فرمایا۔

ہر بار ایک مقرب خواب میں حضرت سے عرض کرتا کہ تم خدا کے رسول ہو اور ہر مرتبہ حضرت کو اس منصب عظیم کی بشارت دیتا تھا۔

اس موقع پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں نے چھ ماہ خواب میں منصب نبوت کی بشارت سنی لیکن اس پر بھی میں اپنے کو اس منصب کا اہل نہ خیال کرتا تھا اور یہی وجہ ہے کہ اس مسئلے میں علماء کا اختلاف ہے اور انھوں نے فرمایا ہے کہ خواب نبوت کا چھیالیسواں جزو ہے اس لئے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو چالیس سال کے بعد چھ ماہ کامل خواب میں بشارت وحی ہوتی رہی اور اسی لئے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ خواب نبوت کا چھیالیسواں جزو ہے۔

اس زمانے کے بعد حضرت پر بیداری میں وحی آنے لگی جیسا کہ اس کا تمام قصہ تفاسیر میں مرقوم ہے اور تمام کتابوں میں منقول ہے۔

چونکہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بینی سے کنارہ کشی فرمائی اس لئے خدائے برتر نے حضرت کو اپنے انعامات و کرم سے سرفراز و مالا مال فرمایا اور حضرت کو خاتم الانبیاء قرار دے کر اپنا مقرب ترین بندہ بنا دیا۔

اسی طرح چونکہ سلطان فیروز شاہ نے جو ہر طرح کی تمام خوبیوں سے آراستہ تھا اور اللہ تعالیٰ نے بادشاہ کی فطرت میں انبیاء و اولیاء کے خصائل ودیعت فرمائے تھے عادت بزرگی کی وجہ سے خود بینی سے قطع نظر کی اور خلیفہ کی بارگاہ میں اپنے لئے خود بادشاہت و حکومت کی درخواست نہ کی اس لئے خدائے برتر نے اس کو غیب سے جامہ عطا فرما کر بادشاہ و خسرو سلاطین قرار دیا۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

چوتھا مقدمہ

سلطان فیروز شاہ کا محل بارجا میں جلوس کرنا

نقل ہے کہ فیروز شاہ نے تین محل بارجا مقرر کئے تھے۔ ایک محل اول صحن گلین کے نام سے مشہور تھا جس کو محل انگور بھی کہتے تھے جس کے معنی محل انگور کے ہیں۔

محل دوم محل چھجے چوبیں اور محل سوم محل بار عام کے ناموں سے موسوم تھے۔

محل سوم محل میانگی بھی مشہور تھا۔

محل بارجا صحن گلین وہ قصر شاہی تھا جہاں کہ تمام خانان و ملوک و امراء و معارف اور بعض اہل قلم اپنے مراتب کے موافق بادشاہ کے سلام کو حاضر ہوتے تھے۔

محل چھجے چوبیں اخص خاص کے لئے مخصوص تھا۔ اور محل سوم یعنی صحن میانگی خاص و عام ہر شخص کے لئے مخصوص کر دیا گیا تھا۔

مورخ عفیف محل صحن گلین کے حالات مقدمے میں ہدیۂ ناظرین کر چکا ہے اور محل صحن میانگی کے جملہ احوال جشن ہائے شب برات و عیدین و نوروز و ایام سبز پاشی و ملاقات قاصدان اطراف کے ذکر میں بعرض بیان میں آ چکا ہے۔

مختصر یہ کہ سلطان فیروز شاہ شہر دہلی سے منتقل ہو کر فیروز آباد میں مقیم تھا۔ بادشاہ جب کبھی محل بارجا میں جلوس کرنے کا ارادہ کرتا تو دریا میں روز کے بعد عبادات و قرأت قرآن سے فارغ ہو کر چند سورے کلام اللہ کے تلاوت فرماتا۔

سبحان اللہ سلطان فیروز شاہ کس درجہ خوش اوقات فرمانروا تھا۔

بادشاہ چند سورے روزانہ تلاوت فرماتا اور جمعے کو سورۂ کہف اور شب جمعہ کو سورۂ طٰہٰ بلاناغہ تلاوت فرماتا۔

فیروز شاہ روزانہ چند پارے کلام اللہ کے پڑھتا اور معمولی اوراد و وظائف میں کسی قسم کا خلل واقع نہ ہوتا تھا۔

بادشاہ کا عقیدہ اس قدر پختہ تھا کہ قرآن پاک میں جہاں کہیں کہ اسم اعظم اس کی

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sira

زبان پر آتا تو نہایت ذوق و شوق میں اس جگہ کو بوسہ دیتا اور آنکھوں سے ملتا تھا اور یہ طریقہ گویا اپنے لئے واجب خیال کرتا۔

مختصر یہ کہ بادشاہ کی عبادت کے بعد ملازمین بادشاہی تخت کو آراستہ کرتے تھے اور اول بادشاہ خود تشریف لاتا اور تخت سلطنت پر جلوس کرتا۔

بادشاہ کے بعد سراپردہ داران خاص و عہدہ دار حاضر ہوتے اور بادشاہ کے حضور میں آداب وغیرہ بجا لاتے اور آگے بڑھ کر عرض کرتے کہ حاضرین بارگاہ کے سلام وغیرہ کی بابت کیا ارشاد ہے۔ بادشاہ حکم دیتا کہ خلائق کو سلام کے لئے حاضر کرو۔ سراپردہ داران اول حجاب کو حاضر بارگاہ ہونے کی اجازت عطا کرتے اور اس کے بعد چند گلابی قبضہ دار زریں و نقرئی سپر ہاتھوں میں لئے ہوئے حاضر ہوتے۔

ان کے بعد دیوان رسالت کی نوبت آتی اور دیوان قضا کے کارکن دیوان رسالت کے ہمراہ ہوتے تھے۔ ان تمام جماعتوں کے بعد دیوان عالی وزارت حاضر ہوتے اور اپنے محل مقررہ پر جانب راست مودب کھڑے ہوتے۔

دیوان وزارت کے بعد دیوان عرض کی نوبت آتی اور کوتوالان ملک دیوان عرض کے ہمراہ ہوتے تھے۔ اور دیوان عرض جانب چپ استادہ ہوتے۔

تمام شاہزادگان و نیز عمدہ و اعیان ملک بادشاہ کے عقب میں جگہ پاتے البتہ بعض جاگیردار و کارکنان سلطنت کو بھی جانب چپ قیام کرنے کی اجازت مرحمت ہوتی تھی اور ہر شخص اپنے مرتبے کے مطابق درگاہ میں استادہ رہتا تھا۔

تمام حاضران بارگاہ میں کوئی شخص بھی بغیر کلاہ اور کمر کے حاضر نہیں ہو سکتا تھا لیکن چند تیغ دار جن کو بارگاہ شاہی سے جامۂ زردوزی و جبہ سفید و کمر زریں و کلاہ بارگی بطور خلعت عطا ہوتی تھی وہ البتہ اپنے خاص لباس ہی میں بارگاہ میں حاضر ہوتے تھے۔

سبحان اللہ سلطان فیروز شاہ کا کیا عمدہ طریقہ حکومت تھا کہ تمام امرا و اعیان ملک و نیز تمام اہل قلم بہ رغبت و مسرت کے ساتھ جامۂ زرینہ پہنتے اور کسی فرد کو بھی اس قسم کا لباس زیب بدن کرنے میں تامل نہ ہوتا تھا۔ مختصر یہ کہ دربار گاہ پر لباس کے ترتیب میں کسی شخص کو بھی بغیر موزہ و موسے یند استعمال کئے ہوئے بارگاہ میں حاضر ہونے کی اجازت نہ ہوتی تھی۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sira

کبھی ایسا بھی ہوتا کہ بار کے وقت بادشاہ شکروں کے اڑانے اور گھوڑوں کو چکر دلانے میں بھی مشغول ہوتا۔

جو افراد کہ تخت شاہی کے متصل ایستادہ ہوتے اُن کی ترتیب حسب ذیل ہوتی تھی۔

خان جہاں وزیر جانب راست تخت شاہی سے قریب جگہ پاتا تھا۔

امیر معظم امیر احمد اقبال خان جہاں سے بالاتر لیکن بقدر ایک بالشت کے خان جہاں کے عقب میں بیٹھتا تھا۔

اس مرتبۂ نشست سے مراد یہ تھی کہ امیر احمد اقبال کا مرتبہ خان جہاں سے برتر اور فزوں تر۔

اس کے علاوہ ایک نظام الملک امیر حسین امیر میران جو نائب وزیر ممالک تھا خان جہاں سے قریب بیٹھتا تھا۔ غرضکہ تخت شاہی سے متصل یہی تینوں امیر جگہ پاتے تھے۔

جانب چپ خان جہاں کے عقب میں ایک جامہ دوتہ کرکے بچھایا جاتا تھا اور اس جامے کے صدر میں قاضی صدر جہاں بیٹھتے تھے اور اُن کے متصل [illegible] نشست کی اجازت عطا ہوتی تھی۔

پایہ سے متصل مغل خان اعلیٰ جگہ پاتا تھا۔

جانب چپ تخت شاہی سے متصل جگہ خالی رہتی تھی۔

ایک جامہ خانہ دوتہ کرکے بازو کے چپ کی جانب قدرے فاصلے سے بچھایا جاتا تھا اور اس جامہ خانے کے صدر میں جانب چپ ظفر خاں کو جائے نشست عطا ہوتی تھی۔

ظفر خاں کے متصل احمد خاں اور نیز بہ صاحب دو چتر اور اس کے متصل اعظم خان خبرساں جگہ پاتے تھے اور ان کے عقب میں رائے مدار دیو (رائے بار) اور رائے کھمبیر وراوت اور میران زمین پر نشست کرتے تھے۔ اس راستے میں مؤرخ عفیف شاہی حکم کے مطابق کل سلام میں حاضر ہوتا تھا۔

مختصر یہ کہ خان جہاں بارگاہ میں حاضر ہوتا اور اس کے ہمراہ دیوان وزارت کے تمام اصحاب حاضر ہوتے تھے۔ خان جہاں اور اس کے رفقا کل جانب سے سلام کرتے تھے اور طرف راست کے تمام امرا اپنے مقامات پر ایستادہ ہو جاتے تھے۔

دستور مشہور کے بموجب امرزادہ و برادران اصحاب دیوان سے بالاتر جگہ پاتے تھے۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

ایوان میں اور حاجب دیوان میں حسب درجۂ اشخاص کا فاصلہ ہوتا تھا۔

غرضکہ دستوران سلطنت آگے بڑھتے اور بار دوم سرپردہ میں ہوتے تھے۔

بادشاہ خود اپنے ہاتھ سے بیٹھنے کا اشارہ کرتا اور دستوران ملک بار سوم سرپردہ میں پہونچ کر اپنے مقام پر بیٹھ جاتے تھے۔

ملک الشرق نظام الملک نائب وزیر اس زمانے میں وزیر کے برابر بیٹھتا تھا۔

سلاطین قدیم کے عہد میں نائب وزیر کو تخت شاہی کے روبرو بیٹھنے کی اجازت تھی لیکن جب سلطان فیروز کے عہد حکومت میں ملک نظام الملک کو نیابت کا عہدہ عطا ہوا تو چونکہ یہ امیر بادشاہ کا خاص مشیر تھا اور نیز کہ بادشاہ کی ہمشیرہ اس کے حبالۂ عقد میں تھی اور نظام الملک تمام خوبیوں سے آراستہ تھا بادشاہ نے حکم دیا کہ نائب وزیر وزیر سے فروتر تخت شاہی کے روبرو نشست اختیار کرے۔ مختصر یہ کہ خان جہاں بارگاہ میں حاضر ہوکر اپنے محل و مقام پر بیٹھتا اور بادشاہ اس کی جانب روئے سخن پھیر کر اس سے کلمہ و کلام میں مشغول ہوتا تھا۔

بادشاہ کا قاعدہ تھا کہ وزیر کی موجودگی میں کسی شخص غیر سے گفتگو نہ کرتا تھا۔

اگر بادشاہ کسی شخص غیر کو اپنے حضور میں طلب کرنا چاہتا تو بھی خان جہاں کی طرف اشارہ کرتا۔

خان جہاں اس شخص کو طلب کرکے بادشاہ کے حضور میں پیش کرتا۔

اگر بادشاہ کسی شخص پر غضب و غصہ کرتا تو بھی خان جہاں کی طرف رخ کرتا تھا۔

غرضکہ سلطان فیروز شاہ ہر معاملے میں خان جہاں سے گفتگو کرتا تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ جو آئین کلام کہ دیگر سلاطین عالم نے سیاست و تدبیر سے وضع کئے تھے فیروز شاہ الہام الٰہی سے مستفید ہو کر ان پر عمل کرتا تھا۔

قابوس حکیم نے قابوس نامے میں تحریر کیا ہے کہ سلاطین عالم کا فریضہ ہے کہ وزیر کی موجودگی میں شخص غیر سے کلمہ و کلام نہ کرے اس لئے کہ اگر وزیر کی موجودگی میں بادشاہ کسی امیر کو مخاطب کی عزت سے سرفراز فرمائے گا تو اس روز ربع مملکت کو نقصان پہنچ جائیگا۔

اس کا اصل سبب یہ ہے کہ وزیر کو تمام ملک سے محاسبہ کرنا پڑتا ہے اور خواہ بادشاہ کا مہر ہو یا بادہ مہر کی شاہی بھی وزیر کے کہا سے میں گرفتار ہوتا ہے۔

ان وجوہ کی بنا پر تمام اصحاب سلطنت وزیر کے دشمن ہوتے ہیں اگر بادشاہ وزیر کی موجودگی میں شخص غیر سے کلام کرے گا تو تمام ارکان دربار کو یہ گمان ہوگا کہ شاید بادشاہ وزیر سے ناراض ہے اور اس وجہ سے دوسرے شخص سے مخاطب ہو رہا ہے۔

اس گمان کی بنا پر وزیر کی عظمت قلوب سے کم ہو جائے گی اور خود وزیر بھی بد دل ہو کر یہ گمان کرے گا کہ شاید مجھ سے کوئی قصور صادر ہوا ہے جس کی وجہ سے بادشاہ مجھ سے ناراض ہے۔

اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وزیر اپنے فرائض منصبی کو بخوبی انجام نہ دے سکے گا اور جب عمال کے حسابات میں فرق آئے گا تو مال خزانۂ شاہی میں نہ داخل ہو سکے گا اور مال و دولت کی کمی سے بنیاد سلطنت کمزور ہوگی اور ملک میں خلل پیدا ہو جائے گا اس لئے کہ بادشاہی کی بنیاد و نظام حکومت مال و دولت پر مبنی ہے۔

دستور الوزراء میں مرقوم ہے کہ جو مال و دولت کہ عمال شاہی قعر زمین میں دفن کر دیتے ہیں وزیر اپنی فہم و فراست و نیز تدبیر و سیاست سے ان عمال کی چشم طمع کو دور کر کے رقم قعر زمین سے نکال لیتا ہے۔

شاہان عالم وزراء و دستوران ہوشمند کی قدر و قیمت جانتے ہیں جو محتاج بیان نہیں ہے۔

چونکہ سلطان فیروز شاہ صاحب تجربہ فرماں روا تھا اور ملک میں تمام ادب و طریق میں معروف تھا اس لئے بادشاہ وزیر کی موجودگی میں شخص غیر سے قطعاً کلام نہ کرتا اور اگر کسی شخص کو قدم بوسی کے لئے تخت کے روبرو طلب کرتا تو بادشاہ اپنے نور بصیرت سے اس شخص کے آباو اجداد کے احوال سے اس کو فوراً پہچان لیتا یہ محض خدا کا فضل تھا جو اس فرماں روا کے شامل حال رہا اور ظاہر ہے کہ انسان ضعیف البنیان کو فطرتاً اس قسم کا ادراک کہاں میسر ہوتا ہے۔

ظاہر ہے کہ ہزاروں انسان کی جو قدم بوسی کے لئے حاضر ہوں ان کی شرافت کا محض ان کے بشرے سے دریافت کر لینا اور پھر ان سے ان کی حیثیت کے مطابق گفتگو کرنا اور ان حاضرین کو عزت و خوشی کے ساتھ اپنے سے رخصت کر دینا اور ان حاضرین کا شکر کرتے ہوئے واپس جانا ایک ایسا امر وہبی ہے جس کو کتاب سے قطعاً سروکار نہیں ہے۔

بادشاہ کی یہ شناسائی و فراست محض اس کی خوبی بصیرت و عطیۂ الٰہی ہے جس میں انسانی کوشش کو دخل نہیں ہے۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-si

انشاء اللہ تعالیٰ قرباں درانی کے چند اہم ترین نکتے اس مقدمے کے آخر میں تفصیل کے ساتھ بیان کئے جائیں گے۔

مختصر یہ کہ فیروز شاہ ایک پہر تک محل بار میں نشست اختیار کرتا اور اس کے بعد دوسرے محل میں چلا جاتا اور تمام درگاہ ملوک بارگاہ اپنے مسکن کو واپس جاتے۔

خان جہاں آئین قدیم کے مطابق دست راست پر جلوس کرتا عمل کے اہل کار اس کے پیش رہتا تھا اور ہر شخص اپنے فرائض منصبی میں مشغول رہتا تھا۔

اس مقام پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ فیروز شاہ کے دربار کی نشست کا یہ قاعدہ تھا کہ تخت حکومت کی جانب راست خان جہاں اور امیر احمد اقبال و نظام الملک کو جگہ دی جاتی تھی اور جانب چپ تخت سے متصل باوجود تربیت و عہدہ کے کسی شخص کو بیٹھنے کی اجازت نہ تھی حالانکہ سلاطین قدیم کا دستور تھا کہ ان کا دست چپ بھی امرا سے خالی نہ ہوتا تھا۔

ایسی حالت میں بادشاہ کے اس فعل کو کس مصلحت پر محمول کیا جا سکتا ہے۔

اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ مورخ عفیف جس زمانے میں سلام کے لئے حاضر ہوتا تھا اس عہد میں دست چپ امرا کے وجود سے خالی تھا اور مورخ نے اپنے والد ماجد سے اس کا سبب دریافت کیا۔

میرے والد نے فرمایا کہ دست چپ زمانہ قدیم سے سر لشکر کے لئے مخصوص ہے سلطان فیروز شاہ نے اپنے آغاز حکومت میں سر لشکر کا عہدہ اپنے غلام بشیر کو عطا کر کے اس کو عماد الملک کے خطاب سے سرفراز فرمایا لیکن اس شخص کی نشست جانب چپ متصل تخت نہ تھی۔

فیروز شاہ کے اوائل عہد میں خان جہاں اگرچہ وزیر تھا لیکن جانب چپ بیٹھتا تھا اور دست راست کی طرف خان اعظم تاتار خان کو جگہ عنایت ہوتی تھی۔

چند سال کے بعد خان اعظم نے وفات پائی اور خان جہاں کو حکم ہوا کہ اپنے مقررہ مقام پر نشست اختیار کرے اور اس طرح جانب چپ خالی رہ گیا۔

اس درمیان میں خان اعظم ظفر خان بنگال سے بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا جیسا کہ مورخ قسم دوم میں تفصیل کے ساتھ بیان کر چکا ہے۔ اور فیروز شاہ نے حکم دیا کہ ظفر خان کو دست عطا کی جائے اور یہ امیر جانب چپ نشست اختیار کرے۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

چند سال کے بعد ظفر خاں نے بھی وفات پائی اور اُس کا فرزند دریا خاں اپنے باپ کا جانشین ہوا اور اس شخص کی نشست کی بابت بادشاہ سے عرض کیا گیا۔

فیروز شاہ نے حکم دیا کہ جانب چپ صدر میں اپنے مرحوم پدر کی جگہ نشست اختیار کرے۔

اس طرح اگر کوئی اعتراض کرے کہ محل بار یا صحن مجلس میں سید ورکانی یا مولانا جلال الدین رومی و شیخ الاسلام کی جگہ کہاں تھی۔

اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ سید ورکانی جانب راست صدر جہاں سے فروتر جگہ پاتے تھے اور مولانا جلال الدین رومی سید ورکانی کے متصل قیام فرماتے تھے۔

شیخ الاسلام ہمیشہ ایک پہر رات گزرنے کے بعد بادشاہ کی ملاقات کو آتے تھے اور اُس وقت بادشاہ محل چھپر میں قالین کے اوپر بیٹھتا تھا۔

شیخ الاسلام بادشاہ کے حضور میں حاضر ہوتے اور فیروز شاہ اُن کا استقبال کرتا اور اپنے ہاتھ شیخ کے قدموں تک لے جاتا۔

حضرت شیخ بادشاہ کو دعا دیتے اور اپنے سینے سے لگاتے تھے اور اس کے بعد بادشاہ و شیخ ہر دو اصحاب ایک ہی جگہ بیٹھتے تھے اور اس مجلس میں کسی شخص غیر کی گنجائش نہ تھی۔

بادشاہ جناب شیخ سے کلام کرتا اور طعام و شربت و میوہ و تنبول وغیرہ کا دور ہوتا تھا اور اس کے بعد شیخ الاسلام بادشاہ سے رخصت ہو کر تشریف لے جاتے اور بادشاہ چند قدم اُن کا استقبال کرتا۔

رخصت ہونے کے وقت بھی حضرت شیخ بادشاہ کو دعا دے کر اُس کو اپنے سینے سے لگاتے۔

اگر حضرت شیخ کو بادشاہ سے کسی ضرورت کے متعلق کچھ فرمانا ہوتا تو وہ زبانی نہ ارشاد کرتے بلکہ ایک کاغذ پر لکھ کر اپنی دستار میں لپیٹتے اور اس کو چھوڑ جاتے تھے۔

بادشاہ حضرت شیخ کو رخصت کر کے واپس آتا اور قالین پر حضرت کی دستار کا کاغذ کو پاتا اور اس خط کو اول سے آخر تک پڑھتا۔

بادشاہ حضرت شیخ کے نامے کا جواب حضرت کے حسب خواہش اُسی وقت لکھ کر اپنے حضور میں اُس کو مرتب کر کے کسی معتمد امیر کے سپرد کرتا اور اُس کو حکم دیتا کہ یہ خط جلد سے جلد شیخ الاسلام تک پہنچا دے [illegible]

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

اس وقت قاضی ضیاء الدین و ملک مبارک کبیر وغیرہ کل بیچ میں بادشاہ کے پیچھے پشت استادہ رہتے تھے۔

پانچواں مقدمہ

اس عہد کے ملوک و امرا کی مسرت و فارغ البالی

نقل ہے کہ فیروز شاہ کے عہد حکومت میں تمام خانان درگاہ و ملوک کرام و تمام عمال شاہی و فرقہ ترکش بند و خدنگ تمام خاص و عام احرار و غلام تمام اشخاص خوش و خرم تھے اور تمام خلائق کو ہر وقت تازہ مسرت و بے اندازہ نشاط حاصل ہوتی تھی۔

اس عہد کی تاثیر و خیر سلطان فیروز شاہ کے قدوم کی برکت نے تمام ملک کو مبارک و میمون بنا رکھا تھا۔

جب کبھی کہ فیروز شاہ ملک کے کسی جانب سفر کرتا تو اس طرح کے ملوک کو اس درجہ خوشی و مسرت ہوتی گویا کہ وہ اس طرح کی حکمرانی کر رہا ہے۔

بادشاہ نے خدا کے بزرگی توفیق سے ہر امیر کو جید انعامات و اقطاعات و پرگنات و قصبات و قریات و باقات وغیرہ مدد معاش میں عطا فرمائے تھے۔

ان امرا کو بادشاہ کے ان عطیات میں بے حد برکت حاصل ہوئی اور کم کوئی ایسا امیر ہوگا کہ اس کے پاس زر و فرش خانہ نہ ہو۔

ہر امیر کے توشے خانے میں فرش کا عمدہ ذخیرہ تھا اور ہر شخص کے ہمراہ صاحب جمال و خوش آواز کنیزوں کا ایک گروہ رفع ملال کے لئے ہر شخص کے ہمراہ رہتا تھا۔

جس مقام پر کہ امرا قیام کرتے ہر منزل میں بے شمار خیمے اور تخت و ساز و سامان و فراغبالی وافر اس جگہ میسر آتا تھا۔

کسی فرد کو بھی نہ بادشاہ کے مظالم کا خوف تھا اور نہ کسی شخص کو غیر غائب و حاضر کسی طرح کا خطرہ تھا۔

سلطان فیروز شاہ کے عہد میں اگر بادشاہ کسی وجہ سے شہر سے غائب ہوتا تو خلائق

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

بادشاہ کی غیر حاضری سے بے حد پریشان ہوتی اور چند ہی روز میں بادشاہ کے حضور میں حاضر ہو جاتی تھی۔

مختصر یہ کہ فیروز شاہ کے عہد حکومت میں چونکہ بادشاہ مقبول بارگاہ الٰہی تھا ہر چیز و ہر شے میں بے انتہا مسرت و فارغ البالی تھی۔

مخلوق خدا اس درجہ مرفہ الحال تھی کہ ہر جگہ سے سرود کی آواز بلند ہوتی تھی اور جو لوگ صاحب اقتدار تھے وہ الوان نعمت تیار کرا کے مخلوق کو تقسیم کرتے تھے۔

بادشاہ کے لشکر کی خوش حالی کا یہ عالم تھا کہ کسی فرد بشر کو لشکر سے واپس جانے کا خیال بھی نہ آتا تھا اس لئے کہ اہل لشکر کے مکانوں میں اس قدر آسودگی تھی کہ کسی سپاہی کے دل میں اپنے اہل و عیال کی طرف سے کوئی خطرہ نہ گزرتا تھا۔

بادشاہی لشکروں میں ہر فرد کو اس قدر آرام و فراغت حاصل ہوتی تھی کہ معمولی آدمی بھی بے شمار اشخاص بادشاہ کے ہم رکاب ہو جاتے تھے اور اس درجہ خوش و مطمئن رہتے کہ واپسی کا خیال بھی نہ کرتے تھے۔

شہر کے اہل بازار بے شمار مال و اسباب اپنے ہمراہ لے کر بے حد مسرت و خوشی کے ساتھ بادشاہ کے ہمراہ ہو جاتے تھے بلکہ یہ رسم قدیم سے چلی آتی تھی کہ اہل خدمت میں جو لوگ لشکر بادشاہی میں داخل ہو کر روانہ ہوتے تھے ان کو رئیس شہر اجازت دیتا تھا۔

چونکہ لشکر شاہی میں بے انتہا سفر کا آرام حاصل ہوتا تھا اس لئے بعض گروہ اہل بازار کا اس معاملے میں رئیس شہر کی منت و سماجت کرتے تھے اور اس کے عوض قدرے رقم بھی رئیس کو نذر کرتے تھے۔

سبحان اللہ اس بادشاہ کا دور حکومت کس قدر بابرکت تھا جو حد بیان میں نہیں آسکتا ہے۔

جب بادشاہ خدا کی مدد و عنایت سے شکار سے واپس ہوتا اور شہر میں آتا تو تمام خانان و ملوک رنگا رنگ مسرت و خوشی کے عالم میں اپنے مکانات کو واپس جاتے۔

بادشاہ خدا کی عنایت و مہربانی سے کوشک سلطانی میں جو دریائے جمنا کے ساحل پر واقع تھا مقام کرتا۔ فیروز شاہ کے فرود سے چند روز قبل خان جہاں کے حکم کے مطابق تمام شہر فیروز آباد میں قلعی کرائی جاتی تھی اور در و دیوار طرح طرح کے نقش و نگار

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

بنائے جاتے تھے اور نذر کے لئے بیشمار اسباب مہیا کیا جاتا تھا۔

شہر کے ہر چہار جانب بیرق نکالی جاتی تھی اور ہر مجلس بیرق کے فاصلے پر ایک ڈھول، دو شہنا اور ایک بیرونق رکھے جاتے تھے۔

تقریباً بارہ ہزار بیرقیں شہر کے ہر چہار جانب سے جمع ہوتی تھیں اور یہ تمام نشانات بادشاہ کے دربار کے روبرو دیکھا کرتے تھے۔

بادشاہ دریائے جمن کے کنارے قیام فرماتا اور یہ حکم دیتا تھا کہ خانان و ملوک میں کسی فرد بشر کو تنہا شہر میں داخل ہونے کی اجازت نہ دی جائے اور اس حکم سے یہ مقصد تھا کہ تمام امرا بادشاہ کے ہمرکاب شہر میں داخل ہوں تاکہ رونق و حشم میں معتدبہ اضافہ ہو جائے۔

غرضکہ آفتاب کے طلوع ہوتے اور نماز فجر کے ادا کرنے کے بعد خان جہاں مع تمام لشکر و اعیان شہر کے دریا کو عبور کرتا اور تمام بیرقوں و حشم کے ہمراہ بادشاہ کی قدمبوسی کا شرف حاصل کرتا تھا۔

اس کے بعد فیروز شاہ خدا کی عنایت و مہربانی سے بعید لطف و مسرت ساعت سعید میں شہر میں داخل ہوتا تھا۔ تمام عہدہ داران شہر کے تحائف و رقوم نذر بادشاہ کے ملاحظے میں پیش ہوتے جس کی تفصیل یہ ہے کہ اول خان اعظم ہمایوں خان جہاں کے اور بعد اس کے ملک الشرق ملک نظام الملک نائب وزیر کے تحائف پیش ہوتے اور اس کے بعد دیگر خوانین و امرا و علما و مشائخ و اعیان شہر و دیگر باشندگان ملک کے تحائف بادشاہ کے ملاحظے میں پیش کئے جاتے تھے۔

جو اشخاص کہ دیگر شہروں کے بھی کسی خاص وجہ سے خان جہاں کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے ان کی نذریں بھی بادشاہ کے ملاحظے میں گذرتی تھیں۔

غرضکہ تمام خلائق اعلیٰ و ادنیٰ اپنی اپنی حیثیت کے مطابق بادشاہ کے حضور میں پیش کرتے تھے۔

بادشاہ کے ہمراہی و اہل لشکر جو دیہات و قریات کے باشندے تھے نہایت اطمینان و مسرت کے ساتھ اپنے مکانات کو جاتے اور اپنے اعزہ و احباب سے ملاقات کرکے خوش ہوتے اور سفر کے تمام واقعات بیان کرتے تھے۔ سبحان اللہ! اس بادشاہ فرشتہ خصال کے عہد میں خلقت خدا اس وجہ فارغ البال و مرفہ الحال تھی کہ اور

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sira

بڑھے اس قدر کثرت و ارزانی کے ساتھ دستیاب ہوتی تھی کہ حد بیان سے باہر ہے اور یہ تمام برکات بادشاہ کے قدموں کی برکت سے تھی۔

عہد فیروز شاہی کے برکات اس حد کو پہنچ گئے تھے کہ مساکین بھی اپنی دختران خورد سال کو کم سنی کے زمانے میں بیاہ دیتے تھے۔

بحمد اللہ اس بادشاہ دیندار کے عہد مبارک کا کیا کہنا کہ اس کے عصر میں زندہ رہا کبھی ناخوشی کا ظہور نہ ہوا۔

ظاہر ہے کہ یہ تمام برکات خود بادشاہ کے قدموں کا طفیل تھے اور اس کے انتقال کے بعد تمام شہر زیر و زبر ہو گیا اور جو اشخاص کہ اب زندہ ہیں وہ اس مبارک و بابرکت عہد کو یاد کرتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ یہ مبارک عہد اپنے برکات کی وجہ سے کبھی گوشۂ دل سے فراموش نہ ہوگا۔

چھٹا مقدمہ

عہد فیروز شاہی کی فراغت و ارزانی کا بیان

نقل ہے کہ فیروز شاہ کے بابرکت عہد میں فراغ البالی حد کمال کو پہنچ گئی تھی۔ یہ ارزانی صرف شہر تک محدود نہ تھی بلکہ تمام ممالک محروسہ میں ایک حال تھا۔ بادشاہ کے چالیس سالہ دور حکومت میں قحط کا نام و نشان تک باقی نہ رہا اور فیروز شاہی عہد کے برکات کے مقابلے میں تمام اہل شہر علائی برکات کو قطعی بھول گئے۔

عہد علائی کے برکات تاریخ میں بے نظیر تھے لیکن فیروز شاہی عہد کی فراغت نے ان کو بھی گوشۂ دل سے فراموش کرا دیا۔

سلطان علاء الدین نے ارزانی کے لئے جس قدر بلیغ کوشش کی اس کے حالات کتب تواریخ میں مفصل مذکور ہیں۔ علاء الدین نے سوداگروں کو رقم عطائی اور بے شمار زر و دولت ان کے سامنے پیش کیا، ان کے وظائف مقرر کئے اور ان کو ہر قسم کے حکم و کام شاہی سے سرفراز کیا اس وقت

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sira

بغیر کسی قسم کی سعی و کوشش کے غلہ و دیگر اجناس میں ارزانی پیدا ہوئی۔

فیروز شاہی عہد کے یہ برکات محض عطائے ربانی تھے جو اس بادشاہ کے حسن عقیدہ کے نتائج ہیں۔

اس عہد میں غلے کی ارزانی کا یہ عالم تھا کہ شہر دہلی میں گیہوں آٹھ جیتل فی من اور چنا اور جو چار جیتل فی من کے نرخ سے فروخت ہوتے تھے۔

اسی طرح شہر میں شکر بھی ایک جیتل فی من کے حساب سے فروخت کی جاتی تھی۔

غرضکہ اس بادشاہ کی پاک عقیدت کی برکت سے ہر قسم کا غلہ ارزاں تھا اور اسی طرح کپڑوں میں خواہ بے رنگ ہو یا رنگین بیحد ارزانی پیدا ہو گئی۔

اس زمانے میں بادشاہ نے حکم دیا کہ شیرینی کا قدیم نرخ بھی گھٹایا جائے اور جب تمام اشیا ارزاں ہو گئی ہیں تو شیرینی کے نرخ میں کمی کی جائے۔

مختصر یہ کہ عہد فیروز شاہی میں جو چالیس سال کا دور حکومت ہے خدا کے فضل و کرم سے تمام چیزیں بیحد ارزاں ہو گئی تھیں۔

اگر کسی وجہ سے ملک میں گرانی پیدا ہوتی تو البتہ غلہ فی من ایک تنکہ فروخت ہوتا تھا اور یہ گرانی بھی چند روز تک محدود تھی اور اس کے بعد بدستور سابق ارزانی ہو جاتی تھی۔

خلقت خدا نے چالیس سال کامل قحط کا نام تک نہ سنا۔

غرضکہ عہد فیروز شاہی کی ہر جنس ہر قسم ہر شئے کی بیحد ارزانی تھی جس کی نظیر مشکل سے دستیاب ہو سکتی ہے۔

اس بادشاہ کے عہد میں ارزانی کی طرح آبادی میں بھی بہت ترقی ہوئی یہاں تک کہ میان دوآب میں کوہ سکھو دایہ و کھرلہ سے لے کر کول تک ایک گاؤں بھی خراب و ویران نہ تھا اور اس حصہ ملک یعنی میان دوآب میں باون پرگنے معمور تھے۔

فیروز آباد میں بھی آبادی کا تقریباً یہی حال تھا چنانچہ ہر حصہ ملک میں ایک کوس کے درمیان چار گاؤں آباد تھے اور ہر موضع کے باشندے بیحد اطمینان و فراغت کے ساتھ زندگی بسر کرتے تھے۔

اس بادشاہ کے عہد بابرکت میں ملک میں بہت امن و آسودگی تھی۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

فیروز شاہ کو باغات کے نصب کرنے کا بھی بے حد شوق تھا اور ہر باغ کا حسن بے مثال و نظافت سے آراستہ کیا جاتا تھا چنانچہ شہر دہلی کے حوالی میں ایک ہزار دو سو باغ سرِ فیروز شاہ دا بہ موجود تھے۔

جو باغات کہ اوقاف وغیرہ اشخاص کی ملکیت میں داخل تھے بادشاہ نے ان کو بحال رکھا۔

بادشاہ کو باغات نصب کرنے کا اس درجہ شوق تھا کہ اس نے سلطان علاء الدین بنا کردہ میں تیس باغ نصب کئے اور چند سالوں میں اسی طرح اسّی باغ اور چتوڑ میں چوالیس باغ باغ نصب کئے گئے اور ہر باغ میں ہر قسم کے انگور سپید و سیاہ عراقی و حبشی و افغانی وہیری و آلود غازی غلاماں سات قسم کے پیدا ہوتے تھے۔

ان انگوروں کا نرخ یہ تھا کہ ایک جیتل کا ایک سیر فروخت ہوتا تھا۔

اسی طرح ہر باغ میں مختلف میوہ جات بھی پیدا ہوتے تھے اور عہد فیروز شاہی میں علاوہ حقِ ملاک یا غیبانان کے ایک لاکھ اسی ہزار تنکے دیوانی کو محصول ملتا تھا۔

اس زمانے میں دیوان دوآب کا محصول اسّی لاکھ تنکے تھا

بادشاہ دیں پناہ کی انتہائی سعی و کوشش سے چھ کروڑ پچاس لاکھ تنکے حدودِ دہلی کا محصول حاصل ہوتا تھا۔

اگرچہ فیروز شاہ نے اپنے تدبر و سیاست سے ملک میں دار الملک کو منتشر کر دیا تھا تاہم اس حصۂ ملک کا محصول اس قدر تھا کہ بادشاہ نے اس رقم کو امراء کے درمیان تقسیم کر دیا تھا۔

بادشاہ نے خانان ملک کو ان کی خانی اور امراء و ملوک کو ان کی جاہ و حشمت اور اعیانِ ملک کو ان کی آرام و راحت کے مطابق رقوم عطا فرمائی تھیں۔

فیروز شاہ نے اہل لشکر و حشم کو سوا ضیع ان کی ضروریات کے مطابق جاگیریں دی تھیں اور غیر جاگیرداروں کو نقد رقم خود دفتر سرکار سے عطا ہوتی تھی اسی طرح دیگر ضروریات زندگی قیاس کر لینا چاہئے۔

چونکہ جاگیرداروں کا اطلاق ان کے تعلقات کے متعلق ہوتا ہے اس لئے ہر اقطاع سے ان کو رعایا نصف کامل طور پر حاصل ہوتا تھا۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

اس زمانے میں بے شمار اشخاص اپنے احباب کے اقطاعات بانٹیں کی خاطر گاؤں سے خرید کر آتے تھے اسی طرح شہر میں ایک ثلث ان کو دیا جاتا تھا۔

اصل مالکوں کو نصف سے کم وصول ہوتا تھا اور خریداران اقطاع کو بھی کافی نفع اسی طرح حاصل ہوتا تھا۔ اس طرح بے شمار افراد اس عہد میں دولتمند ہو گئے اور ان کا بازار گرم ہوا۔

مختصر یہ کہ سلطان فیروز شاہ نے تمام بلاد و ممالک کا محصول تمام خلقت پر تقسیم کر دیا تھا چنانچہ خان جہاں وزیر کو علاوہ سپاہ و احباب و اولاد کی تنخواہ کے تیرہ لاکھ تنکے سالانہ عطا ہوتے تھے جس کے معاوضے میں ان کو قطعے دیے گئے عطا ہوتے تھے۔

اسی طرح بادشاہ نے ہر امیر کو اس کی حیثیت کے موافق عطیات شاہانہ سے سرفراز فرمایا تھا اور بعض امرا کو آٹھ اور بعض کو چھ اور بعض کو چار لاکھ تنکے سالانہ عطا ہوتے تھے۔

خوشکہ سلطان فیروز شاہ نے اس طریقے پر عمل کیا اور تمام خانان و ملوک فیروز شاہی بے حد دولتمند ہو گئے۔ امرا نے بے شمار مال و زر و جواہر و املاک جمع کر لیے۔

ملک شاہین شحنہ نے جو بارگاہ شاہی میں نائب امیر خاص تھا وفات پائی اور اس کے متروکات کا جائزہ لیا گیا تو معلوم ہوا کہ اس امیر کے خزانے میں علاوہ دیگر اسباب و نفائس و بے شمار جواہرات کے مبلغ پچاس لاکھ تنکے نقد اس کے خزانے میں موجود تھے۔

اس کے علاوہ عماد الملک بشیر سلطانی کے مال و اسباب و متروکات کا حال ناظرین کو معلوم ہے۔ چنانچہ اس کے مال و دولت کا مفصل حال اس کتاب کے مقدمہ نہم میں معرض بیان میں آئے گا۔

اس کے علاوہ چونکہ فیروز شاہ نے رعایا کے ساتھ ایسا مشفقانہ برتاؤ کیا اور اپنے جود و احسان سے ان کو زیر بار منت کیا اس لیے تمام مخلوق بادشاہ کی جان نثار ہو گئی اور ہر خاص و عام بادشاہ کا کلمہ پڑھنے لگا۔

ساتواں مقدمہ

فیروز شاہی حشم و لشکر کا تفصیلی بیان

نقل ہے کہ فیروز شاہ کے عہد حکومت میں علاوہ بندگان بادشاہی کے اسی ہزار سوار

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

ملازم تھے اور یہ تمام جرار و نامدار سوار و پہلوان سال تمام تک بادشاہ کے ملاحظے میں پیش ہو جاتے تھے۔ یہ البتہ ہوتا تھا کہ زیادہ تر اسپ کم قیمت کی کیفیت دیوان عرض میں پیش کی جاتی تھی اور اس کی بابت اصلاح کی ہدایت بھی ہوتی تھی۔

اکثر اوقات اس قسم کے اخبار بادشاہ تک پہنچتے تھے لیکن فیروز شاہ ان شکایات پر توجہ نہ کرتا تھا۔

جب سال تمام ہو جاتا تھا اور اکثر سواروں کے گھوڑے بیکار رہ جاتے تھے اس وقت دیوان عرض کے عمال بادشاہ سے عرض کرتے تھے کہ باوجودیکہ سال ختم ہو گیا ہے لیکن اس قدر گھوڑے بیکار و معطل باقی ہیں۔

اس موقع پر بادشاہ ارشاد فرماتا تھا کہ جمعے کے روز الانگ نشست اختیار کریں اور جمعات کے معاوضے تمام سال الانگ نشست اختیار کریں۔

یہ مدت بھی تمام ہو جاتی اور اس پر بھی بعض جانور بیکار باقی رہ جاتے اور جب یہ کیفیت بادشاہ سے عرض کی جاتی کہ جمعے کے معاوضے میں بھی یہ سوار الانگ ہی رہے اور باوجود اس کے بھی گھوڑے اسی حالت پر ہیں تو بادشاہ یہ حکم صادر فرماتا کہ سواروں کو دو ماہ کی مہلت دی جائے۔

یہ زمانہ بھی تمام ہو جاتا اور عمال بادشاہ سے عرض کرتے کہ دو ماہ کی مہلت مزید بھی ختم ہو گئی اور سواروں کے گھوڑے دیوان عرض میں ملاحظے کے لئے نہیں پیش ہوئے۔

اس زمانے میں ملک رضی جو اہل دل امیر تھا نائب عارض ممالک تھا اور حشم و لشکر کی بخوبی نگہداشت کرتا تھا۔

یہ امیر بادشاہ سے عرض کرتا کہ جن سواروں نے اپنے گھوڑے دیوان عرض میں نہیں پیش کئے ہیں ان میں سے اکثر افراد ایسے ہیں جنھوں نے اپنے احباب کو اطلاقات لانے کے لئے اقطاعات میں روانہ کیا ہے اس لئے صاحبان خیل جب اس مصلحت سے فارغ ہوں گے اس وقت جانوروں کو شہر میں واپس لائیں گے۔

یہ افراد اس انتظار میں تھے کہ سال تمام ہو گیا اور یہ افراد دشواری و مشکل میں گرفتار ہو گئے۔

ظاہر ہے کہ اس گروہ میں اکثر وہی اشخاص ہیں جن کے جانور متعلقہ جاگیر کو

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sira

روانہ کر دیے گئے ہیں۔

بادشاہ یہ تقریر سنکر بیحد خوش ہوتا اور فرماتا کہ اگر کوئی شخص اپنے سرگروہ کی مصلحت کی بنا پر کام کرے اور اس کی عدم موجودگی میں سال تمام ہو جائے اور وہ بھی عرض میں نہ حاضر ہو اور اس کا گھوڑا پیش نہ ہو سکے تو ایسا شخص مجبور ہے اگر ہم ایسے افراد کو رد کر دیں گے تو ان کی حالت زار ہو جائے گی اور ان کے گھروں میں ماتم برپا ہو جائے گا۔

اس موقع پر بادشاہ یہ حکم دیتا کہ ان سواروں کے سرگروہ پر تاکید کی جائے کہ جو سوار کسی مصلحت کی وجہ سے متعلقہ جات کو روانہ ہوا ہے وہ شخص دیوان متعلقہ میں عرض کی رسم ادا کر دے اور گھوڑا یا تو سپرد کرے اور یا اس مقام پر چھوڑ دے تاکہ جن غریبوں کے گھوڑے موجود نہیں ہیں ان کو کسی قسم کا تعلق نہ باقی رہے۔

سبحان اللہ فیروز شاہ اپنی رعایا پر کس درجہ شفیق و مہربان تھا کہ والدین بھی اپنے فرزندوں پر ایسے شفیق نہ ہوں گے۔

چونکہ بادشاہ کی مہربانی کا یہ عالم تھا اس لئے اس مدت چالیس سال میں کوئی فرد بھی دیوان عرض میں ایسا نہ رہا جس کا گھوڑا مقابلے کے لئے پیش نہ ہوا ہو۔

فیروز شاہ کے عہد حکومت میں ایک مرتبہ یہ اتفاق ہوا کہ سال تمام ہو گیا اور ایک ملازم درگاہ نے دیوان عرض میں جانور نہ پیش کیا۔

اتفاق سے یہ شخص اس روز محل کے اندر خدمت نوبتی پر مامور تھا۔

یہ شخص نہایت ملول و غمگین بیٹھا تھا اور آہ سرد بھر کر اپنے ایک دوست سے اپنے غم کی داستان بیان کر رہا تھا۔

بادشاہ نے بھی اس شخص کی گفتگو سنی اور اس کو اپنے حضور میں طلب کر کے اس سے حقیقت حال کو دریافت کیا ان اشخاص نے اصل حقیقت کو بادشاہ سے مخفی رکھنا چاہا لیکن فیروز شاہ نے بیحد اصرار کیا اور فرمایا کہ تم ہر دو اشخاص میں کیا گفتگو ہو رہی تھی۔

جس ملازم کا جانور کہ پیش نہ ہوا تھا اس نے اپنا حال بادشاہ سے عرض کیا اور کہا کہ میں نے جانور دیوان عرض میں پیش نہیں کیا اور اس میں جو اخراجات درکار ہیں ان پر میں قادر نہیں ہوں۔

بادشاہ نے دریافت فرمایا کہ اس رسم کو ادا کرنے میں کس قدر رقم کی ضرورت ہے

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

اور اُس نے جواب دیا کہ ایک سنگہ زر درکار ہے۔

بادشاہ نے ملک خریطہ دار کو حکم دیا کہ اس شخص کو ایک اشرفی عطا کرے

سوار اشرفی لے کر دیوان عرض میں حاضر ہوا اور عمال سررشتہ کو رقم دے کر ان کی گرفت سے نجات حاصل کی یہ ملازم واپس آیا اور بادشاہ نے اس سے دریافت کیا کہ تیری حاجت پوری ہو گئی اور اُس شخص نے عرض کیا کہ خداوند عالم کی عنایت و مہربانی سے میں کامیاب ہو گیا اور بادشاہ نے اُس وقت فرمایا کہ الحمد للہ۔

اس حکایات کے معرض تحریر میں لانے سے غرض یہ ہے کہ فیروز شاہ معاملات ملکی میں خدمت شریف کے مطابق رعایا پر شفقت و نوازش کے ساتھ حکومت کرتا تھا۔

آٹھواں مقدمہ

پسر عماد الملک کا اپنے احباب پیری کی کیفیت بادشاہ سے عرض کرنا اور اس کا جواب باصواب پانا۔

نقل ہے کہ ملک اسحاق نے بادشاہ کے دربار میں حاضر ہو کر اپنے بوڑھے ماتحتوں کے حال سے بادشاہ کو آگاہ کیا اور عرض کیا کہ میرے لشکر میں جو شخص کہ ضعیف ملک اسحاق نے بادشاہ سے عرض کیا کہ بوڑھے سوار ملازمت میں آ نہیں سکتے ان کے بجائے جوانوں کو مقرر کیا جائے۔

اس زمانے میں عماد الملک پیر ضعیف ہو چکا اور اس کے بجائے اُس کا پسر ملک اسحاق دیوان عرض کے فرائض انجام دیتا تھا۔

فیروز شاہ نے ملک اسحاق سے فرمایا کہ تو نے جو کچھ کہا وہ اچھا درست و صحیح ہے اور مناسب یہی ہے کہ جو شاہی ملازم بوڑھے ہو گئے ہیں اُن کو رخصت کیا جائے اور ان کے بجائے ان کے فرزند و اعزہ یا کوئی شخص مقرر رکھا جائے۔

اس میں تو شبہ نہیں کہ ہر صورت میں ان پیران کہن سال کو ذلت نصیب ہو گی لیکن تیرا پدر بھی اب ضعیف اور بوڑھا ہو چکا ہے سب سے پیشتر اپنے کہن سال باپ کو اس کے عہدے سے برطرف کر، اُس کے بعد میں دیگر ضعیف و کہن سال اشخاص کو برطرف کر دوں گا۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-si

بادشاہ کے اس جواب سے ایک مستحق ناخوش ہوگیا۔

فیروز شاہ نے خدا کے فضل و کرم سے اس موقع پر بھی اپنی نیک نفسی کا ثبوت دیا اور فرمایا کہ اگر میں ملازمین کہن سال کو جو اب عاجز اور لاچار ہو گئے ہیں برطرف کر دوں گا اور ان کے بجائے اُن کے اعزہ یا اغیار کو مقرر کر دوں گا تو پیران مسکین تباہ و برباد ہو جائیں گے اور پیرانہ سالی میں ان کو سخت وقت پیش آئے گا اس لئے ان پیران کہن سال کی ملازمت میں کسی قسم کا تغیر نہ کیا جائے۔

بادشاہ نے فرمایا کہ یہ امر کہ ان برطرف سواروں کے بجائے اُن کے فرزند مقرر کئے جائیں یہ بھی درست نہیں ہے اس لئے کہ اس زمانے میں فرزند اکثر و بیشتر ناخلف ہوتے ہیں اول تو ضعف پیری کی وجہ سے ان کہن سال ملازمین کے قلوب افسردہ ہو رہے ہیں اس پر اگر ان کو ملازمت سے برطرف بھی کیا جائے گا اور ان کے بجائے ان کے ناخلف فرزند مقرر کئے جائیں گے تو وہ ان غریبوں کو اور زیادہ ذلیل و خوار کریں گے اور اُن کے فرزند ناخلف اُن کی اطاعت نہ کریں گے تو ان غریبوں کے قلوب اور زیادہ شکستہ ہوں گے تو جا اور میرا فرمان لوگوں تک پہنچا دے کہ جو سوار پیر و معمر ہو گئے ہیں ان کے بجائے ان کے فرزند سواری کریں اور جن اشخاص کے فرزند نہ ہوں اُن کے بجائے اُن کے داماد، غلام و وکیل خدمات کو انجام دیں تاکہ تمام پیران کہن سال اپنے مکانوں میں مطمئن بیٹھیں اور جوان اقوت ہم رکاب رہیں۔

بادشاہ نے فرمایا کہ اے اسحاق اس طرح کا معروضہ نہ پیش کر اس لئے کہ پروردگار عالم جو رب العالمین ہے پیری کی وجہ سے اپنے بندوں کو رزق سے محروم نہیں کرتا میں جو مخلوق و بندہ ہوں کس طرح کہن سال اشخاص کو اُن کے رزق سے محروم کروں۔

مختصر یہ کہ بادشاہ دیندار کی ذات سے جو نیک صفات تھا امور ملکی میں جو فیصلہ بھی صادر ہوتا تھا اس کی نوعیت نرالی ہوتی تھی اور بادشاہ کا ہر فعل اور اُس کا ہر قول اس قابل سمجھا جاتا ہے کہ تاریخ میں بطور یادگار درج کئے جائیں۔

ہر چند یہ مورخ ارادہ کرتا ہے کہ فیروز شاہ کے ذاتی خصائل و عادات کے تذکرہ کو طول نہ دے لیکن اس بادشاہ کے افعال اس قدر پسندیدہ ہیں کہ اُن کا ذکر ختم نہیں ہوتا۔

مختصر یہ کہ ملک اسحاق نے بادشاہ کی تقریر سنی اور فیروز شاہ کے زبان سے تمام حال و حکم جات کی اطلاع دی۔

Explain-and-Send-Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

نواں مقدمہ

فیروز شاہ کا سنگین مناروں کا تعمیر کرنا

نقل ہے کہ سلطان فیروز شاہ دہلی میں مقیم ہوا اور بادشاہ نے دہلی کے نواح شاہانہ سیر و تفریح شروع کی اور جوار کے دشمن و مخالفین کو پامال کرنا شروع کیا۔ بادشاہ کے عہد سے پیشتر دہلی میں دو سنگین منارے تھے ایک منارہ سالورہ و خضر آباد کے نواح کے موضع ٹوپرہ میں دامن کوہ میں واقع تھا اور دوسرا منارہ قصبہ میرٹھ میں واقع تھا۔

یہ دونوں منارے پانڈوؤں کے عہد حکومت سے انھی مقامات پر واقع تھے اور دہلی کے کسی فرمانروا کو یہ سعادت میسر نہ ہوئی کہ ان مناروں کو شہر دہلی میں منتقل کرے۔

فیروز شاہ نے جو توفیق یافتہ بھی تھا اس امر میں بہت کوشش کی اور دونوں منارے دہلی میں نصب کئے۔ ایک منارہ کوشک فیروز آباد کے اندر جامع مسجد کے متصل نصب کیا گیا اور منارہ اس کے نام سے موسوم ہوا۔ دوسرا منارہ کوشک شکار میں لایا گیا۔

مختصر یہ کہ معتبر راویوں نے مورخ عفیف سے یہ روایت کی کہ یہ منارہ بھیم نے تیار کئے تھے جو بہت دراز قامت تھا اور نیز یہ کہ زور و قوت میں بھی اپنی نظیر نہ رکھتا تھا اور یہی وجہ ہے کہ یہ راجہ تمام پہلوانان عالم سے زور و کشتی کرتا تھا۔ اہل ہند کی کتابوں میں مرقوم ہے کہ بھیم مذکور روزانہ تیرہ من طعام کھاتا تھا اور اپنے زمانے کا ایسا زور پہلوان تھا کہ کوئی مرد اس سے مقابلہ نہ کر سکتا تھا اور اس درجہ دلاور تھا کہ اگر ہاتھی کو نیزہ میں لے کر پھینکتا تو جانور مشرق سے مغرب میں جا کر گرتا تھا۔

اسی زمانے میں تمام ہندوستان میں غیر مسلم آباد تھے اور باہم دگر جنگ و جدال میں مشغول رہتے تھے۔ بھیم کے پانچ بھائی تھے اور یہ شخص اپنے تمام بھائیوں میں چھوٹا تھا اور اکثر اوقات اپنے بھائیوں کے مویشی چراتا تھا اور یہ دو منارے اس کی چوب دست تھے جن کو ہاتھ میں لیکر بکریوں کو چراتا تھا۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sira

اسی زمانے میں خدا کی قدرت سے مویشیوں کا قد بھی اسی زمانے کے بنی آدم کے قد و قامت کے مناسب و موزوں ہوتا تھا۔

مختصر یہ کہ یہ اشخاص بیشتر اوقات دہلی میں سکونت رکھتے تھے۔

بھیم نے اس عالم سے رحلت کی اور یہ دو منارے اپنی یادگار ان دو مقامات پر چھوڑے۔

اسی زمانے کے ہندوؤں نے باہم اتفاق کیا اور ان مناروں کی ان مقامات پر انتہائی حفاظت کی۔

کہتے ہیں کہ اسی زمانے میں آدمیوں کا قد بھی بے حد دراز ہوتا تھا چنانچہ قدیم عہد کے انسانوں کی درازی قد کے واقعات تمام معتبر اخبار و سیر میں مرقوم ہیں۔

مختصر یہ کہ پروردگار عالم نے یہ عنایت ہمارے پیغمبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر فرمائی کہ آپ کی امت کو کوتاہ قد پیدا فرمایا پروردگار عالم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سات عنایات فرمائیں اور آپ کو سات بشارتیں دیں۔

ان بشارات میں ایک یہ ہے کہ اے محمد کیا تم کو معلوم ہے کہ میں نے تمہاری امت کو خاتم الامم کیوں قرار دیا ہے یہ اس لئے ہے تاکہ تیری امت کے افراد زیادہ زمانے تک قبر میں نہ رہیں۔

دوسرے یہ کہ میں نے تمہاری امت کو زیادہ قوت نہیں دی ہے اور یہ اس لئے کہ یہ اپنی قوت پر غرور نہ کریں اور میری نافرمانی نہ کرسکیں۔

(۳) تمہاری امت کے قد کوتاہ خلق کئے تاکہ جامہ و طعام کے زیادہ محتاج نہ ہوں اور ضروریات زندگی حاصل کرنے میں بوجھ سے دور نہ ہوجائیں۔

پروردگار تو نے اپنے لطف و کرم سے ہم کو مسلمان پیدا فرمایا ہے تو مسلمانوں ہی کے درمیان ہمارا حشر کر۔

مختصر یہ کہ بھیم نے یہ دو منارے سنگین اس نے اپنی دستکاری و طاقت سے تیار کئے۔

فیروز شاہ نے ان مقامات کی سیر کی اور ہر دو منارے عجائبات کو ملاحظہ کرکے ان کو شہر دہلی میں منتقل کیا اور بڑی سعی و مشقت کے ساتھ شہر میں لاکر فیروز آباد اور کوشک شکار میں نصب کیا۔

ان مناروں کے زمین سے کھودنے کا تفصیلی بیان یہ ہے کہ فیروز شاہ نے ساڈورہ اور

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

خضر آباد کا سفر کیا اور ایک شکار کے عقب میں گھوڑا دوڑایا۔

بادشاہ خضر آباد میں جو دہلی سے نو کوس کے فاصلے پر آباد ہے پہنچا اور کوہ پایہ کی جانب موضع نوبرہ میں ایک منارہ سنگین ملاحظہ کیا۔

بادشاہ کے دل میں آیا کہ اگر یہ منارہ عجیب دہلی میں لایا جائے تو یقیناً ایک عجیب و غریب یادگار دنیا میں باقی رہ جائے گی۔

بادشاہ نے بعد غور و فکر کے بعد ان مناروں کو بیخ سے نکالنے کا ارادہ کیا اور جس قدر قریات و قصبات کہ اس مشہور منارہ کے جوار میں واقع تھے اور دوآب وغیرہ کے تمام مقامات کے باشندوں کو جمع کیا۔

فیروز شاہ نے امرا و حکام وغیرہ سوار و پیادے بے شمار فراہم کئے اور طرح طرح کے اسباب و مختلف اقسام کے آلات جمع کئے گئے۔

بادشاہ نے درخت سنبل کی چھال کے رسے تیار کرائے اور اس درخت کے تختے تیار کئے گئے اور یہ تمام رسے اور تختے منارہ کے تکیہ گاہ پر باندھے گئے۔

یہ احتیاط اس لئے کی گئی کہ منارہ جو پتھر کا ہے ایسا نہ ہو کہ خم ہونے سے ٹوٹ جائے اور زمین پر گر پڑے۔

مختصر یہ کہ منارہ بیخ تک کھودا گیا اور منارہ خم کھا کر تختوں اور رسوں پر آ گیا۔

چنانچہ چند روز کے بعد منارہ زمین پر گرا اور خدا کے فضل و کرم سے یہ مہم طے ہوئی۔

منارہ کی بیخ پر غور کیا گیا اور معلوم ہوا کہ یہ عجیب و غریب تھے ایک ایک سنگ بزرگ چہار گوشہ پر قائم ہے اور یہ منارہ بجائے ایک ستون کے زمین کے اندر سے بلند اور اسی سنگ پر واقع ہے۔

سنگ چہار گوشہ بھی زمین سے نکالا گیا اور منارہ کو روئی کی چھال اور نیزوں سے سر سے پاؤں تک لپیٹ دی گئی تاکہ اس کو کسی قسم کا ضرر نہ پہنچے۔

اس کے بعد بیالیس پہیوں کی ایک گاڑی بنائی گئی اور گاڑی کے ہر پہیہ میں رسیاں لپیٹی گئیں اور ہزارہا انسان اس ستون کے اٹھانے میں لگائے گئے۔

آخر کار جد و مشقت و محنت کے بعد ستون گاڑی پر رکھا گیا اور گاڑی کے ہر پایہ پر دس من کی ایک رسی باندھی گئی اور ہر رسی کو کھینچنے کے لئے دو سو مزدور مقرر کئے گئے۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-si

اس کے بعد گاڑی چلی اور بہ مشقت و محنت کے ساتھ دریائے جمنا کے کنارہ لائی گئی۔

بادشاہ نے دریا میں تمام کشتیاں جمع کیں۔

واضح ہو کہ اسی زمانے میں دریائے جمنا میں بزرگ و وسیع بجروں کا ایک بڑا ذخیرہ فراہم تھا اور بعض کشتیاں اتنی بڑی تھیں کہ ان میں سات ہزار و پانچ ہزار من غلہ بھرا جا سکتا تھا۔ چھوٹی سے چھوٹی کشتی بھی اتنی وسعت رکھتی تھی کہ اس میں دو ہزار من غلہ آسانی کے ساتھ آ جاتا تھا الغرض یہ کشتیاں جمع کی گئیں اور منارہ بہ صد محنت و مشقت کے ساتھ کشتیوں پر رکھا گیا اور دریائی راہ طے کر کے یہ عجیب و غریب ستون کوشک فیروزآباد میں لایا گیا۔

اس زمانہ میں خاکسار مؤلف کا سن بارہ سال کا تھا۔

غرض کہ منارہ دربار فیروزآباد کے اندر لایا گیا اور جامع مسجد کے متصل ایک عمارت کی تعمیر کا آغاز ہوا اس عمارت کو ماہر کاریگروں نے سنگ کہرل اور چونہ سے تیار کیا۔

عمارت کی ہر پوشش پر بادشاہ کی ہمت و تدابیر سے منارہ کو اوپر چڑھاتے تھے اور اس کے بعد دوسرے پوشش کی ابتدا کرتے تھے۔

غرضکہ اس طرح منارہ مذکورہ ہر پوشش پر بلند ہوتا گیا اور اب وقت آیا کہ منارہ راست کیا جائے۔

اس مقصد کے لئے دس من کی متعدد رسیاں تیار کی گئیں اور عمارت یعنی چبوترہ کی ہر پوشش پر لکڑی کے چرخ باندھے گئے۔

اس کا ایک سرا منارہ کے سرے پر باندھا گیا اور دوسرا چرخ سے باندھا گیا۔

ہزارہا آدمی چرخ پر زور کرتے اور اس کو چلاتے تھے اور مزدوروں کی بے انتہا کوشش و قوت سے منارہ نصف گز بلند ہونے لگا۔

منارہ کے نصف گز بلند ہونے کے بعد ستون کے گرد چوب بزرگ بیچل کے تختے سہارے کے لیے رکھے گئے تاکہ منارہ چبوترہ پر نہ گر سکے۔

غرض اس طرح چند روز کوشش کی گئی اور بادشاہ کی نیت صادق اور خدا کے فضل و کرم سے منارہ راست و ہموار ہو گیا۔

منارہ کے گرد سرے پاؤں تک بے شمار تختے لکڑیوں کے بندھے تھے تاکہ منارہ ان تختوں پر قائم رہے اور کسی مقام سے خم نہ ہو۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

غرضکہ بادشاہ نے اپنی حکمت و تدبیر سے ایسا سنگین و بلند منارہ و تیر کی طرح راست و ہموار بلند و بالا کر دیا جس کو دیکھ کر انسان کی عقل متحیر ہو جاتی ہے۔

یہ منارہ ایسا راست و ہموار بلند ہوا کہ کسی مقام پر ذرہ برابر بھی خم نہ آیا۔

سنگ چہار گوشہ منارہ کو ہموار کرتے وقت زمین میں گاڑ دیا گیا اور منارہ اسی پتھر پر قائم کیا گیا۔

غرضکہ منارہ چند روز میں استادہ ہو گیا اور اس کے سرے پر سنگ سیاہ و سپید لگائے گئے اور سنگ سیاہ کے اوپر ایک قبہ مسی جس پر سونے کا ملمع کیا گیا تھا بطور کلس کے نصب کیا گیا۔

منارہ مذکور تیس گز بلند تھا آٹھ گز چبوترہ کے اندر ہے اور چوبیس گز بلند و بالا ہے۔

یہ معلوم نہ ہو سکا کہ اس منارہ کو اس کے اصل مقام پر کس شخص نے کس تدبیر سے نصب کیا تھا

منارہ کے پاس چند سطریں ہندوی میں چاندی سے کندہ کی گئی ہیں۔

فیروز شاہ نے بے شمار برہمن افراد کو جمع کیا تاکہ ان سطور کا مطلب حل ہو اور پڑھی جائیں لیکن کوئی شخص اس کے سمجھنے میں کامیاب نہ ہوا۔

ایک روایت یہ ہے کہ بعض برہمن ہندوؤں نے ان سطروں کو پڑھ لیا اور منارہ پر یہ مرقوم تھا کہ اس منارہ کو کوئی مسلم و غیر مسلم فرمانروا مدت دراز تک اس کے مقام سے منتقل نہ کر سکے گا لیکن آخر زمانہ میں ایک مشہور فرمانروا فیروز شاہ نام پیدا ہوگا جو اس منارہ کو اس مقام سے علیحدہ کرے گا۔

غرضکہ یہ امر بادشاہ کی خوش عقیدگی کا ثمرہ تھا کہ توفیق الٰہی سے وہ اپنی آرزو و خواہش میں کامیاب ہوتا تھا۔

منارہ دوم کا جو کوشک شکار میں نصب کیا گیا افسانہ یہ ہے کہ یہ منارہ میان دوآب والی قصبہ میرٹھ میں واقع تھا۔ منارہ کوشک شکار زرین اس سے قدرے خورد ہے۔

فیروز شاہ نے اس منارہ کو بھی اسی حکمت عملی سے و نیز مختلف عملوں اور مشقت سے زمین سے نکال کر کوشک شکار میں نصب کیا۔

غرضکہ بادشاہ نے منارہ دوم کو کوشک شکار میں نصب کیا اور اس روز فیروز شاہ

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

نے خاص و عام کے لئے جشن مسرت مقرر کیا۔

شہر کا ہر باشندہ عیش و عشرت کا متوالا تھا اور ہر فرد غم و آلام سے آزاد ہوا۔ کوشک شکار میں شربت کے لئے خم رکھے گئے اور ہر آیندہ روندہ کو عام اجازت تھی کہ جس قدر خواہش ہو شربت پیے اور کسی شخص کو مخالفت کا خوف خطرہ بھی نہ تھا۔

غرضکہ منارہ قائم ہوا اور کوشک تیار کیا گیا اور بادشاہ نے اس مقام پر ایک شہر آباد کیا۔

تمام خانان اور امرائے فیروز شاہی نے اس شہر میں اپنے لئے عمارات تعمیر کرا لیں۔

حقیقت یہ ہے کہ سلطان فیروز شاہ ان مناروں کو اس طرح نصب کرنا بادشاہ کا قابل یادگار کارنامہ ہے جو کسی کوشش سے فراموش نہیں ہو سکتا۔

یہ سچ ہے کہ ہر اولو العزم فرمانروا نے اپنی یادگار زمانہ میں چھوڑی ہے اور اسی طرح اپنی جہانداری و فراست و سیاست کا ثبوت دیا ہے چنانچہ سلطان شمس الدین التمش نے جامع مسجد دہلی کے گرد ایک منارہ بزرگ تعمیر کیا جس کا تفصیلی حال ہر ناظرین کو بخوبی معلوم ہے۔

غرضکہ اس طرح ہر بزرگ و باقی فرمانروا نے بے شمار یادگاریں و مثالیں چھوڑی ہیں جن سے اُن کا نام نیک تا قیام قیامت روشن و باقی رہے گا مگر یہ دو منارے عجیب جو فیروز شاہ نے نصب کئے ایسی یادگاریں ہیں جن کا مثل تاریخ میں موجود نہیں ہے۔

جس زمانے میں کہ امیر تیمور ہندوستان تشریف لائے اور خالق شہر بادشاہ کی قدمبوسی سے مشرف ہوئی تو امیر مذکور نے چند روز شہر میں قیام فرمایا اور ہر تاجدار کی یادگار کو ملاحظہ کیا۔

صاحبقران نے ان مناروں کو بھی ملاحظہ فرما کر ارشاد کیا کہ خدائے تعالیٰ کی مشیت و حکمت سے ہر تاجدار نے اس دنیا میں اپنی یادگار چھوڑی ہے لیکن ہر فرمانروا کی یادگار راست اور زمانہ سے ناپید و ضائع ہو گئی ہے اور آج اس کا نام بھی کوئی شخص زبان پر نہیں لاتا لیکن یہ منارے جنھیں جو فیروز شاہ نے اپنی یادگار چھوڑے ہیں یہ تا قیام قیامت باقی رہیں گے۔

امیر تیمور نے فرمایا کہ میں نے مختلف ممالک کی سیر کی ہے اور ہر شہر میں مختلف یادگاریں تمام سلاطین روزگار کی دیکھی ہیں لیکن اس طرح کی کوئی شے میری نظر سے نہیں گزری۔

غرضکہ بادشاہ نے ان مناروں کے تمام تفصیلی حالات و اپنے عہد کے مشہور واقعات

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sira

وغیرہ قوت سے ان مناروں پر کندہ کرائے۔

جب مختلف دور زمانے کے آئیں گے اور ہر قرن میں انسان ان مناروں کو دیکھے گا تو ہر شخص یہی کہے گا کہ یہ کام انسانی طاقت سے باہر ہے۔

دسواں مقدمہ

فیروز شاہ کے شکار کے حالات

نقل ہے کہ فیروز شاہ ملکی معاملات میں اسرار سلطنت کو خوبی کے ساتھ حل کرتا تھا۔

بادشاہ نے ملکی مصالح کی وجہ سے سیر و سفر سے کنارہ کشی کر لی لیکن جب یہ خیال کیا کہ سلاطین روزگار کے سیر و سفر میں خلائق کو آرام و اطمینان حاصل ہوتا ہے۔

بادشاہ نے خیال کیا کہ سلاطین کو بغیر کسی مصلحت ملکی کے جو سلطنت کا اصل رکن ہے سفر کرنا مناسب نہیں ہے۔

چونکہ فیروز شاہ نے مفسدان گریزپا کی طرف سفر کرنا ترک کر دیا تھا اس لئے شکار کا ایک شغل اختیار فرمایا جس کے ضمن میں بادشاہ مفسدوں اور حریفوں کی تنبیہ و تادیب کر دیتا تھا فیروز شاہ کو شکار کا شوق ایام طفلی سے تھا اور بادشاہ کے عہد میں یہ شغل بھی ملکی مہمات میں سے ایک اہم شغل قرار پایا۔

سلطان محمد تغلق نے ارشاد فرمایا کہ ملک نائب امیر حاجب یعنی فیروز شاہ بیحد عاقل و دانا ہے لیکن افسوس یہ ہے کہ اس کو شکار کا بیحد شوق ہے اور اسی شغل میں بیحد سعی و کوشش کرتا ہے۔

مختصر یہ کہ سلطان محمد تغلق نے بارہا فیروز شاہ کو نصیحت کیا اور کہا کہ شکار پرند سے گریز کر کے جنگ ملک کو شکار کرے۔

مختصر یہ کہ سلطان محمد نے فیروز شاہ کو بیحد نصیحت کی لیکن مرحوم سلطان کو معلوم نہ تھا کہ فیروز شاہ ختم الملوک ہے اور اسی کے شکار سے بھی بیشمار مسلمانوں کو نفع پہنچے گا۔

بادشاہ جب شکار کے لیے سفر کرتا اور ...

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

بیحد خوش و بشاش ہوتا اور جو شخص بھی اس وقت اپنی خواہش و آرزو کو پیش کرتا بادشاہ فوراً اس کی حاجت روائی فرما دیتے مختصر یہ کہ فیروز شاہ نے اپنے عہد حکومت میں مختلف قسم کے شکار کھیلے اور اس معاملہ میں حد سے زیادہ کوشش کی اور ہر قسم کے درندے جانور فراہم کئے۔

بادشاہ نے چیتے اس قدر جمع کئے جن کا شمار نہیں ہو سکتا تھا اور اس طرح بیشمار کتے فراہم کئے۔

بادشاہ نے اپنے عہد حکومت میں بیشمار شیر شکار کئے اور باز بحری و ترمتی و شاہین شمیر وغیرہ پرندہ اس قدر جمع کئے کہ انسان اس کا خیال بھی نہیں کر سکتا۔

تمام شکاری درندو پرندگان بادشاہی کے سپرد تھے اور ہر جانور پر داروغہ تین نفر بندگان شاہی مقرر تھے اور تمام نگہبان جانور و اسپ سوار بادشاہ کے ہمرکاب چلتے تھے

بادشاہ شکار کا اس درجہ شائق تھا چالیس نشان جو مراتب شکار تھے بادشاہ کے ہمراہ ہوتے تھے اور ایک فراش خانہ ایک رجلیز ایک بارگاہ ایک خواب گاہ اور ایک گنبد خیمہ خاص فیروز شاہ کی یادگار تھا ساتھ ساتھ رہتا تھا۔

فیروز شاہ شکار کے لئے روانہ ہوتا اور بادشاہ کے ہمراہ فوج بھی ہوتی تھی اور نیز تمام خانان و ملوک و شاہزادگان اس فوج کے برابر چلتے تھے۔

اس کے علاوہ پیادوں کے دو دستے جو خاص سلطان تغلق کی یادگار تھے فوج خاص شاہی کے میمنہ و میسرہ میں ہمراہ ہوتے اور نیز میمنہ کے ساتھ میں کمانداران و مددگار میسرہ میں نگہبان پر مد فراہم ہو کر راہ طے کرتے تھے۔

فیروز شاہ کے اصطبل میں گھوڑوں کا ذخیرہ بھی بہت کافی تھا۔

تمام بادشاہی جانور پانچ پایگاہوں میں باندھے جاتے تھے جن کو پنج محل کہتے تھے انشاء اللہ تعالیٰ ہر پایگاہ کا مفصل حال بادشاہی کارخانہ جات کے بیان میں ہمارے ناظرین ہوگا۔

منجملہ ان پانچ پایگاہوں کے ایک پایگاہ لشکر خانہ میں اور ایک ہزار دو سو گھوڑے لشکروں کے ہمراہ ہوتے تھے اس زمانہ میں ملک دولان ابیرکا تھا اور ملک خضر کو نیابت کی خدمت سپرد تھی۔

بازیگان و قوجداران لشکر و خانہ علیحدہ چلتے تھے۔

شکار خانہ کا ہر کارکن امراء کے بارہ میں داخل تھا اور لشکر کی پرورش میں ہر امیر بیحد سعی و کوشش کرتا تھا۔

چونکہ فیروز شاہ کو اس شغل میں بہت انہماک تھا اسی لئے ہر امیر اپنے فرض کو بیحد مستعدی

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

وشفقت سے انجام دیتا تھا۔ اور اس امر میں کوشاں رہتا تھا کہ بقیہ عمر بھی اسی شغل میں گزر جائے اس امر میں شکار کے وقت صف شکار درست کرنے میں خاص اہتمام کیا جاتا تھا اور حقیقت یہ ہے کہ عجیب کام اور غریب اسرار تھا۔

فیروز شاہی شکار گاہ میں ایسی صف بندی ہوتی تھی کہ سلاطین قدیم میں بہت کم کسی نے ایسی کی ہوگی۔

اگر کسی صاحب جاہ بادشاہ کو صف بندی شکار کا خیال بھی ہوا تھا تو ایک ہی وقت یہ انتظام ہوتا تھا اور اس کے بعد صف بندی توڑ دی جاتی تھی لیکن سلطان فیروز شاہ سات سات اور آٹھ آٹھ روز اسی قسم کی صف بندی کو قائم رکھتا تھا اور ہر روز اسی صف بندی میں صید افگنی ہوتی تھی۔

مختصر یہ کہ چونکہ بادشاہ نے اسی شغل شکار میں انواع و اقسام کے طریق صف بندی سے کام لیا اس لئے یہ مورخ عفیف ہر صف بندی کا حال جداگانہ معرض تحریر میں لاتا ہے تاکہ صاحبان بصیرت کو نصیحت آمیز سبق حاصل ہو جائے۔

افسانہ یہ گورخر واضح ہو کہ گورخر جنگل میں زندگی بسر کرتا ہے اور ہندوستان میں ایسا مقام دیپالپور اور سرستی کے درمیان واقع ہے۔

یہ سرزمین قطعاً بے آب ہے اور ہر جانب چند کوس تک خرابی ہی خرابی ہے۔

اس زمین کا یہ حال ہے کہ سو گز کھودنے کے بعد پانی برآمد ہوتا ہے اور اگر کوئی مسافر راہ بھول کر اس جنگل میں آوارہ ہو جاتا ہے تو بے آبی کی وجہ سے بے حد مضطر و پریشان ہو کر جان کھوتا ہے اس لئے کہ پانی صرف دوسری منزل پر دستیاب ہو سکتا ہے۔

گورخر کی خصلت یہ ہے کہ بے آب مقام پر رہتا اور ایک ایسی سرزمین میں سکونت اختیار کرتا ہے جہاں اسی کوس تک پانی دستیاب نہ ہو اور یہ فاصلہ قطعاً خراب ہو۔

اس جانور کا خاصہ ہے کہ جب تشنہ ہوتا ہے تو اسی کوس زمین طے کر کے پانی کے پاس آتا ہے اور پانی پی کر پھر اپنے مسکن کو واپس آتا ہے۔

گورخر کا شکار صرف موسم گرما میں کر سکتے ہیں۔

اس جانور کی فطرت یہ ہے کہ گرمی کے زمانے میں ایک مقام پر مل کر رہتے ہیں۔

یہ جانور گرمی میں اکٹھا ہو کر رہتے ہیں لیکن موسم سرما و زمانہ برشکال میں ایک دوسرے سے علیحدہ و متفرق ہو جاتے ہیں۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

مختصر یہ کہ بادشاہ نے ارادہ کیا کہ گورخر کا شکار کرے اور لشکر گاہ کو سرستی اور وہیں چھوڑ کر خود بدولت وسعادت گورخر کے شکار کے لئے روانہ ہوا۔

فیروز شاہ لشکر گاہ سے سوار ہوا اور ارشاد ہوا کہ جن سواروں کے گھوڑے تر و تازہ و قوی ہیں وہ ہمراہ رہیں اور ضعیف جانوروں کے سوار لشکر گاہ میں مقیم رہیں۔

اس کے علاوہ بادشاہ نے فرمایا کہ ہر وہ شخص جو بادشاہ کے ہمراہ رہے گا تین شبانہ روز کا ذخیرۂ آب اپنے اور اپنے مرکب کے لئے مہیا و تیار رکھے۔

بادشاہ کے حکم کے مطابق خانان و ملوک نے اونٹوں پر اور بعض افراد نے کہاروں اور گھوڑوں کی پشت پر پانی کا ذخیرہ ہمراہ لیا۔

فیروز شاہ عصر کے وقت شکار گاہ کو روانہ ہوا اور تمام شب تیزی کے ساتھ سفر کرتا رہا اور دن کو ظہر کے وقت گورخر کے جنگل کے قریب پہنچا۔

بادشاہ نے اس مقام پر پندرہ کوس کے گرد شکار کی صفیں درست کیں اور اس کے بعد آہستہ آہستہ آگے بڑھ کر حلقۂ شکار کو چار کوس کے درمیان محدود کر دیا اور اس طرح بے شمار گورخر صفوں کے اندر آ گئے۔

بادشاہ نے شب کو اسی مقام پر منزل کی اور روز دوم پھر دوبارہ شکار کو روانہ ہوا اور اس صبح سے شام تک صید افگنی کر کے مغرب کے وقت فرود گاہ کو واپس آیا۔

غرضکہ فیروز شاہ نے شب بھر اسی طریق پر بسر کی اور روز دوم و سوم و گورخر کا شکار کر کے لشکر گاہ کو واپس آیا۔ مختصر یہ کہ فیروز شاہ نے ستر کوس کا سفر کر کے گورخر کا شکار کیا اور اس کے بعد لشکر گاہ کو واپس آیا۔

ہرنی و گورو نیل گائے کے شکار کا بیان

اس قسم کے جانور حوالی بداؤن اور اتاوہ میں کثرت سے پائے جاتے ہیں اس لئے کہ یہ جانور زیادہ تر اسی مقام پر ہوتے ہیں جہاں جنگل بھی ہو اور گھاس اور پانی بھی پایا جاتا ہو اور اس قسم کا جنگل دہلی میں نہیں پایا جاتا۔

اس امر کی وجہ یہ ہے کہ فیروز شاہ رعیت پرور فرمانروا تھا اور اس بادشاہ نے ملک کی معموری اور رعیت کی مرفہ حالی میں بیحد کوشش کی۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

بادشاہ نے پایۂ تخت کے قریب جوار کو اس درجہ آباد و معمور کیا کہ دہلی کے نواح میں اس قسم کے جنگلوں کا نام و نشان نہ رہا اور صرف حوالی بداؤن میں ایک جنگل محض شکار کے لئے باقی رہ گیا بلکہ احتمال یہ تھا کہ بادشاہ کی انتہائی توجہ و کوشش کی وجہ سے یہ مقام بھی آباد و معمور ہو جائے گا۔

مختصر یہ کہ بادشاہ ہر سال فیروزآباد سے سیر و شکار کے لئے روانہ ہوتا۔

فیروز شاہ اسی بداؤن کے جنگل میں جو شکار کے لئے مخصوص کر دیا تھا آتا اور بے شمار جانوروں کا شکار کرتا تھا۔

ہاں یہ ضرور ہے کہ مورخ عفیف ہر وقت بادشاہ کے ہمراہ رہتا تھا۔

فیروز شاہ جلد سے جلد صحرا میں پہنچتا اور ارادہ کرتا کہ شکار کی صف بندی کرے تو ایک روز قبل تمام حشم و لشکر کو حکم صادر ہوتا تھا اور تمام لشکر اسی شب کو طویلہ میں مقیم ہوتا اور رات کو وہاں پاس نوبت بجائی جاتی تھی۔

بادشاہ اسی روز قیام گاہ سے کوچ کرتا اور تمام سوار و پیادے امراء و غلام بادشاہ کے ہمراہ ہوتے تھے اور نیز بارگاہ بھی بادشاہ کے ساتھ ہوتی۔

فیروز شاہ اس روز ایک بلند مقام پر استادہ ہوتا تھا اور اسی بلندی کے نیچے سواران لشکر صف بندی کے لئے روانہ کئے جاتے تھے۔

بادشاہی حکم کے مطابق دو نشان شکار مہیا کئے جاتے تھے ایک نشان جانب راست اور دوسرا جانب چپ رہتا تھا دست راست کی جانب ملک نائب باربک سواروں کو صف بندی کے لئے روانہ کرتا تھا اور دوسری طرف ملک عماد الملک یہ خدمت بجا لاتا تھا۔

ان امرا کے عقب میں نشان شکار ہوتے تھے اور ہر سوار دم بدم روانہ ہوتا تھا اور ہر خیل علیحدہ علیحدہ نظر سے گزرتا تھا ہر گروہ کے افراد صف بندی کے لئے تیار ہوتے اور سب سے پیشتر اسی گروہ کے نیزہ باز روانہ کئے جاتے تھے اور ان کے عقب میں سواران خیل دار چلتے تھے۔

بعض نمک ناشناس بندوں نے از روئے حسد جو انسان کی فطرت کا خاصہ ہے بادشاہ سے عرض کیا کہ وضع شکار اس سے بہتر موقع دوسرا نہیں ہے اس لئے کہ ہر خیل دار کے سوار اس وقت دم بدم گھوڑا دوڑاتے ہیں۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-s

بادشاہ کو ان اشخاص کی یہ گفتگو بھلی نہ معلوم ہوئی اور ان سے یہ کلام سنکر منہ پھیر لیا۔

جب تمام سوار میدان کو روانہ کر دئے جاتے تھے اور ہر دو نشان دس دس کوس کے فاصلے پر نکل جاتے تھے تو بندگان خاص کو صف بندی کا حکم دیا جاتا تھا۔

بندگان خاص میں بھی ہر سوار ایک بیرق لئے ہوتا تھا اور یہ گروہ بھی شکار گاہ کا رخ کرتا تھا۔

امرا کے بعد پائیگاہ و شکرہ خانہ کے اسپ روانہ کئے جاتے تھے اور کارخانہ جات نشان کے عمال و کارکن بھی شکار گاہ کا رخ کرتے تھے۔

آخر میں فیلان شکاری روانہ ہوتے تھے لیکن اگر صف بندی کا دور بڑا ہوتا تھا تو سواران پائیگاہ ہاتھیوں سے پیشتر روانہ کئے جاتے تھے اور ان کے بعد ہاتھیوں کی باری رہتی تھی۔

مختصر یہ کہ ہر دو نشانہ اپنی اپنی جگہ پر یکجا ہوتے تھے اور اس مقام پر اس قدر آگ جلائی جاتی تھی کہ دھواں بلند ہوتا تھا اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ صف بندی مکمل ہو گئی۔

اس وقت بادشاہ حکم دیتا تھا کہ سواران مذکور آہستہ آہستہ حلقہ صف بندی میں داخل ہوں اور بار بار بادشاہی فرمان پہنچتا تھا کہ اس قدر احتیاط کی جائے کہ جانوران شکار حلقے کے باہر نہ نکل سکیں۔

سوار حلقہ شکار میں داخل ہوتے تھے اور بادشاہ کا فرمان صادر ہوتا تھا کہ سوار آہستہ آہستہ چلیں [illegible] کرتے ہوئے حلقہ شکار میں داخل ہوں اور بار بار تاکید ہوتی تھی کہ جانور حلقے کے باہر نہ رہیں میدان گھٹنے کا دور چھوٹا ہوتا تھا اور ہر طرف کے سوار ایک یا دو صف میں منقسم ہو جاتے تھے اور دو صفوں سے تین صفوں میں تقسیم ہو جاتے تھے۔

یہ قرب طرفین کے سواروں کا اس درجہ بڑھ جاتا تھا کہ حلقہ شکار میں مقابلے کے سوار ایک دوسرے کو بخوبی دیکھ سکتے تھے۔

شب تمام ہونے کے بعد روز روشن ہوتا اور بادشاہ حکم دیتا تھا کہ ہر شخص حلقے کے اندر جس مقام پر پہنچ چکا ہے وہیں قیام کرے لیکن شکار گاہ میں کسی جگہ کا تعین نہ ہوتا تھا اور جو شخص کہ جس مقام پر پہنچ جاتا تھا وہیں قیام اختیار کرتا تھا۔

اسی طرح عملداروں کے خیمے ایک دوسرے سے متصل برپا کئے جاتے تھے اور یہ اتصال ایسا مکمل ہوتا تھا کہ صف بندی کے دور کی طرح خیموں کا ایک دائرہ بن جاتا تھا اس لئے کہ

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

ہر خیل دار کا خیمہ اپنے دوسرے ہم مرتبہ فرد سے قطعاً متصل نصب کیا جاتا تھا اور اسی طرح صف بندی کا دور جو چند یا پانچ کوس ہوتا تھا اس کے گرد ایک دائرہ خیموں کا بھی بن جاتا تھا۔

خیموں کے دور کے مقابل گھوڑے باندھے جاتے تھے اور اس طرح صف بندی کے دور کے گرد ایک دور گھوڑوں کا بھی ہوتا تھا۔

سراچے کے عقب میں خیلداروں کے قیام گاہ کا انتظام کیا جاتا تھا اور اسی طرح اہل بازار بھی اپنے خیل کے متصل قیام کرتے تھے

غرضکہ جب صف بندی کا دور مکمل ہو جاتا تھا تو صف بندی کے حلقے اندر جانوروں کی تحقیق کی جاتی تھی اگر شیر یا ببر یا گرگ وغیرہ جانور حلقے کے اندر ہوتے تو بادشاہ ان شیران جانوران موذی کا شکار کرتا اور اس کے بعد دوسرے جانوروں پر توجہ کرتا تھا۔

صف بندی کے زمانے میں دہلیز نہ ہوتی تھی بلکہ بارگاہ خواب گاہ وغیرہ نصب کیا جاتا تھا

فیروز شاہ ہر خیلدار کو حکم دیتا کہ اپنے ماتحت افراد سے اپنے حلقے میں ہوشیار رہے اور ان افراد کو سراے میں رہنے کی ضرورت نہیں ہے۔

اس حکم کی بنا پر تمام خیلدار اپنی اپنی چوکی پر ترکش باندھے ہوئے ہوشیار و بیدار رہتے تھے اور اسی طرح صف بندی کا ایک دور ترکش کا ہوتا تھا۔

جب صف بندی کا دور اسی طرح مستحکم ہو جاتا تھا اور ہر جنس قسم کے شکار صف بندی کے حلقہ میں نظر بند ہو جاتے تھے تو بادشاہ ہر روز شکار کے لیے سوار ہوتا تھا اور تقریباً پانچ سو یا چھ سو سوار شاہزادوں امیرخانان و ملوک کے گروہ میں سے بادشاہ کے ہم رکاب ہوتے تھے۔

بادشاہ صف بندی کے حلقہ میں داخل ہو کر شکار کرتا اور اپنے شکار کے عقب میں تیر پھینکتا اپنے اتنگ کے مقابل میں جو خیلدار شکار مارتا وہ جانور بطور انعام اُس امیر کو عطا ہوتا تھا فیروز شاہ اس طریقے سے سات یا آٹھ روز شکار کھیلتا اور خود شکار کے عقب میں گھوڑا دوڑاتا بادشاہ جب ارادہ کرتا کہ صف بندی توڑ دی جائے اور باقی ماندہ شکار کو گرفتار کر لیں تو شاہی حکم کے مطابق ایک آتشیں تیر صف بندی میں پھینکا جاتا تھا اور دہل اور شہنائی بجائی جاتی تھی اس آواز کو سن کر تمام خلائق حلقے کے اندر آ جاتے اور صف بندی کے اندر جو باقی ماندہ شکار ہوتا اُس کو لوٹ لیتے تھے۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sira

کبار اور کوالی جو سلطانی لشکر میں ملازم تھے شکار پکڑنے کے لئے دوڑتے اور ہر شخص کوئی نہ کوئی جانور گرفتار کر کے لے آتا تھا۔

بہر و بھی صف بندی کے زمانے میں بے مقدار شکاری گوشت فراہم ہو جاتا تھا کہ کثرت کی وجہ سے خراب و گندہ و بو پھیل جاتی تھی۔

بعض اشخاص شکاری گوشت میں زیرہ ملا کر شہر دہلی تک لاتے تھے۔

اگر بادشاہ جنگلی بھینسوں کا شکار کرتا اور یہ جانور بہت ہوتے تو شاہی حکم کے مطابق ان کے لیے بھی شکاری صف بندی کی جاتی تھی لیکن ان جانوروں کے لئے ایک ہی وقت اس قسم کی صف بندی ہوتی تھی اور جب بادشاہ شکار سے فارغ ہو جاتا تو اسی وقت صف بندی توڑ دی جاتی تھی اس لئے کہ جنگلی بھینسے میں بے انتہا قوت و طاقت کی وجہ سے حلقہ صف بندی کے اندر زیادہ قیام نہ کر سکتے تھے۔

مختصر یہ کہ فیروز شاہ ہر سال سواری کرتا اور ہر سواری میں اسی قسم کی تین چار صف بندیاں کرتا تھا اور اس کے بعد اپنے جلگاہ کے ہمراہ دہلی کو واپس آ جاتا تھا۔

یہ امر قطعاً صحیح ہے کہ اس قسم کی شاہانہ عزیمت اور تاریخ میں اس کا اندراج عقلمندوں کے لئے باعث مسرت ہے۔

فیروز شاہی کے شکار کا افسانہ۔ فیروز شاہ کبھی کبھی ہر قسم کے جانوروں کا شکار کرتا تھا اور ہمیشہ بجد سعی و کوشش کے ساتھ شکار کے لئے سواری کرتا تھا اور ہر وقت شکروں کے اڑانے اور جانوروں کے شکار کرنے میں مصروف رہتا تھا۔

فیروز شاہ اپنے قصر عزت میں قیام کرتا اور بادشاہ کے حضور میں شکرہ کو باولی دیتے تھے اور اگر سوار راہ میں ہوتا تو شکرہ بھی جانوروں پر اڑایا جاتا تھا۔

اگر بادشاہ کے سامنے کوئی چہار پایہ جانور آ جاتا تو اس جانور پر چیتے اور سیاہ گوش چھوڑے جاتے تھے حالت یہ تھی کہ بارہ ہزار بندگان باہلی بادشاہ کے ہمرکاب ہوتے تھے۔

واضح ہو کہ باہلی اس گروہ کو کہتے ہیں جو ہرن کے گرفتار کرنے کے دام جانوروں پر بار کر کے باربرداری کے جانوروں کے ہمراہ چلتے تھے۔

جب ہرن کسی مقام پر ٹھہر جاتے تھے تو دام دار افراد جال کو زمین پر بچھا کر جانوروں کو پکڑ لیتے بعض بندگان باہلی رنگا وحشی پر سوار ہوتے تھے اور پہلوانان نبرد آزما اور بہادران نامدار کے

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sira

آہنی و فولاد کے پیکان ہاتھ میں لے کر چلتے تھے۔
جب کبھی کوئی شیر کسی جنگل میں حصاری ہو جاتا تھا تو بابلی گروہ تمام و کمال رنگا دیش کو بھیجا کرتے تھے اور خود ان کی پیٹھ پر سوار ہو کر چلتے تھے۔
رنگا دیش شیر کو دیکھ کر اپنے نتائج باہم دیگر منتقل کرتے تھے اور تمام جانور شیر پر صف کر دیتے تھے۔

چند گان بابلی جانوروں کی پشت پر شیر کو نیزوں سے زخمی کر کے اس کا شکار کرتے تھے۔
کبھی کبھی بادشاہ کے حکم سے بڑے بڑے جال شیر پر ڈالے جاتے تھے اور دام کے چاروں طرف ہاتھی کھڑے کئے جاتے تھے۔
ہاتھی چل پال کرتے ہوئے دام پر چلتے تھے اور شیر کو دام کے نیچے گرفتار کر لیتے تھے۔
کبھی ایسا ہوتا کہ فیروز شاہ کے حکم سے ہاتھی شیر پر چھوڑے جاتے تھے اور شیر ہاتھیوں پر حملہ کرتا تھا اور بادشاہ خود شیر کو تیر سے ہلاک کر دیتا تھا۔
اسی جانور کے شکار کا شغل اس حد کو پہنچ گیا کہ چند جانور بادشاہ کے دربار کے روبرو باندھے جاتے تھے جن میں سے نصف جانور دربار کے جانب راست اور نصف جانب چپ رکھے جاتے تھے۔

اسی طرح اگر تالاب اور دہندی میں مچھلیاں پائی جاتیں تو بادشاہ حکم دیتا کہ وہ دام جو وہ فیل پر بار کئے گئے ہیں کی اور دہندی میں پھیلائے جائیں۔
شاہی حکم کی تعمیل کی جاتی اور تمام مچھلیاں پکڑ لی جاتی تھیں۔
اس میں شبہ نہیں کہ سلطان فیروز شاہ نے اس معاملہ شکار میں اس درجہ کوشش کی کہ اس کی نظیر شاہان ماسبق کے حالات میں نہیں ملتی۔
اسی طرح بادشاہ نے دو آہنی دیگ تیار کرائی تھیں اور یہ ظروف اس درجہ بڑے تھے کہ ہر دیگ میں سو جانوروں کا گوشت پک سکتا تھا۔
ان دیگوں کے لئے دو چھلے دس پایہ کے تیار کئے گئے تھے اور دیگ دہ دو دیگدان کو ایک سو تیس کہار بادشاہ کے ہمراہ سفر میں لے جاتے تھے۔
جب کسی منزل میں بادشاہ کا قیام ہوتا اور شکاری جانوروں کا گوشت جمع ہو جاتا تو یہ گوشت دیگدان میں پکایا جاتا اور خلق اللہ کو تقسیم کیا جاتا تھا۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

خوش قسمت بادشاہ دین پناہ نے اپنے عہد حکومت میں بہت سے نادر روزگار یادگاریں اور بے نظیر یادگار چھوڑا۔ برخلاف دیگر شاہان گزشتہ کے کہ اُن کے کارنامے ہستی کے ساتھ ختم ہو گئے اور نام و نشان باقی نہ رہا جن کی شرح و تفصیل عقلا کے لیے عبرت انگیز سبق ہے

گیارھواں مقدمہ

اُن مختلف عمارات کے بیان میں جو فیروز شاہ نے تعمیر کیں

روایت ہے کہ سلطان فیروز شاہ نے عمارات کی تعمیر میں خاص طور پر کوشش کی اور جان و دل سے اس امر کو انجام دینے میں معروف ہوا۔

دہلی کے کسی سلاطین و بادشاہ نے جو تخت حکومت پر متمکن ہو کر صاحب علم ہوا اس درجہ عمارات کی تعمیر میں اس قدر جد و جہد نہ کی ہوگی جو فیروز شاہ سے ظاہر ہوئی۔

کسی بادشاہ نے ممالک و بلاد فتح کرنے کے باوجود بھی اس امر میں اس قدر سعی و کوشش نہیں کی۔ خوش قسمت بادشاہ کا یہ شوق بھی اپنی آپ ہی نظیر و مثال ہے۔

فیروز شاہ کو تعمیر سے اس قدر انہماک تھا کہ اس نے شہر و حصار و کوشک و بند و بند و مسجد و مقبرہ غرضکہ ہر قسم کی بے شمار عمارات تعمیر کرائیں چنانچہ شہر حصار فیروزہ و فتح آباد کے حالات سے مورخ ناظرین کو مطلع کر چکا ہے۔

اسی طرح بادشاہ نے شہر فیروز آباد و فیروز آباد ہارنی کھیڑہ و تغلق پور کاسنہ و تغلق پور ملک کوت و شہر جونپور و فیروز آباد و معمور کئے۔

بادشاہ نے ہر مقام و ہر شہر میں آرام و آسائش کے لئے مستحکم و مضبوط حصار و قلعہ جات تعمیر کئے اور ان عمارات کو بخوبی مضبوط و مستحکم کیا۔

بادشاہ نے حصار و بلاد کے علاوہ پر تکلف کوشک بھی تعمیر کئے چنانچہ کوشک فیروز آباد و کوشک نزد دہلی و کوشک مہندواری و کوشک شہر حصار فیروزہ و کوشک فتح آباد و کوشک جونپور و کوشک شکار و کوشک بند فتح خاں و کوشک سالورہ و دیگر محلات بادشاہ کی یادگار ہیں۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

اسی طرح بند کے اقسام میں بند فتح خاں و بند مالجہ جہاں بادشاہ نے آب زمزم بھی ڈالا تھا اور بند مہپال پور و بند شکر خاں و بند سالورہ و بند جیتہ و بند وزیرآباد وغیرہ بھی بہت مضبوط و مستحکم تیار کیے گئے۔

ان عمارات کے علاوہ خانقاہیں اور سرائیں مسافروں کے قیام کے لئے تعمیر کی گئیں معتبر رواۃ نے بیان کیا ہے کہ فیروز شاہ نے بندگان خدا کے آرام کے لئے دہلی میں ایک سو بیس خانقاہیں تعمیر کرائیں۔

بادشاہ نے یہ تجویز فرمایا کہ ہر چہار جانب سے مسافر آئیں اور ان سراؤں میں قیام کریں اور ہر خانقاہ میں مسافرین بطور شاہی مہمان رہیں اور اسی طرح ایک سو بیس خانقاہوں میں تین سو ساٹھ روز یعنی تمام سال بطور مہمان قیام کریں۔

سبحان اللہ بادشاہ کی نیک نیتی کی کیا تعریف کی جا سکتی ہے۔

بادشاہ نے ہر خانقاہ میں متولی و عہدہ دار مستقل مقرر فرمایا ہے اور ان خانقاہوں کے اخراجات خزانہ شاہی سے ادا کیے جاتے تھے۔

غرضکہ فیروز شاہ نے ہر مقام اور ہر موقع پر جو عمارتیں تعمیر کرائیں وہ تمام و کمال پختہ مستحکم تھیں سوا دروازوں کے چونے کا نام و نشان تک نہ تھا۔

فیروز شاہ کے عہد میں ملک غازی شحنہ میر عمارت تھا جو کار عمارت میں بہت سعی و کوشش کرتا تھا۔

اس امیر کو بادشاہ نے چوب زر عطا فرمائی تھی اور عبدالحق عرف جاجر سوندھار کو نائب عطا ہوا تھا فیروز شاہ نے کار عمارت کے ہر گروہ میں ایک چالاک شحنہ مقرر فرمایا تھا جیسا کہ سنگ تراش و چوب تراش و آہنگر اور دیگر آرہ کش و چونہ پز و ماج وغیرہ ہر فرقے میں ایک تیز و چالاک شحنہ متعین تھا۔

مختصر یہ کہ ایسا عظیم الشان عمارت خانہ جو فیروز شاہ کے عہد بابرکت میں تیار ہوا کسی بادشاہ کے عہد میں تعمیر نہ ہوا تھا اس لئے کہ عمارت خانہ میں لاکھوں روپئے صرف ہوئے بلکہ یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ بیشمار مال اس میں خرچ کیا گیا۔

عہد فیروز شاہی میں مقابر شاہان گذشتہ و اولیائے کرام کی مرمت و زینت

بادشاہ نے اپنے عہد سلطنت میں شاہان گذشتہ و اولیائے کرام کے مقابر کی

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

محض خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے درست کیا۔

فیروز شاہ نے تمام سلاطین ماضیہ کی قبروں کی از سر نو مرمت کرائی۔

ظاہر ہے کہ بادشاہ کا یہ کارنامہ محض رضائے الٰہی حاصل کرنے اور خود بادشاہ کی نیک نیتی و دیانت داری پر محمول ہو سکتا ہے ورنہ بادشاہان عالم اپنی عظمت و جلال کے مقابلے میں خود شاہان گزشتہ کے حالات کی بھی خبر نہیں لیتے اُن کے مقابر کا خیال و مرمت کا تو ذکر ہی کیا ہے یہی وجہ ہے کہ سلاطین اسلاف کی قبور اکثر خراب و شکستہ رہتی ہیں اور یہی حال اب ہوا جس کی وجہ سے اُن مقابر کے متعلقین کو پریشانی لاحق ہوئی۔

آئین جہانداری کی یہ مقررہ رسم ہے کہ ہر بادشاہ عنان حکومت ہاتھ میں لیکر ارباب برکات کے لئے چند قریے وقف کرتا ہے اور اُن مواضع کی آمدنی انہی اصحاب کے زمرے سپرد کرتا ہے تاکہ ان اصحاب برکات کی رحلت کے بعد اُن کی خانقاہوں اور مدارس میں خیر جاری رہے لیکن عہد فیروز شاہی میں یہ تمام قریات و قصبات خراب و برباد ہو گئے تھے اور اہل خانقاہ پریشان ہو کر اس وجہ ناامید ہوئے تھے کہ تمام مقابر تیرہ و تار ہو گئے تھے۔

سلطان فیروز شاہ نے خدا کی عنایت و الہام ربانی سے اپنے عہد میں فراست و کیاست سے کام لیا اور اس کام خیر میں بیحد کوشش کی۔

بادشاہ نے تمام سلاطین کے مقابر کی مرمت کرائی اور جس قدر قریات و قصبات کہ اس سے قبل ہر مقبرہ کے لئے مختص تھے اور جو بعد خراب و ویران ہو گئے تھے اور جن کی رعایا ہلاک ہو گئی تھی اُن کو از سر نو آباد و معمور کیا اور جو مجاور و خدام مقابر منتشر و پریشان ہو گئے تھے اور ہر شخص مختلف مقامات پر آوارہ وطن ہو چکا تھا ان تمام اصحاب کو جمع کیا اور سلاطین و پیشوایان ملت کے مقابر کو آباد کیا۔

بادشاہ نے سلاطین کی طرح مشائخ و علما کے مقابروں اور خانقاہوں کی بھی مرمت کرائی اور ان مقدس مقامات یعنی سلاطین و مشائخ اہل دین کے حظیروں اور مقبروں میں یہ جدت کی کہ ان کے گنبدوں کے دروازوں میں چوب صندل کے تختے لگا کر ہر مقبرہ کو از سر نو آراستہ کیا۔

کیا عجیب بات ہے کہ اس بادشاہ دیندار کے عہد میں زندہ و مردہ کو یکساں نفع پہنچا رہا۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

عجیب تر امر یہ ہے کہ جہات قلی کی وجہ سے کار عمارت کسی وقت بیکار و معطل نہ رہا۔

قاعدہ عام یہ تھا کہ جب کسی عمارت کا آغاز ہوتا تو دیوان وزارت کے فردی سامان کی بہا اور تیار کر کے بادشاہ کے حضور میں پیش کرتا تھا اور تمام مال عہدہ دار و معمار کن عمارت کے سپرد کر دیا جاتا تھا اس کے بعد تعمیر کا کام شروع ہوتا تھا۔

غرضکہ اس طرح چالیس سالہ عہد فیروز شاہی میں اقسام و انواع کی عمارتیں تعمیر ہوئیں۔

بارھواں مقدمہ

بادشاہ کا بیکار امراء کے حالات پر توجہ کرنا

نقل ہے کہ ہر بار بادشاہ کی شکار سے واپسی ملک کے لئے باعث خیر و مبارک ثابت ہوتی تھی۔

کوتوال ملک جو بہت دلیر و باوقار و نیز صاحب عدل و انصاف امیر تھا اپنے فرائض منصبی کو بہت ہوشیاری و خبرداری سے انجام دیتا تھا۔

بادشاہ نے کوتوال مذکور کے نام ایک فرمان اس مضمون کا روانہ کیا کہ بیکار افراد شہر میں جس جس مقام پر ہوں ان کو فیروز شاہ کے حضور میں پیش کرے۔

کوتوال شہر محلے کے ہر محلہ دار کو اپنے روبرو طلب کرتا اور ہر ایک شخص کے احوال سے آگاہی حاصل کرتا تھا طبقہ شرفا میں جو افراد کہ بیکار و بے معاش عسرت و غربت کے عالم میں زندگی بسر کرتے تھے وہ شرم و غیرت کی وجہ سے کسی کو اپنا منہ نہ دکھلاتے تھے۔

میر محلہ اس قسم کے شریف بیکاروں کو کوتوال کے پاس حاضر کرتے اور ملک نیک نام کوتوال ان افراد کے نام و کیفیت و حالات کو قلم بند کر لیتا تھا اور مناسب موقع پر ان افراد کو بادشاہ کے حضور میں پیش کرتا تھا۔

فیروز شاہ ان افراد میں ہر شخص کو اس کے بزرگوں کے نام سے شناخت کر لیتا اور کسی نہ کسی شغل و کام میں ان کو لگا دیتا تھا۔

سبحان اللہ بادشاہ کے قلب و دماغ [illegible]

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

کہ جس شخص کو بادشاہ نے کبھی دیکھا ہی نہ ہوتا تھا اور اس کے حال سے قطعاً لاعلم ہوتا تھا اس کو بھی اس شخص کے اسلاف کے حالات سے پہچان لیتا تھا۔

مختصر یہ کہ بیکار گروہ بادشاہ کے حضور میں پیش ہوتا تھا اور فیروز شاہ ہر فرد کو کسی نہ کسی شغل اور کام میں اُن کو لگا دیتا تھا۔

اگر بیکار شخص اہلِ قلم میں ہوتا تو اس کو بادشاہ کارخانہ میں ملازم کرتا تھا اور اگر معقول کارکن ہوتا تو اس کو خانِ جہاں کے سپرد کر دیتا تھا۔

اگر امیدوار عرض کرتا کہ اس کو فلاں امیر کے سپرد کر دیا جائے جو صاحبِ جاگیر ہے تو بادشاہ اس جاگیردار کے نام فرمان روانہ کرتا اور امیدوار جاگیردار کے پاس بھیجا جاتا تھا۔

ایسا اتفاق کم ہوتا تھا کہ کوئی شخص بیکار رہتا اور جس مقام پر کہ یہ بیکار افراد مقرر کئے جاتے تھے وہاں ان کی جگہ بہت مضبوط و مستحکم ہوتی تھی۔

سبحان اللہ بادشاہ نے اس قدر افراد کو کام سے لگا دیا۔

بادشاہ نے اس حال میں بار با فرمایا کہ کارکن افراد بیکاری کے عالم میں بہت رنجیدہ ہو جاتے ہیں اور فقر کی وجہ سے سر نہیں اٹھا سکتے۔

یہ افراد روزانہ دربار کے سامنے بیٹھتے اور اس امر کے دریافت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ کون شخص شاہی عتاب میں گرفتار ہوا اور کون معزول اور کون برطرف کیا گیا۔

بیکار افراد اس انتظار میں نماز صبح کے وقت گھر سے نکلتے تا کہ اگر کوئی شخص معزول و معتوب ہوا ہو اور دوسرا فرد اس جگہ پر مقرر کیا جائے تو ہم بیکار افراد اس کی کوشش کریں ان کو اپنے مقاصد میں ناکامی ہوتی ہے تو دل سے آہ کرتے ہیں اور بے حد مایوس و رنجیدہ ہو جاتے ہیں۔

فیروز شاہ نے بار با فرمایا ہے کہ میں نے اس لایعنی تعلق کو ان کے قلوب سے دور کر دیا ہے اور یہی وجہ تھی کہ جس مقام پر کسی بیکار شخص کا پتہ چلتا تو بادشاہ اس کو فوراً کسی شغل میں لگا دیتا تھا۔

ظاہر ہے کہ بادشاہ کا یہ فعل کس درجہ قابلِ تعریف تھا اور اس کی نیت کیسی خالص و محمود تھی بادشاہ کی ہر نیت خیر پر مبنی تھی اور اس کے ہر قول و فعل میں طلبِ آخرت موجود تھی

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے کہ اعمال کا ثمرہ نیت کے مطابق ملتا ہے چنانچہ اس قول پر بادشاہ نے عمل کیا اور دارین میں نیک نام ہوا۔

تیرھواں مقدمہ

فیروز شاہی کارخانہ جات کی تشریح و تفصیل

روایت ہے کہ فیروز شاہ کی سرکار میں چھتیس کارخانے تھے اور بادشاہ کو اسباب کارخانہ جات جمع کرنے کا بیحد شوق تھا۔

ہر شاہی کارخانہ میں بیحد نفیس و بیش قیمت چیزیں موجود رہتی تھیں اور ہر کارخانہ کا اسباب حد شمار سے باہر تھا۔ ہر کارخانہ کا تمام اسباب طلائی و نقرئی مرصع و مکلل تھا۔

ہر سال ہر کارخانہ میں بیشمار رقم خرچ ہوتی ہے چنانچہ ان چھتیس کارخانوں میں بعض کارخانہ راتبی تھے اور بعض غیر راتبی۔

راتبی کارخانوں میں پیل خانہ و پائیگاہ و مطبخ و شراب خانہ و شمع خانہ و شتر خانہ و سگ خانہ و آبدار خانہ وغیرہ داخل تھے۔

ان کارخانوں میں ہر روز بیشمار رقم خرچ ہوتی تھی چنانچہ راتبی کارخانوں میں ہر ماہ ایک لاکھ ساٹھ ہزار تنکے خرچ ہوتے تھے۔

اس رقم میں کارخانوں کے اسباب کی قیمت و عمال کارخانہ کی تنخواہ داخل نہیں ہے۔
چنانچہ ایک لاکھ ساٹھ ہزار تنکے نقرئی خرچ راتبی تھا۔

کارخانہ جات غیر راتبی کا خرچ مقررہ تھا اور اس کی وجہ تھی کہ ان کارخانوں میں ہر سال اسباب کی فرمائش ہوتی تھی اور نئے اسباب سالانہ آتے رہتے تھے۔

جامدار خانہ میں علاوہ بہاری و تابستانی اسباب کے چھ لاکھ تنکے سالانہ سرمائی اسباب کی خرید میں صرف ہوتے تھے۔

علم خانہ میں علاوہ اخراجات سہ ماہی و عمال کی تنخواہ کے اسی ہزار تنکے ہر سال خرچ ہوتے تھے۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

فراش خانہ میں فرش پر دو لاکھ تنکے صرف ہوتے تھے

غرضیکہ فیروز شاہ کے عہد حکومت میں اس قسم کے فراشات کا سلسلہ برابر جاری رہا اور ہر کارخانہ کسی نہ کسی اعلیٰ امیرخان کی نگرانی میں سپرد تھا چنانچہ جامدار خانہ ملک علی ملک اسمٰعیل کے سپرد تھا جو میر جامداری میمنہ کے نگراں کار بھی تھے۔

اصطبل خانہ کے افسر ملک شاہین سلطانی و شکرہ خانہ کے ملک خضر سپہ سالار اور غسل خانہ و پائگاہ خاص و رکاب خانہ کے ملک محمد حاجی اور زرادخانہ و سلاح خانہ کے ملک مبارک کبیر سلاحدار خاص و وکیل در تھے

طشت دار خانہ بلال خان اور جواہر خانہ سلطانی الشرق خواجہ جہاں سرور سلطانی کے سپرد تھا اسی طرح ہر کارخانے کے منتظم خاناں کبار و ملوک نامدار تھے۔

ہر کارخانہ کے اہل تصرف کو بادشاہ خود مقرر کرتا تھا چنانچہ ملک کمال الدین نوروز خان جامدار خانہ کا حاکم مختار تھا جو صاحب جد سعید بھی تھا۔

اسی طرح ہر کارخانے کے حاکم مختار امیران نامدار تھے جن کا تقرر بادشاہ فرماتا تھا

اسی زمانہ میں علم خانہ و رکاب خانہ و جمیل خانہ میسرہ کے عہدہ دار ممدوح عفیف کے پدر و عم تھے جن کے بجائے ان کارخانوں میں مورخ نگرانی کی خدمت بجالاتا تھا۔

اس کے علاوہ ان معاملات کے بارے میں بارہا بادشاہ نے فرمایا ہے کہ دنیوی ملکیت میں یہ دو گوہر لطیف جو جوہر شریف کے ساتھ عالم میں موجود ہیں ایک قسم تو اقطاع و پرگنات و معاملات میں اور دوسرا گوہر ہر کارخانہ جات میں چنانچہ لکھوکھا روپیہ اقطاعات کا محصول جمع ہوتا ہے اور اسی طرح لکھوکھا روپیہ کارخانہ جات میں جمع ہوتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ میرے ایک کارخانہ کا خرچ شہر ملتان کے اخراجات سے کم نہیں ہے۔

بادشاہ نے تمام چھتیس کارخانوں میں عمال و خرچ کرنے والے خود مقرر فرمائے تھے۔

خواجہ ابو الحسن تمام کارخانہ جات کا منتظم و حاکم مطلق۔ بادشاہ جو فرمائش کرتا پیشتر خواجہ ابو الحسن کے نام فرمان آتا اور وہ تمام منتظمین کارخانہ جات کو حکم دیتا اور فرمان شاہی کی آن واحد میں تعمیل ہو جاتی تھی۔

اس زمانے میں کارخانہ جات کا محکمہ دیوانی علحدہ تھا جہاں تمام کارخانہ جات کے حساب و کتاب کی تنقیح ہوتی تھی۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

اگرچہ کارخانہ جات کے عمال سے دیوان وزارت میں بھی محاسبہ ہوتا تھا اور جس طرح کہ دیوان وزارت کے عمال اقطاعات کا حساب وکتاب جانچتے تھے اسی طرح کارخانہ جات کا محاسبہ بھی کرتے تھے۔

ہر شاہی کارخانہ میں بیشمار محاسبہ ہوتا تھا اور اس میں خاص طور پہ فراش خانہ، پیل خانہ، وعلم خانہ و پائیگاہ میں بھی حساب وکتاب کی تنقیح کثرت سے ہوتی تھی۔

ان کارخانہ جات کے افسر سالانہ رقم اخراجات حاصل کرتے تھے۔

فیروز شاہ کی پائیگاہ پانچ مقامات سے مخصوص تھی پائیگاہ بزرگ سہرو ان وسلطان پور میں تھی اور دوم قتلغ میں اور سوم در بار شاہی کے اندر جس کو پائیگاہ محل خاص کہتے تھے چہارم پائیگاہ شکر خانۂ خاص اور پنجم پائیگاہ بانگیر دار ان بندگان خاص۔

مذکورہ بالا پانچ پائیگاہوں کے علاوہ کئی ہزار گھوڑے حوالی شہر دہلی میں چرتے تھے جن کو سرپنج بھی کہتے تھے۔

اس کے علاوہ کارخانہ یعنی شتر علیحدہ تھا اور اس کارخانہ کا عہدہ دار ملک دل شاد تھا جس کو اسی زمانے دل شاد شتر کے خطاب سے یاد کرتے تھے۔

دل شاد مذکورہ کو سلطان ابوبکر شاہ نے اپنے عہد حکومت میں صفدر خاں کا خطاب اور چتر لعل عطا کیا تھا۔

کارخانہ شتر میں بیشمار شتر موجود تھے جس میں اکثر جانور مختلف مواضع میں چرتے تھے۔ یہ جانور حوالی شق ولایتوں میں چرتے اور یہ تمام مواضع ساربانوں کے وجہ معاش میں عطا کئے گئے تھے۔

چند جانور شہر میں بھی چرتے تھے۔

بادشاہ کی سواری کا وقت آتا اور تمام جانور شہر میں لائے جاتے تھے اور ہر سال اونٹوں کا اضافہ ہوتا تھا اس لئے کہ تمام جاگیردار ہر قسم کی نفیس وبیش قیمت اشیا بادشاہ کے ملاحظہ میں پیش کرتے تھے اور انہیں تحائف میں شتر بھی پیش کئے جاتے تھے

سبحان اللہ کیا بابرکت وقت وہ دور تھا جس میں ہر قسم کی راحت وآرام کا سامان موجود تھا۔

عہد فیروز شاہی کی ایک برکت یہ تھی کہ چالیس سال کامل سخت محاسبہ کسی شخص سے

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

ہو گیا۔ دیگر محاسبان ملک نے جب دیکھا کہ فیروز شاہ خدا کی توفیق و مدد سے تمام خلائق و رعایا پر احسان و لطف کرتا تھا اور باوجود تعدد دولت و وسعت سلطنت کے کسی شخص کے گناہ کبیرہ کی بھی باز پرس نہیں کرتا تھا تو عمال بھی رعیت سے نرمی و آسانی سے پیش آتے تھے۔

فیروز شاہ کے عہد میں اگر کسی جاگیردار سے محاسبہ کیا جاتا تو جس وقت کہ یہ جاگیردار بادشاہ کے حضور میں حاضر ہو کر شرف قدمبوسی حاصل کرتا تو جاگیردار کو فوراً دیوان وزارت میں حاضر کر لیتے اور اس کے جمع و خرچ کا اندازہ کرتے اور اس کے بعد اس شخص کو تخت شاہی کے روبرو حاضر کرتے اور جو رقم کہ بقایا ہوتی اس کی باز پرس نہ کرتے۔ غرضیکہ ان سوال و جواب کے بعد جاگیردار کو اس کے وطن روانہ کر دیتے۔

اسی طرح سال تمام پر تمام کارخانہ جات کے محرر دیوان وزارت میں حاضر کئے جاتے تھے اور ان سے محلات وصول کر لیتے تھے اور باقی زر قسم نقد و جنس کا حساب نہ کرتے تھے۔ مختصر یہ کہ چالیس سالہ عہد حکومت میں کہ عمال سے سختی کے ساتھ محاسبہ نہیں کیا جاتا تھا۔ اس امر سے بادشاہ بے خبر نہ تھا بلکہ وہ دانستہ چشم پوشی کرتا اور عمال کے تمام وظائف کے محاسبہ سے چشم پوشی کر لیتا تھا

غرضیکہ اس عہد بابرکت کے عمال جس عیش و مسرت میں زندگی بسر کرتے تھے اس کا اندازہ کرنا مشکل ہے۔

خدا کے رحم و کرم سے امید ہے کہ جس طرح فیروز شاہ رعیت سے سلوک کرتا اور ان کے گناہ صغیرہ و کبیرہ سے چشم پوشی کرتا تھا اسی طرح خداوند کریم انتظام مملکت و امور سلطنت کے سوال و جواب میں خود بادشاہ سے سخت باز پرس نہ فرمائیگا اور اس کو اپنے رحم و کرم سے بخش دیگا جس طرح کہ بادشاہ و فرمانروا دنیا میں تمام خلائق کے سردار ہیں اسی طرح آخرت میں ان کا محاسبہ بھی بہت سخت ہے۔

روایت ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے دنیا سے رحلت فرمائی تو حسب معمول جس طرح کہ تمام انبیائے کرام بیت المقدس کے اندر دفن ہیں حضرت کو بھی اسی مقدس مقام کے اندر دفن کرنے کے لئے جنازہ شریف لے گئے اور ارادہ کیا کہ اندرون بیت المقدس دفن کریں۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sira

بیت المقدس کے اندر سے صدائے غیب آئی کہ یوسف علیہ السلام کو بیت المقدس کے باہر دفن کرو اس لئے کہ یوسف علیہ السلام علاوہ نبی ہونے کے مصر کے بادشاہ بھی تھے اور اگرچہ یوسف نے رعایا و مخلوق کے ساتھ عدل و انصاف کیا لیکن بریں ہمہ ان سے محاسبہ کیا جائے گا۔

چنانچہ یہی ہوا کہ حضرت یوسف بیت المقدس کے باہر دفن کئے گئے حالانکہ اکثر انبیاء اس مقدس مقام کے اندر دفن ہیں لیکن حضرت یوسف علیہ السلام کو بیت المقدس کے دروازہ پر دفن کیا گیا۔

یہ معلوم ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کس درجہ متقی فرمانروا تھے۔

روایت ہے کہ مصر میں ہفت سالہ قحط نمودار ہوا جس کی وجہ سے تمام اہل مصر نے بیحد تکلیف اٹھائی اور کوئی فرد بشر بھی بستر پر آرام سے نہ سویا۔

اس زمانے میں حضرت یوسف علیہ السلام نے شکم سیر ہو کر کھانا کھایا اور ایک دفعہ بھی غذا کی طرف خواہش سے ہاتھ نہ لے گئے۔

لوگوں نے سوال کیا کہ آپ شکم سیر ہو کر کیوں نہیں غذا تناول فرماتے حضرت نے جواب دیا کہ اگر شکم سیر ہوں گا تو بھوکوں کو بھول جاؤں گا۔

اگرچہ حضرت یوسف پیغمبر تھے لیکن بریں ہمہ فرمانروائی کے یہ فرائض ادا فرماتے تھے لیکن باوجود حضرت کی اس احتیاط کے حدیث شریف میں وارد ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام تمام انبیا کے چھ ماہ بعد جنت میں داخل ہوں گے اور یہ زمانہ مقام حساب میں بسر ہوگا۔

چونکہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے فیروز شاہ اس عالم میں آخرت کے حساب کے خوف سے بید کی طرح لرزتا تھا اس لئے بندگان خدا کے ساتھ نرمی و لطف سے پیش آتا تھا۔

چودھواں مقدمہ

سکہ ہشت گانی کی تشریح اور اس کا مفصل بیان

روایت ہے کہ فیروز شاہ نے بھی اپنے عہد حکومت میں مثل دیگر شاہان عظیم الشان کے

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-si

مختلف اقسام کے روپے اور اسی خیال سے ایجاد کیے چنانچہ سنگنی زر و نقرہ میں سے نیز سکہ جیتل ہشت گانی
وہر بست و پنج گانی و بست و چار گانی و دوازدہ گانی و دہ گانی و ہشت گانی و شش گانی و
ہر ایک جیتل بادشاہ کے مروجہ سکے ہیں۔

اس ایجاد کے بعد فیروز شاہ نے خیال کیا کہ اگر اہل بازار جو مفلس و نادار ہیں کوئی شے خرید کریں اور قیمت ادا کرنے کے بعد نیم جیتل یا ایک دانگ باقی رہ جائے اور ظاہر ہے کہ اس دکاندار کے پاس دانگ کا خردہ موجود نہ ہو تو ایسی صورت میں اگر راہ گزر یہی رقم باقی رکھے تو یہ رقم ضائع ہو جائے گی اور اگر وہ دکاندار سے طلب کرے تو چونکہ اسی قسم کا سکہ موجود نہیں ہے وہ کیونکر ادا کرے گا اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ خریدار و دکاندار میں حجت و تکرار ہوگی۔

فیروز شاہ نے اس خیال کی بنا پر نیم جیتل یعنی ادھیہ اور ربع دانگ جیتل یعنی بکھ بھی ایجاد کی تاکہ فقرا و مساکین کا مقصد حاصل ہو جائے۔

مختصر یہ کہ فیروز شاہی عہد میں دار الضرب ششگانی کا نگران کبیر شاہ کے سپرد تھا اور یہ عہدہ دار اس سکہ کے تیار کرانے میں بڑی کوشش کرتا تھا۔

عہد فیروز شاہی میں کئی لاکھ تنگے کی ششگانی کبیر شاہ کی نگرانی میں تیار ہوئیں۔

اس زمانہ میں دو ہوشیار و چالاک بندگان بادشاہی نے تخت شاہی کے روبرو حاضر ہو کر بادشاہ سے عرض کیا کہ ششگانی میں عمال سلطانی نے دو جیتل نقرہ کی کمی کر دی ہے اگر بادشاہ اس کا امتحان فرمائیں تو حق و باطل کی تمیز ہو جائے گی اور ان عہدہ داروں کو ان کے اعمال کی سزا بھگتنی پڑے گی۔

فیروز شاہ نے یہ معاملہ وزیر کے سپرد کر دیا اور اس زمانے میں خانجہاں زندہ تھا جس نے ۷۷۲ھ میں رحلت کی ہے۔

مختصر یہ کہ اس موقع پر وزیر نے عرض کیا کہ سلاطین مہر کی مثال دوشیزہ دختر کی ہے اگر سوء اتفاق سے یہ دوشیزہ صحیح یا غلط کسی وجہ سے بدنام ہو جاتی ہے تو باوجود حسن و جمال کے کوئی شخص اس کا خریدار نہیں ہوتا اسی طرح اگر سلاطین عالم کی مہر مبالغہ آمیز گفتگو کی وجہ سے صحیح یا غلط کسی سبب سے مشہور ہو جاتی ہے تو فوراً بدنام ہو کر تمام عالم میں ناقص مشہور ہو جاتی ہے اور پھر کوئی شخص اس کا خواہاں نہیں رہتا۔

وزیر کی یہ گفتگو سن کر بادشاہ نے فرمایا کہ اس معاملہ کی تحقیق کرنا ضروری ہے اور

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sira

کونسا طریقہ اختیار کیا جائے جس سے حق و باطل آشکارا ہو جائے۔

وزیر نے عرض کیا کہ اس معاملہ کو مہمل چھوڑنا بھی برا ہے اور علانیہ اس کا امتحان کرنا بھی نازیبا ہے۔

بادشاہ نے فرمایا کہ اس راز کو مفصل بیان کرو تاکہ میرے دل سے شبہ دور ہو جائے۔

وزیر نے عرض کیا کہ مخبروں کو قید کرنا چاہئے اور اس کے بعد خلوت میں بیٹھ کر مہر کا امتحان کرنا چاہئے مخبر فوراً قید کر دیے گئے اور دیوان وزارت کے قید خانہ کے سپرد کیے گئے اور مہر کی آزمائش دوسرے روز پر اٹھا رکھی گئی۔

خانجہاں دربار شاہی سے واپس ہوا اور اس نے بجر شاہ کو طلب کیا اور اس نے فرمایا کہ تم کو معلوم ہے کہ کم مایہ عمال کو زر کی طمع بہت ہوتی ہے اور اسی طمع میں ان سے بددیانتی کا ظہور ہوتا ہے۔

یہ قاعدہ ہے کہ کارکن زر و مال جمع کرنے کی فکر میں رہتا ہے میری اس گفتگو کا مقصد یہ نہیں ہے کہ تم دیانت سے معرا ہو لیکن کارکن و عمال سے اس کی تحقیق کرو اگر مخبر کا بیان صحیح ثابت ہوگا تو میں ایک ایسی تدبیر کروں گا کہ جس سے مخبروں کی بات جھوٹی اور شاہی مہر کی خوبی تمام عالم پر ظاہر ہو جائے گی۔ غرضیکہ بجر شاہ خانجہاں سے رخصت ہو کر اپنے ماتحت کارکن افراد کے پاس آیا اور اس نے نہایت صداقت کے ساتھ معاملہ کی تحقیق شروع کی۔

غرضیکہ بعد گفتگو و بحث کے بعد یہ معلوم ہوا کہ ہر ششگانی میں ایک حبہ نقرہ کی کمی ہے۔

بجر شاہ خانجہاں کے پاس آیا اور اس نے تمام واقعہ صحیح طور پر بیان کر دیا۔

وزیر نے بجر شاہ سے خفیہ طور پر بیان کیا کہ اس واقعہ کی تحقیق کے لئے زرگروں کا ایک گروہ خلوت میں طلب کیا جائے گا تم جاؤ اور ان سے مشورہ کر کے ان کو اپنا ہم خیال بناؤ۔

بجر شاہ وزیر کی طرف سے مطمئن ہو کر زرگروں کے پاس آیا اور ان سے وزیر کی تمام گفتگو بیان کی اور کہا کہ تم کو ایسی تدبیر کرنی چاہئے جس سے واقعہ راست و صحیح ثابت ہو جائے۔

زرگروں نے کہا کہ ہم کو بادشاہ کے حضور میں حاضر کریں گے اور ہر چند کر کے ایک

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sira

لگن اور ایک گز کپڑے کا پہنا دیں گے اور اس کے بعد ہمارا امتحان لیں گے اگر کسی ترکیب سے چند دانہ نقرہ ہم کو وہاں پہنچ جائیں تو ہم بوتہ میں ڈال دیں گے۔

بکھر شاہ نے انگشتی بیچنے والوں کو اپنا ہم راز بنا لیا اور ان سے بھی تمام اسرار بیان کئے۔

اس گروہ نے بھی سعی و کوشش کی اور ایک انگشتی کو درمیان سے خالی کر کے چند دانہ نقرہ اس میں ڈال دیئے اور انگشتی کے دہانے میں موم لگا دیا۔

غرضیکہ دوسرا روز آیا اور بادشاہ معہ وزیر کے محل خلوت میں بیٹھا۔

بادشاہ خود پلنگ پر بیٹھا اور وزیر ایک فرش پر بیٹھا اور بکھر شاہ مخبروں کے ہمراہ اندر لایا گیا۔

زرگر برہنہ کئے گئے اور ان کو ایک لنگ باندھ دی گئی اور انگشت فروش انگشتیاں لائے اور ان کے روبرو رکھ دیا۔

زرگروں نے بادشاہی حکم کے مطابق چند سربستہ انگشتیاں بوتہ میں ڈال دیئے اور کھپرے کو آگ کے اوپر رکھ دیا اور آگ جلائی۔

فیروز شاہ اور وزیر باہم حرف و حکایات میں مشغول ہوئے اور تمام اسرار ملکی کے متعلق گفتگو ہونے لگی۔

زرگروں کے گروہ نے اسی درمیان میں چند دانہ نقرہ جو انگشتی میں تھے صفائی سے بوتہ میں ڈال دئے۔

اس کے بعد بوتہ آگ پر سے اتار لیا گیا اور سرد کر دیا گیا اور بادشاہ کے روبرو چاندی تولی گئی اور تمام اندازہ کے مطابق چاندی برآمد ہوئی اور مخبر دروغ گو ثابت ہوئے۔

فیروز شاہ نے بکھر شاہ کو خلعت عطا کر کے اس پر بے حد نوازش و مہربانی فرمائی۔

اس موقع پر وزیر نے عرض کیا کہ حضرت شاہ کی مہر ان مخبروں کے بیان کے خلاف امتحان میں پوری اتری تو اس موقع پر مناسب یہ ہے کہ بادشاہ حکم دیں کہ بکھر شاہ کو ہاتھی پر سوار کر کے گشت کرائیں تاکہ تمام عالم کو معلوم ہو جائے کہ شاہی مہر کامل ہے اور اس میں کمی نہیں وزیر کی گزارش پر عمل کیا گیا اور بکھر شاہ کو ہاتھی پر سوار کر کے شہر میں گھمایا گیا بادشاہ نے دروغ گو مخبروں کو جلا وطن کر دیا لیکن چند ماہ کے بعد وزیر نے بکھر شاہ کو بھی اس کی خدمت سے معزول کر دیا لیکن

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

حال کسی دوسرے حیلے سے کیا گیا۔

یہ سچ ہے کہ جب ایسا عاقل و دانشمند وزیر ہو تو کار ملکی کیوں نہ خوبی و بہتری سے انجام پائے۔ اس واقعہ کو سن کر تمام اشخاص نے وزیر کی بیحد تعریف کی۔

پندرھواں مقدمہ

بادشاہ کا خیرات خانہ و شفا خانہ بنانا

نقل ہے کہ بادشاہ باخیر و برکت نے مثل دیگر سلاطین عالم کے نا کتخدا غریب لڑکیوں کی تزویج کے لیے دیوان خیرات بنا کے۔

وہ غم زدہ مسلمان جو فقیر و صاحب دختر تھے اور ان کی لڑکیاں حد بلوغ کو پہنچ چکی ہیں اور لڑکیوں کے باپ نادار و مفلس ہیں اور اس وجہ سے اُن کے دل پریشان و ملول ہیں بلکہ اوقات متبرک میں بھی اُن کے دل پریشان رہتے ہیں اور ان کو نہ شب کو خواب نصیب ہے اور نہ دن کو آرام اس بنا پر بادشاہ نے حکم دیا کہ ایسے نادار اشخاص اپنے حال سے دیوان اخیار کو مطلع کر دے۔

دیوان خیرات کے عہدہ داروں میں ایک فرد سید امیر تھا جو بہ دیانت و امانت سے اس کام کو انجام دیتا تھا۔

بادشاہ نے حکم دیا کہ دیوان خیرات کے عہدہ دار ایسے اشخاص کی جستجو کریں اور اُن کو رقم خیرات عطا کریں قسم اول کی پچاس تنگہ نقرہ اور قسم دوم تیس اور قسم سوم بیس تنگہ خیرات مقرر کی گئی۔

مختصر یہ کہ ایسا ایک خیرات خانہ قائم ہوا اور عہدہ دار اس کے انتظام میں مشغول ہوئے اور نادار مسلمان عورات کثیر تعداد میں ہر طرف سے آکر اپنے لڑکیوں کے نام درج کرا کے بیشمار اسباب اُن کی تزویج کے لئے حاصل کرتے تھیں۔

غرضیکہ بادشاہ کی عنایت و مہربانی سے ہزار لڑکیوں کے کار خیر سے فراغت ہوئی اور حدیث شریف کے مطابق کہ لڑکیاں رزق رسانی کی مستحق ہیں ان کے لئے سامان تزویج ہونے لگا حقیقت یہ ہے کہ لڑکیاں بھی عجیب مخلوق ہیں جن کے بابت خداوند کریم نے قرآن پاک میں باقیات الصالحات کا لفظ ارشاد فرمایا ہے۔

Explain-and-Send-Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sira

اور ان کے حق میں احسان کرنے کو کارِ خیر سے تعبیر فرمایا ہے۔

نیز یہ بھی حدیث شریف میں مروی ہے کہ لڑکیوں کے حق میں احسان کرو اگرچہ وہ احسان خرما کا ایک خوشہ ہی کیوں نہ ہو۔

اس کے علاوہ رسول کریم کا یہ بھی ارشاد ہے کہ جو شخص دختر ناکتخدا کے نکاح میں ایک کوزہ آب سے بھی امداد دے گا اللہ تعالیٰ اس کو بے حد ثواب عطا فرمائے گا

اور یہ تمام ارشادات محض اس لئے ہیں کہ دختر بے حد ضعیف ہوتی ہیں اور ہمیشہ شکستہ خاطر اور غیر کی محکوم رہتی ہیں۔

اگر دختر آرام سے رہتی ہے تو ماں اور باپ مطمئن و شاد رہتے ہیں اور اگر خدانخواستہ دختر کو شوہر کے مکان میں تکلیف ہوتی ہے تو ماں باپ ہمیشہ رنج والم میں گرفتار رہتے ہیں باوجود ان تمام اقوال کے جناب رسول خدا نے فرمایا ہے کہ اگر مجھ کو علیؓ سے بہتر داماد نصیب ہوتا تو کیا خوب ہوتا اصحاب نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ علیؓ سے بہتر کون ہے آپ نے فرمایا کہ قصہ مختصر یہ کہ جس طرح فیروز شاہ نے دختران ناکتخدا کی تزویج کے لئے دیوان خیرات قائم کیا اسی طرح ہر بیگانہ و آشنا شہری و مسافر غریب و امیر ہر طبقے کے بیماروں کے لئے شفاخانہ بھی تیار کرایا جس کو صحت خانہ بھی کہتے ہیں۔

پروردگار عالم نے انسان کی خلقت میں اٹھارہ یا بارہ ہزار امراض کا مادہ پیدا فرمایا ہے اور اسی طرح انسان کی طبیعت کو مصیبت و آرام کا شکار بنایا ہے۔

ان بارہ یا اٹھارہ ہزار امراض میں چھ ہزار امراض ایسے ہیں کہ نہ اس کا نام اطبائے حاذق کو معلوم ہے اور نہ ان کی دوا سے باخبر ہیں اور چھ ہزار امراض ایسے ہیں کہ اطباء ان کا نام تو جانتے ہیں لیکن ان کے علاج سے ناواقف ہیں اسی لئے اللہ تعالیٰ نے امراض کو انسان کا دشمن بنا کر ان میں جنگ و جدال کی راہ پیدا فرمادی ہے۔

جب انسان پر امراض کا ہجوم ہوتا ہے اور انسانی قلب و دماغ امراض سے مغلوب ہو جاتا ہے تو مریض بیچارہ اکل و شرب سے بھی کنارہ کش ہو کر اس امر کا امیدوار ہوتا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ عقل بھی رفاقت کرنے سے پرہیز کرے۔

مریض بیچارہ دو بلاؤں میں گرفتار ہوتا ہے ایک تو بیماری کی شدت و تکلیف اور دوسرے افلاس و پریشانی کا ہجوم اور ان دونوں کے آثار ہر دم مریض کے قلب پر طاری رہتے ہیں

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

اس لئے مریض بیچارہ مرض کے زمانے میں جب کہ ایک پیسہ اور ایک کوڑی بھی اُس کے پاس علاج کے لئے باقی نہیں رہتے نا امید و مایوس ہو جاتا ہے۔

اس کے علاوہ اُس کے اہل و عیال کے ضروریات زندگی کے لئے زمانہ اُس کو ملامت کرتا ہے اور مشیت الٰہی سے ہر قسم کی ظاہری و باطنی بلائیں مریض کے سامنے آجاتی ہیں تو غریب بیچارہ اپنی حیات سے بیزار ہو کر یہی کہتا ہے کہ کب موت آتی ہے اور میں اس عذاب سے نجات پاتا ہوں۔

مختصر یہ کہ ایسی حالت میں جبکہ بیماری مرض و اضطرار دونوں بلاؤں کا غلبہ ہوتا ہے تو وہ ہر گونہ قابل امداد ہو جاتا ہے اور اس کی تشفی و ترغیب کے لئے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ علم درحقیقت دو ہیں ایک علم دین اور دوسرا علم بدن۔

سلاطین کرام ہمیشہ بیماروں کے احوال کی پرسش اور اُن کے علاج میں ہمیشہ کوشاں رہتے ہیں۔

ہر بادشاہ نے اپنے زمانے میں اپنی فراست سے یہ طریقہ اختیار فرمایا ہے کہ اپنی جود و سخا سے مریض کے قلب پر اطمینان و امداد کو جاری رکھا ہے۔

ہر شہریار نے اس بارے میں بیحد رحم و کرم سے کام لیا ہے اور اپنا اور بیگانہ ہر شخص کے لئے شفاخانہ قائم کر کے اسباب نعمت عطا کئے ہیں اور خوشگوار دوائیں مریضوں کو عطا کر کے ان کو مطمئن کیا ہے۔

سقراط و بقراط نے کہا ہے کہ سلاطین نامدار نے ہمیشہ مریضوں کی پرسش کر کے ان کے لئے شفاخانے قائم کئے ہیں۔

جمشید نے باوجود اپنی عظمت و شان کے اپنے وزیروں سے یہ سوال کیا ہے کہ اس جہانداری میں بادشاہوں کے لئے سب سے بہتر کون عمل ہے۔

وزیروں نے یہی جواب دیا کہ مریض کے آزار و رنج کو اس کے دل سے دور کرنا بہترین عمل ہے اور بیماروں کی راحت و آرام کا سامان مہیا کرنا بیحد ثواب کا موجب ہے اس لئے کہ اس عمل میں بیحد ثواب ہے اور اس عمل کے کرنے میں بیشمار نفع ہے اور بادشاہوں نے ہمیشہ اس عمل میں انتہا سے زیادہ سعی و کوشش کی ہے

مختصر یہ کہ فیروز شاہ نے خدا کی عنایت و مہربانی سے بیماروں کی پرسش حال اور

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sira

گرفتہ دل مریض و الم کی غمخواری میں پوری سعی و کوشش کی اور اپنی خسروانہ تربیت و رحم و کرم سے آشنا و بیگانہ ہر فرد کے لئے شفاخانے قائم کئے۔

بادشاہ نے مریضوں کے حال پر توجہ فرما کر شفاخانے قائم کئے اور حاذق طبیب معالج کے لئے مقرر کر کے بیمار و ادوں کو امیدوار صحت بنایا۔

بادشاہ نے دواؤں کے لئے رقم اور اطبا کی تنخواہ مقرر کی اور تاکید کی کہ جب کبھی کوئی مریض پریشان خاطر ہو کر علاج کے لئے آئیں اور اپنا مرض بیان کریں تو اطبا کو چاہیے کہ اُن کے مرض کی تشخیص کر کے اُن کے معالجے میں جان و دل سے کوشش کریں اور مختلف امراض کا مناسب علاج کر کے مریض کو ایسی دوائیں عطا کریں جن سے اُس کے امراض دور ہوں اور بیمار کا جسم توانا و صحیح ہو کر اُن کی طبیعت میں اعتدال پیدا کرے اور اُس کو صحیح و تندرست بنا دے۔

مختصر یہ کہ فیروز شاہ نے عمال کو اس قسم کی شدید تاکید کر کے شفاخانے و صحت خانہ عام مخلوق کے لئے قائم کئے اور حاذق طبیب و صادق حکیم و تمام و جراح و کحال شفاخانوں میں مقرر فرمائے اور مریضوں کے لئے دواؤں اور غذا اور شربت کے لئے خزانہ سے قسم مقرر فرمائی۔ بادشاہ نے اپنے کرم کا دروازہ کھول دیا اور تمام بیمار و تیمار دار ہر چہار جانب سے جمع ہو گئے اور یہ حال کہ جب کبھی کوئی مریض بہ حال سقیم شفاخانہ کی طرف آتے اور افتاں و خیزاں ہر جگہ بیٹھتے ہوئے اور ہر مقام پر ٹھہرتے اور سانس لیتے ہوئے شفاخانہ کے قریب پہنچ جاتے تو خدام شفاخانہ اُن کو دیکھتے ہی اُن کے سوال کا جواب دیتے اور دلی اضطراب کا حال سنتے ہی اُن کے ہمدرد بن کر اُن کے مرض کی چارہ و علاج کرتے۔

اطبا و دیگر خدام مریضوں کے علاج میں پوری سعی و کوشش کرتے اور صحت کے لئے ہر طرح کا سامان مہیا کر کے اُن کے مرض کا علاج کرتے اور اُن کو صحیح و سالم بنا دیتے تھے۔

اس کے علاوہ حاذق طبیب اور صادق حکیم جو شفاخانہ میں جمع تھے اور جن کو بادشاہ نے اس کام پر معمور کیا تھا اور جو مریضوں کی آمد کے انتظار میں رہتے مریض و بیمار کے پہنچتے ہی ان کی پرسش حال کرتے اور عقل و نقل اور دلیل سے مریض کے مرض کی تشخیص کر کے اُس کے مزاج کے موافق دوا دیتے۔

اطبا شاہی شفاخانہ سے مریضوں کو بہترین دوا شربت و معجون عنایت کرتے اور

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

ایسی توجہ و خلوص سے علاج کرتے کہ مریض کو فوراً صحت ہو جاتی اور اس کے تمام اعضا صحیح و تندرست ہو کر بعید قوی و مضبوط ہو جاتے تھے۔

مریض ناکامی سے نجات پا کر شاد و کام ہوتا اور امراض کے مصائب سے نجات پا کر صحت و شادمانی کی لذت سے بہرہ یاب ہوتا تھا۔

مریض صحیح و تندرست ہو کر خدا کی بارگاہ میں شکر کرتا اور بادشاہ کی درازی عمر کی دعا مانگتا اور جو بیمار کہ امراض کی وجہ سے یہ تیمم بھی عبادت نہ کر سکتا تھا نہایت آسانی کے ساتھ وضو کر کے عبادت کی سعادت حاصل کرتا اور دوگانہ تحیات ادا کر کے خدا کی بارگاہ میں شکر کرتا اور بادشاہ کی درازی عمر و اقبال کی دعا کرتا۔

یہی وہ مقام ہے جس کو حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مقولہ میں ارشاد فرمایا ہے کہ مومن کے قلب میں مسرت پیدا کرنا بہترین صدقہ ہے جو انسان خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے دیتا ہے۔

بادشاہ نے مانند خلائق کی راحت و آرام کے لئے دیوان خیرات و شفاخانہ کے لئے قریات و دیہات وقف کر دیئے تھے۔

جس طرح کہ بادشاہ نے دیوان خیرات و شفاخانے قائم کئے اسی طرح علما و فضلا و حفاظ و مشائخ کے لئے وظائف مقرر کئے اور ان کی تنخواہیں معین کیں۔

معتبر اشخاص نے مورخ عفیف سے بیان کیا ہے کہ مبلغ چھ لاکھ تنکہ تمام ممالک سے بطور وظائف و تنخواہ عطا کئے جاتے تھے بلکہ چار ہزار دو سو افراد جو ہمیشہ نادار و مفلس تھے بادشاہ کی سرکار سے تنخواہ پاتے تھے۔

ان کے عہدہ دار مستحق علیحدہ تھے اور فیروز شاہ کے طفیل سے ہر شخص بعید خوشی و اطمینان کے ساتھ زندگی بسر کرتا تھا۔

ہر چند مورخ ارادہ کرتا ہے کہ فیروز شاہ کے حالات کو ختم کرے لیکن بادشاہ کے محاسن اور اس کے لطف و کرم کی داستان اس درجہ طویل ہے کہ مورخ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوتا۔

منقول ہے کہ فیروز شاہ مثل شاہان گزشتہ کے عیدین و شب برات و نوروز میں جشن منعقد کرتا اور یہ مجالس بعید شان و شوکت سے ترتیب دی جاتی ہیں۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

عید کا دن قریب آتا اور قبل اس کے کہ جشن منعقد ہو بادشاہ شب بیداری کرتا بلکہ بارہا ایک شب بار بیک سے متوجہ ہو کر کہتا کہ ہر اہم کو کسی معروف کام نہیں ہے اگر تو جشن کے انتظام کا آغاز کرتا تو میں اس درجہ خون جگر نہ پیتا۔

خداوند یگاں مغفور سلطان محمد شاہ کے عہد میں یہ ہوتا کہ شب عید کو بادشاہ مرحوم مجھ سے فرماتے کہ نائب امیر حاجب کل عید ہے اور جیسے ہی کہ بادشاہ کی زبان سے یہ الفاظ نکلتے میں جشن کی تیاری میں مشغول ہو جاتا تو ایسا نہیں ہے کہ اسباب جشن درست کر سکے اس لیے میں شب بیداری کرتا ہوں مختصر یہ کہ بادشاہ خود جشن کا انتظام کرتا اور تمام اسباب موجود مہیا فرماتا تھا۔

جشن عید کے حالات

عید کا روز آتا اور کوشک فیروز آباد کے آنگنوں میں درخت کی پتیاں بہت خوبصورتی کے ساتھ آویزاں کی جاتی تھیں۔

محل پاشیب میں جس کو عام طور پر محل بیاگی کہتے تھے شاہی حکم کے مطابق بارگاہ نصب کی جاتی تھی اس مقام کو بارگاہ بار عام کے نام سے یاد کرتے تھے۔

اس صحن میں ایک کوشک بار عام کے لئے مخصوص ہوتا تھا اور بادشاہ بار عام کے وقت اس کوشک میں قیام فرماتا تھا۔

اس کوشک کے جانبین کرسی کے دو پاشیب تیار کئے جاتے تھے اور ہر قسم کے گدے بچھائے جاتے تھے۔

بعض گدے ابریشم کے ہوتے تھے اور بعض زربفت کے اور بعض پر زردوزی کا کام ہوتا تھا۔

بعض گدے سفید کپڑے کے بنائے جاتے تھے اور بعض موم اور بعض اصل نہال کے ہوتے تھے۔

محل بیاگی کے تمام در و دیوار پر جامہ زربفت لپیٹے تھے اور طلائی جامہ خانے تمام صحن بارگاہ میں بچھا دئے جاتے تھے اور ہر قسم کے تر و خشک میوے اس میں رکھے جاتے تھے۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-si

چاشت کے وقت بادشاہ خود تشریف لاتا اور محل کوشک میں قیام فرما تھا اور ملک نائب باربک باہر نکلتا تھا۔

سب سے پیشتر بندگان تیغ دار حاضر ہوتے اور اس کے بعد اکیس چتر میمنہ و میسرہ میں رکھے جاتے تھے جن میں دس چتر بادشاہ کے داہنے اور دس بائیں اور ایک خاص بادشاہ کے سر پر۔ تمام چتر ہر قسم کے رنگ سے رنگین کیے جاتے تھے بعض چتر لعل اور بعض سبز اور اور بعض برنگ گل لعل اور بعض دو رنگے اور بعض کج اور بعض یشب اور بعض سیاہ و بعض سفید اور بعض رنگین برنگ صندل جن کو جیکبیدہ یا جیباب بھی کہتے تھے جو برسات کے زمانے میں بادشاہ کے سر پہ سایہ فگن ہوتا تھا۔

چتر اپنے مقام پر نصب ہوتے اور اس کے بعد کمسانی دھلی و مکمل نشانات تخت بادشاہی کے روبرو گزرتے تھے۔

نشان پیادہ کو اس روز پیش ہونے کی اجازت نہ تھی اور کمسانی نشان عدد میں ایک سو ساٹھ یا ایک سو ستر ہوتے تھے اور بیحد خوبصورت و زیبا نظر آتے تھے۔

مختصر یہ کہ تمام افراد علم دار اپنے اپنے مراتب کے مطابق محل کے اندر جاتے تھے اور ان کے بعد اسپان پایگاہ جواہر کار زین پوش محل کے اندر آتے اور ان کے بعد پیلان شاہی معہ زرین و زین پوش سے نقرئی و جل ہائے رنگین کے محل کے اندر جاتے اور بادشاہی تخت کے سامنے زمین بوس ہوتے اور سلام کرنے کے بعد بادشاہ کو دعا دیتے تھے اور اس کے بعد اپنی جگہ میمنہ یا میسرہ میں کھڑے ہو جاتے تھے۔

ان کے بعد ارباب شکرہ خانہ معہ آثار شکرہ داروں کے اندر حاضر ہوتے اور ان کے بعد مطربوں کا گروہ حاضر ہوتا تھا۔

تمام مطرب زعفرانی لباس پہنے اور دستار مینج سر پر رکھے اور ایک گروہ اہل طرب کا مرصع و مکمل لباس جسم پر پہنے ہوئے۔

یہ لباس اس قدر قیمتی ہوتا کہ ایک شخص کے لباس کی قیمت چالیس ہزار تنکہ ہوتی تھی۔

اس گروہ کا لباس قلغا یا جامہ جو کبھی پیازی ہوتا تھا۔

جب یہ مقام مرتب ہو جاتا تھا تو قوالوں کا گروہ ساز لیے ہوئے حاضر ہوتا تھا اور اہل طرب رقص میں مصروف ہوتے تھے۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

اس کے بعد تمام خلق خانان کبار و ملوک نامدار و معارف و علماء و مشائخ محل سلام میں حاضر ہوتے تھے اور ان کے بعد دیگر افراد و حاضر ہوتے اور اصحاب دیوان رسالت اپنے گروہ کے ہمراہ اور اصحاب دیوان قضا اپنے ماتحت کے ہمراہ اور اصحاب دیوان مذکورہ افراد و دیوان وزارت و اصحاب دیوان عرض ممالک اپنے اپنے آدمیوں کے ساتھ مناسب موقع و محل پر استادہ ہوتے تھے۔

یک پاس دن چڑھ جاتا اور بادشاہ نماز عید کے لیے سوار ہوتا اور تمام خانان و ملوک تمام اہل محل مجلس جشن سے باہر آتے اور بادشاہ ہاتھی پر سوار ہوتا یا گھوڑے پر اور دو چتر کے ہمراہ باہر آتا جس میں ایک چتر بادشاہ کے سر پر ہوتا اور دوسرا شہزادہ فتح خان شاہ کے سر پر سایہ فگن ہوتا تھا۔

شاہزادہ مع اپنے چتر کے آگے چلتا اور بادشاہ کی سواری اس کے بعد ہوتی تھی۔

فیروز شاہ سواد کوشک میں نماز عید ادا کرتا تھا اور نماز سے فارغ ہو کر کوشک میں یہاں کو واپس ہوتا اور دوبارہ محل بار عام میں قیام فرماتا

اس وقت تمام خدمتی بادشاہ کے حضور میں حاضر ہوتے تھے۔

اگر عید موسم گرما میں ہوتی تو فیروز شاہ لباس تابستانی تمام روز پہنے رہتا تھا۔

عید کے روز بعض خانان و ملوک کو خلعت بھی عطا ہوتا تھا۔

بانگ پاس کے وقت دربار جشن ختم ہوتی اور تمام قوال و اہل طرب کو انعام عطا ہوتا تھا۔

شب برات کے تماشے کا بیان

ماہ شعبان آتا اور بادشاہ ایک ہفتہ قبل شب برات کی تیاری کا حکم دیتا ماہ شعبان کی چودھویں شب کو بادشاہ کوشک فیروز آباد میں قیام فرماتا اور اس کے حضور میں آتش بازی ہوائی کا تماشہ ہوتا تھا جس کی تفصیل یہ ہے کہ شب برات کے قریب آتے بارہویں تیرھویں چودھویں اور پندرھویں رات کو بے شمار آتش بازی فراہم کی جاتی تھی۔

کوشک فیروز آباد میں آتش بازی چھوڑنے کے لیے چار لکڑی کے ٹھاٹھ کھڑے کیے جاتے تھے

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sira

ایک الگ خاص ہوتا اور دوسرا الگ ملک نائب باربک اور تیسرا الگ ملک علی اور چوتھا ملک یعقوب پسر ملک محمد علی سے متعلق ہوتا تھا۔

ان ہر چہار الگ میں خیمہ، ڈھول، دمامہ مقرر کئے جاتے تھے اور کوشک نزول میں ہر شب اس قدر مشعل و چراغ روشن کئے جاتے تھے کہ کوشک نزول کے گرد کا تمام میدان روز روشن نظر آتا تھا۔

ہر چہار الگ میں کشتیاں باندھی جاتی تھیں اور ہر کشتی میں بیشمار شعلیں جلائی جاتی تھیں۔

ہر شب ہر چہار الگ میں ڈھول بجائے جاتے تھے اور قسم قسم کے آتشیں تماشے ہوتے تھے کوشک نزول کے زیریں ہر چہار الگ میں رقص و خوشی منائی جاتی تھی اور خلائق تمام دار الملک دہلی و نواح شہر کے ہندو و مسلم جوان و پیر جمع ہو کر تماشہ دیکھتے تھے۔

مختصر یہ کہ تین شب مسلسل اسی قسم کی عجیب و غریب بازیگری ہوتی تھی۔

بادشاہ خود کم تر آتا تھا لیکن تمام شاہزادے و خانان و ملوک کوشک نزول میں حاضر ہوتے تھے اصحاب فیل خاص ہاتھی کا ہاتھی بناتے اور شتر خانہ کے افراد حبشی کا اونٹ بنا کر بادشاہ کے حضور میں حاضر کرتے تھے۔

فیروز شاہ ہر شخص کو انعام عطا کر کے واپس کرتا تھا۔

اس تمام تحریر کا مقصد یہ ہے کہ عہد فیروز شاہی میں خلائق کو ہر طریقہ پر راحت و آرام نصیب ہے سبحان اللہ ایسے مبارک عہد حکومت کی کیا تعریف ہو سکتی ہے۔

ستر ھواں مقدمہ

بادشاہ کا مطربوں کو بعد نماز جمعہ اپنے حضور میں طلب کرنا

روایت ہے کہ جمعہ کے روز بعد نماز بادشاہی حکم کے مطابق طائفہ مطربان ہر چہار شہر و طائفہ پہلوانان وگروہ داستان گو سرائے شاہی کے اندر حاضر ہوتے تھے۔

بادشاہ نماز جمعہ سے فارغ ہو کر چوبین محل میں تشریف لاتا اور یہ تمام افراد اس کے حضور میں حاضر ہوتے تھے۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-si

یہ تمام افراد تقریباً دو تین ہزار اشخاص ہو جاتے تھے اور یہ سب بادشاہ کے ملاحظہ میں پیش کئے جاتے تھے۔

فیروز شاہ تھوڑی دیر تو مطربوں کے رقص و سرود دیکھنے اور سننے میں مشغول رہتا تھا اور اس کے بعد پہلوان حاضر ہوتے اور مشہور پہلوانوں کی کشتی ہوتی تھی۔

پہلوانوں کی کشتی کے بعد بادشاہ داستان گو کے قصے اور افسانے سماعت کرتا تھا اور نماز عصر تک انہی مشاغل میں وقت صرف کرتا تھا۔

بادشاہ ان حاضرین کو مطمئن کرنے کے لئے ہر شخص کے ساتھ بے انتہا عنایت کرتا تھا اور ہر شخص بادشاہ کی نوازش و انعام سے دل شاد ہوتا تھا اس موقع پر بادشاہ نوازش و انعام میں اس قدر غلو کرتا تھا کہ کسی درباری کو زیادہ گفتگو کی مجال نہ ہوتی تھی مختصر یہ کہ یہ مجلس تمام ہوتی اور ہر شخص انعام پا کر واپس ہوتا تھا۔

اس گروہ میں ہر فرد کو اس قدر انعام عطا ہوتا کہ ہر شخص کے حصہ میں متعدد تنکے آتے تھے مطربان دہلی کی یہ نوبت پہنچی کہ ہر شخص اپنے خرد سال اطفال کو ساتھ لے کر دہلی سے فیروز آباد تک آتا یہاں تک کہ بعض افراد چار سالہ پنج سالہ اطفال کو ہمراہ لے کر فیروز آباد میں حاضر ہوتے تھے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ بادشاہ جوان و پیر ہر شخص کو برابر انعام عطا کرتا تھا ایک مرتبہ کارکنان دربار نے ارادہ کیا کہ شاہی انعام میں تفریق پیدا کریں۔

بادشاہ نے یہ خبر سنی اور عمال کی جانب نگاہ تیز سے دیکھا اور فرمایا کہ ہمارے غیر مرض افلاس میں گرفتار ہیں اور سات روز کامل اسی انتظار میں بسر کرتے ہیں کہ عید کا روز آئے اور ہم بادشاہ سے انعام حاصل کریں۔

یہ غریب اسی امید میں اپنے فرزندان خرد سال کو پانچ کوس سے ہمراہ لاتے ہیں اگر اطفال و جوانوں میں فرق پیدا کر دیا جائے گا تو ان کا کیا حال ہوگا۔

بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ ہر شخص کو ایک ہی انعام عطا کریں۔

سبحان اللہ فیروز شاہ ہر طریقے سے خلائق کو فائدہ پہنچانے کی کوشش کرتا تھا۔

اٹھارھواں مقدمہ

دہلی جدید کا نمونہ

نقل ہے کہ فیروز شاہ نے اپنے عہد حکومت میں اپنی فراست و دانشمندی سے مختلف نمونے

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

ایجاد کئے جس میں ایک خاص گھڑیال ہے جس کی تفصیل قسم سوم میں معرض تحریر میں آ چکی ہے اور دو رنگ دولا بھی جس کی تشریح مقدمہ شکار میں بیان کر چکا ہوں۔

اس کے علاوہ جھنڈا سپید بزرگ بھی مخصوص فیروز شاہ کی ایجاد ہے۔

فراشان درگاہ جس وقت فراش خانہ بادشاہی نصب کرتے تھے گنبد بلند بارگاہ و خوابگاہ بھی برپا کی جاتی تھی اور اسی وقت جھنڈا سفید بزرگ بارگاہ سے متصل بلند کیا جاتا تھا بادشاہ اکثر اسی گنبد میں تشریف رکھتا تھا اور اسی مقام پر بادشاہی شان و شوکت کا اظہار فرماتا تھا۔

اسی طرح فیروز شاہ نے دو عدد نشان چتر ایک من کے اور دو نشان آہنی تیس سیر کے وضع کئے دو نشان چتر ایک میمنہ کے لئے اور ایک میسرہ کے واسطے مرتب کئے گئے۔

فیروز شاہ شکار کے لئے سوار ہوتا اور یہ دو نشانات اللہ چتر کے اوپر میمنہ اور میسرہ میں چلتے تھے اور دو نفر نشان بردار صندوق چتر میں بیٹھتے اور ان نشانات کو ہاتھوں میں لیتے تھے۔

نشانات رسیوں سے ہاتھیوں کی پیٹھ سے باندھ دئے جاتے تھے۔

فیروز شاہ دورے پر سوار ہوتا اور دو تین کوس کے فاصلے سے نشانات دکھائی دیتے تھے ان نشانات کی طرح بادشاہ نے دو بزرگ دہل بھی وضع کئے جو دو دہل ناقوس ہیں۔

پانچویں قسم

فیروز شاہ کی مخلوق شاہزادہ فتح خاں کی حلت اور بعض ملوک کی غفلت کا بیان

اٹھارہ مقدمات

پہلا مقدمہ

بادشاہ کی مخلوق کے بیان میں

واضح ہو کہ سلطان فیروز شاہ حضرت شیخ الاسلام شیخ علاء الدین نبیرۂ حضرت شیخ فرید الدین اجودھنی رحمۃ اللہ علیہ کا مرید تھا۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

بادشاہ اپنے تمام عہد حکومت میں اولیائے کرام کی اطاعت کی چاہے تو زمانے میں حلق بھی کیا
بادشاہ نے ہر وقت اولیا کی پیروی کی اور اُن کی محبت کا دم بھرتا رہا اور چالیس سال کامل انہیں
بزرگان دین کی پیروی میں حکومت کی۔

فیروز شاہ سفر سے قبل تمام مشائخ و اولیا کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا جیسا کہ مؤرخ عفیف
مقامات قبل میں ہدیۂ ناظرین کر چکا ہے۔

مختصر یہ کہ بادشاہ نے سنہ ہجری میں بہرائچ کا سفر کیا اور شہر میں پہنچ کر بندگی
سید سالار مسعود کے آستانہ پر حاضر ہو کر فاتحہ خوانی کی سعادت حاصل کی۔

بادشاہ نے بہرائچ میں چند روز قیام کیا اور اتفاق سے ایک شب حضرت سید سالار
کی زیارت خواب میں نصیب ہوئی۔

سید سالار نے فیروز شاہ کو دیکھ کر اپنی ڈاڑھی پر ہاتھ پھیرا یعنی اس امر کا اشارہ کیا کہ
اب پیری کا زمانہ آگیا بہتر ہے کہ اب آخرت کا سامان کیا جائے اور اپنی ہستی کو یاد رکھا جائے
صبح کو بادشاہ نے حلق کیا اور فیروز شاہ کی محبت و اتباع میں اس روز اکثر خانان و
ملوک نے سر منڈایا۔

حقیقت یہ ہے کہ محبت و دل بستگی کے آئین بھی عجیب و غریب ہیں

واضح ہو کہ جس زمانے میں ہمارے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم خدائے تعالیٰ کے اس ارشاد
کے مطابق کہ محلقین رؤسکم حلق فرمایا تو تمام صحابہ کرام نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت
و اتباع میں اپنے سر منڈائے اور بعینہٖ اسی طرح فیروز شاہ کے حلق کرنے میں تمام امرا نے بھی بادشاہ
کی پیروی کی۔

سبحان اللہ چونکہ بادشاہ کے قلب میں علما و اولیا کی محبت جاگزیں تھی اللہ تعالیٰ نے
اپنے فضل و کرم سے اُس کی پیشانی پر انوار ولایت کو روشن و آشکار فرما دیا۔

بادشاہ کا چہرہ ہمیشہ انوار ولایت سے تاباں و درخشاں رہتا تھا اور حلق کرنے کے بعد
تو فیروز شاہ سراپا ایک بزرگ صاحب سجادہ نظر آتا تھا۔

ظاہر ہے کہ بادشاہ کو یہ تمام برکات علما و مشائخ کی محبت و پیروی سے حاصل ہوئے۔

غرضکہ فیروز شاہ نے حلق فرمانے کے بعد تمام وہ امور جو غیر مشروع و مکروہ تھے اپنے ملک
سے دور کئے یہاں تک کہ بادشاہ نے تمام نامشروع مجالس کو یک قلم بند کر دیا۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

بادشاہ نے ممالک محروسہ کے تمام عمال و حکام کے نام تاکیدی فرامین اس مضمون کے روانہ کیے کہ کسی قسم کا غیر مشروع محصول رعایا سے نہ وصول کیا جائے۔

دوسرا مقدمہ

بادشاہ کا غیر مشروعات کو دور کرنا

نقل ہے کہ فیروز شاہ نے خدا کی عنایت و مہربانی سے ممالک محروسہ سے تمام غیر مشروع امور و خلاف احکام شرع ملک میں رائج تھے دور کیا۔ فیروز شاہ نے ہر رسم و رواج کو جو خلاف شرع نظر آیا اُس کو قطعاً موقوف کر دیا چند امور کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(۱) سلاطین کے خلوت خانہ میں مصور نقاشی کیا کرتے تھے تاکہ خلوت کے وقت بادشاہ کی نظر ان تصاویر پر پڑے۔

فیروز شاہ نے خوف خدا کے لحاظ سے حکم دیا کہ اُس کے خلوت خانہ میں اس قسم کی نقاشی نہ کی جائے بلکہ بجائے تصاویر کے باغات وغیرہ و مناظر قدرت کے نقش و نگار بنائے جائیں۔

(۲) سلاطین قدیم کے محلات میں لوہے تانبے چاندی اور سونے کے بت اور دیگر صورتیں رکھی جاتی ہیں بادشاہ نے ان تماثیل کو خلاف شرع خیال فرما کر ان کو دور کیا۔

اسی طرح شاہان قدیم طلائی و نقرئی ظروف میں خورد و نوش کرتے تھے لیکن فیروز شاہ نے اس کو بھی خلاف شرع خیال کر کے ان ظروف سے کنارہ کشی کی اور پتھر اور مٹی کے برتن استعمال کرنے شروع کیے۔

اسی طرح مراتب کے علم و نشانات پر جانوروں کی تصویریں بنائی جاتی تھیں بادشاہ نے اس رسم کو بھی قطعاً موقوف کیا۔

وجہ یہ ہے کہ علما و مشائخ ہر وقت بادشاہ کے قریب رہتے تھے اور اسی لئے فیروز شاہ کو ہمیشہ مکروہ و حرام اشیاء و افعال کا علم ہوتا رہتا تھا بلکہ یہ مقدس گروہ ممالک محروسہ کے ہر محصول سے اس کی جواز و عدم جواز سے بادشاہ کو مطلع کرتا تھا اور فیروز شاہ ہر نامشروع محصول سے دست کش ہو جاتا اور اسی طرح بے حد نقصان برداشت کرتا تھا۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sira

ایک مرتبہ علما کے گروہ نے بادشاہ سے چند نامشروع امور کا ذکر کیا جو قدیم سلاطین کے زمانے میں مقرر و وضع کی گئی تھیں۔

ان امور میں ایک دانگانہ تھا جس کی حقیقت حسب ذیل ہے

جو مال و اسباب کہ سرائے عدل میں بکنے کے لیے جمع ہوتا تھا وہ تمام مال عام اس سے کہ صاحب نصاب ہو یا نہ ہو زکوٰۃ کے بعد خزانہ میں لایا جاتا تھا اور مال کو بار دگر از سر نو وزن کرتے تھے اور اس کے معاوضہ میں ہر تنکہ پر ایک دانگ وصول کر لیتے تھے۔

اس طریقہ پر بے شمار مال جمع ہو جاتا تھا لیکن دانگانہ کے خزانہ میں تاجروں کو آزار و بیگار ہر فرد سے تکلیف پہنچتی تھی اس لیے کہ دانگ کے وصول کرنے میں کارکنان [illegible] کرتے اور اس طرح تاجروں پر تشدد ہوتا تھا۔

اکثر ایسا بھی ہوتا کہ سال بسال خزانہ قسم کی وصول یابی اور اسباب کی تفتیش میں کاہلی سے کام لیتے اور تاجروں کو بے حد پریشانی ہوتی اور وہ ایک مدت تک خزینہ دانگانہ میں ایک طرح پر مقید رہتے تھے۔

دوسرے یہ کہ شہر دہلی میں مستغل کی رسم بھی خلاف شرع تھی۔

مستغل سے مراد یہ ہے کہ زمینوں اور مکانات کا سرکاری محصول وصول کیا جاتا تھا۔

یہ رسم بھی سلاطین قدیم کے حکم کے مطابق تھی اور اسی طرح جو ایک لاکھ پچاس ہزار تنکہ کی رقم جمع ہوتی تھی اس کو محصول زمین کے نام سے موسوم کرتے تھے۔

تیسری نامشروع شے چرائی کی رقم تھی جس کا منشا یہ تھا کہ اگر قصاب ایک گائے ذبح کرے تو بارہ جیتل محصول ادا کرے چنانچہ اس مد سے متعلق بھی ایک معقول رقم خزانہ میں جمع ہو جاتی تھی۔

چوتھی رسم دوری کا حکم تھا جس کا مفہوم یہ ہے کہ اس زمانے میں کہ خاص و عام سوداگر غلہ و نمک و قند و شکر ریزہ و دیگر اسباب وغیرہ جانوروں پہ بار کر کے شہر میں لاتے تھے اور دیوان کے ملازم ان جانوروں کو بہ جبر دوری میں لے جاتے تھے۔

واضح ہو کہ دہلی قدیم میں سات سلاطین نے سات حصار تعمیر کرائے تھے جو اس زمانے میں کہنہ ہو کر شکستہ ہو گئے ہیں۔

ان حصاروں سے خشت گل کر ایک انبار لگ گیا ہے۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

دیوان کے ملازم تاجروں کے جانوروں کو ان انبار کے قریب لاتے اور انہیں ان پر بار کر کے شہر فیروز آباد میں لے کر چلے آتے تھے۔

ہر سوداگر جو اطراف سے دہلی میں آتا وہ کم از کم ایک سو تنخواہ دار کی حیثیت میں گرفتار ہوتا کہ اس کے جانور دہلی قدیم سے دس میل فیروز آباد میں پہنچاتے تھے۔

اس ظلم و جبر کے شروع ہوتے ہی سوداگروں نے شہر میں آنا ترک کر دیا جس کی وجہ سے فیروز آباد میں غلہ اور نمک بیحد گراں ہو گیا۔

بادشاہ کو حقیقت حال سے اطلاع دی گئی اور پورا واقعہ تفصیل کے ساتھ عرض کیا گیا کہ بادشاہ سے عرض کیا گیا کہ ایک سوداگر تین من روئی لے کر شہر میں آتا تھا۔

شاہی عہدہ دار اس شخص کو غریب خانہ دیوان لے گئے اور اس وجہ سے بے پروائی کی کہ اس شخص سے تین دو تنکہ محصول وصول کیا اور تب اس کو رہا کیا۔

یہ غریب سوداگر اتنی مدت تک قید میں پڑا رہا کہ تین من روئی میں آگ لگ گئی اور سوداگر کا مال جل جانے کے بعد وہ غریب اس قید سے آزاد ہوا۔

رسم دوری کی وجہ سے بھی غریب سوداگروں پر ظلم ہوا اور انھوں نے شہر میں آنا قطعاً ترک کر دیا جس کی وجہ سے بھی غلہ اور نمک وغیرہ اشیا و اسباب گراں ہو گیا۔

اسی طرح رسم مستغل کے رائج کرنے میں اس درجہ سختی کی گئی کہ جو عورت اور مرد سائلین سے پوری رقم طلب کی گئی اور یہ غریب لٹنے سے بھی عاجز و مجبور ہو گئے۔

مختصر یہ کہ شاہی اعیان و انصار نے بادشاہ کو تمام حقیقت حال سے مطلع کیا اور اپنی خیر خواہی و دولت خواہی و خلوص سے ہر شعبہ کی کیفیت مفصل فیروز شاہ سے بیان کی اور ہر طبقے کے راز سے بادشاہ کو آگاہ کیا۔

فیروز شاہ نے خداداد توفیق سے ان محصولوں کی خرابیاں اول سے آخر تک سنا اور تمام ممالک محروسہ کے علما و مشائخ کو طلب کیا۔

بادشاہ نے ان حضرات سے عرض کیا کہ اگرچہ سلاطین ماضیہ نے محصول بلاد و سلطنت میں چند امور مصلحت ملک یا لاعلمی کی وجہ سے جاری کر رکھے تھے لیکن میری خواہش ہے کہ میرے دور حکومت میں احتیاط سے کام لیا جائے تاکہ رعایا کو اطمینان نصیب ہو۔

اگر از روئے شرع ان محاصل کا وصول کرنا جائز ہو تو وصول کئے جائیں ورنہ قطعاً

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

ترک کیے جائیں۔

مختصر یہ کہ تمام علماء و مشائخ و قاضی بادشاہ کے حضور میں حاضر ہوئے اور ان سے فتویٰ طلب کیا گیا۔ تمام علماء و مشائخ نے بالاتفاق فتویٰ دیا اور معتبر کتابوں سے رائج روایات کو پیش کیا کہ ان محاصل کا وصول کرنا شرعاً ناجائز ہے۔

علماء و مشائخ کے فتویٰ کے بعد فیروز شاہ نے حکم دیا کہ اس قسم کے تمام محاصل بند کیے جائیں۔

شاہی دربار کے مقابل ہاتھی پر سوار ہو کر شاہی فرمان تفصیل کے ساتھ سنایا گیا۔

مفتی لشکر شاہی قاضی نصر اللہ ہاتھی پر سوار ہوئے اور اس فرمان کو بادشاہ کی زبان میں بآواز بلند پڑھ کر سنایا جس کا مضمون یہ تھا کہ اگرچہ سلاطین قدیم نے جو نہایت دور اندیشی و عدل کے ساتھ ملک پر حکمراں رہے مصالح ملکی کی بنا پر اس قسم کے محاصل روا رکھے اور وصول کیے لیکن چونکہ از روئے شرع ان محاصل کا وصول کرنا جائز نہیں ہے اس لئے میں اپنے عہد حکومت میں ان تمام محاصل کو یک قلم موقوف کرتا ہوں۔ مورخ عفیف اس محفل میں حاضر تھا اور خاکسار نے اپنے کانوں سے یہ فرمان سنا ہے۔

اس شاہی فرمان کی سماعت کے لئے عوام و خواص ہر طبقے کے بیشمار افراد جمع ہوئے تھے اور اس قدر مجمع تھا کہ حاضرین کا شمار نہیں ہو سکتا۔

قاضی نصر اللہ نے فرمان کو پڑھا اور جب الفاظ دانگانہ پر پہنچا تو عبارت کو مکرر پڑھا۔ واضح ہو کہ دانگانہ کو دستانہ بھی کہتے ہیں

فیروز شاہ کی روشن جہانداری کی کیا تعریف کی جائے جس نے ان تمام رقوم کو یک قلم موقوف فرما دیا۔

معتبر اشخاص نے مورخ عفیف سے بیان کیا کہ بادشاہ نے ان محاصل کو بند فرما کر مبلغ تیس لاکھ تنکہ کا نقصان برداشت فرمایا۔

ان محاصل کی موقوفی سنہ [illegible] ہجری میں عمل میں آئی

تیسرا مقدمہ

ایک زنار دار کا شاہی دربار کے سامنے جلایا جانا

نقل ہے کہ فیروز شاہ کو اپنے عہد حکومت میں ممالک محروسہ کے تمام جزوی و کلی احوال

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

سے انکار کی تھی۔

ایک راست گفتار مخبر نے بادشاہ کو اطلاع دی کہ دہلی قدیم میں ایک نابکار بت پرست پیدا ہوا ہے جس نے اپنے خاص مکان میں مندر تیار کیا ہے اور ہندو و مسلم ہر قوم اور ہر طبقے کے اشخاص پرستش کے لئے اس شخص کے مکان میں جاتے ہیں۔

اس زنار دار نے ایک چہرہ چوبی تیار کیا ہے اور اُس کو مختلف اقسام کے نقش سے درست کر دیا ہے اور تمام ہندو معین روز اس کے قریب جمع ہو کر پرستش کرتے ہیں۔

چنانچہ کوئی عہدہ دار با خبر اس طرف توجہ نہیں کرتا۔

بادشاہ کو اس امر کی بھی اطلاع ہوئی کہ اس زنار دار نے ایک مسلمان عورت کو مرتد کر کے اپنے مذہب میں داخل کر لیا ہے۔

غرضکہ اس قسم کی عجیب و غریب حکایات بادشاہ کے کانوں تک پہنچیں اور فیروز شاہ نے حکم دیا کہ اس زنار دار کو مع اس ساختہ چہرہ کے فیروز آباد میں حاضر کریں۔

شاہی حکم کی تعمیل کی گئی اور فیروز شاہ نے تمام علما و مشائخ کو اپنے حضور میں طلب کیا اور اُن سے تمام واقعہ بیان کر کے فتویٰ دریافت کیا۔

علما و مشائخ و مفتیان شرع نے تمام کیفیت معلوم کرنے کے بعد مسئلہ شرعی بیان فرمایا اور عرض کیا کہ شرع شریف کا حکم یہ ہے کہ پیشتر اس زنار دار کو اسلام لانے کی ہدایت کی جائے اگر قبول نہ کرے تو اس کو زندہ جلا دیا جائے۔

مختصر یہ کہ زنار دار کو ہر چند اسلام میں داخل کرنے کی کوشش کی گئی لیکن اُس نے ایک نہ سنی اور مسلمان ہونے سے قطعاً انکار کیا۔

زنار دار شاہی دربار کے سامنے لایا گیا اور لکڑیوں کا انبار لگایا گیا۔

زنار دار کے ہاتھ پاؤں باندھے گئے اور اس کو لکڑیوں کے انبار میں ڈال دیا گیا اور اُس کا چہرہ چوبی بھی انبار کے اوپر رکھ دیا گیا اور انبار کے نیچے آگ لگا دی گئی۔

اس روز مورخ عفیف دربار میں حاضر تھا اور یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔

نماز ظہر کے وقت زنار دار کے چہرہ میں دو جانب سے آگ لگا دی گئی۔

آگ ایک طرف سر کے جانب اور دوسری طرف پاؤں کے جانب روشن کی گئی۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

چونکہ لکڑی خشک تھی اس لئے پیشتر پاؤں کی جانب سے آگ روشن ہوئی۔

زناردار نے اضطراب کی حالت میں سینہ سے آہ کھینچی اور اس درمیان میں سر کے جانب سے بھی آگ جلد روشن ہوئی اور یہ شخص جلکر خاک سیاہ ہوگیا

بادشاہ کی حق پرستی کی کیا تعریف کی جائے جس نے ایک ذرہ بھی شرع سے تجاوز نہیں کیا۔

چوتھا مقدمہ

غیر مسلم افراد سے جزیہ وصول کرنا

نقل ہے کہ فیروز شاہ نے اپنے تمام دور حکومت میں شرع شریف کے مطابق حکمرانی کی اور احکام شرع کا ہمیشہ پاس و لحاظ رکھا۔

بادشاہ نے قوانین شریعت کو مد نظر رکھ کر غیر مسلم افراد سے جزیہ وصول کیا۔

فیروز شاہ سے پیشتر کسی بادشاہ کے عہد میں غیر مسلم رعایا پر جزیہ نہیں عاید کیا گیا اور ان فرمانروایان قدیم نے اس محصول کو معاف کر دیا تھا۔

فیروز شاہ نے تمام علما و مشائخ کو جمع کیا اور ان سے فرمایا کہ یہ عام غلطی ہمیشہ سے چلی آرہی ہے کہ غیر مسلم افراد سے جزیہ نہیں وصول کیا جاتا۔

سلاطین گزشتہ نے اس امر پر زیادہ توجہ نہیں کی جس کی خاص وجہ یہی خیال کی جا سکتی ہے کہ بہی خواہان ملک پر غفلت طاری رہی اور انھوں نے سلاطین کو اس سے آگاہ نہیں کیا۔

چونکہ زناردار گروہ حجرۂ کفر کی کلید ہے اور تمام غیر مسلم رعایا ان کی معتقد ہے اس لئے ان کو معاف نہ کرنا چاہئے اور ان سے ضرور جزیہ وصول کرنا چاہئے۔

تمام علمائے شریعت و مشائخ طریقت نے فتوی دیا کہ ہندوؤں اور پجاریوں سے نہایت شدت کے ساتھ جزیہ وصول کرنا چاہئے۔

تمام زناردار جمع ہوکر کوشک شکار میں حاضر ہوئے اور بادشاہ کوشک مذکور میں تعمیر عمارت میں مصروف تھا

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

اس مجمع نے فیروز شاہ سے عرض کیا کہ ہمارے اسلاف نے کسی وقت اور کسی بادشاہ کے عہد میں جزیہ نہیں دیا ہے ہم کس طرح یہ محصول ادا کر کے اپنا منہ سیاہ کریں اور ظلم کہاں سے بھر پہنچائیں ہم بادشاہ کے حضور میں اس لئے حاضر ہوئے ہیں کہ اس محل کے نیچے لکڑیوں کا انبار لگائیں اور بجائے جزیہ دینے کے اپنے کو زندہ جلا دیں۔

زنار دار گروہ کی تقریر بادشاہ کے کانوں تک پہنچی اور اس نے فرمایا کہ ان سے کہہ دو کہ اپنے کو اسی وقت جلا دیں اور ہلاک ہو جائیں لیکن ان کا جزیہ کسی طرح معاف نہیں ہو سکتا اس خیال محال کو اپنے دل سے دور کر دیں۔

اس گروہ نے کوشک کے قریب چند روز فاقہ میں بسر کئے اور اس طرح اپنے کو معرض ہلاکت میں ڈالا لیکن جب ان کو یقین ہو گیا کہ بادشاہ اپنے ارادہ میں پختہ ہے تو شہر کے تمام ہندو جمع ہوئے اور انھوں نے بالاتفاق زنار دار گروہ سے کہا کہ جزیہ کی وجہ سے تمہارا اس طرح ہلاک ہونا مصلحت کے خلاف ہے۔

غرضکہ تمام ہندوؤں نے پنڈتوں اور پجاریوں کا جزیہ اپنے ذمے لے لیا۔

دہلی میں جزیہ کی تین قسمیں تھیں اول چالیس دوم بیس اور سوم دس تنکے۔

تمام زنار داروں نے بادشاہ سے اپنے عجز کا اظہار کیا اور عرض کیا کہ تمام قسم جزیہ میں ہر فرد کے لئے کچھ کم کر دیا جائے۔

فیروز شاہ نے حکم دیا کہ ہر دس اشخاص پر پچاس تنکے جزیہ مقرر کیا جائے۔

بادشاہ نے یہ حکم دے کر تمام کی وصولی کے لئے عہدہ دار بھی مقرر فرمائے۔

پانچواں مقدمہ

دو دراز قد، ایک کوتاہ قد اور دو باریش عورت کا حال

نقل ہے کہ فیروز شاہ کے عہد میں خدا کی قدرت سے بعض نادر اشخاص پیدا ہوئے جن میں بعض کا قد دراز، بعض کا کوتاہ اور بعض عورات باریش اور بعض عجیب حیوانات داخل ہیں چنانچہ ہر فرد کا حال علیحدہ بیان کیا جاتا ہے۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

کوتاہ قد انسان کا افسانہ۔ فیروز شاہ ٹھٹھہ کی مہم سے واپس آیا جیسا کہ مورخ اس سے قبل معرض تحریر میں لا چکا ہے۔

مختصر یہ کہ فیروز شاہ ٹھٹھہ سے واپس آیا اور ایک کوتاہ قد انسان بادشاہ کے حضور میں پیش کیا گیا اس شخص کا قد ایک گز کے قریب بلند تھا اور دست و پا کی درازی بھی قد کے موافق تھی۔

اس شخص کا سر بھی اسی مقدار سے کوتاہ تھا بادشاہ کے حکم کے مطابق چند روز دہلی و فیروز آباد میں رکھا گیا۔

خلائق شہر ہر چہار جانب سے اس شخص کو دیکھنے آتی اور تعجب کرتے تھے مورخ عفیف نے بھی اس شخص کو دیکھا ہے۔

عجیب راز و اسرار الٰہی ہیں جن میں دم مارنے کی بھی گنجائش نہیں ہے۔

دو مرد بزرگ و دراز قد کا قصہ۔ فیروز شاہ کے عہد حکومت میں جالیہار کے ملک سے دو شخص بے حد دراز قد بادشاہ کے حضور میں پیش ہوئے جن کا رنگ قطعاً سیاہ تھا اور جو اس درجہ دراز قد تھے کہ اس زمانے کا دراز ترین شخص ان کی کمر تک پہنچتا تھا۔

مورخ عفیف نے بھی ان اشخاص کو دیکھا ہے ان دونوں کو منسک کہتے تھے۔

بادشاہ کے حکم سے یہ اشخاص بھی چند روز شہر میں رکھے گئے تاکہ خلائق ان کو دیکھ کر خدا کی قدرت کا تماشہ دیکھے۔

یہ اشخاص جب چلتے تھے تو معلوم ہوتا تھا کہ دو منارے جنبش میں آ گئے ہیں۔

دو عورات باریش کا قصہ۔ فیروز شاہ کے عہد میں دو عورات باریش بادشاہ کے ملاحظہ میں پیش کی گئیں۔

عورتیں میانہ قد و غیر مسلم اور صاحب ریش و صاحب پستان تھیں۔

ان کا رنگ سیاہ تھا اور دونوں صاحب شوہر تھیں ان عورتوں کی ڈاڑھی گردہ تھی

مورخ عفیف نے بھی ان عورتوں کو دیکھا ہے جو درحقیقت عجائب مخلوقات میں تھیں۔

اب مورخ عجیب حیوانات کے حالات قلم بند کرتا ہے۔

فیروز شاہ کے عہد حکومت میں ایک سہ پا گوسفند لایا گیا جس کا رنگ ابلق تھا۔

اس جانور کے دو ہاتھ اور ایک پاؤں تھا اور دوسرے پاؤں کی جگہ پستان اُگا ہوا

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

کی شکل کی ایک پستان تھی۔

یہ گوسپند تین پاؤں سے چلتی پھرتی اور دانہ اور پانی بخوبی کھاتی اور چرتی تھی۔

یہ جانور بھی چند روز دربار شاہی محل درمیان کوشک رکھا گیا تاکہ خلائق قدرت الٰہی کا تماشہ دیکھے

اضافہ ذاغ سیاہ و پانول وپا اسے لال فیروز شاہ کے عہد میں ایک کوا لایا گیا جس کا تمام جسم تو سیاہ تھا لیکن اس کی چونچ اور اس کے پاؤں قطعاً سرخ تھے۔

اس قسم کا کوا ایک عجیب روزگار جانور خیال کیا جاتا ہے اس لئے کہ ہمارے زمانے کے تمام کوے دوسروں کی طرح قطعاً سیاہ ہوتے ہیں اور ان کی چونچ اور پاؤں بھی جسم کی طرح سیاہ ہیں۔

اس کوے کی چونچ اور اس کے پاؤں سرخ تھے جو چند روز دربار شاہی میں رکھا گیا۔

مورخ عفیف نے بھی اس نادر روزگار جانور کو دیکھا ہے۔

طوطی سفید کا جس کی چونچ اور پاؤں سیاہ تھے قصہ اور سرا پا دریا کی تھی۔

فیروز شاہ کے عہد حکومت طوطی سفید پیش کیا اور بادشاہ نے حکم دیا کہ اس جانور کو کوشک نزول میں رکھیں تاکہ خلائق اس کو دیکھ کر خدا کی قدرت کا تماشہ دیکھیں اور عبرت حاصل کریں۔

ایسی ایک دریائی مچھلی کا سر پیش کیا گیا جو اس قدر بڑا تھا کہ ایک بیل بزرگ کے سر و خرطوم کی برابر تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ ادواری کی بزرگی و اقسام کے باب جس قدر قصائص بھی بیان کئے جائیں سچ و واقعی ہیں۔

پنج پاگاؤ کا قصہ فیروز شاہ بادشاہ کے عہد دولت میں ایک گائے پیش کی گئی جس کے پانچ پاؤں تھے مورخ عفیف نے اس جانور کو دیکھا ہے جس کے چار پاؤں تو دیگر حیوانات کی طرح تھے اور پانچواں پاؤں گردن سے برآمد ہو کر شانہ تک آویزاں تھا اور جانور اس پائے مجم سے کسی قسم کی حرکت نہ کر سکتا تھا۔

یہ جانور بھی عجائب روزگار میں تھا جو اس عہد میں پیدا ہوا۔

اس جانور کا پائے مجم انسانی انگشت ششم کے مانند بیکار تھا۔

یہ جانور بھی چند روز دربار میں بندھا رہا۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

اُس گائے کا قد جس کا سُم تم اسپ کی طرح غیر پاک تھا۔ مورخ عفیف نے اس جانور کو دیکھا ہے۔

اس جانور کے دو دست کے سم سم اسپ کے مانند تھے اور دو پاؤں کے سم گائے کے سموں کی طرح با پاک تھے اور جانور کا رنگ سفید تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ جانور بھی قدرت الٰہی کا تماشہ و نمونہ تھا۔

خانان و ملوک فیروز شاہی کی عظمت و شاہی کا ذکر

مورخ عفیف بھی دیگر مورخین کی طرح اب خانان و ملوک فیروز شاہی کی عظمت اور ان کے جاہ و جلال کا ذکر کرتا ہے۔

چوتھا مقدمہ

خان اعظم تاتار خاں کی عظمت کا بیان

نقل ہے کہ خان اعظم خدا کی درگاہ میں بندۂ مقبول اور بادشاہ کا دست گرفتہ صاحب سیف و قلم تھا۔

واضح ہو کہ یہ امیر با اعتبار نسل ترک تھا۔

معتبر روایت ہے کہ سلطان غیاث الدین تغلق کے عہد حکومت خراسان کے ایک صاحب جاہ و حشم فرمانروا نے ملتان و دیپالپور پر حملہ کر کے اس نواح کو آفت و تاراج کیا۔

یہ بادشاہ اپنی ایک زوجہ پر جو صاحب حسن و جمال تھی اس درجہ شیدا تھا کہ اس کو ایک دم اپنے سے جدا نہیں کرتا تھا۔

اس مہم میں بھی یہ عورت بادشاہ کے ہمراہ و حاملہ تھی۔

بادشاہ خراسان کے ملتان دیپالپور میں قدم رکھتے ہی اس بیگم کے بطن سے بچہ پیدا ہوا۔

اتفاق سے اُس شب سلطان تغلق نے خراسانی لشکر پر شبخون مارا اور قتل عام

Explain and Send Screenshots.
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

شروع کر دیا خراسانی لشکر نے شکست کھائی اور ہر شخص نے راہ فرار اختیار کی اور پریشانی کے عالم میں اس بچے کو گہوارہ ہی میں چھوڑ دیا۔

سلطان تغلق کا لشکر مال غنیمت کو ہر جانب تلاش کر رہا تھا کہ ان کی نظر اس گہوارہ پر پڑی اور گہوارہ مع بچے کے بادشاہ کے روبرو لایا گیا۔

سلطان تغلق نے اس نوزائیدہ بچے کو دیکھ کر بہت پسند کیا۔

بادشاہ نے اس خوش نصیب بچے کی بجائے فرزند کے پرورش شروع کی۔

سلطان تغلق نے فرزند کو تاتار ملک کے نام سے موسوم کیا۔ اس عہد میں خورد سال تھا یہ جوان ہوا اور سلطان محمد تغلق کے عہد حکومت میں یہ جوان ہو کر مشہور زمانہ ہوا۔

یہ لڑکا دلاوری و زور آزمائی و شجاعت و بہادری میں یکتائے زمانہ ہوا اور محمد تغلق کے عہد حکومت میں لشکر کشی و فتوحات ملکی میں تاتار ملک کا بیان کیا جانے لگا۔

اس شخص نے اپنے زور بازو سے بہترین ممالک فتح کئے۔

معتبر روایت ہے کہ ایک وقت سلطان محمد تاتار ملک سے آزردہ ہوا اور اس نے اس امیر کو برے الفاظ سے یاد کیا اور تاتار ملک کو اپنے سے جدا کر کے دور دراز کر دیا۔

تاتار ملک نے چند ابیات نظم کر کے بادشاہ کے حضور میں روانہ کیں۔

سلطان محمد نے یہ اشعار دیکھ کر بیحد تعریف کی اور تاتار ملک کو اپنے حضور میں طلب کر کے اس پر بیحد نوازش فرمائی۔

فیروز شاہی عہد میں اس امیر کو تاتار خاں کا خطاب عطا ہوا اور چتر قطیفہ کے عطیہ سے سرفراز فرمایا گیا۔

اس پر مستزاد نوازش یہ ہوئی کہ چتر کے اوپر بجائے ہمہ دین کے زرین طاس رکھا گیا جو صرف سلاطین کے لئے مخصوص ہے۔

فیروز شاہ صحن مجلس کے محل میں دربار کرتا اور بادشاہ کے جانب راست جو وزرا کے لئے مخصوص ہے تاتار خاں کو جگہ عطا ہوتی تھی اور بادشاہ کے جانب چپ خانجہاں مقبول کی جا مقرر تھی۔

اگرچہ خانجہاں مقبول وزیر تھا لیکن بادشاہ کے جانب راست تاتار خاں ہی کو جگہ عنایت ہوتی۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sira

تاتار خاں کی رحلت کے بعد یہ خدمت خانجہاں کو عطا ہوئی۔

فیروز شاہ کو تاتار خاں پر اعتماد کلی تھا اور بادشاہ امور کلی میں ہمیشہ تاتار خاں سے مشورہ کیا کرتا تھا اور بادشاہ اس امیر کی رائے کے مطابق مہمات ملک کو فیصل کرتا اور ان کے بابت احکام جاری کرتا تھا۔

خان مذکور بادشاہ کا بہی خواہ اور خیر اندیش تھا اور اس کی فطرت بعد عمدہ و سلیم واقع ہوئی تھی اللہ تعالیٰ نے اس امیر کو تمام صفات سے آراستہ فرمایا تھا۔

تاتار خاں توفیق الٰہی سے ملک حجاز کا سفر کیا اور حرمین شریفین کی زیارت کے بعد ہندوستان واپس آیا۔

اس امیر کی صحبت میں ہمیشہ علما و فضلا کا مجمع رہتا اور تاتار خاں اس مقدس گروہ کی عزت کرتا تھا۔

تاتار خانی جو بہترین و مشہور زمانہ تفسیر ہے اسی امیر کی جمع کردہ ہے۔

معتبر راوی کا بیان ہے کہ تاتار خاں نے ارادہ کیا کہ ایک مفصل تفسیر ترتیب دے۔

اس امیر نے تمام تفاسیر کو جمع کیا اور علما کے ایک گروہ کو جمع کرکے تمام ائمہ تفاسیر کے اختلافات کو نقل کرکے ہر آیت کے متعلق تمام اقوال اپنی تفسیر میں جمع کئے۔

تاتار خاں نے اس تفسیر کے جمع کرنے میں دل و جان سے کوشش کی اور ہر اختلاف کا حوالہ دیگر صاحب تفسیر کے نام کی تصریح کر دی۔

ہم کہہ سکتے ہیں کہ عالم کی تمام تفاسیر اس ایک کتاب میں جمع ہو گئی ہیں۔

یہ تفسیر مرتب ہوئی اور تاتار خاں نے کتاب کو تفسیر تاتار خانی کے نام سے موسوم کیا

اسی طرح خان اعظم ایک مجموعہ فتاویٰ بھی مرتب کیا جس کی ترتیب یہ ہے کہ پیشتر شہر دہلی کے تمام کتب فتاویٰ جمع کیں اور اس کے بعد ایک نسخہ ترتیب دیا جس میں ہر مسئلہ و ہر کلمہ میں مفتیان شرع کے اختلافات نقل کئے اور مفتی کے اختلاف کو صاحب فتویٰ کی طرف منسوب کرکے فتویٰ اور مفتی کی صراحت کر دی۔

یہ مجموعہ تقریباً تیس جلدوں میں مرتب ہوا۔

تاتار خاں علم شریعت میں مرتبہ عالی رکھتا تھا اور شریعت کی اتباع کی وجہ سے طریقت اور طریقت سے علم حقیقت کی بارگاہ میں باریاب ہوا۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

اس امیر نے ان پر سہ علوم کے نکات و معارف حاصل کرنے میں جہد و کوشش کی۔

تاتار خاں نے شوقِ طلب میں نردبانِ عشق پر قدم رکھا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے ابوابِ عشق اس کے قلب پر وا کر دیے۔

مختصر یہ کہ خانِ اعظم خاقانِ معظم عالمِ دین حامی مجاہدی تاتار خاں کو احکامِ شریعت کا بیحد لحاظ تھا۔

یہ امیر آئین شریعت سے سرمو تجاوز نہ کرتا تھا اور سفر و حضر ہر حالت میں شریعت پر کاربند رہتا تھا خانِ اعظم لشکر کشی کے لئے روانہ ہوتا تو کنیزان حرم کے ہمراہ لے جانے میں دیگر امراء کی تقلید نہ کرتا تھا۔

دیگر ملوک و خانان کا دستور تھا کہ اپنے کنیزوں کو اپنے برابر رکھتے تھے اور سفر میں ان کے ہمعنان چلتی تھیں لیکن تاتار خاں نے اپنے حرم کو کبھی گھوڑے پر سوار نہیں کیا بلکہ ایک گاڑی تیار کرائی اور اسی میں کنیزوں کو سوار کیا۔

اس گاڑی کو ہندی میں بہیر یا بہیرکیہ کہتے ہیں۔

تاتار خاں نے ستر کے خیال سے ان گاڑیوں کو تخت پوش کر دیا تھا اور ان کو حجرہ کے اندر بیکار مقفل کر دیا کہ نامحرم کی نظر ان پر نہ پڑے۔

کس درجہ احتیاط تھی جس کی تعریف نہیں ہو سکتی۔

غرضکہ اس امیر کے تمام افعال پسندیدہ تھے اور اللہ تعالیٰ نے اس کو ہر طرح کی خوبی سے آراستہ فرمایا تھا۔

تاتار خاں نے جلوس فیروز شاہی کے چند سال بعد وفات پائی۔

ساتواں مقدمہ

خانجہاں کی عظمت کے بیان میں

نقل ہے کہ خانجہاں وزیر کا نام مقبول تھا اور اس کو خدا نے ہر عمدہ صفت عطا فرمائی تھی۔
عالم جاہلیت میں اس کو کنّو کے نام سے یاد کرتے تھے۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sira

یہ امیر دراصل تلنگی تھا جو اپنے گروہ میں تمام افراد سے بہتر و اعلیٰ خیال کیا جاتا تھا۔
جاہلیت کے زمانے میں راجہ تلنگانہ کا مقرب تھا۔
سلطان محمد تغلق نے راجۂ تلنگانہ کو دہلی کی جانب روانہ کیا اور راجہ نے راہ میں وفات پائی۔
خانجہاں محمد تغلق کے حضور میں حاضر ہوکر ایمان لایا اور بادشاہ نے اس کو مقبول کے نام سے موسوم کیا اور اس پر بے حد نوازش فرمائی۔
سلطان محمد نے خانجہاں میں ہر طرح کے جوہر قابلیت معائنہ کرکے اس کی فہم و فراست و سیاست و تدبر کا صحیح اندازہ کیا اور خانجہاں کو دہلی کا نائب وزیر مقرر کیا۔
خانجہاں پروانہ جات میں اپنی دستخط اس طرح پر کرتا کہ مقبول بندہ محمد تغلق۔
اگرچہ یہ وزیر نوشت و خواند سے قطعاً بے بہرہ تھا لیکن عقل و فراست میں یگانۂ زمانہ تھا اس کا ادراک اس کی عقل و فہم کا جواب نہ تھا
اس امیر نے محض اپنی عقل و فراست سے دارالملک دہلی کی بارگاہ کو آراستہ کیا۔
سلطان محمد کے ابتدائی زمانے میں اسکو قوام الملک کا خطاب عطا ہوا اور ملتان کا جاگیردار ہوا اور اس کے بعد نائب وزیر مقرر کیا گیا۔
اس زمانے میں خواجہ جہاں سلطان محمد تغلق کا وزیر تھا۔
مختصر یہ کہ خانجہاں نائب وزیر اپنے عہدہ کا اہل ثابت ہوا اور اس نے دیوان وزارت کو ہر طرح پر آراستہ کیا۔
اہل معاملہ و جاگیر دار خواجہ جہاں سے اس درجہ نہ ڈرتے تھے جتنا کہ قوام الملک سے خوف کرتے تھے
خواجہ جہاں جب کسی صاحب منصب پر تنبیہ کرنا چاہتا تو اس کو قوام الملک کے سپرد کر دیتا تھا اور قوام الملک ایسے اشخاص پر بے حد سختی و تشدد کرتا۔
اسی طرح جب خواجہ جہاں دیوان وزارت سے اٹھ جاتا تو قوام الملک دیوان داری کرکے اہل منصب پر بے حد سختی کرتا تھا اور بے شمار مال خزانۂ شاہی میں جمع کرتا تھا۔
خواجہ جہاں خود بھی معاملات سلطنت و دیوان وزارت کے اہم امور کو قوام الملک ہی کی مہارت و فراست سے انجام دیتا تھا۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-si

خانجہاں نے سلطان محمد تغلق ہی کے عہد میں عظمت و نام آوری پیدا کر لی تھی۔

اسی زمانے میں سلطان محمد نے وفات پائی اور فیروز شاہی دور شروع ہوا اور خواجہ جہاں باوصف فہم و فراست کے فیروز شاہ سے منحرف ہو گیا۔

خواجہ جہاں نے جیسا کہ مورخ مسعود مقالہ میں بیان کر چکا ہے سلطان محمد تغلق کے فرزند کو بادشاہ بنایا اور سلطان فیروز شاہ سے مقابلہ کرنے کے لئے لشکر روانہ کیا۔

خواجہ جہاں اور قوام الملک دہلی میں مقیم تھے لیکن خانجہاں کو جب معلوم ہوا کہ فیروز شاہ دہلی کے قریب آ گیا ہے تو وہ امیر جید دلیری و شجاعت کے ساتھ مردانہ وار دروازہ شہر سے باہر آیا اور فیروز شاہ سے مل گیا۔

خانجہاں کے مل جانے سے گویا دہلی فتح ہو گئی۔

مورخ عفیف اب ان امور کا ذکر کرتا ہے جو خانجہاں یعنی وزیر باتدبیر اور بادشاہ یعنی فیروز شاہ کے درمیان پیش آئے۔

خانجہاں کا مسند وزارت پر بیٹھنا۔ روایت ہے کہ خانجہاں وزرا کے باہم و فراست کی طرح مسند وزارت پر جلوس کرتا تھا اور جاگیرداروں اور اہل معاملات سے بڑی سختی و تاکید کے ساتھ حساب لیتا تھا اور خزانۂ شاہی کے لئے نہایت احتیاط سے مال وصول کرتا تھا۔

خزانے کی روزانہ آمد اُس کے ملاحظہ میں پیش ہوتی تھی اور اس موقع پر وزیر نہایت تاکیدی احکام جاری کرتا تھا کہ جس قدر زیادہ ممکن ہو مال خزانۂ شاہی میں داخل کرو

اگر کسی روز خزانۂ شاہی میں کم داخل ہوتا تو وزیر تمام عمال کو برے الفاظ سے یاد کرتا بلکہ غم و غصہ کی حالت میں نہایت فکر مند و بے چین ہوتا تھا۔

خان جہاں اُس روز طعام نہ کھاتا اور فرماتا کہ ملک و دولت کا قیام اور سلطنت کا انتظام مال و نقد سے ہوتا ہے اگر خزانے میں مال کم ہو گا یا کسی دوسری مد میں ضائع ہو جائے گا تو بنیاد سلطنت میں خرابی واقع ہو گی۔

اگر خدانخواستہ کسی سبب سے خزانۂ شاہی قطعاً خالی ہو جائے گا تو اس سلطنت کا قیام دشوار بلکہ ناممکن ہو جائے گا۔

یہی وجہ تھی کہ وزیر مذکور شب و روز مال جمع کرنے میں مصروف رہتا تھا۔

خانجہاں کی سواری کا قصہ۔ جب کبھی کہ فیروز شاہ کسی مہم یا شکار کے لئے سفر کرتا تو

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

خانجہاں وزیر کو بطور نائب شہر میں متعین کرتا تھا۔

وزیر مذکور بادشاہ کی عدم موجودگی میں دوسرے یا تیسرے روز جوارِ شہر میں سوار ہو کر جاتا اور اس طرح رعایا کو اپنے جاہ و حشم سے مرعوب کرتا تھا۔

خانجہاں کی سواری کی یہ شان و شوکت ہوتی تھی کہ جاہ و حشم و بیشمار ہاتھی اور پیادے جو تمام و کمال خود خانجہاں کے غلام ہوتے تھے اس کے ہمراہ ہوتے تھے۔

ان کے علاوہ خانجہاں کے فرزند اور نواسے اور داماد اور غلام رہواری و تازی و ترکی گھوڑوں پر سوار سپید کمربند و بیش قیمت کلاہ سے آراستہ اس کے جلو میں ہوتے تھے۔

وزیر مذکور اس شان و شوکت سے بعد جاہ و جلال کے ساتھ فیروز آباد سے دہلی تک سفر کرتا اور وزیر کی یہ شان دیکھ کر خلقت مطمئن ہوتی اور شہر میں انتظام قائم رہتا تھا۔

مورخ عفیف کے والدین نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ فیروز شاہ نے اپنے آخر جلوس میں سات برس کامل صرف تیرہ روز شہر میں مقیم رہا۔

بادشاہ دورانِ سال کے بعد شہر میں آتا اور صرف چند روز فیروز آباد میں قیام کر کے دوسری سمت روانہ ہو جاتا تھا اور خانجہاں وزیر تمام ملک و تمام خلائق سلطنت کو قابو میں رکھتا تھا۔

خانجہاں کے پاس بیشمار اسپ و حشم تھے اور نیز اس کے فرزند و داماد اور نواسے بھی لاتعداد تھے۔

اس کے علاوہ اس امیر کے غلام عبید قوی و تندرست تھے۔

خانجہاں بہی خواہ اور خیر اندیش وزیر تھا یہی وجہ تھی کہ فیروز شاہ نے سات سال کامل مخالف و بدخواہ جماعت کو پامال کیا اور ہر سرکش و شور پشت شخص کو نیچا دکھایا۔

خانجہاں کی وفات کے بعد فیروز شاہ نے سواری کرنا ترک کر دیا بلکہ اگر سواری کرتا تو صرف جوار دہلی میں سیر کر کے واپس ہوتا۔

پسران، داماد اور خانجہاں کا قصہ۔ خانجہاں کے فرزند بیشمار تھے اس لئے کہ اس امیر کو حرم خانجہاں کنیزوں اور حرم کے جمع کرنے میں بہت دلچسپی لیتا تھا بلکہ ایک روایت یہ ہے کہ اس کے حرم میں روم و چین کی دو ہزار کنیزیں جمع تھیں۔

ہر کنیز مرصع و مکلل لباس میں آراستہ ہو کر سامنے آتی تھی اور خانجہاں ان مشاغل کے باوجود اپنی حرم کے ساتھ عیش و نشاط میں مشغول رہتا تھا۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

خانجہاں کثیر الاولاد بھی تھا اور اس امیر کی اولاد کی کثرت کی بابت جو خبر بادشاہ کو ہوئی تو اس نے اپنی پرورشش و احسان سے یہ فرمایا کہ ہر فرزند جو خانجہاں کے حرم میں پیدا ہو اس کی پرورش کے لئے گیارہ ہزار تنکے مقرر کئے جائیں اور اسی طرح تولید دختر کے لئے پندرہ ہزار کی تقسیم منظور فرمائی۔

بادشاہ نے اس امیر کے فرزند و داماد اقسام افراد کو کمر سپید مرحمت فرمائی یہی وجہ تھی کہ خانجہاں کے تمام فرزند و داماد اور نواسے باکلاہ و کمر رہتے تھے۔

اس امیر کی شوکت اور اس کے جاہ و حشم نے اس حد تک ترقی کی کہ فیروز شاہ نے بارہا یہ کہا کہ دہلی کا فرمانروا در اصل اعظم ہمایوں خانجہاں ہے۔

خانجہاں کا کارکنان سلطنت کو بادشاہ سے آزاد کرنا۔ کارکنان و عمال سلطنت سے اگر طمع کی وجہ سے کوئی خیانت ظہور میں آتی تو ان اشخاص کو بادشاہ کے حضور میں لے جاتے تھے۔ خانجہاں جو بیحد صاحب فہم و فراست تھا کل معاملات کے فیصل کرنے میں بیحد کوشش کرتا تھا اور اپنی عقل و دانش و نیز تدبیر و سیاست سے تخت شاہی کے سامنے کامیاب ہوتا اور بادشاہ کا غصہ ٹھنڈا کر دیتا تھا۔

حقیر اشخاص نے مورخ عفیف سے بیان کیا ہے کہ فیروز شاہ کے فراش خانہ میں ایک عمدہ موزہ جو بیحد مرصع و مکلل و جواہر نگار تھا کارکنان عمل کے سپرد تھا۔

اس موزہ کی قیمت اسی ہزار تنکے تھی جس کو کارکنان عمل نے کسی ترکیب سے لکھنوتی کے مرسولوں میں مستعمل بتلا کے اس کی قیمت باہم تقسیم کر لی۔

چند روز کے بعد بادشاہ نے اس موزہ کو طلب کیا اور تمام عمال نے عرض کیا موزہ مذکور لکھنوتی روانہ کر دیا گیا ہے۔

فیروز شاہ نے اپنی عقل و فراست سے اس امر کا اندازہ کر لیا کہ عمال نے موزہ تلف کر دیا ہے

بادشاہ نے ان کا عذر سنا اور ارادہ کیا کہ تمام عمال کو شدید سزا دے۔

فیروز شاہ کے ان ارادوں سے خانجہاں کو اطلاع ہوئی اور وزیر مذکور نے حضور میں حاضر ہو کر تمام حالات معائنہ کی

اس موقع پر وزیر نے خیال کیا کہ بادشاہ ان کارکنان عمل کو تباہ و برباد کر دے گا اور

Explain-and-Send-Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

خانجہاں اُٹھا اور تخت شاہی کے روبرو مؤدب استادہ ہو کر ان مجرموں کی مشکیں زور سے کسیں اور ان کو کشاں کشاں دربار سے باہر لے آیا۔

جب یہ اشخاص بادشاہ کی نظر سے پوشیدہ ہو گئے تو خانجہاں نے ان افراد سے کہا کہ اے خون گرفتہ گروہ میں نے تمھاری جان بچا دی اب اُس مسروقہ موزہ کی قیمت مبلغ اسی ہزار تنکے خزانۂ بادشاہی میں داخل کر دو۔

غرضیکہ دوسرے روز بادشاہ نے خانجہاں سے دریافت کیا کہ کارکنان علا نے موزہ کیا کیا۔

خانجہاں نے جواب میں عرض کیا کہ موزہ کی قیمت مبلغ اسی ہزار تنکے خزانۂ بادشاہی میں پہنچ گئے اب موزہ کی کیا پرسش کہ مخلوق کیا کیا یہیں پڑا ہوا ہے۔

سبحان اللہ خانجہاں کی فہم و فراست کی کیا تعریف کی جائے۔

خانجہاں کا فیروز شاہ صاف جواب دینے کا واقعہ۔ نقل ہے کہ فیروز شاہ ٹھٹھہ کی مہم سے واپس آیا اور کوشک سالورہ کی تعمیر میں مصروف ہوا۔

بادشاہ بیشتر اوقات سالورہ میں مقیم اور قصر کی تعمیر میں منہمک رہتا اور خانجہاں فیروزآباد میں امور ملکی و مالی کو بجد و کوشش سے انجام دیتا تھا۔

وزیر مذکور مسند وزارت پر بیٹھ کر ہر ملک کے عمال و کارکن سے حساب لیتا اور ہر قسم کی بازپرس کرتا تھا۔

خانجہاں کا قاعدہ تھا کہ ہشتم کے روز فیروز شاہ کی خدمت میں سالورہ حاضر ہوتا اور ملک کے تمام جزئی و کلی واقعات سے بادشاہ کو آگاہ کرتا تھا۔

فیروز شاہ نے یقین کر لیا کہ خانجہاں اس کا وفادار و مخلص ملازم ہے اور اسی بنا پر ارادہ کیا کہ اس کا مرتبہ وزارت سے بلند کرے۔

ایک روز بادشاہ نے اپنے دو معتبر امیر ملک شاہین اور ملک سید الحجاب کو فیروزآباد خانجہاں کے پاس روانہ کیا اور ان امیروں کو حکم دیا کہ بادشاہ کی زبان سے خانجہاں کو مژدہ سنائیں کہ بادشاہ کو وزیر کی نمک حلالی و اخلاص پر پورا اعتماد ہے۔

فیروز شاہ چونکہ خانجہاں پر مثل اپنی ذات کے اعتماد رکھتا ہے اس لئے بادشاہ کا ارادہ ہے کہ اس کا مرتبہ عہدۂ وزارت سے بلند کرے اور اسی بنا پر فیروز شاہ کا فرمان ہے

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-si

کرامت خاں کے مرتبے کے لائق نہیں ہے۔

خانجہاں دربار شاہی میں زردوزی قالچے پر تخت کے متصل نشست اختیار کرے اور مسند ظفر خاں کو عطا کرے۔ اس لئے کہ تخت کے متصل قالچہ زردوزی مسند وزارت سے بلند و بالا ہے۔

غرضکہ یہ دونوں امیر خانجہاں کے پاس فیروزآباد گئے اور انھوں نے بادشاہ کا پیغام پہنچایا۔ خانجہاں نے تھوڑی دیر غور کیا اور اس کے بعد کہا کہ بادشاہ اس حیلے سے مسند وزارت مجھ سے لے کر مجھ کو اس عہدے سے معزول کرنا چاہتا ہے اور ظفر خاں کو وزیر مملکت بنانے کا ارادہ رکھتا ہے۔

خانجہاں نے کہا کہ مسند بھی بادشاہ کا عطیہ ہے اور خواجگی بھی قبلہ عالم ہی کا عطیہ ہوگا لیکن گزارش یہ ہے کہ جس روز مشرق کی حدود میں بندہ نے بادشاہ کی قدم بوسی کا شرف حاصل کیا ہے اسی روز بادشاہ نے توقیع وزارت اپنے قلم سے تحریر فرما کر مجھ کو عطا فرمائی بلکہ اس تحریر کو کافی نہ خیال کر کے یہ قسم فرمایا کہ جب تک کہ میں اور میری اولاد حکمراں رہے گی مرتبۂ وزارت مجھ کو اور تیری اولاد ہی کو عطا ہوگا۔

خانجہاں نے توقیع وزارت ملک شاہین کو دیا اور اس سے کہا کہ تم میری جانب سے بادشاہ سے عرض کرو کہ حضرت شاہ نے جس طرح اسی توقیع کو اپنے دست مبارک سے تحریر فرمایا ہے اُسے اپنے ہی ہاتھ سے اس کو چاک بھی فرمادیں اور مسند وزارت ظفر خاں کو عطا فرمائیں۔

غرضکہ ملک شاہین اور ملک سید الحجاب بادشاہ کے حضور میں پہنچے اور انھوں نے فیروز شاہ سے خانجہاں کا قول نقل کیا۔

بادشاہ نے یہ تقریر سن کر فرمایا کہ معاذ اللہ میرا ہرگز یہ منشا نہیں ہے کہ میں خان جہاں کو مسند وزارت سے معزول کروں میرا تو یہ ارادہ تھا کہ خانجہاں کا مرتبہ بلند و بالا کروں لیکن چونکہ اس کو خود یہ منظور نہیں ہے تو بہتر ہے وہ مسند ہی پر وزارت کے فرائض انجام دے۔

دوسرے روز خانجہاں تمام کوائف و امور کے عرض کرنے کے لئے [illegible] سے فیروزآباد حاضر ہوا اور بادشاہ نے وزیر سے فرمایا کہ خانجہاں میرا ارادہ یہ تھا کہ تمہارا مرتبہ

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-si

بجا و بالا کروں لیکن تم نے اس کے برعکس اپنا حال خیال کیا۔

خانجہاں نے عرض کیا کہ بندہ اب زیادتی جاہ و مرتبہ کا خواہاں نہیں ہے اگر خداوندی بادشاہ کے حکم کے مطابق یہ ناچیز زردوزی پر تخت کے متصل دیوان کرے گا تو اگرچہ یہ امر حقیقت تو میری سرفرازی کا باعث ہوگا لیکن خلقت خدا مجھ کو مسند پر شکل نہ دیکھ کیا خیال کرے گی اور کیا کہے گی تمام خلقت شہر یہی خیال کرے گی کہ بادشاہ نے اپنے بندہ قدیم خانجہاں کو مسند وزارت سے معزول کر دیا ہے۔

بندہ جو گفتگو میں دربار کے روبرو مسند وزارت پر بیٹھا ہے اور خلقت خدا مجھ کو دیکھتی آتی اور دیکھتی ہے کہ خانجہاں بدستور اپنے عہدہ پر برقرار ہے اس لئے بندہ کے لئے مسند ہی مناسب ہے بنا بچے زر دوزی ظفر خاں یا کسی اور اہل امیر کو عطا ہو۔

بادشاہ نے خانجہاں کی یہ تقریر سن کر مسکرایا اور خاموش ہو رہا۔

عین الملک کی معزولی کا حال۔ نقل ہے کہ عین الملک کو عین ماہرو کہتے تھے۔

فیروز شاہ اپنے آغاز جلوس میں اشراف ممالک اور دیوان وزارت میں دربار کرا اور بیٹھا تاکہ کاروبار ملک کو بخوبی انجام دے۔

عین الملک بہت دانشمند عالم و کامل و فاضل تھا جو فہم و فراست و عقل و علم و فضل و کمال میں یگانۂ زمانہ تھا۔

اس امیر کے فضل و کمال و نیز عقل و دانش کے بابت معتبر حضرات سے مورخ عفیف سے یہ روایت کی ہے کہ سلطان محمد تغلق کے عہد میں عین الملک کے برادران سے جرم سرزد ہوا۔

سلطان محمد تغلق نے برادران عین الملک کو مجرم خیال کر کے مصلحت ملکی کی بنا پر خود عین الملک پر بھی فی الجملہ عتاب کیا۔

اس واقعے کے چند روز بعد محمد شاہ نے دربار کیا اور ایک غالیچہ تخت کے متصل بچھوایا محمد تغلق نے اس روز تمام علماء و مشائخ و قضاۃ و معارف و بزرگان شہر و نیز تمام خاص و عام کو دربار میں طلب کیا۔

بادشاہ کے حکم کے مطابق تمام اعوان و انصار حاضر ہوئے اور تمام حاضرین آداب شاہی بجا لائے۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-si

بادشاہ نے حکم دیا کہ اس مجمع میں سے تمام ممتاز اشخاص کو حضور میں حاضر کرو۔

شاہی حکم کی تعمیل کی گئی اور محمد تغلق نے ان کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ میں تم سب سے ایک سوال کرتا ہوں اس کا جواب دو۔

بادشاہ نے کہا کہ فرض کرو کہ ایک شخص کے پاس ایک بیش بہا موتی اور جوہر گراں دستیاب ہے۔ اتفاق سے یہ گوہر بے بہا گم ہو گیا لیکن حسن اتفاق سے اس شخص نے ایک روز اس گراں بہا جوہر کو نجاست میں افتادہ دیکھا۔

اب سوال یہ ہے کہ یہ شخص اس موتی کو نجاست سے اٹھا لے یا نہیں اس موقع پر تمام حاضرین نے وزیر ارکان سلطنت نے عرض کیا کہ اس بیش بہا گوہر کو چھوڑ دینا مصلحت نہیں ہے۔

محمد تغلق نے یہ گفتگو سن کر اس مجمل سوال کی شرح کی اور عین الملک کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ وہ گوہر خواجہ عین الملک کی ذات ہے جو اپنے نجاست صفت بھائیوں کے درمیان میں پڑا ہوا تھا اب میں نے اپنے گوہر مقصود کو پا لیا اب اس کا چھوڑ دینا مصلحت نہیں ہے۔

بادشاہ نے یہ فرمایا اور عین الملک کو غالیچہ پر بیٹھنے کا حکم دیا۔

اس حکایت کے بیان کرنے سے مقصود یہ ہے کہ عین الملک اپنے فضل و کمال کے اعتبار سے اس پایہ کا شخص تھا جس کے فضل و کمال کی انتہا نہیں ہے۔

اس امیر نے اکثر کتابیں محمد تغلق و فیروز شاہ کے عہد میں تصنیف کیں منجملہ ان کے ترسل عین الملک ہے جو ہر زبان میں تمام عالم میں مشہور ہے۔

مختصر یہ کہ مؤلف اب اصل سخن کی طرف رجوع کرتا ہے۔

واضح ہو کہ عین الملک عہد فیروز شاہی میں دار الملک کے اشراف ممالک کے عہدے پر سرفراز تھا۔

یہ امیر عدالت میں بیٹھ کر اپنے فرائض کو بخوبی انجام دینے کی کوشش کرتا تھا اور دیوان وزارت میں حقیقت اختیار کرتا تھا لیکن اتفاق سے عین الملک اور خانجہاں کے درمیان اکثر تیز گفتگو ہوتی اور ہر ایک اشارہ و کنایہ میں دوسرے کی عیب جوئی کرتا۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

اس معاملہ نے اس قدر طول کھینچا کہ دونوں امیروں میں تیز و مخالفانہ گفتگو ہوئی اور ہر فریق حد سے تجاوز کر کے دوسرے کے حق میں نازیبا الفاظ استعمال کرنے لگا۔

ایک روز خانجہاں نے عین الملک سے غصہ میں کہا کہ اشرف کو کاغذ مفصل سے کیا سروکار اور اس کو کیا حق ہے کہ مقطعہ جات سے حساب مفصل طلب کرے۔ اس لئے کہ اشرف صرف جمع کا ذمہ دار ہے خرچ کی تحقیقات کرنا مستوفی کے فرائض میں داخل ہے۔

عین الملک نے جواب دیا کہ مستوفی کو جمع مفصل کی شکل سے کیا سروکار ہے۔

غرضیکہ ہر دو امیر بحث و مباحثہ کرتے ہوئے بادشاہ کے حضور میں حاضر ہوئے اور مستوفی و مشرف کے فرائض کے متعلق گفتگو کی۔

اس روز فیروز شاہ نے فرمایا کہ کارکنان معاملات و مقطعہ جات کو ہدایت کی جائے کہ دیوان اشراف میں جمع مفصل و خرچ منتخب، اور دیوان استیفا میں خرچ مفصل و جمع منتخب اور دیوان وزارت میں جمع و خرچ مفصل پیش کریں۔

اس حکم سے پیشتر یہ دستور دیوان وزارت سے مخصوص تھا اور تمام سلاطین نے ان ہر دو شعبہ جات میں یہی دستور قائم رکھا۔ الغرض دونوں صاحبوں کی گفتگو و مخالفت نے اس درجہ طول کھینچا کہ دشنام اور بدزبانی کی نوبت آ گئی۔

اور ایسا ہوا کہ خانجہاں نے عین الملک کے حق میں اس کو سخت سست الفاظ سے یاد کیا اور عین الملک نے جو کسی پاس و لحاظ کے خانجہاں کو پریشان کلمات سنائے۔

اس موقع کے لحاظ سے معتبر اشخاص نے مورخ ضعیف سے بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ فیروز شاہ اپنے جاہ و حشم کے ہمراہ دہلی سے شکار کے لئے روانہ ہوا اور خانجہاں و عین الملک بھی بادشاہ کے ہمراہ تھے۔

بادشاہ نے ایک منزل میں قیام کیا اور عین الملک دوپہر کے وقت اپنے فرودگاہ سے روانہ ہو کر خانجہاں کے خیمہ تک آیا اور گھوڑے سے اتر کر خانجہاں کے سراپردہ کے اندر گیا۔

خانجہاں کے مقرب اشخاص نے یہ واقعہ وزیر سے بیان کیا لیکن چونکہ خانجہاں اپنے خیمہ سے نکل کر عین الملک کی خاطر و مدارات کرے عین الملک کے ایک حاشیہ نشین نے اس سے کہا کہ یہ سراپردہ خانجہاں کا ہے۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

اس موقع پر عین الملک نے اپنے ملازمین پر غصہ کیا اور کہا کہ اے خادمو! میں جب خواجہ جہاں کے سراپچہ کے قریب گھوڑے سے اترا تھا اس وقت تم نے مجھ کو کیوں نہ آگاہ کیا۔

عین الملک نے کہا اور بغیر ملاقات کے واپس ہوا اور بادشاہ کے قیام گاہ میں داخل ہوا۔ خانجہاں کو معلوم ہوا کہ عین الملک واپس گیا اور بادشاہ کے حضور میں حاضر ہے۔

خانجہاں بھی سوار ہو کر فیروز شاہ کے حضور میں آیا اور عین الملک کی آمد و بازگشت کی مفصل کیفیت بادشاہ سے بیان کی۔

فیروز شاہ نے عین الملک کو طلب کیا اور اس کو دیکھ کر مسکرایا اور کہا خواجہ عین الدین تمہارا خواجہ جہاں کے سراپچہ میں آنا اور بغیر ملاقات کے واپس جانا بے معنی خیال کیا جا سکتا ہے تم کو لازم تھا کہ خانجہاں سے ملاقات کرتے۔

عین الملک نے اس موقع پر نہایت معنی خیز گفتگو کی اور عرض کیا کہ بندہ خانجہاں کے فرودگاہ پر حاضر نہ ہوا تھا بلکہ بادشاہی سراپردہ میں حاضر ہونے کا ارادہ تھا لیکن چونکہ بادشاہ و وزیر کے خیموں میں کوئی فرق نہیں ہے اس لئے سراپچہ محل، وظیفہ و خوابگاہ بلکہ دبدبہ و حشم شاہ و وزیر ہر دو حضرات کے سراپچے میں موجود ہیں اس لئے مجھ کو دھوکہ ہوا اور میں خانجہاں کے خیمے کو شاہی سراپچہ سمجھا۔ عین الملک نے یہ کلمات پریشان کن کہے اور خانجہاں نے عرض کیا کہ اب بندہ کا ملک میں رہنا بہتر نہیں ہے بلکہ اب مجھ کو ہندوستان سے ہجرت کر کے کعبہ شریف روانہ ہو جانا چاہئے۔

ظاہر ہے کہ اب تک میرے اور حریف کے درمیان میں جو قیل و قال رہا ہے تو بات کسی نہ کسی طرح نگیری کی جا سکتی تھی لیکن اب چونکہ عین الملک فتنہ پرداز نے میری بارگاہ کو شاہی بارگاہ کے مساوی قرار دیا ہے تو اس حیلہ سے میری جان کو معرض خطر میں ڈال دیا ہے مجھ کو اسی وقت رخصت عنایت ہو تاکہ کعبہ شریف کی راہ لوں۔

فیروز شاہ نے یہ تقریر سنی اور خلوت میں جا کر فریقین کے بارے غور و فکر کرنے لگا۔

مختصر یہ کہ خانجہاں اور عین الملک میں گفتگو بڑھی اور نزاع حد سے باہر ہو گئی۔

چند روز اسی حالت میں گزرے تھے کہ ایک روز اتفاقاً خانجہاں اور عین الملک ہر دو امیر دیوان میں موجود تھے کہ اس اثنا میں خانجہاں نے عین الملک سے کہا کہ اے حرام خوار، بد کردار تو نے یہ کیا کہا۔ عین الملک نے بھی خانجہاں کو سختی سے جواب دیا اور سخت و سست کہا۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-s

فیروز شاہ اس وقت محل خلوت میں تھا کہ خانجہاں اس وقت بادشاہ کے حضور میں حاضر ہوا۔

فیروز شاہ نے اپنے وفادار وزیر کو پریشان صورت دیکھ کر اس سے کہا کہ خانجہاں خیر ہے کیوں اس درجہ پریشان ہو اور کیا وجہ ہے کہ بے موقع حرم محل میں داخل ہوئے ہو۔

خانجہاں نے یہ تقریر سن کر شکوہ آغاز کیا اور کہا کہ عین الملک نمک حرام نے دیوان میں بیٹھ کر فدوی کو سخت و پریشان الفاظ سے یاد کیا ہے۔

خداوند عالم نے فدوی کو سرفراز فرما کر منصب وزارت عطا کیا ہے اور مسند اعتبار عطا فرمائی ہے اگر کوئی شخص حسد کی بنا پر بندہ کی اہانت کرے تو فدوی کا کیا وقار باقی رہے گا بہتر یہ ہے کہ مسند وزارت عین الملک کو عطا ہو۔

فیروز شاہ نے یہ الفاظ سن کر قدرے غور کیا اور سر اٹھا کر کہا کہ خانجہاں میں نے مسند وزارت تم کو عطا کی ہے اور تمام عملہ دیوان کو تیرا ماتحت مقرر کیا ہے۔

جس شخص کو تو مناسب خیال کرے خدمت پر بحال رکھ اور جس کو تو چاہے خدمت سے معزول کر اگر عین الملک نے تیری اہانت کی ہے تو اس کو عہدہ اشراف سے برطرف اور کسی دوسرے امیر کو مشرف کی خدمت عطا کر۔

فیروز شاہ نے خانجہاں کو خلعت خاص عطا فرمایا اور وزیر مذکور بعد عزت و مسرت کے ساتھ اپنے مکان واپس آیا اور اطمینان سے اپنے فرائض انجام دینے لگا۔

خانجہاں نے تحفہ وزارت کو عین الملک کے پاس روانہ کیا اور اس کو پیغام دیا کہ تو منصب اشراف سے معزول کیا گیا۔

فیروز شاہ نے عین الملک کے حق میں جو کچھ کیا وہ محض خانجہاں کی عظمت و عزت کے لحاظ سے کیا فیروز شاہ کا معمول تھا کہ جب شکار سے واپس آتا اور شہر میں داخل ہوتا تو خانجہاں بادشاہ کی قدمبوسی کرتا اور فیروز شاہ باوصف اپنی عزت و جاہ و جلال کے گھوڑے سے اتر کر خانجہاں کو آغوش میں لیتا اور پرسش حالات کرتا تھا۔

غرضیکہ خانجہاں کی وفات تک شاہ و وزیر کے درمیان کسی قسم کی غیریت نہ تھی۔

مختصر یہ کہ عین الملک نے عزل کی خبر سنی اور تین روز متواتر دربار میں حاضر نہ ہوا۔

اس مدت کے بعد عین الملک پھر اکھاڑے میں حاضر ہوا اور بادشاہ کو سلام کیا۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

فیروز شاہ نے عین الملک کو اپنے قریب بلایا اور اس سے کہا کہ عین الملک تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ مخالفت و عداوت میں ملک کے ملک برباد ہو گئے ہیں اور تمام مخلوق پیر و جوان سب ناامید و نامراد ہوئے ہیں چونکہ تقدیر الٰہی سے تمھارے اور خانجہاں کے درمیان مخالفت پیدا ہو گئی ہے اس لئے تمھارا یہاں قیام کرنا مناسب نہیں ہے تم کو ملتان و بھکر و سیوستان کی صوبہ داری عطا کرتا ہوں اپنی جاگیر جاؤ اور وہاں کا انتظام کرو۔

عین الملک نے یہ فرمان سنا اور بادشاہ کے حضور میں اس نے بیان کیا کہ بندہ اپنے اقطاع کا انتظام کرے گا لیکن دیوان وزارت میں حساب نہ دے سکے گا البتہ بادشاہ کے حضور میں تمام معاملات کو پیش کرے گا۔

فیروز شاہ نے فرمایا کہ عین الملک میں نے تیری خاطر سے اقطاع ملتان کو دیوان وزارت سے خارج کیا تم اس صوبہ میں جو انتظام کرو گے وہی قابل قبول خیال کیا جائے گا اور تمھاری تجربات کافی سمجھی جائے گی۔

غرضکہ عین الملک نے ان شرائط پر ملتان کی صوبہ داری قبول کی۔

اس کے بعد مورخ عفیف نے عین الملک کے بابت ایک ایسی عجیب و غریب روایت سنی ہے جو اس قابل ہے کہ تاریخ کے صفحات میں لکھی جائے یہ حکایت حسب ذیل ہے۔

واضح ہو کہ عین الملک خانجہاں کی وجہ سے اپنے عہدے سے معزول ہوا اور تمام مقرب امرا و عمال اس واقعے سے خائف ہو کر ایک جگہ جمع ہوئے اور ان امرا نے باہم یہ گفتگو کی کہ آج عین الملک معزول ہوا ہے کل ہمارا بھی یہی حال ہوگا۔

ان امیروں نے بادشاہ کے کان بھرنے شروع کئے اور ارادہ کیا کہ خانجہاں کو معزول کر کے اس کو ذلیل کریں لیکن بادشاہ نے اس موقع پر فرمایا کہ اگر عین الملک موجود ہوتا تو میں اس سے مشورہ کرتا اس زمانے میں عین الملک ملتان روانہ ہو کر دہلی سے چوبیس کوس کی راہ طے کر چکا تھا۔

بادشاہ نے فرمان روانہ کیا کہ اپنا اسباب و تمام خیمے وہیں چھوڑ کر جلد یہاں آ جائے یہاں ہر طرح کی خیریت ہے لیکن ایک امر میں مشورہ کرنا ہے تم جلد پہنچو اور مشورہ میں شریک ہو کر جلد واپس جاؤ عین الملک یہ فرمان پاتے ہی جلد سے جلد دہلی پہنچا اور بادشاہ کے حضور میں حاضر ہوا۔

فیروز شاہ ان امرا اور عین الملک کے ہمراہ خلوت میں بیٹھا اور ان امرا سے مشورہ

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

طلب کیا پھر امیر نے اسرار ملکی کے بابت گفتگو کی اور عرض کیا کہ وزیر سلطنت کو اس درجہ با اختیار
کرنا سلطنت کے خلاف ہے اس کے حالات و معاملات سے ہر وقت خبردار رہنا چاہئے۔

بادشاہ یہ گفتگو سن کر عین الملک کی طرف متوجہ ہوا کہ اس کے خیالات کا اندازہ کرے اور اس
کی تقریر سے عین الملک نے دیگر امرا کی گفتگو سن کر عرض کیا کہ اس قسم کے خیالات دل میں لانا اور
ایسے وہم و خطرات سے قلب و دماغ کو پریشان کرنا مملکت و سلطنت میں خرابی و فساد پیدا کرتا ہے۔
جو شخص اس قسم کے توہمات میں گرفتار رہے وہ ہرگز ملک کا بہی خواہ نہیں۔ یہ ظاہر ہے
کہ خانجہاں بے مثل و یگانۂ روزگار وزیر ہے اُس کو اس مرتبے سے علٰحدہ کرنے میں خدا جانے
کیا حال رونما ہو۔

یہ بھی ممکن ہے کہ سلطنت برقرار رہے اور اس امر کا بھی امکان ہے کہ اُس کے
معزول کرنے میں بنیاد سلطنت جنبش میں آ جائے۔

فیروز شاہ نے عین الملک کی تقریر بہت پسند کی اور اُس کے بعد خلوت میں بادشاہ نے
عین الملک سے مشورہ کیا کہ اس موقع پر کیا کرنا چاہئے اور عین الملک نے عرض کیا اس مشورے
اور معاملے سے خانجہاں کو بے خبر نہ رکھنا چاہئے اور تمام حالات سے اُس کو ضرور آگاہ کر دینا
چاہئے تاکہ اُس کے دل سے ہر طرح کا خوف اسی وقت دور ہو جائے اور وہ اطمینان
کے ساتھ امور ملکی کو انجام دے۔

اگر وزیر کے دل میں کسی قسم کا خوف و خطرہ باقی رہے گا تو ظاہر ہے کہ وہ اپنے کو
معرض ہلاکت میں دیکھ کر کاروبار سلطنت کو انجام نہ دے سکے گا۔

ممکن ہے کہ وزیر کے اس طرح خوف زدہ ہونے سے معاملات سلطنت برباد و
تباہ ہو جائیں بعض اُن اشخاص نے جو خود ان معاملات میں شریک مشورہ تھے مورخ عفیف
سے بیان کیا ہے کہ عین الملک نے بیان کیا کہ خانجہاں کو اسی وقت طلب کرنا چاہئے۔

بادشاہ نے عین الملک کے مشورہ کے مطابق خانجہاں کو طلب کیا اور خانجہاں
شاہی حکم کے مطابق حاضر ہوا۔

فیروز شاہ نے خانجہاں کو تمام حالات سے آگاہ کیا اور خانجہاں اس مجلس
کی تمام مفصل کیفیت سن کر غمگین ہوا۔

بادشاہ نے وزیر کو مغموم دیکھ کر اس کو خلعت خاص عطا کیا اور بہت اعزاز و اکرام

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-si

کے ساتھ واپسی کی اجازت عطا فرمائی۔

خانجہاں بادشاہ کے حضور سے خوش و خرم واپس ہوا اور اس نے عین الملک سے معانقہ کرکے کہا کہ مجھ کو معلوم نہ تھا کہ تم کو میرے ساتھ اس درجہ محبت ہے یہ میری غلطی تھی کہ میں تم کو اپنا مخالف سمجھ کر تم سے سختی سے پیش آتا تھا۔

اس موقع پر عین الملک نے صداقت سے کہا کہ اپنے دل سے یہ گمان دور کرو کہ میں نے جو کچھ بادشاہ سے عرض کیا ہے اُس کی وجہ تمھاری محبت ہے۔

میرے اور تمھارے درمیان عداوت و مخالفت اسی طرح موجود ہے میں نے جو تقریر بادشاہ سے کی ہے اس کا منشا یہ ہے کہ سلطنت و ملک بحال و برقرار رہے اور مملکت میں شور و فساد نہ برپا ہو۔

ہر چند خانجہاں نے کوشش کی کہ عین الملک کو اپنے مکان لے جائے لیکن عین الملک نے خانجہاں کی دعوت قبول نہ کی۔

اُن اصحاب مناصب کا ذکر جو انتظام ملک کے لئے وزیر کے ہمراہ مقرر کئے گئے تھے۔

خانجہاں مسند وزارت پر اجلاس کرتا تھا اور نظام الملک امیر حسین امیر میران نائب وزیر مسند وزارت کے متصل جانب چپ بیٹھتا تھا اور نائب وزیر کے بعد مشرف ممالک کی جگہ تھی اور مشرف سے فروتر بہ ممالک کی نشست تھی اور وزیر کے جانب راست مستوفی کو جگہ عطا ہوئی تھی۔

معتبر اشخاص نے مورخ عفیف سے بیان کیا ہے کہ مستوفی کی نشست ہمیشہ مشرف سے فروتر ہوتی تھی جس زمانے میں کہ دختر زادہ سلطان محمدؐ کو جو خود بھی محمدؐ کے نام سے موسوم تھا اور جس کے برادر دیگر کا نام مودود تھا فیروز شاہ کے عہد میں استیفا کا عہدہ عطا ہوا اور یہ شخص عزیز الملک کے خطاب سے سرفراز کیا گیا اس وقت فیروز شاہ نے فرمایا کہ عزیز الملک خداوندگان مغفور کا نواسہ ہے یہ شخص مشرف سے فروتر کیوں کر بیٹھے گا اگر میں اس کو مشرف سے بالاتر جگہ عطا کرتا ہوں تو قوانین ملک کے خلاف ہوتا ہے

فیروز شاہ نے اُس وقت حکم دیا کہ تمام اصحاب مناصب خانجہاں کے جانب چپ بیٹھیں اور عزیز الملک جانب راست جگہ پائے۔

بادشاہ کے محل بار میں دربار کے وقت مستوفی مشرف سے بالاتر استادہ ہوتا تھا اور

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

ناظر وقوف مع تمام امرا کے نائب وزیر کے پس پشت استادہ ہوتے تھے۔

معتبر راویوں نے مورخ عفیف سے بیان کیا ہے کہ سلاطین قدیم کے دستور و قوانین میں وقوف کا مرتبہ و عہدہ نہ تھا۔

جلال الدین خلجی کے عہد حکومت میں جبکہ مختلف طرح پر دربار کی آراستگی ہوئی تو یہ عہدہ بھی پیدا ہوا۔ جس کی تفصیل یہ ہے کہ بادشاہ کا ایک عزیز قریب تھا جو جلال الدین کو امور مملکت میں مشورہ دیا کرتا تھا۔

جلال الدین نے ارادہ کیا کہ اپنے اس عزیز کو دیوان وزارت میں کوئی عہدہ عطا کرے لیکن دریافت سے معلوم ہوا کہ اس محکمہ میں کوئی شغل خالی نہیں ہے اور وزیر نے بادشاہ سے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو کسی شخص کو معزول کر کے وہ عہدہ اس شخص کو دیا جائے لیکن جلال الدین نے جواب دیا کہ کسی شخص کو بلا قصور برطرف کرنا ہرگز زیبا نہیں ہے۔

وزیر نے یہ دریافت کر کے کہ بادشاہ کی دلی خواہش ہے کہ اس شخص کو دیوان وزارت میں کوئی عہدہ عطا ہو عہدہ وقوف قائم کیا یعنی جس طرح ناظر کا فریضہ ہے کہ تمام محال سلطنت کے جمع بندی کو جو وہ اشراف کے دفتر میں داخل کریں جانچے اور دیکھے اسی طرح وقوف کا فریضہ یہ ہے کہ وہ تمام مملکت کے خرچ سے آگاہی حاصل کرے۔

غرضیکہ اس شخص کو عہد جلالی میں عہدہ وقوف عطا ہوا اور اسی تاریخ سے اصحاب وزارت میں وقوف و نائب وقوف کے عہدے بھی قائم ہو گئے اگر اصحاب دیوان کے عہدہ داروں کی تفصیل معرض تحریر میں آئے تو ایک مستقل دفتر ہو جائے۔

سبحان اللہ جلال الدین کے صاحب فہم و فراست وزیر کا کیا کہنا جس نے اپنی عقل و فہم سے یہ جدید شغل پیدا کیا فیروز شاہ کا وزیر بھی درحقیقت ایسا ہی صاحب فراست و تدبیر تھا۔

خانجہاں کی وفات کا ذکر۔ خانجہاں کی عمر اسی سال کی ہوئی اور ضعیف اور بوڑھا ہو گیا پیرانہ سالی کی وجہ سے اُس کے تمام اعضا کمزور ہو گئے۔

خانجہاں کی وفات کا وقت آگیا اور اس کو بیحد تکلیف ہونے لگی جس شب کہ خانجہاں رحلت کرے گا۔ اس روز نماز جمعہ کے بعد فیروز شاہ شہر سے باہر گیا اور آٹھ کوس پر دریائے جمنا

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

کے کنارے منزل کی اس تفریح میں مورخ عفیف بھی بادشاہ کے ہمراہ تھا۔

سورج کی موجودگی میں تمام ماہر فن نجومیوں نے بادشاہ سے کہا کہ ہم کو اپنے فن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت بعض سعد اور بعض نحس ستارے ایک جگہ جمع ہوئے ہیں اور ان کا یہ اجتماع ضرور کسی حادثے کی خبر دیتا ہے۔

چونکہ اسی زمانے میں وزیر مذکور علیل تھا اس لئے بادشاہ دفعتہً سوار ہوا اور اسی روز آخر شب میں خانجہاں نے وفات پائی۔

یہ حادثہ سنہ [illegible] ہجری و سنہ [illegible] جلوس فیروز شاہی میں ہوا۔

مختصر یہ کہ خانجہاں کی وفات کے بعد تمام خلقت خدا نے اس کا ماتم کیا اور ہر شخص جو مجالس عیش و نشاط میں مساجد و مقابر میں تعزیت کے لئے جا بیٹھا۔

خانجہاں چونکہ وزیر صاحب تدبیر مدبر تھا اس لئے اس درگاہ پر جاہ و حشم بھی موجود رہتا اور ہر وقت رعایا کی بہتری و فلاح کی کوشش بھی کرتا تھا۔

یہ امیر کسی شخص پر ذرہ برابر بھی ظلم نہ کرتا اور ان کی راحت و آرام کی کوشش میں سرگرم رہتا تھا اگر کوئی مقطع ولایت ملک میں ظلم کرتا اور مال لے کر آتا تو خانجہاں اس کے اس اضافہ کو پسند نہ کرتا اور ہر وقت رعایا کی پرورش کرتا اور کاشتکار گروہ کا ہمیشہ حامی رہتا اور دل و جان سے اس کے قصور کی پردہ پوشی کرتا اور اگر کسی عامل سے خیانت ظہور میں آتی تو نہایت عمدہ الفاظ میں اس کا حال بادشاہ سے عرض کرتا اور اس کو شاہی بازپرس و سیاست سے بری کر دیتا تھا غرضیکہ خانجہاں کی وفات سے تمام خلقت خدا نے ماتم کیا حقیقت یہ ہے کہ یہ تمام آثار اس امیر کی مغفرت کی دلیل ہیں۔

خانجہاں حضرت شیخ نصیر الدین رحمۃ اللہ علیہ کا مرید تھا۔

جس روز کہ یہ امیر حضرت شیخ کا مرید ہوا تو پیر و مرشد سے عبادت و طاعت کے لئے عرض کیا اور حضرت شیخ نے فرمایا کہ تم وزیر مملکت ہو تمھاری عبادت یہی ہے کہ حاجتمندوں کی حاجت روائی میں پہلے سے زیادہ کوشش کرو۔

خانجہاں نے مریدان صادق کی طرح بیحد عاجزی کے ساتھ دوبارہ التماس کیا اور حضرت شیخ نے فرمایا کہ اگر ہمیشہ باوضو رہو تو تمھارے لئے بیحد بہتر ہوگا۔

خانجہاں نے حضرت کے ارشاد پر عمل کیا اور ہمیشہ باوضو رہنے لگا اور اس امر میں

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sira

بیحد احتیاط اور سعی کرتا اگر کبھی بالائے مسند ہوتا اور وضو کی حاجت ہوتی تو فوراً مسند سے اٹھتا اور وضو کرتا تھا۔

جب پلنگ پر جاتا اور وزیر کے بستر پہ آرام کرتا تو پلنگ کے متصل ایک آفتابہ اور ایک طشت رکھا جاتا تھا۔

جس وقت کہ خانجہاں پہلو بدلتا اور بیدار ہوتا تو فوراً پلنگ سے اترتا اور اسی آفتابہ اور طشت سے وضو کرتا اور پھر آرام کرتا تھا۔

اس امیر کے آئین و معمولات کا یہ بابرکت نتیجہ تھا کہ وفات کے بعد حضرت قطب امام شیخ نظام الدین محبوب الٰہی کے پاس دفن ہوا۔

خانجہاں کے وفات کی خبر بادشاہ تک پہنچی اور فیروز شاہ نے چشم پرآب ہوکر فرمایا کہ اس واقعہ کے بعد میں بڑے مہمات کے لئے سفر و سواری ترک کروں گا۔

بادشاہ اس وزیر کی وفات پر بیحد رویا اور ہمیشہ اسے یاد کرتا رہا

یہ تھی عظمت و مقبولیت خانجہاں کی علیہ الرحمۃ والغفران۔

خانجہاں بن خانجہاں کی عظمت کا بیان۔

معتبر راویوں نے مورخ عفیف سے بیان کیا ہے کہ جب خانجہاں بن خانجہاں پیدا ہوا اس وقت خانجہاں مرحوم ملتان کا جاگیردار تھا اور اپنے صوبے کے انتظام میں معاملات میں جان و دل سے کوشش کرتا تھا۔

اس زمانے میں سلطان محمد تغلق فرمانروائے ملک تھا اور خانجہاں نے بادشاہ کو فرزند پیدا ہونے کا معروضہ روانہ کیا۔

بادشاہ نے فرمان روانہ کیا کہ مولود جوناشہ کے نام سے یاد کیا جائے اور یہی وجہ ہے کہ خانجہاں دوم جوناشہ کے نام سے موسوم کیا گیا۔

معتبر روایت یہ ہے کہ خانجہاں اول اپنے فرزند کو شیخ رکن الدین نبیرۂ حضرت شیخ الاسلام بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لے گیا اور حضرت شیخ نے فرزند کو دیکھ کر خانجہاں سے فرمایا کہ قوام الملک یہ بچہ بیحد اقبال مند اور تمہارے خاندان کا چشم و چراغ ہوگا۔

اس زمانے میں خانجہاں قوام الملک کے خطاب سے مشہور تھا۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sira

مختصر یہ کہ خانجہاں مقبول نے وفات پائی اور مراسم تعزیت کو پورا کر کے خانجہاں کے متعلقین بادشاہ کے حضور میں حاضر ہوئے۔

فیروز شاہ نے خانجہاں کی وفات پر بیحد افسوس کیا اور وزیر مرحوم کے تمام محاسن اور نمک حلالی کا دیر تک ذکر کرتا رہا۔

بادشاہ نے خانجہاں مرحوم کے پسر وارث کو نوازش شاہانہ سے سرفراز فرمایا اور چونکہ اس کو خلعت وزارت عطا کر کے اس کو خانجہاں بن خانجہاں کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔ غرضکہ خانجہاں دوم بھی مرد دانا و عاقل و صاحب فہم و فراست تھا۔

فیروز شاہ اس امیر کو فلاں ابن فرزندم کے خطاب و القاب سے یاد کرتا تھا۔

خانجہاں مقبول کی وفات کے بعد خانجہاں دوم نے بیست و شش سال کامل فیروز شاہ کی وزارت کی اس امیر کی رائے بادشاہ کے مزاج کے موافق ہوتی تھی اور بادشاہ وزیر کی رائے کے موافق کام کرتا تھا اور اس کی موجودگی میں بادشاہ کسی دوسرے امیر سے ہم کلام نہ ہوتا تھا بادشاہ جب سیر و شکار سے واپس ہو کر دہلی کے قرب میں داخل ہوتا اور خانجہاں دوم بادشاہ کے استقبال کو حاضر ہوتا تو بادشاہ اس امیر سے بھی خانجہاں مقبول کا برتاؤ کرتا اور مرحمت شاہانہ کے لحاظ سے گھوڑے سے اترتا اور خانجہاں سے معانقہ کر کے اس سے پرسش احوال کرتا۔

خانجہاں مقبول مقطعہ جات سے رقم نقدی وصول کرتا اور اس سے بادشاہ کو آگاہ کر دیتا تھا لیکن خانجہاں دوم ایک دانگ و درم بھی مقطعہ جات یا کسی دوسرے اشخاص سے وصول نہیں کرتا تھا بلکہ مثل دیگر وزراء کے ہر سال مبلغ چار لاکھ تنگے قرض نقدی بادشاہ کے حضور میں پیش کرتا تھا مختصر یہ کہ فیروز شاہ نے تمام مہمات سلطنت خانجہاں کے قبضۂ اقتدار میں دے دیا تھا لیکن تقدیر سے سلطان فیروز کے آخر عہد میں شاہزادہ محمد خاں جو بعد سلطان محمد کے نام سے بادشاہ ہوا اور خانجہاں کے درمیان عداوت و مخالفت پیدا ہو گئی جس کو خدا کی مشیت الٰہی بھی کہہ سکتے ہیں اور حاسدوں کی فتنہ پردازی سے بھی تعبیر کر سکتے ہیں۔

اس مخالفت نے ملک دہلی کو تباہ و برباد کیا اور شہر دہلی کو زیر و زبر کر کے مملکت میں طوائف الملوکی پیدا کر دی جس نے ہر شخص کو ایسا بے سر و پا کر دیا کہ ان خرابیوں کے مصائب و اضطرار کی داستان حد بیان سے گزر گئی۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

اس قصوں اور افسانوں کی شرح کسی مورخ نے بیان نہیں کی لیکن اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آخر کار شہر کی مخلوق پر ناس و عام مغلوں کی آفت و تاراج کا شکار ہوئی۔

مولف خانجہاں اور شہزادہ محمد کی مخالفت کا مفصل حال سلطان محمد کے حالات میں ہدیہ ناظرین کر چکا ہے۔

آٹھواں مقدمہ

ملک نائب باربک کی عظمت و بزرگی کا ذکر

نقل ہے کہ ملک نائب باربک فیروز شاہ کا علاتی برادر اور ابراہیم کے نام سے موسوم تھا۔

یہ امیر بادشاہ کا مخلص و ہمدرد تھا اور بادشاہ بھی برادر وفادار کو بہت عزیز رکھتا تھا اور نائب باربک کی اولاد کو اپنی اولاد خیال کرتا تھا۔

اسی زمانے میں اُس کے جلال کو یاد کرتے تھے اور تمام خلقت نے ملک سے بالاتر اُس کو تسلیم کرتے تھے۔

فیروز شاہ نے نائب باربک کے ہر فرزند کو خطاب خانی عطا کیا تھا اور اپنی نوازش و مہربانی سے ان کی عزت و وقعت کو دو بالا کر دیا تھا۔

نائب باربک کا ایک فرزند خلیل خاں (تغلیفا خاں) کے خطاب سے مشہور تھا اور فرزند دوم و سوم نصرت خاں و شمر خاں کے خطابات سے یاد کئے جاتے تھے۔

بادشاہ نے اپنی عنایت و مہربانی سے ملک نائب کو چھ عدد ہاتھی عطا کئے تھے یہ جانور بادشاہ نے وجہ بادگیری میں عطا کئے تھے اور جس وقت کہ ملک نائب بادشاہ کے قصر میں حاضر ہوتا تو ملک نائب کے آگے آگے یہ جانور بھی رہتے تھے۔

فیروز شاہ اور ملک نائب میں اس درجہ محبت تھی کہ ملک نائب اُس وقت تک کھانا کھاتا جب اُس کو یہ معلوم ہو جاتا تھا کہ فیروز شاہ کھانا تناول کر چکا ہے۔

اگر فیروز شاہ کسی روز نفل روزہ کی نیت کر لیتا تو ملک نائب بھی بادشاہ کی تقلید میں

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

معصوم سے جوڑا تھا اس محبت نے اس درجہ شدت اختیار کی کہ ملک نائب برگ تنبول کھانے میں بھی بادشاہ کا اتباع کرتا تھا اور جب ملک نائب کو یہ خبر پہنچی کہ خداوند عالم نے اس وقت برگ تنبول نوش فرمایا ہے تو ملک نائب بھی اسی وقت پان کھاتا تھا۔

اگر کبھی کسی مرض و شکایت کی وجہ سے بادشاہ فاقہ کرتا تو ملک نائب بھی اس روز فاقہ کیا کرتا تھا۔

سبحان اللہ کیا محبت تھی جس کی نظیر بہت کم دیکھی اور سنی گئی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ارباب ارادت کو جو محبت اپنے مرشدین سے ہوتی ہے اس کے اسرار و لذت کو بیان کرنا بہت مشکل ہے۔

ہر مرید پر واجب ہے کہ پیر و مرشد سے اسی طرح محبت کرے۔

چونکہ ملک نائب کو فیروز شاہ کے ساتھ اس درجہ محبت تھی اس لئے ان کے درمیان سے دوئی لفظاً اٹھ گئی اور تعلق یگانگت و اتحاد پیدا ہو گیا۔

اگر مرید صدق و اخلاص میں پیر کے ساتھ اس قسم کی محبت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ سے خود مرید کی محبت بھی پیر کے دل میں پیدا کرتا ہے۔

ملک نائب کی خیر خواہی و نیک خلقی کا ذکر

نقل ہے کہ فیروز شاہ اپنے آخر عہد میں شکار کے لئے سوار ہوتا اور ملک نائب بادشاہ کی عدم موجودگی میں شہر میں مقیم رہتا۔

ملک نائب کوشک کے اندر قیام کرتا تھا اور اگرچہ خانجہاں ہمیشہ نائب غیبت ہوتا اور امور مال و ملکی میں بہت کوشش کرتا تھا لیکن بایں ہمہ فیروز شاہ ملک نائب کو بھی شہر میں رہنے کا حکم دیتا تھا۔

وزیر مذکور و ملک نائب ہر دو شہر میں قیام کرتے اور باہم بہت خلوص و محبت کا اظہار کرتے تھے جب خانجہاں محل شاہی میں آتا تاکہ مہمات کی وزارت میں دیوان داری کرے تو اول کوشک کے اندر جاتا اور ملک نائب کو سلام کرتا تھا۔

اس زمانے میں ملک مذکور کوشک میدان میں قیام کرتا تھا۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

خانجہاں ملک نائب کے پاس آتا اور ملک مذکور وزیر کی بے حد تعظیم و توقیر کرتا تھا اور چند قدم اُس کا استقبال کر کے اس طرح بے حد تواضع کے ساتھ اس کا خیر مقدم کرتا تھا۔

خانجہاں بھی تواضع و تعظیم کر کے واپس ہوتا اور باہر آکر مسندِ وزارت پر بیٹھتا تھا اور ملک نائب باربک بھی کوشک سیادہ کے صحن میں اجلاس کرتا تھا۔

اس موقع پر تیغ داروں کا گروہ ملک مذکور کے سامنے پیش ہوتا تھا اور یہ افراد صف بستہ ایستادہ ہوتے تھے۔

ملک مذکور ان کو بیٹھنے کا حکم دیتا اور جو شخص جہاں کھڑا ہوتا تھا وہیں بیٹھ جاتا تھا۔

ملک مذکور کے حکم سے روزانہ شام کو سالن اور روٹی نکالی جاتی اور تمام نوبتیوں کو تقسیم ہوتی تھی۔

غرضکہ یہ تمام واقعات ملک مذکور کی نیک خوئی کے دلائل ہیں۔

محل بارہ میں ملک مذکور کبھی تو قصر محمد چوبین کے سامنے ایستادہ ہوتا تھا اور کبھی پیش در کھڑا ہوتا تھا لیکن باوجود اس عظمت و شاہی کے کسی شخص کو سخت آواز سے نہ پکارتا تھا۔

ملک نائب کا اپنے عمال سے محاسبہ کرنا

نقل ہے کہ فیروز شاہ نے ملک نائب کو بہت سے شہر معمور اور جاگیر عطا فرمائے تھے اور ملک نائب نے ان مقامات پر اپنے خاص مقطعدار مقرر کئے تھے۔

اگر کوئی مقطعدار حاضر ہوتا تو ملک مذکور اپنے دیوان خانے کے عہدہ داروں کو حکم دیتا کہ اس مقطعدار سے حساب لیں۔

عمال حکم کی تعمیل کرتے اور اگر مقطعدار کے ذمہ رقم واجب الادا نکلتی تو ملک نائب حکم دیتا کہ اس شخص کے سر سے دستار اتار لی جائے۔

مال کم ہوتا یا زیادہ یہاں تک کہ اگر ایک لاکھ تنکہ کی رقم بھی باقی ہوتی جب بھی یہ امیر یہی کہتا تھا کہ اس شخص کے سر سے دستار اتار لو۔

اس زمانے میں یہ جملہ عام طور پر رائج تھا یہاں تک کہ کمسن لڑکے طفلانہ بازی میں بھی اپنے حریف سے یہی کہتے تھے کہ میں تیرے سر سے دستار اتار لونگا۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-si

ملک مذکور بھی یہ جملہ ادا کرتا اور کہتا کہ دستار سے انسان کے سر کی عزت ہے اگر دستار سر سے اُتر گئی تو یہ سمجھنا چاہئے کہ اس کا سر قلم ہو گیا۔

ملک مذکور اس طرح اس شخص کی اہانت کرتا اور اس کی دستار اپنے کارکن کے حوالے کر دیتا۔

اس واقعہ کے بعد یہ متعدد بار جب کبھی کہ ملک نائب کے روبرو آتا تو برہنہ سر آتا اور ملک مذکور اس کو اس حال میں دیکھ کر نگاہ نیچی کر لیتا اور کہتا کہ یہ مرد کس درجہ بے شرم ہے اس کی سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ جب اس کے سر سے پگڑی اُتر گئی تو اس کی کیا عزت باقی رہی۔

جب یہ متعدد بار اسی طرح ملک مذکور کے روبرو آتا تو ملک نائب اپنے ملازمین کو حکم دیتا کہ اس شخص کی دستار اس کو واپس کر دیں اور بقیہ قسم میں جس قدر علف ہو اُس سے واپس لیں اور بقایا میں جو وصول ہوا اس کو معاف کر دیں۔

ظاہر ہے کہ یہ امور ملک مذکور کی پاکیزہ نفسی پر دلالت کرتے ہیں۔

ملک باربک کے خیر اور اس کی اسلام پرستی کا ذکر

نقل ہے کہ ایک مرتبہ نہایت عمدہ کپڑا ملک مذکور کے روبرو پیش کیا گیا ملک نائب کو یہ جامہ بہت پسند آیا اور اس نے حکم دیا کہ اس کپڑے کا خود اس کا لباس تیار کریں لیکن جولاہے نے اندازہ کرنے کے بعد عرض کیا کہ کپڑا کم ہے اور امیر کا لباس اس میں تیار نہیں ہو سکتا۔

امیر مذکور نے جواب دیا کہ میرا لباس نہیں ہو سکتا تو کیا جامہ تیار کریں ظاہر ہے کہ جب پیراہن نہ ہو سکا تو قبا کیونکر تیار ہوگا اس لئے کہ قبا میں پیراہن سے زیادہ کپڑا خرچ ہوتا ہے۔

ملک نائب کی خیر طلب فطرت کا یہ حال تھا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح فرمایا ہے کہ بیشتر اہل جنت بھولے ہوں گے اس ارشاد مبارک کے بموجب ملک نائب بھی اسی گروہ میں داخل تھا۔

دوسری صفت خیر اس امیر کی یہ تھی کہ ملک باربک وجہ معاش میں ایک دانگ

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

بھی زیادہ طلب کرتا تھا لیکن اس کی کوئی خیر اندیشی درماندہ وفادار ہو جاتا تو ملک نائب اس امیر کو اپنے مرخاص سے رقم عطا کرتا تھا۔

سچ یہ ہے کہ فیروز شاہ کے عہد حکومت میں اس طرح کے ایک ہیئت حضرات قیمتی جات تھے صرف یہی ایک امیر ایسا تھا جو اس ہیئت دستان کا ہو جگہ تمام امرا نے دولت ایک ہی رنگ میں رنگے ہوئے تھے اور ایک دوسرے سے فائق و عالی مرتبہ نظر آتے تھے۔

ملک نائب نے فیروز شاہ سے قبل وفات پائی لیکن جب تک زندہ رہا بادشاہ کی ہواخواہی و خیر اندیشی میں ثابت قدم رہا۔

امیر نے کسی شخص کی بادشاہ سے شکایت کی اور نہ خاص و عام کسی فرد کو کبھی نقصان و آزار پہنچایا سبحان اللہ عہد فیروز شاہی کے برکات کا اندازہ ہو سکتا ہے جس میں اس طرح کے باحشمت و باعزت و وقعت بزرگان اولیا صفت برسرکار تھے۔

نواں مقدمہ

ملک ملوک الشرق عماد الملک بشیر سلطانی کی عظمت کا ذکر

نقل ہے کہ عماد الملک کا اصل نام بشیر تھا اور یہ شخص ہمیشہ بادشاہ کا بہی خواہ و اطاعت گزار رہا۔

اس کی اصل کے متعلق روایات مختلف ہیں بعض اشخاص کا بیان ہے کہ عماد الملک فیروز شاہ کی والدہ کو جہیز میں ملا تھا۔ جب سپہ سالار رجب نے بادشاہ کی ماں سے عقد کیا تو شاہ کی والدہ کے پدر گرامی نے عماد الملک کو اپنی دختر کے جہیز میں دیا۔

بعض اشخاص روایت کرتے ہیں کہ بادشاہ کی والدہ کو جو شاہانہ جہیز ملا تھا چند روز کے بعد بادشاہ کے والد ماجد نے اس جہیز کا ایک حصہ فروخت کر کے عماد الملک کو خرید لیا۔

بعض مورخین کا خیال ہے کہ فیروز شاہ نے اپنے جلوس کے بعد سلطان قطب الدین کی دختر سے جو کہ حسین و جمیل و نیز دیگر محاسن سے آراستہ تھی عقد کیا اور عماد الملک

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

اسی بیگم کا غلام تھا۔
ا بیگم نے عقد کے بعد عماد الملک کو بادشاہ کو بخش دیا۔
مختصر یہ کہ عماد الملک ہر روایت کے مطابق فیروز شاہ کا خاص ذاتی غلام تھا اور اس کو بیت المال سے تعلق نہ تھا۔
غرضکہ عماد الملک فیروز شاہ کو میراث میں ملا تھا اور بادشاہ کا ذاتی مملوک تھا۔
عماد الملک فیروز شاہ کا قدیم بندہ اور دیرینہ غلام تھا اور سب سے قبل جو شخص عماد الملک فیروز شاہ کی ملک میں داخل ہوا عماد الملک تھا اور فیروز شاہ کی تخت نشینی کے بعد سب سے پیشتر جس شخص کو عہدہ عطا ہوا عماد الملک تھا جیسا کہ مورخ عفیف جلوس فیروز شاہی کے مقدمہ میں ہدیہ ناظرین کر چکا ہے۔
غرضکہ عماد الملک بید عاقل دانا دیگانہ روزگار غلام تھا جو ہمیشہ بادشاہ کی خیر خواہی کا دم بھرتا رہا اور فیروز شاہ اپنے اس غلام سے ہمیشہ اسرار ملکی بیان کرتا اور عماد الملک جواب باصواب ادا کرتا تھا جو ہمیشہ فیروز شاہ کو پسند آتے تھے۔
عماد الملک کے تقرب کا یہ حال تھا کہ محل وغیر محل ہر موقع پر بادشاہ کے پاس جاتا تھا اور ہر قسم کی گفتگو کرتا تھا۔
عماد الملک جس شخص کو چاہتا تھا جاگیر دلوا دیتا تھا اور جس شخص کا بادشاہ کے روبرو ذکر کرتا اس کا نام لیتے ہی فیروز شاہ اس شخص کو بغیر کسی پس و پیش کے جاگیر یا پرگنہ عطا کرتا تھا۔
جس شخص کو عماد الملک اس کو عہدہ سے معزول کرانا چاہتا تو اس کا نام زبان سے لیتے ہی فیروز شاہ اس شخص کو معزول کر دیتا۔
عماد الملک پانچ ہزار چار سو اور بلا تعداد پیادوں کا مالک تھا اور اکثر خانان و ملوک بادشاہی حکم کے مطابق اس کے لشکر میں داخل اور اطاعت گزار تھے۔
بیشمار پرگنے اور جاگیریں عماد الملک کے سواروں کے لئے مقرر تھیں اور عماد الملک فیروز شاہی فوج کا افسر تھا اور اپنے خشم و فوج کی بہتری کے لئے بیشمار کوشش کرتا تھا۔
یہ شخص کسی فرد پر بھی ذرہ برابر ظلم نہیں کرتا تھا اور کسی وقت کسی شخص کی شکایت بھی بادشاہ سے نہیں کی اور ہمیشہ اپنے لشکر کو تازہ دم رکھا۔
سبحان اللہ عہد فیروز شاہی کیا مبارک زمانہ تھا جس میں تمام خانان و ملوک نیک بخت

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

خوش خلق وصاحب امانت ہے اور ہمیشہ خلقت خدا کو فائدہ و آرام پہنچانے میں مصروف رہتے تھے اور یہ تمام امانت و دیانت کا سرچشمہ خود بادشاہ کی ذات تھی جس نے تمام ملوک و امرا کو خود شاہ کی صفات میں رنگ دیا تھا۔

ظاہر ہے کہ ہر زمانے میں جو روش بادشاہ زمانہ اختیار کرتا ہے اور جس رنگ میں بادشاہ جلوہ گری کرتا ہے تمام رعایا اسی رنگ میں رنگی ہوئی نظر آتی ہے اور اسی روش پر تمام زمانہ ہوتی ہے چونکہ فیروز شاہ نے علم وجود وسخا کو اپنا شعار بنایا اس لئے اس کے عہد حکومت میں تمام ارکان دولت امرا اپنی سلطنت علم وکرم کی مجسم تصویریں بن گئے۔

اب مورخ عفیف عماد الملک بشیر سلطانی کی زندگی کا ذکر کرتا ہے۔

عماد الملک کے مال ومتاع کا افسانہ یہ ہے کہ یہ امیر بے شمار دولت ومال کا مالک تھا جس کا ہزار ہا روپیہ اندازہ کیا جاتا ہے۔

معتبر اشخاص نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ عماد الملک کی دولت نقد رکھنے کے لئے ٹاٹ کے تھیلوں کی ضرورت ہوئی اور اس زمانہ میں ایسے ایک تھیلے کی قیمت چار جیتل مقرر تھی۔

ان تھیلوں کے خریدنے میں دو ہزار پانچ سو تنکے صرف ہوئے۔

مقصد اس روایت سے یہ ہے کہ اس امیر کے پاس اس قدر رقم نقد موجود تھی جس کے رکھنے کے لئے دو ہزار پانچ سو روپیہ کے تھیلوں کی ضرورت پیش آئی۔

عماد الملک کے عمال نے اپنے آقا کے روبرو حساب پیش کیا اور عماد الملک نے یہ دیکھ کر دو ہزار پانچ سو تنکے تھیلوں کی خریداری میں صرف ہوئے ہیں اپنے عمال سے کہا کہ مال جمع کرنے کی حد سے گزر گیا اب اس کی صورت یہ ہے کہ کنوئیں کھدوائے جائیں اور ان میں یہ خزانہ جمع کیا جائے چنانچہ بعد میں ایسا ہی کیا گیا۔

واضح ہو کہ خود بادشاہ کے خزانہ میں مقداری مال موجود رہتا تھا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ فیروز شاہ نے تمام ملک امرا و ملوک کو تقسیم کر دیا تھا اور مال مقررہ ہر سال بیت المال پہنچتا تھا۔ چونکہ عماد الملک کا خزانہ بے حد معمور تھا اور باوجود اس کے ہمیشہ مال جمع کرنے میں کوشاں رہتا تھا سلطان محمد کے عہد حکومت میں جو شور وفساد برپا ہوا وہ اسی مال کے لئے تھا جیسا کہ مورخ عفیف سلطان محمد کے ذکر میں مفصل معروض تحریر میں لائے گا۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

مختصر یہ کہ عماد الملک بشیر بہت کثیر مال کا مالک تھا اور اسی طرح اکثر خانان و ملوک عہد فیروز شاہی بھی مالدار تھے لیکن عماد الملک کے مقابلے میں کسی امیر کے مال و متاع کی کچھ وقعت نہ تھی بلکہ یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ جب دو زمانے میں کسی خان و ملک کے خزانہ میں اس قدر مال و متاع نہ تھا۔

فیروز شاہ کا عماد الملک کے خزینہ کا جائزہ لے کر نو کروڑ مال واپس دے دینا۔

نقل ہے کہ عماد الملک کے خزانہ میں تیرہ کروڑ مال جمع تھا اور باوجود اس کے یہ امیر مال جمع کرنے کی فکر میں سرگرداں رہتا تھا۔

عماد الملک دہلی کا جاگیردار تھا اور اپنی جائداد کی دولت و بہتر بنانے کی کوشش میں سرگرم رہتا تھا۔

عماد الملک کے خوف سے دیوان وزارت کے عمال ملک مذکور کے اقطاعات کے محاسبہ میں جمع کرتے تھے۔

چند سال کے بعد محاسبہ کیا گیا اور ایک معتدبہ رقم اس امیر کے ذمہ واجب الادا قرار پائی۔

دیوان وزارت نے بادشاہ کو حقیقت واقعی سے آگاہ کیا اور فیروز شاہ نے فرمایا کہ بشیر کے اور میرے مال میں کوئی فرق نہیں ہے۔

عماد الملک کو معلوم ہوا کہ بادشاہ نے معروضہ پر یہ جواب دیا اور اس نے فیروز شاہ کے حضور میں اپنے مال و متاع کی ایک فہرست پیش کی۔

بادشاہ نے وہ فہرست ملاحظہ فرما کر زبان سے کچھ نہ فرمایا اور کاغذ عماد الملک کو واپس کر دیا دوسرے روز صبح کو بادشاہ محل بارہ میں تشریف فرما ہوا اور عماد الملک نے ایک کروڑ کا مال تھیلوں میں بھر کر بادشاہ کے حضور میں حاضر کیا۔

بادشاہ نے فرمایا کہ بشیر تو کیا لایا ہے اور عماد الملک نے عرض کیا بندہ درگاہ ملازمین حضرت کے لئے رقم علوفہ لے کر حاضر ہوا ہے۔

ہر چند بادشاہ نے اس مال کے لینے سے انکار کیا لیکن عماد الملک کے اصرار و عاجزانہ معروضہ پر آخر میں مجبور ہو کر فرمایا کہ بشیر اس کی تمام املاک میری ملک خاص ہے یہ ایک کروڑ کی رقم خزانہ سلطنت میں نہ داخل کی جائے بلکہ مقبول عطار کے سپرد کر دی جائے۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

شاہی حکم کی تعمیل کی گئی اور یہ رقم مقبول عطر دار کو دے دی گئی۔

جس وقت بادشاہ کے سیر و شکار کے اخراجات میں کمی ہوتی تھی تو خانجہاں اس رقم میں سے حسب ضرورت روپیہ بادشاہ کے حکم سے لے لیتا اور بعد کو جب اقطاعات میں سے رقم وصول ہوتی تو مقبول عطر دار کو قرض ادا کر دیا جاتا تھا۔

جب تک کہ فیروز شاہ بقید حیات رہا اس ایک کروڑ مال میں سے ایک حبہ بھی صرف نہ ہوا۔

عماد الملک و خانجہاں کے تعلقات

نقل ہے کہ فیروز شاہ کے آخر عہد حکومت میں عماد الملک ضعیف و کمزور ہو گیا تھا۔

اس امیر کے تمام اعضا میں فتور واقع ہو گیا اس لئے اس زمانے میں جب بادشاہ سیر کے لئے جاتا تو عماد الملک کو شہر میں چھوڑ جاتا تھا اور ملک مذکور بعض اوقات فیروز آباد کے کوشک میں قیام کرتا تھا اور زیادہ تر اپنے خاص مکان میں زندگی بسر کرتا تھا۔

عماد الملک کے برآمد ہوتے ہی خانجہاں اگرچہ مسند پر بیٹھا ہوتا مگر وہ تعظیم کے لئے کھڑا ہو جاتا اور بے حد تعظیم و توقیر کرتا تھا اور عماد الملک کی حاجت برآری میں ذرہ برابر بھی تاخیر نہ کرتا تھا۔

عماد الملک بھی خانجہاں کی بے حد تعظیم و توقیر کرتا اور اس کے ہاتھ پر تکیہ کر کے لطف و محبت کی باتیں کرتا تھا۔

فیروز آباد میں عماد الملک و خانجہاں کے مکانات باہم متصل تھے اور خانجہاں کا گزر ہمیشہ عماد الملک کے در سے ہوتا تھا۔

جس وقت خانجہاں وزارت کے کروفر کے ساتھ سوار ہوتا تو قبل اس کے کہ عماد الملک کے دروازے کے سامنے پہنچے اپنے ملازمین سے کہتا کہ عماد الملک کے دروازے کے روبرو ڈھول اور شہنانہ بجائیں ممکن ہے یہ امر عماد الملک کو ناگوار ہو۔

اعیاد کے زمانے میں خانجہاں بادشاہ کی عدم موجودگی میں اپنے مکان سے سوار ہوتا اور عماد الملک کے مکان پر پہنچ کر کھڑا ہو جاتا۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

عماد الملک اپنے مکان سے باہر آیا اور ہر دو امیر مہر و محبت کی گفتگو کرتے ہوئے عید گاہ کو جاتے تھے اس موقعے پر خانجہاں عماد الملک کا پاس (لحاظ) کرتا اور اپنے سر سے چتر کو دور کر دیتا تھا اور باوجودیکہ بیشمار ارباب حشم خانجہاں کے ہمراہ ہوتے تھے لیکن یہ امیر بجز عماد الملک اور کسی طرف متوجہ نہ ہوتا تھا۔

غلاموں کے آزاد کرنے کا ذکر

نقل ہے کہ عماد الملک جب بوڑھا ہوا اور اس کے تمام اعضا ضعیف ہو گئے تو اس نے سب سے پیشتر فیروز شاہ سے اپنی آزادی کا پروانہ لکھوایا اور اس کے بعد اپنے زرخرید چار ہزار غلاموں کو جو عیالدار تھے آزاد کیا اور ہر عیالدار غلام کو اس کے ضروریات زندگی کے مال و دولت عطا کی تاکہ یہ اشخاص معاش کی وجہ سے پریشان خاطر نہ ہوں۔

اس واقعے کے تھوڑی مدت کے بعد خانجہاں نے وفات پائی۔

سبحان اللہ جس طرح سلطان محمد کے امرا و ملوک نے بادشاہ مرحوم کی زندگی میں سفر آخرت کیا اسی طرح فیروز شاہ کے تمام اعیان سلطنت و بہی خواہ امرا نے بادشاہ کی جناب میں رحلت کی اور ان تمام امرا کی وفات کے بعد خود بادشاہ نے روضۂ جنت کی راہ لی۔

عماد الملک نے وفات پائی اور بادشاہ نے یہ فرمایا کہ بشیر کا مال میرا مال ہے اس کے نقد و جنس بارہ کروڑ میں سے نو کروڑ کی رقم خود لی اور تین کروڑ میں اس کے فرزند ملک اسحاق اور اس کے دامادوں اور فرزندان حبشی اور غلاموں کو عطا فرمائی۔

ملک اسحاق خود بھی دولت مند تھا اور اپنے والد کے خزانے کا محتاج نہ تھا۔

اس امیر کے خزانے میں علاوہ دیگر رقوم کے چار ہزار قبائے زردوزی دو ہزار بند سفید و بند زرکمر موجود تھے سبحان اللہ ان امرا نے اس قدر مال جائز و ناجائز طریقے پر جمع کیا اور چھوڑ کر آخرت کا سفر کیا جہاں ان کو اسی مال کا حساب دینا ہوگا۔

جن حضرات نے کہ دنیا کی جانب میل نہ کیا اگر بہ ضرورت کچھ اندوختہ بھی کر سکے تو اس کو دوسروں کے لئے وقف کر دیا۔

عماد الملک کی وفات کے بعد اس کے فرزند ملک اسحاق کو عہدہ و خطاب عماد الملک

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

عطا ہوا۔

ملک سید الحجاب کی مصاحبت کا ذکر

نقل ہے کہ ملک سید الحجاب کا اصل نام معروف تھا وہ دریا میر اور اس کا پدر مودود دونوں حضرت شیخ نظام الدین محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔

معتبر اشخاص نے مورخ عفیف سے بیان کیا کہ جس روز سید الحجاب پیدا ہوا اُس کا پدر اسی روز اس کو لے کر حضرت محبوب الٰہی کے حضور میں حاضر ہوا۔

جناب شیخ اس وقت وضو فرما رہے تھے اور سید الحجاب پر نظر ڈالتے ہی حضرت نے ارشاد فرمایا کہ خواجہ وجیہ اس معروف دو جہاں و مشہور عالم و عالمیان کو اور قریب لے آؤ۔

حضرت کے حکم کی تعمیل کی گئی اور جناب شیخ نے از راہ شفقت قدرے آب وضو اس فرزند کے منہ میں ڈالا۔

خواجہ وجیہ کا منشا یہ تھا کہ حضرت شیخ مولود کا نام رکھیں چونکہ جناب شیخ کی زبان مبارک سے لفظ معروف نکلا اس خواجہ وجیہ نے مولود کو اسی نام سے موسوم کیا۔

مختصر یہ کہ ملک مذکور بہت متقی و مرد صالح و دیانت دار تھا۔

اس امیر نے معمولی افراد کی طرح خانہ کعبہ کا حج کیا اور ہمیشہ مثل عقلائے عالم کے مہمات کو طے کرتا تھا۔

یہ امیر عقل و فراست و فضل و کمال میں اپنی نظیر نہ رکھتا تھا اور ہمیشہ دربار شاہی کا بہترین رکن رہا۔

یہ شخص سلطان محمد کے عہد میں عماد الملک کا پیشوا تھا اور عہد فیروز شاہی میں اس کو سید الحجاب کا خطاب عطا ہوا اور یہ شخص بہت معزز و مکرم ہو گیا اور ہمیشہ بادشاہ کا ندیم رہا۔

فیروز شاہ باوجود اس عقل و دانش کے کاروبار مملکت میں سید الحجاب سے مشورہ کرتا تھا۔

اگر اس امیر سے بادشاہ کسی وجہ سے ناراض ہوتا اور چند روز اپنے حضور میں نہ حاضر ہونے دیتا تو ملک مذکور ہر روز وقت دربار سلطانی میں بلا ناغہ حاضر ہوتا۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

دو تین روز کے بعد بادشاہ اس کو یاد کرتا اور یہ فرماتا کہ میری گفتگو اور میرے کلام کے رموز و اشارات سوا معروف کے دوسرا شخص نہیں سمجھ سکتا۔

سبحان اللہ اس امیر کی خیر پرستی کا کیا کہنا ہے۔ بے شمار اشخاص کو بادشاہ کے غیظ و غضب سے رہائی دلوائی اور اکثر افراد کو اپنی فراست و عقل سے معاش دلوادی۔

جب کبھی کہ بادشاہ کسی شخص پر ناراض ہوتا اور اُس کو برے الفاظ سے یاد کرتا تو سید الحجاب حتی الامکان اس شخص کے حق میں کلمات نیک کہتا اور اگر اس کو کسی طریقے پر معلوم ہو جاتا کہ بادشاہ اس شخص سے راضی نہ ہوگا تو اگرچہ امیر کلمۂ خیر نہ کہہ سکتا تو نہایت ہوشیاری کے ساتھ خاموش رہتا تھا۔

شہر کی تمام خلقت اس امیر کی ممنون احسان تھی۔

اگر ملک مذکور کسی شخص کا ذکر کرنا چاہتا تو اسے وہ حیلے بہانے سے کرتا اور اُس شخص کو سرفراز کرتا اور اُس کی حاجت برآری کر دیتا تھا۔

معتبر روایت ہے کہ ایک روز ایک بے نوا فقیر جو بے روزگار تھا ملک مذکور کی خدمت میں حاضر ہوا اور سید الحجاب سے اپنے درد دل کو بیان کیا۔

اس بے نوا نے عرض کیا کہ میں چند دختروں کا باپ ہوں لیکن نادار و مفلس ہوں میرے پاس روپیہ نہیں ہے کہ اُن کے کار خیر سے سبکدوش ہوں خدا و رسول کے لئے میری دستگیری فرمائیں تاکہ میں اس بار سے نجات حاصل کروں۔

ملک سید الحجاب نے کہا کہ تم پانچ سیر گندم پاک و صاف کرو اور اپنی دستار میں لے کر بادشاہ کی گزرگاہ پر کھڑے رہو اور خدا کی عنایت و مہربانی کے امیدوار رہو کہ وہ تمھارے حق میں کیا حکم صادر فرماتا ہے۔

اس فقیر نے ایسا ہی کیا اور فیروز شاہ کی سواری کے وقت گندم ہاتھ میں لیکر کھڑا ہوا۔ ملک مذکور کی نظر اس فقیر پر پڑی اور فوراً اس فقیر کی طرف دوڑا اور گندم اُس کے ہاتھ سے لے کر بادشاہ کے حضور میں پیش کئے اور عرض کیا کہ یہ فقیر کہتا ہے کہ میں نے ان گیہوں کے ہر دانہ پر ایک بار سورہ اخلاص دم کیا ہے اور یہ گندم بادشاہ کے لئے لیکر حاضر ہوا ہوں۔

بادشاہ نے اپنی دانش و اعتقاد کی بنا پر جو اس کو فقرا سے حاصل ہے اور ہمیشہ ان کو اپنا پشت پناہ خیال کرتا ہے سید الحجاب کے ہاتھ سے گندم لئے اور ان کو آنکھوں سے لگا کر حکم دیا کہ

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-si

یہ گندم ہمارے مطبخ میں پہنچا دے جائیں تاکہ ان سے میرے کھانے کے لئے چپاتیاں پکائی جائیں۔
اس رقعے پر ملک مذکور نے عرض کیا کہ یہ شخص چند بیٹیوں کا باپ ہے اور اس کے پاس کچھ نہیں ہے۔

بادشاہ نے حکم دیا کہ شہر کے مشہور دوکانوں میں سے ایک تنگہ روزانہ اس شخص کے لئے مقرر کیا جائے۔ مختصر یہ کہ سید الحجاب اس صفات کا امیر تھا کہ اس نے اکثر افراد کو بادشاہ سے جاگیریں دلوا دیں اور بعض کی مدد معاش مقرر کرائی۔

مختصر یہ کہ ملک مذکور ایسا عالی صفات بہت دوسرا مشکل سے دستیاب ہو سکتا ہے۔

یہ امیر بادشاہ پر اس قدر حاوی ہو گیا تھا کہ جو بھی کہتا بادشاہ اس کی بات کو پسند کرتا تھا اور اس قدر بادشاہ کا مزاج شناس تھا کہ اس کی ہر گفتگو بادشاہ کی مرضی کے موافق ہوتی تھی۔

سبحان اللہ سید الحجاب کی عمدہ خصائل کا کیا ذکر کیا جائے کہ جو شخص ایک مرتبہ بھی اس امیر کے حضور میں حاضر ہوا اور اس کو اپنی حاجت برآری کا وسیلہ بنایا وہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہوا۔

ملک مذکور حاجت مندوں سے اُن کی حاجت برآری کے بعد بطور شکرانہ کچھ وصول کرتا تھا اور بادشاہ اس امر سے آگاہ ہو کر کچھ نہ کہتا تھا اور خاموش رہتا تھا۔

ملک مذکور دربار سے واپس ہو کر اپنے مکان آتا اور عبادت الٰہی میں مشغول ہوتا۔

اوقات دربار کے بعد یہ امیر کتب تفاسیر کے مطالعہ میں اپنا وقت صرف کرتا تھا اور ہمیشہ غذا و لباس کے بارے میں بہت احتیاط کرتا تھا اور شب و روز اس امر میں سعی بلیغ کرتا تھا کہ وجہ معاش میں کوئی خرابی نہ واقع ہو۔

اگرچہ مسلمہ ہے کہ لقمہ حلال دنیا میں کم میسر آتا ہے لیکن علمائے شریعت و ارباب طریقت نے فرمایا ہے کہ قرض حسنہ سے لقمہ حلال دستیاب ہو سکتا ہے۔

ملک سید الحجاب ہمیشہ قرض حسنہ سے وجہ معاش کی ضروریات کو پورا کرتا اور غیر مشروع لباس سے قطعاً پرہیز کرتا۔

یہ امیر تمام پسندیدہ صفات و خصائل کا مجموعہ تھا اور ارکان فیروز شاہی سے مزاح کرتا اور مضحک آمیز گفتگو کر کے ہر شخص کو خوش کرتا تھا۔

فیروز شاہ کو سید الحجاب کے یہ کلمات ظرافت بہت پسند آتے اور چند افراد کو بھی یہ

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sira

بادشاہ غیظ و غضب کرتا سید الحجاب اپنی ظرافت و خوش طبعی سے بادشاہ کو اُن سے بار دگر خوش کرا دیا تھا۔

اس امیر نے تمام چالیس سال دور حکومت میں بادشاہ کی مصاحبت کے فرائض بخوبی انجام دیے اور بادشاہ سے قبل وفات پائی۔

گیارھواں مقدمہ

ملک شمس الدین ابو رجا کے حالات جو عہد فیروز شاہی میں مستوفی الملک تھا

نقل ہے کہ ملک شمس الدین ابو رجا ملک مجیر ابو رجا کا برادر زادہ تھا جو سلطان محمد تغلق کے عہد حکومت میں دربار شاہی میں مختلف قسم کے حرکات کرتا تھا۔

ملک مجیر کو ملک کبیر نے سلطان محمد کی عدم موجودگی میں دے مار کر دو ٹکڑے کر دیا تھا۔

معتبر روایت ہے کہ ملک مجیر سلطان محمد کے عہد حکومت میں شہر دہلی کے ایک حصہ کا جاگیردار تھا۔

جس زمانے میں کہ سلطان محمد نے طغی کے تعاقب میں ٹھٹھہ کا سفر کیا جیسا کہ سوانح سلطان محمد کے حالات میں تفصیل سے کہا جا چکا ہے بادشاہ نے ٹھٹھہ سے ملک مجیر کی طلبی کا فرمان روانہ کیا۔

ملک مذکور اپنی جاگیر مع سوار و پیادوں کے بادشاہ کی خدمت میں روانہ ہوا۔

اس زمانے میں ملک کبیر دہلی میں نائب غیبت تھا لیکن ملک مجیر نے دہلی کے نواح میں پہنچ کر غرور و تکبر کا اظہار کیا اور معمول کے مطابق جشن کے گرد سے آگے روانہ ہوا اور ملک کبیر سے ملاقات نہ کی۔

ملک مجیر میان دوآب میں پہنچا اور بعض اشخاص نے ملک کبیر سے شکایت کی کہ ملک مجیر کا غرور و تکبر حد سے بڑھ گیا ہے کہ اس شخص نے بغیر آپ کو سلام کیے ہوئے دہلی سے بالا بالا میان دوآب میں قیام کیا ہے اور شہر میں داخل نہیں ہوا۔

ملک کبیر نے جو بادشاہ کی عدم موجودگی میں سیاہ و سپید کا مالک تھا ملک مجیر کو اپنے حضور میں طلب کیا۔

ملک کبیر نے مشورہ و غور کے بعد ملک مجیر کو میان دوآب سے طلب کیا اور ملک مذکور

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

بادل ناخواستہ جلد سے جلد دہلی پہنچ گیا اور اپنے لشکر و حشم کو بیابان دو آب میں چھوڑ دیا۔

مختصر یہ کہ ملک مجیر ملک کبیر کے حضور میں حاضر ہوا جو اس وقت مسند حکومت پر اجلاس کر رہا تھا ملک مجیر نے مقام حجاب پر پہنچ کر آداب مجری بجالایا ہر چند کوشش کی گئی کہ ملک مجیر سلام کرے لیکن اس مغرور نے سر نہ جھکایا۔

ملک مجیر نے آگے قدم بڑھایا اور مقام دوم پر پہنچ کر بھی سلام نہ کیا۔

ملک مذکور ملک کبیر کے قریب پہنچا اور زبان سے السلام علیکم کہا۔

ملک کبیر نے نگاہ تیز سے ملک مجیر کو دیکھا اور کہا کہ میں بادشاہ کا نائب ہوں اور اس نہایت عجیب ہے میں خداوند سلطنت ہوں تجھ کو کیا خیال آیا اور کس قسم کا غرور تیرے دل میں سمایا کہ تو بغیر میری ملاقات کئے ہوئے روانہ ہو گیا۔

اس موقع پر ملک مجیر نے گستاخانہ الفاظ سے گفتگو کی اور کہا کہ ہر شیر کا جنگل صرف اس کا مرغزار ہو سکتا ہے اور ہرگز ایک کو دوسرے سے سروکار نہیں ہے۔

ملک مجیر نے یہ الفاظ زبان سے ادا کئے اور ملک کبیر یہ سن کر بیحد غضبناک ہوا اور یہ کہا کہ اس حرام خوار بدکار کو دربار کے روبرو دوڑ سے نکال کر دو ٹکڑے کر ڈالو

ملک کبیر کا یہ حکم دیا تھا کہ سرکاری پیادے دوڑے اور انھوں نے ملک مجیر کو مجرموں کی طرح گرفتار کر لیا اور سیاست گاہ کی طرف دوڑے۔

ملک مجیر کا رنگ سیاہ ہو گیا اور اس نے حیرت سے انگلی دانت کے نیچے دبائی اور ملک کبیر سے عاجزی کرنے لگا لیکن اس عاجزی کا کچھ نتیجہ نہ نکلا اور ملک مجیر سلطان محمد کے دیوانخانے کے روبرو قتل کیا گیا۔ ملک کبیر نے مجرم کو سزا دیکر تمام حقیقت واقعی سے بادشاہ کو اطلاع دی اور سلطان محمد نے ایک فرمان اس مضمون کا روانہ کیا کہ اعظم ہمایوں ملک کبیر نے خوب کیا کہ ملک مجیر خود رائے و خود پرست کو سزا دی۔

مختصر یہ کہ ملک شمس الدین ابو رجا ملک مجیر ابو رجا کا برادر زادہ تھا۔

اس امیر کو ابو رجا اس لئے کہتے ہیں کہ ملک بالا کا ایک خاندان جس کا یہ رکن تھا ابو رجایات کے خطاب سے مشہور تھا۔

ملک شمس الدین ابو رجا دانا و شاعر اور بیحد نکتہ رس تھا۔

یہ شخص ابتدائے عہد فیروز شاہی میں بادہ جات وزارت کے گروہ میں مقرر ہوا لیکن

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

چند روز کے بعد آپ اقطاع سامانہ کے عہدے پر مامور ہوا۔

اس زمانے میں ملک قبول قرآن خوان حاکم سامانہ تھا۔ ملک شمس الدین سامانہ پہنچا اور اس نے ملک کے تمام انتظام میں دخل دینا شروع کیا۔

شمس الدین نے اس خطہ ملک کے ہر انتظامی شعبہ پر ایسا قبضہ کر لیا کہ ملک قبول قطعاً بیکار و معزول کر دیا۔

شمس الدین ابو رجا نے ہر چیز میں ایسے ایسے جدید قوانین ایجاد کئے جو کسی غیر کے وہم و خیال میں بھی نہ آسکتے تھے۔

ملک قبول رجالان فیروز شاہی میں بہ دل عزیز تھا تمام ارکان سلطنت نے اس کے موافق کوشش کی اور ملک شمس الدین عہدۂ نیابت سے معزول کیا گیا۔

اس کے بعد ملک شمس الدین کو نیابت گجرات کا عہدہ عطا ہوا۔

اس زمانے میں ظفر خاں بن ظفر خاں یعنی دریا خاں حاکم گجرات تھا۔

مختصر یہ کہ شمس الدین گجرات پہنچا اور یہاں بھی اس نے بے شمار جدید امور ایجاد کئے اور اپنی کوشش سے اس ملک پر بھی ایسا قابض ہوا کہ صاحب مقطع قطعاً بے اختیار ہو گیا۔

چند ماہ بعد ملک شمس الدین گجرات سے بھی معزول کیا گیا اور خلقت خدا نے اس کے پنجے سے نجات پائی۔

شمس الدین گجرات سے دہلی آیا اور اس زمانے میں بادشاہ نے شکار کے لئے بداؤں کا رخ کیا اور بداؤں و انوالہ کے نواح میں سیر و شکار میں مصروف ہوا۔

اس سفر میں ملک شمس الدین کو عہدہ مستوفی ممالک عطا ہوا اور بادشاہ نے اس کو ضیاء الملک کا خطاب عطا فرمایا اور اس کو ظاہری و باطنی اعزاز سے سرفراز فرمایا۔

ملک شمس الدین اب دیوان وزارت میں اجلاس کرنے لگا۔

تقدیر الٰہی نے نیا رنگ دکھایا اور فیروز شاہ اس وہم و گمان میں گرفتار ہوا کہ دیوان وزارت کا تمام عملہ بھی خواہ نخواہ نہیں رہا ہے اور ہر فرد اپنے فرائض انجام دینے میں کوتاہی کرتا ہے اگر ملک شمس الدین دیوان وزارت میں مقرر کیا جائے تو تمام امور سلطنت بخوبی انجام و طے ہوں گے بادشاہ کو یہ خبر نہ تھی کہ یہ شخص تمام بدترین صفات کا مجموعہ ہے اور اس کے تقرر سے ملک فیروز برباد اور آسودہ و مرفہ الحال رعایا پریشان ہو گی۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

مختصر یہ کہ شمس الدین ابورجا مستوفی ممالک مقرر ہوا اور اس نے اپنے عہدے کے فرائض انجام دیئے ہیں۔ ایسے جدید و سخت قوانین ایجاد کئے جو پچھلے ادوار حکومت میں نہ تھے اور گویا کہ ان آئین جدید کی وضع سے مملکت میں فتنہ انگیزی کا سنگ بنیاد رکھا۔

مورخ اب شمس الدین ابورجا کی فتنہ پردازی کے تمام افسانے

اور اسکا تقرب جو بادشاہ کے دربار میں حاصل تھا ہدیۂ ناظرین کرتا ہے

فیروز شاہ کے دل میں یہ وہم و خطرہ گزرا کہ کلاہ دیوان وزارت اپنے فرائض کو صحیح انجام نہیں دیتا اور اس نے تمام ملک کی عنان حکومت شمس الدین ابورجا کے ہاتھ میں دے دی اور اس کو اپنا مقرب خاص بنایا۔

ابورجا نے بادشاہ کو ہر شخص سے بدگمان کرنے کی سعی بلیغ کی اور ہر وقت وہ ہر موقعے پر فیروز شاہ کے حضور میں جانے لگا۔ اس کے قرب و منزلت کا یہ عالم ہوا کہ یہ امیر اعیان ملک کو معمولی سوار و پیادہ خیال کرنے لگا۔

شمس الدین بادشاہ کے خلوت کدہ میں حاضر ہوتا اور فیروز شاہ یہ خیال کرکے کہ ابورجا دیوان وزارت کا کچھ حال عرض کرے گا خود اس طرف چلا جاتا اور شمس الدین اپنے خیالات کا اظہار کرکے واپس آ جاتا تھا۔

اس معاملے نے یہاں تک طول کھینچا کہ شمس الدین کے حاضر ہوتے ہی تمام حاضرین دربار خود بخود خلوت سے باہر نکل جاتے تھے اور شمس الدین اپنے تمام خیالات بادشاہ سے ظاہر کر دیتا تھا اور واپس ہو جاتا تھا۔ اگر شمس الدین کا ارادہ ہوتا کہ بادشاہ سے کسی معاملے میں سرگوشی کرے تو محل شاہی میں تخت کے قریب آتا اور اپنی آستین منہ پر رکھ کر بادشاہ کے کان میں باتیں کرتا۔

اس نکتہ کے لکھنے سے مقصود یہ ہے کہ ملک شمس الدین کے قرب و منزلت کا یہ عالم تھا کہ اس حیلہ ساز امیر نے بادشاہ کو ایسا اپنے قابو میں کر لیا تھا کہ فیروز شاہ باوجود اس کمال و تدبیر کے شب و روز شمس الدین کا کلمہ پڑھتا تھا اور دیوان وزارت کے تمام فرائض شمس الدین

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

انجام دیتا تھا اگرچہ مستوفی کے فرائض میں یہ امر داخل نہیں ہے کہ ملک کے اصل خراج و اخراجات میں جو خلائق کے ذمے عاید ہوں احتیاط سے کام لے اور جمع بقایا پر نظر ڈالے لیکن شمس الدین ابو رجا اپنے تقرب کی وجہ سے وزیر و نائب وزیر و مشرف و مستوفی و مجموعہ دار و دبیر و ناظر و وقوف تمام عاملان ملک کے فرائض انجام دیتا تھا۔

شمس الدین کے اقتدار نے تمام ارکان سلطنت کو معطل و بیکار کر دیا تھا اور خود شمس الدین کا یہ حال تھا کہ اپنے تقرب کی وجہ سے تمام عاید سلطنت سے بے نیاز ہو گیا تھا۔
غرضکہ شمس الدین ابو رجا نے اپنے تقرب سے تمام ملک کو تہ و بالا کر دیا اور حضرت فیروز شاہ کے تمام مقرب امرا کو اپنا دشمن بنا دیا اور ہر طریقے پر رشوت ستانی کو اپنا شعار بنایا۔

شمس الدین نے بادشاہ کو تمام امرا کی طرف سے بدگمان کر دیا اور تمام عاملان ملک کو اس طرح اپنا دشمن جانی بنایا اور تمام رعیت کی بددعا اپنے اوپر لی۔

شمس الدین نے تمام افسران فوج اور سپاہ و سوار کو بادشاہ سے خوف زدہ کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس شخص نے خود اپنے کو اس طرح تباہ و برباد کر دیا۔

شمس الدین ابو رجا کا مسند پر بیٹھنا

خانجہاں مسند وزارت پر اجلاس کرتا اور تمام امور سلطنت کی پرداخت اور ان کے سرانجام کے لیے کوشش کرتا تھا اس وقت تمام ارباب مناصب اپنے اپنے محل پر بیٹھتے تھے۔

اس زمانے میں خواجہ حسام الدین جنیدی مجموعہ دار دیوان وزارت بقید حیات تھا اور امور مملکت کے انجام دینے میں انتہائی کوشش کرتا تھا۔

غرضکہ ملک شمس الدین خانجہاں کے جانب راست بیٹھتا تھا اور جس وقت کہ تمام کارہائے سلطنت کے فرائض جن میں محاسبہ و مکاتبہ اور طلب مال جو جمع و خرچ میں کمی بیشی ہونے کی وجہ سے لازم ہو جاتی تھی اور باقی جو محرر و سرکاری عمال آئین شاہی کے مطابق مسند وزارت کے روبرو پیش کرتے تو شمس الدین ابو رجا بحیثیت مستوفی ممالک ہونے کے تمام کلیات و جزئیات پر نظر غائر ڈالتا اور ایسی باریک غلطیاں پیدا کر کے عمال سے بازپرس کرتا کہ تمام اشخاص

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

جواب دینے سے عاجز رہ جاتے اور کسی شخص کو یہ مجال نہ ہوتی کہ اُس کے سوال کا جواب باصواب ادا کرے۔ ملک ضیاء الملک نہایت خوش تقریر و خوش و قابل دستگیر تھا اور اپنے مقابلے میں سوا بادشاہ کے کسی شخص کو خاطر میں نہ لاتا تھا۔

اس امیر نے چند اشعار نظم کر کے بادشاہ کے ملاحظہ میں پیش کئے اور حضرت شیخ سعدی کے مقابلے میں لاف زنی کی۔

اس امیر کے اقتدار و عمل کا یہ حال ہو گیا کہ دیوان وزارت میں اس کا طوطی بولنے لگا اور وزیر و نائب و مشرف و نائب مستوفی و ناظر و دبیر و وقوف و مشرف و مجموعہ دار مسند پر خاموش و معطل بیٹھے رہتے اور شمس الدین ہر شعبے میں احکام نافذ کرتا تھا۔

خانجہاں وزیر بھی شمس الدین ہی کی رائے کے مطابق احکام صادر کرتا تھا۔

غرضکہ ملک شمس الدین نے ہر شخص کے ساتھ بدی کی اور عاقبت کا مطلق خیال نہ کیا۔ ملک شمس ہر شخص کے معاملات میں بری گفتگو کرتا تھا کہ خانجہاں وزیر و ملک الشرق نائب وزیر بےجان نقشہ خاموش و دم بخود رہتے تھے۔

ملک شمس الدین چرب زبان تھا اور اس کی طبیعت بیحد رسا تھی اور یہی گفتگو میں انتہائی تکبر سے کام لیتا تھا۔ یہ شخص تمام محل سے بدہی گفتگو کرتا تھا اور ایسے باریک و اہم مسائل پر فی البدیہہ بحث کرتا تھا جو دیگر افراد غور و فکر سے بھی نہ کر سکتے تھے۔

اس موقعے پر مورخ عفیف طبع انسانی کی خصوصیات و مراتب کے متعلق علما کے چند اقوال نقل کرتا ہے تاکہ عقلا کو بصیرت حاصل ہو۔

واضح ہو کہ حکما کا قول ہے کہ طبائع کے مراتب کی تین قسمیں ہیں ایک طبیعت کو حافظہ کہتے ہیں جس کا خاصہ یہ ہے کہ صاحب طبیعت جو کچھ سنے اُس کو یاد رکھے دوسری طبیعت کو مدرکہ کہتے ہیں جس کی وجہ سے انسان ہر اُس شے کو جس کو وہ پاتا ہے یاد رکھتا ہے تیسری طبیعت کو متصرفہ کہتے ہیں جس کا خاصہ یہ ہے کہ انسان اپنے معلومات کو صحیح محل میں استعمال کرتا ہے۔

تمام مصنفین کے اجتہاد اور اُن کی تمام تصانیف انہیں مراتب طبائع کا نتیجہ ہیں۔

غرضکہ شمس الدین ابو رجا ان ہر سہ طبائع سے بہرہ مند تھا اور انہیں مراتب ثلاثہ کا نتیجہ تھا کہ اُس نے فیروز شاہ ایسے بادشاہ عالی جاہ کو جادۂ اعتدال سے برگشتہ کر دیا اور بادشاہ

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-siraj

کو اپنے قبضے میں کر کے اس کو تمام ملکت سے بدگمان کر دیا اور تمام عالی فہم و نادر روزگار ارکان سلطنت اس کے مقابلے میں بے زبان جانور بن گئے۔

شمس الدین کا بادشاہ سے عمدۂ دیوان وزارت کی شکایت کرنا

ملک شمس الدین سلطنت کے تمام شعبوں پر قابض ہو کر سیاہ و سپید کا مالک و مختار بن گیا۔ ایک روز یہ امیر خلوت میں بادشاہ کے حضور میں حاضر ہوا اور بادشاہ نے کہا کہ شمس الدین تو کہاں تھا اور تو نے کیا ہم سری اور کیا امور انجام دیے۔

شمس الدین نے بادشاہ کی تعریف کی اور عرض کیا کہ بندہ دیوان وزارت میں تھا اور یہ کہہ کر خاموش ہو گیا بادشاہ نے دوبارہ دریافت کیا کہ تمام امور کیونکر انجام پا رہے ہیں لیکن شمس الدین نے جواب نہ دیا اور سر جھکا لیا۔

بادشاہ نے تیسری بار یہی سوال کیا اور فرمایا کہ شمس الدین تو کیوں خاموش ہے میں تجھ سے کیا سوال کر رہا ہوں تو میری بات کا جواب کیوں نہیں دیتا۔

امیر جانے عرض کیا کہ بیچارہ شمس کیا کرے تمام اعیان دولت ایک زبان ہو گئے ہیں اور یقین ہے کہ چند روز میں مجھ کو ہلاک کر دیں گے اور اسی طرح اپنے لئے فال بد زبان سے نکال اور آخر وہی ہوا۔

بادشاہ نے تمام امرا کے اتفاق کا سبب و نتیجہ دریافت کیا اور شمس الدین نے کہا کہ امرا ایک روز مجھ کو تباہ و برباد کر دیں گے۔

ظاہر ہے کہ جب تمام اعیان ملک ایک ہو جائیں گے تو میں غریب کیا کروں گا۔

فیروز شاہ نے یہ گفتگو سن کر فرمایا کہ اے شمس میں کسی شخص کی غمازی پر توجہ نہ کروں گا تو اطمینان سے اپنے فرائض کو انجام دے اور دیکھ کہ کل میں اصحاب دیوان کے ساتھ کیا سلوک کرتا ہوں۔

غرضکہ دوسرا روز ہوا اور بادشاہ نے دربار کیے اور خانجہاں کو حکم دیا کہ تمام اصحاب مناصب کو مع ان کے عملے و دیگر ہی خواہوں کے بادشاہ کے حضور میں حاضر کرے۔

خانجہاں نے بادشاہ کے حکم کی تعمیل کی اور بادشاہ نے تمام حاضرین کو اپنے قریب

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-si

طلب کیا اور خانجہاں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ خانجہاں یہ شخص یعنی شمس الدین کون ہے۔
خانجہاں نے عرض کیا کہ شمس الدین مستوفی ممالک ہے۔
بادشاہ نے دریافت کیا کہ مستوفی ممالک کون شخص ہے اور خانجہاں نے عرض کیا کہ اس کا فریضہ یہ ہے کہ مملکت کے اخراجات کی تصحیح کرے۔
اس موقع پر ملک نظام الملک نائب وزیر حاضر تھا اس نے فی الفور جواب دیا کہ شمس الدین مستوفی ممالک اور کارگزار دیوان وزارت ہے۔
نظام الملک کا یہ جواب بادشاہ کو بیحد پسند آیا اور فیروز شاہ نے فرمایا کہ بے شک تم قطعاً صحیح کہتے ہو اس میں شبہ نہیں کہ شمس دیوان وزارت کا کارگزار ہے۔
فیروز شاہ نے خانجہاں سے فرمایا کہ تم کو دیوان وزارت میں شمس الدین سے کس قسم کی امداد ملتی ہے اور خانجہاں نے جواب دیا کہ جس روز سے ملک ضیاء الملک دیوان میں مقرر ہوا ہے میں امور سلطنت سے قطعاً سبکدوش ہو گیا ہوں۔
فیروز شاہ نے کہا کہ خانجہاں یہ دنیا کا دستور ہے کہ جو شخص کارگزار و جفاکش ہوتا ہے تمام خلق اس کا دشمن ہو جاتا ہے اگر کوئی شخص عداوت و دشمنی کی وجہ سے تم سے بیان کرے کہ شمس الدین تم کو پیٹھ پیچھے سخت و سست الفاظ سے یاد کرتا ہے تو تم اس شخص کی بات کو باور نہ کرکے اپنے دل میں بغض و عداوت کو جگہ دو اور شمس الدین کی طرف سے بدگمان ہو جاؤ تو ایسی حالت میں ہمارے امور سلطنت درہم و برہم ہو جائیں گے۔
خانجہاں نے عرض کیا کہ ملک ضیاء الملک ہرگز کلمات بد زبان سے نہیں نکالتا اور بندہ بقسم عرض کرتا ہوں کسی شخص کی غمازی اس کے حق میں قبول نہ کرے گا۔
اس کے بعد فیروز شاہ دیگر عملا دیوان کی طرف متوجہ ہوا اور ان سے کہا کہ اے اعیان ملک تم سلطنت کے معین و صاحب الکلام ہو اور تم سے میں نے ایک شخص مشرف ہے اور دوسرا مستوفی ایک ناظر دوسرا وزیر اور ایک پہرہ ہے دوسرا اوقاف اگر شمس الدین دیوان وزارت میں تم سے کوئی کاغذ سرکاری طلب کرے اور تم اپنے ماتحت عملا کا حوالہ دیکر اس کو شغل یا کاغذ دو اور یہ عذر کرو کہ یہ کاغذ ماتحت کے پاس ہے تو اس میں شبہ نہیں کہ سرکاری کاروائیوں میں تاخیر ہو جائے گی۔
بادشاہ کا یہ قول سنکر تمام اعیان نے جواب دیا کہ ضیاء الملک جس وقت ہم سے

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

کوئی کاغذ یا شغل طلب کرے گا ہم فوراً اس کے حوالے کر دیں گے۔

اس موقع پر خانجہاں نے عرض کیا کہ ہر وہ شخص جو ضیاء الملک کے معاملے میں تاخیر کرے گا میں اس کو سزا دوں گا۔ فیروز شاہ یہ دیکھ کر بیحد خوش ہوا اور شمس الدین کی عزت افزائی کے لئے اس کو بارانی خاص جو اس کے جسم پر تھی عطا فرمائی اور تمام اعیان ملک کو شمس کا یار و مددگار بنا دیا۔

شمس الدین کا خواجہ حسام الدین جنیدی کے روبرو خواب کو شکست کہنا

ملک شمس الدین ابو رجا تمام علاء دیوان و جاگیردار و حکام و مقطعیان ملک پر حاوی ہوا اور دیوان وزارت میں اجلاس کرنے لگا۔

شمس الدین ابو رجا کے روبرو تمام جزوی و کلی معاملات پیش ہونے لگے۔

خانجہاں تھوڑی دیر مسند وزارت پر بیٹھتا اور تمام امور سلطنت سے معزول و نفور رہتا تھا۔

شمس الدین ابو رجا دو گھڑی دن تک دیوان داری کر کے تمام اشخاص سے معاملات کی بازپرس کرتا تھا اور تمام عملے کو اپنے حالات و احکام سے مرعوب کرتا تھا۔

اس کے علاوہ دوسرے وقت بعد مغرب ایک گھڑی دیوان وزارت میں اجلاس کر کے جاگیرداروں اور اہل مقطعہ سے حساب لیتا تھا۔

شمس الدین ابو رجا جب دیوان وزارت سے نکل کر اپنے مکان کو جاتا تو اس قدر ہجوم عوام و خواص کا اس کے ہمراہ ہوتا کہ ایک سینہ دوسرے سے دبتا تھا۔

شمس الدین نے تمام عملے کو اطلاع دے دی تھی کہ جو شخص مجھ سے قبل نہ آئیگا اور میرے بعد نہ جائیگا میں اس سے سخت بازپرس کروں گا اور اس کو عہدے سے برطرف کر دوں گا۔

محرریاں سے جنھوں نے چالیس سال کامل بہ اطمینان کے ساتھ زندگی بسر کی تھی دفعتاً ناقابل برداشت تکالیف و مصائب میں گرفتار ہو گئے اور بیحد عجیب الحال مضطر و پریشان ہوئے۔

اتفاق سے ایک شب خواجہ حسام الدین جنیدی دیوان وزارت میں اجلاس کر رہے تھے اور تمام کارخانجات کے محرر دستی بر سینہ دفاتر کا کیفیت پیش کرتے اور بیٹھے

کو لاخط میں گزران رہے تھے اور ملک شمس الدین ہر شے کے متعلق سوال وجواب کر رہا تھا اور بحث میں آواز سخت سے گفتگو کر کے غصے کا اظہار کرتا تھا۔

اتفاق سے شمس الدین کی نظر ایک کاغذ پر پڑی جس میں گزشتہ سال کے اخراجات مرقوم تھے اور ایک مد میں بیجا خرچ ہوا تھا۔

شمس الدین نے یہ کاغذ دیکھا اور اس کے متعلق بحث شروع کی۔

شمس الدین نے اس شعبے کے متصرف سے دریافت کیا کہ یہ نامناسب خرچ کس نے کیا ہے۔

اس شخص نے جواب دیا کہ دیوان خرچ کے علم سے یہ رقم صرف ہوئی ہے

اس موقع پر شمس الدین خواجہ حسام الدین جنیدی کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ اے خواجہ یہ گندگی اور بے ضابطگی تمہارا ہی کام ہے جن امور کو میں انجام دیتا ہوں ان میں یہ خرابیاں نہ ہونی چاہئیں اگر تم کمال احتیاط سے کام لو تو مجھ کو تیج میں یہ خون جگر نہ پینا پڑے

شمس الدین اید چارے نہایت سخت لہجے میں یہ الفاظ کہے اور جامہ خانے کے اوپر استادہ ہو گیا اور بندگی خواجہ جنید کو بھی جامہ خانے ہی میں چھوڑ کر خود اپنے مکان واپس گیا۔

اس موقع پر مورخ عفیف حاضر اور تمام واقعات کو دیکھ رہا تھا۔

شمس الدین تو اس مقام سے چلا گیا اور خواجہ جنیدی نے رو بقبلہ ہو کر دست دعا بلند کیا اور چشم پر آب ہو کر خدا کی بارگاہ میں عرض کیا کہ پروردگار تو تمام مخلوق کا بادشاہ اور سب کا مالک ہے اپنے رحم و کرم سے میری یہ دعا قبول فرما کہ بار دگر جامہ خانے میں آنا نصیب نہ ہو بلکہ اس پیرانہ سالی میں نابکار و کم مایہ افراد کے ہاتھوں سے ذلیل و رسوا نہ ہوں اور عزت و آبرو کے ساتھ اس عالم سے سفر کروں۔

خواجہ جنید نے یہ الفاظ کہے اور جامہ خانے سے اتر اپنے مکان واپس گیا۔

سبحان اللہ خواجہ بزرگوار کی دعا کی مقبولیت دیکھی کہ اس شب اس بزرگ کو بخار آیا اور اس واقعے کے چھ روز کے بعد خواجہ حسام الدین نے وفات پائی۔

سبحان اللہ اس میں شبہ نہیں کہ ہر شخص کو خدا کی بارگاہ میں ایک خاص خصوصیت رکھتا ہے اور ہر شخص کا خدا سے راز و نیاز تعلق جدا ہے۔

خواجہ جنیدی کی بزرگی کا ذکر ہے کہ یہ شخص متقی پرہیزگار دیانت دار اور راست گفتار

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-si

اور خوش کردار تھا اور اس نے عہد وقار و متانت سے زندگی بسر کی۔

خواجہ حسام الدین حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح رحمۃ اللہ علیہ کا مرید تھا۔ اس بزرگ کی ایک یہی کرامت کافی ہے کہ اس کی دعا اس قدر جلد مقبول ہوئی اور خواجہ جہاں نے عالم جاوداں کی راہ لی تاکہ تمام اہل عالم پر یہ امر روز روشن کی طرح ظاہر ہو جائے کہ عہد فیروز شاہی میں ایسے ایسے باکمال اہل قلم و امرا موجود تھے جو اہل حاجت کی کاربراری و محتاج و مفلس نوازی کی اعانت و امداد میں اپنی آپ ہی نظیر تھے۔

مورخ اصل مقصود کی طرف گریز کرتا ہے اور عرض کرتا ہے کہ اگر جہاں نے اپنے غرور و تکبر سے خواجہ جنیدی سے اہانت طریقے پر مواخذہ کیا اور خواجہ حسام الدین جیسے بزرگ کے دامن پر بدنما داغ لگا دیا، حالانکہ خواجہ مذکور اس اہتمام سے قطعاً بری تھا اور سلطنت و انتظام مملکت سے بخوبی آگاہ تھا اور نیز یہ کہ فہم و فراست سے بہرہ ور اور دقیقہ کشی کا دلدادہ تھا۔

ظاہر ہے کہ اس سلطنت کا یہ مشہور ترین واقعہ ہے کہ والئ ملک جس روش پر چلتا اور جس طریقے کو ایجاد کرتا ہے تمام عمال و کارکن اس کی تقلید کرتے اور اس کو خوش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اگر کسی زمانے میں بادشاہ ظلم کرتا ہے تو اس کا لازمی نتیجہ ہوتا ہے کہ مخلوق جو اس کی پیرو ہے بدترین ظلم و ستم سے زیردست افراد کو پامال و تباہ کرتی ہے۔

اسی طرح اگر کسی شہر و عہد میں کوئی فرمانروا دین پناہ و حق پرست و انصاف پرور ہوتا ہے اور اپنے جود و عطا سے مخلوق کو ہر وقت سرفراز اور اپنے عدل سے رعایا کو ہر دم فیضیاب کرتا ہے تو تمام اعیان و امرا بھی انصاف و سخاوت کو اپنا شعار بناتے ہیں۔

چونکہ فیروز شاہ نے اپنے چہل سالہ عہد حکومت میں ملکی ترقی و رعایا کے خوف اور احساس کی جہانبانی و جہانداری کے ہراس و خیال سے ہر خاص و عام کو اپنے احسان سے بہرہ ور کیا اور شریعت کے مطابق مخلوق پر حکمرانی کر کے حلم و عفو کو اپنا شعار بنایا اور ہر قسم کی ملکی و مالی خیانت سے چشم پوشی کر کے اپنے تمام عہد حکومت میں کسی مجرم سے بھی باز پرس نہ کی اس لئے اس کے تمام اعیان دولت اس کے مقلد بن گئے۔

ظاہر ہے کہ سلاطین قدیم کے عہد میں قلیل غفلت و اہمال سے ہر قسم کی باز پرس اور شدید ترین سیاست کی جاتی تھی لیکن فیروز شاہ کے عہد معدلت میں بجز قاضی صدر الملک

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-si

منعقد رہو ہو کے اور کسی فرد سے باز پرس نہ ہوئی اور نہ کسی شخص کو سزا دی گئی۔

قاضی مذکور کی سیاست کا بیان یہ ہے کہ قاضی مذکور نے مبلغ پچاس لاکھ روپیہ رقم باقی کو تلف کر دیا۔

معتبر راویوں نے مورخ عفیف سے بیان کیا کہ قاضی صدر الملک نے ایک پارس کو پایا صاحب خلوت پایا تھا اور اس سے ہر قسم کا فتح حاصل کرتا تھا

اس شخص کے لئے پانچ سیر روزانہ کا حلوا روز تیار ہوتا تھا جو شخص پان بہت استعمال کرتا تھا اور قاضی صاحب کے ملازم صدر الملک کے محرم راز کی خدمت و ضیافت کرتے تھے۔

مختصر یہ کہ قاضی صدر الملک پر باوجودیکہ اس قدر مال دیوانی باقی برآمد ہوا مگر لیکن پھر بھی فیروز شاہ نے اُس سے باز پرس نہ کی۔

بادشاہ نے قاضی صاحب سے یہی کہا کہ جو شخص تمہارے ایسے آدمی کے خون سے اپنا ہاتھ رنگین کرنا چاہے وہ خود اپنا خون گرانے کا ارادہ رکھے۔

قاضی نے خود بادشاہ سے عرض کیا کہ میں اپنا خون معاف کرتا ہوں۔

مورخ کو معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ قاضی صدر الملک پر ایسے مصائب پڑ گئے تھے کہ اس کی زندگی وبال ہو گئی تھی اور اسی وجہ سے قاضی مذکور نے مجبوراً اپنے کو اس کشمکش میں مبتلا کیا لیکن چونکہ اس کی تقدیر میں زندہ رہنا تھا صحیح و سالم رہا۔

اب جبکہ سرکاری رقم تھا یا اس کے ذمہ واجب الادا قرار پائی تو اس نے خود بادشاہ سے عرض کیا کہ بندہ اپنا خون معاف کرتا ہے اور اس کے بعد قاضی کو دربار شاہی کے دروازہ سزا دی گئی۔

غرض کہ چونکہ فیروز شاہ کی حکومت میں جس سے درگزر ہو رہی تھی اس نے اس طبقہ تمام سرکاری ملازم و عہدہ دار و کارکن عفو تقصیر و چشم پوشی کے خوگر و شیفتہ ہو گئے تھے ورنہ خدانخواستہ خواجہ جنیدی اور خواجہ شرف مالوہ ایسے حکام نہ تھے جن سے خیانت ظہور میں آتی یا یہ حضرات کسی معاملے میں بھی نرمی سے کام لیتے یا یہ کہ بغیر بادشاہ کی رضا اور اس کا حکم حاصل کئے ہوئے کوئی ناپسندیدہ خرچ کرتے۔

فیروز شاہ نے بار بار فرمایا ہے کہ میں اپنے دست چپ سے ایسا قوی دل نہیں ہوں جتنا کہ خواجہ شرف مالوہ سے۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

اس تحریر سے مقصد یہ ہے کہ عہد فیروز شاہی میں ہر شخص و ہر امیر صاحب قناعت وصلاح تھا۔

مختصر یہ ہے کہ ملک شمس الدین دیوان وزارت میں اجلاس کرتا اور قدیم سلاطین کی روش کے مطابق اپنی حکومت جاری کرتا اور ہر شخص سے سختی کے ساتھ باز پرس کرتا تھا۔

ابورجا اپنی نادانی و رعونت و حرص و تکبر و وسوسہ شیطانی کی وجہ سے مستعدین و امانت دار اشخاص کی تحقیر و توہین کرتا اور یہ خیال کرتا کہ ان امور کے کرنے میں اس کو زراست و پیشانی حاصل ہوگی۔

یہ امر مسلم ہے کہ اہل عقل و فراست کسی عارضی مصلحت کی وجہ سے معتبر اشخاص کو ذلیل و رسوا نہیں کرتے ہیں لئے کہ کارکن افراد و وزراء قادرین میں ہر فرد تدبیر دانشا و دیگر معاملات تقدیر سے کم و بیش واقفیت رکھتا ہے لیکن چونکہ خود فیروز شاہ کی روش یہ تھی کہ ہر وقت خلقت و رعیت پر احسان کر کے اُن کو اپنے جود و سخا سے مالا مال کرتا تھا اور مخلوق کی نفع رسانی میں ہر دم سعی و کوشش کرتا تھا اس لئے اس عہد کے تمام کارگزار معاملے میں رعیت پر سہولت و نرمی کرتے تھے۔

شمس الدین ابورجا کا دیوان وزارت کے اصحاب مناصب کی عیب جوئی کرنا

ملک شمس الدین ابورجا بادشاہ کے تقرب کی وجہ سے مثل دیگر خواجان سلطنت کے دیوان وزارت پر غالب آگیا اور تمام اعیان دولت پست و بیکار ہوگئے۔

ملک شمس الدین نے ارکان وزارت کو الفاظ بد سے مخاطب کرنا شروع کیا یعنی ایک فرقہ کو گروہ مخولیان کے لقب سے یاد کیا جس کا مطلب یہ ہے کہ ان افراد کے باپ دیوان وزارت میں ملازم تھے اُن کی وفات کے بعد بادشاہ نے ان کے فرزند کو مرحوم پدر کا عہدہ عطا کیا اور ان جدید ارکان کا یہ حال ہے کہ ان کو کار سلطنت و انتظام سے قطعاً واقفیت نہیں ہے اور ان امور کے ادراک سے جاہل ہیں گویا کہ گروہ مخولیون کا ایک طبقہ ہے جو بالکل بیکار ہے۔

یہ شخص بعض افراد کو لنگر جامہ باز کے خطاب سے پکارتا تھا جس کا مطلب یہ ہے کہ

Explain-and-Send-Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-si

جس طرح چاہ خانے کا ذکر کرتے ہوئے کہ چاہ خانہ کو فرش کے کنارہ اس نے رکھ دیتے ہیں
اگر یہ فرش ہوا کے زور سے اپنی جگہ سے ہٹ جائے اسی طرح یہ افراد عقل و فراست سے
قطعاً عاری ہیں اور وزیر کے مسند پر اجلاس کرتے وقت مسند کے رو برو آتے ہیں اور یہ فرش
یعنی چاہ خانے کے اوپر بیٹھے رہتے ہیں لیکن مملکت کے آئین و ضوابط سے قطعاً بے خبر و ناواقف
ہیں گویا کہ پتھر کے ٹکڑے ہیں جن میں قطعاً جان نہیں ہے۔

اس طرح شمس الدین ابو رجا نے اپنے حاشیہ نشینوں سے کہا کہ میں نے خانجہاں کو
کنوئیں کے کنارے پہنچا دیا ہے اور اب صرف ایک زینہ باقی رہ گیا ہے اور میں نے
خانجہاں کی غفلت اور اس کے سہو اور اس کی خطاؤں سے فیروز شاہ کو اس قدر آگاہ
کر دیا ہے کہ اب بادشاہ نے ارادہ کر لیا ہے کہ اس کو وزارت سے معزول کر دے۔

جس روز کہ ملک شمس الدین ابو رجا کو قید کر کے جلا وطن کیا گیا اس روز ایک شخص
اس کے پاس حاضر ہوا اور اس سے کہا کہ تو اپنے کو عاقل و فاضل و کامل خیال کرتا ہے
تیری عقل و فراست سے بعید ہے کہ تو نے اپنے کو اس معرض ہلاکت میں ڈالا ہے۔

ملک شمس الدین نے جواب دیا کہ کیا کروں مجھ کو کم پایہ و سفلہ وزیر اور ادنیٰ دستور سلطنت
سے سابقہ پڑا جس نے ہمیشہ کم ہی معاملہ اپنا چکایا ایک روز ایک شخص کا معاملہ وزیر کے روبرو پیش کیا
ہوا جس نے ایک معاملے میں خیانت کی تھی میں نے اس شخص سے باز پرس کی اور اس سے
سختی کے ساتھ پیش آیا اس موقع پر خانجہاں نے یہ گفتگو شروع کی کہ اے ضیاء الملک
بندگان خدا پر زیادہ غصہ نہ کر تجھ کو یاد نہیں ہے کہ رسول خدا نے فرمایا ہے کہ احسان کی
کی جزا احسان ہے۔

خانجہاں نے آیت قرآن کو حدیث رسول قرار دیا۔

میں نے اس وقت کہا کہ خانجہاں یہ حدیث نہیں ہے آیت قرآن ہے جو
خدائے پاک نے قرآن میں نازل فرمائی ہے۔

خانجہاں نے جواب دیا کہ خواہ آیت قرآنی ہو یا حدیث رسول بہر حال احسان اچھی
شے ہے۔

ظاہر ہے کہ جو وزیر حدیث و قرآن میں فرق نہ کر سکے وہ وزارت کے فرائض
کیونکر انجام دے سکتا ہے۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

مختصر یہ کہ ملک شمس الدین ابورجا نے دیوان وزارت کے ہر شخص کی عیب جوئی شروع کی اور بیشتر الفاظ تکبر و کلمات غرور زبان سے نکالے اور ہر شے پر قبضہ کر لیا۔

اور اہل مقطع کے کاروبار کی نوبت یہاں تک پہنچی کہ جب کوئی جاگیردار اپنے مقطعے سے آتا تو اول ملک شمس الدین ابورجا کے مکان پر آتا اور پیشتر اس کی خدمت میں حاضری دیکر فیروز شاہ کی قدم بوسی کرتا تھا اور غریب اہل علم ہر وقت اس کے قدموں کے نیچے پامال ہوتے تھے۔

خانجہاں بھی وہی احکام صادر کرتا تھا جو شمس الدین ابورجا کی مرضی و خواہش ہوتی تھی۔

شمس الدین ابورجا نے جب دیکھا کہ فیروز شاہ میرے دام میں گرفتار اور وزیر میری رائے کا بندہ اور تمام عمال و اہل مقطع میرے مطیع و فرمانبردار ہو گئے ہیں تو اس کو اور زیادہ طمع دامنگیر ہوئی اور اس لئے اس کام میں دل و جان سے سعی و کوشش شروع کی کہ اپنے اقتدار کو اور زیادہ بڑھائے۔

شمس الدین ابورجا نے رشوت ستانی کا بازار گرم کیا اور ایک طرف خلق پر سختی کرتا تھا اور دوسری طرف مخلوق سے رشوت لیتا تھا۔

بادشاہ کی نوازش کا یہ عالم تھا کہ ہر دوسرے اور تیسرے روز پارچہ ہائے خاص اپنے جسم سے اتار کر شمس الدین کو عطا کرتا تھا۔

جو شخص کہ بادشاہ کی خیر خواہی کرتا ہے وہ ان چار قسموں میں سے ایک طبقے میں داخل سمجھا جاتا ہے ایک گروہ اس سے بہی خواہی کرتا ہے تاکہ بادشاہ کا مخلص رہے اور ہر وقت نمک حلالی کا لحاظ کرکے قیام مملکت اور نظام سلطنت کو بہترین طریقے پر چلانے کی کوشش کرتے ہیں اور ان کے قلوب طمع و خودداری کے جذبات سے عاری ہوتے ہیں۔

دوسرا گروہ کا صرف اپنی نام آوری و شہرت و نیز امتیازی تکبیر کی وجہ سے بادشاہ کی بہی خواہی کا دم بھرتا ہے اور اپنی دنیاوی جاہ و منزلت میں اضافہ پیدا کرنے کے لئے بادشاہ کی محبت و خلوص کا دعویٰ کرتا ہے

تیسرا وہ بے معنی بحث بادشاہ کو دکھا کر قوانین وضع کرتے اور خلقت خدا کو ہلاک کرتے ہیں جیسا کہ قاضی شرف الدین نے سلطان علاء الدین خلجی کے زمانے میں بے معنی و فضول بحث سے رعیت و مخلوق کو تباہ و برباد کیا جیسا کہ مورخ حضرت علاء الدین خلجی کے حالات

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sira

میں مفصل بیان کر چکا ہے۔

اگرچہ یہ گروہ ایک وجہ سے بادشاہ کا مخلص ہوتا ہے مگر حقیقت میں یہ اپنا خیرات سے تمام ملک کو تباہ و ویران کرتا ہے۔

تیسرا گروہ ریا و نفاق کا بندہ ہو کر بادشاہ کی بہی خواہی کا کلمہ پڑھتا ہے

عمرداروں کا گروہ بھی عجیب نادر طبقہ ہے جس کے بابت کلیلہ و دمنہ نے ان کے بابت خوب کہا ہے کہ زر دوست سلاطین جاہل امرد و شباب عورت کے مانند ہیں۔

گروہ چہارم اپنی طمع کی غرض سے بادشاہ کی بہی خواہی کرتا ہے جیسا کہ شمس الدین ابورجا نے کیا ہے اس بہی خواہی کی وجہ سے جس کا اصل سرچشمہ طمع رہتا ابورجا نے تمام ملک کو تباہ و ویران کیا اور دست طمع دراز کر کے تمام جاگیرداروں اور عمال پرگنات سے رشوت حاصل کی۔

اس رشوت ستانی نے یہاں تک طول پکڑا کہ ملک شمس الدین عمال سے زیادہ سختی سے پیش آنے لگا۔

چنانچہ یہ گروہ بیچارگی کی وجہ سے سخت پریشان اور عاجز ہو گیا اور حیرت میں مبتلا رہا۔ ابورجا بغیر رشوت لئے ہوئے کسی فرد کو آزاد نہ کرتا تھا۔

ملک شمس الدین جب کسی شخص پر سختی دباؤ پیش کرنا چاہتا تو اس کو وزیر کے روبرو پیش کرتا اور اس شخص سے رشوت لیکر وزیر سے اس طرح کی گفتگو کرتا کہ وہ مجرم رہا ہو جاتا۔

اگرچہ خانجہاں کو یقین تھا کہ ابورجا محض رشوت حاصل کرنے کے لئے اس فرد پر سختی کر رہا ہے لیکن مجبوراً اس کے قول کی تائید کرتا تھا اور ابورجا اکثر وزیر کی پرسش سے محروم رہتے اور بادشاہ کو معلوم ہو جائے کہ مخلص کون ہے اور منافق کون ہے۔

جو شخص کہ شمس الدین کو رشوت دیتا تھا وہ فوراً آکر خانجہاں سے تمام واقعہ بیان کر دیتا تھا کہ میں نے اس وقت ابورجا کو اس قدر رقم رشوت میں دی ہے۔

خانجہاں اس شخص سے کہتا کہ اے نادان ابورجا جو کچھ طلب کرے وہ اس کے حوالے کر اور دیکھ کہ خدائے برتر کا کیا حکم ہے۔

ایک وقت ملک سید الحجاب کا ایک کام شمس الدین سے متعلق ہوا اور اس زمانے میں ملک سید الحجاب سلطان فیروز شاہ کے ہمراہ تھا۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

سید الحجاب کے ملازم روزانہ شمس الدین کے مکان پر آمد و رفت رکھتے تھے اور اپنے کام کی تکمیل کے بابت تقاضہ کرتے تھے۔

جب ملازمین کو معلوم ہوا کہ ابو رجا غفلت سے کام لے رہا ہے تو انھوں نے سید الحجاب کو ایک خط اس مضمون کا روانہ کیا کہ شمس الدین آپ کے معاملے میں غفلت و عدم توجہی کر رہا ہے اس کو آپ ایک خط تاکید کی روانہ فرمائیں تاکہ معاملات جلد طے ہو جائیں۔

ملک شمس الدین نے ایک خط عتاب آمیز لہجے میں روانہ کیا۔

غرضکہ اس طریقہ پر تمام خانان و ملوک فیروز شاہی ابو رجا کے دشمن جانی بن گئے اور اس کی تخریب کے درپے ہوئے۔

اس زمانے میں ملک زادہ فیروز پسر ملک تاج الدین ترک جو سلطان تغلق کے عہد میں ہندوستان وارد ہو کر تاتارخاں کے خطاب سے سرفراز ہو انتہا پر سر اقتدار تھا۔

ایک روز ملک زادہ مذکور اور ملک شمس الدین ایک جا بیٹھے ہوئے تھے اور اس وقت ملک شمس الدین جاگیر کا حساب کر رہا تھا اور ہر لفظ پر سخت کلامی کر رہا تھا چنانچہ اس کا کسی کو اس سختی کی وجہ سے یارائے دم زدن نہ تھا۔

ملک زادہ فیروز نے اس موقع پر نہایت عمدہ بات کہی کہ ملک ضیاء الملک زبان دراز و دست دراز دونوں جمع نہیں ہو سکتیں یا تو زبان کو دراز کرو اور یا ہاتھ کو۔

اگر زبان کو دراز کرتے ہو تو ہاتھ کو کوتاہ کرو ورنہ اس کے برعکس عمل کرو۔

اس موقع پر ملک زادے نے شمس الدین سے یہ بھی کہا کہ ملک ضیاء الملک میں نے سنا ہے کہ تم کو دیوان عرض میں بھی اقتدار حاصل ہو گیا ہے تاکہ احباب کو بھی اپنی حاجت برآری کا موقع حاصل ہو۔

ملک شمس الدین نے جواب دیا کہ میں کیا کروں چند اشرار اراذل جمع ہو گئے ہیں جو میری بربادی پر خاص نگاہ رکھتے ہیں اور اس طرح سرقہ و دزدی کا بازار گرم ہے۔

ملک زادہ فیروز نے یہ بھی کہا کہ ملک ضیاء الملک وہ وقت آگیا ہے کہ تمام اعیان دولت یکجا ہو کر اس امر پر اتفاق کر لیں کہ تم کو جلد سے جلد حکومت و عہدہ سے معزول کرا دیں

فیروز شاہ کا شمس الدین کو ملتان میں جلا وطن کرنا

تاتارخاں کی رائے میں شمس الدین ابو رجا کی مہم نہایت سخت تھی

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-si

ظاہر ہے کہ اب دیوان وزارت کے ارکان میں کوئی ایسا زندہ و باقی نہ رہا تھا جو معاملات ملکی میں شمس الدین سے صاف و صریح گفتگو کر سکتا اس لئے کہ بندگی ملک الشرق ملک نظام الدین نائب وزیر ممالک و خواجہ حسام الدین جنیدی و خواجہ شرف مالوہ وغیرہ وا کابر جو اس کے اہل تھے کہ شمس الدین سے کسی معاملے میں گفتگو کریں وفات پا چکے تھے۔

اگرچہ خواجہ رکن الدین پسر خواجہ جنیدی و خواجہ معین الدین پسر خواجہ شرف مالوہ اپنے پدران مرحوم کے عہدوں پر مامور ہو چکے تھے لیکن یہ جدید ارکان وزارت کو شمس الدین کے مقابلے میں یارائے دم زدن نہ تھا۔

خانجہاں نے امرا و اعیان مملکت میں خواجہ ظہیر الدین کو صالح و عاقل و دانا و ماہر امور ملکی و مالی خیال کر کے اس کو ہم راز بنایا اور اس امیر کو جو تقریر اور تحریر میں خاص ملکہ رکھتا تھا شمس الدین کے تمام حالات سے آگاہ کر کے اس سے خفیہ طور پر کہا کہ جس طرح ممکن ہو اس خار کو راہ سے ہٹا کر حکومت کا راستہ صاف کر دو اور اس شخص کا قدم درمیان سے اٹھا کر ہم سب کو مطمئن بنا دو۔

خانجہاں کی یہ تقریر سنکر تمام اصحاب دیوان یکجا ہو گئے اور ملک فضل اللہ بلخی جو نائب مستوفی تھا۔

مختصر یہ کہ تمام لوگ نے ملک شمس الدین کے کارناموں کی تحقیق شروع کی اور خیر سامانہ و گجرات کے دفاتر پر نظر ڈالی اور ہر شعبے کے جمع و خرچ کی تحقیق کر کے ابو رجا کی بے عنوانیاں یکجا کر کے خانجہاں کے ملاحظہ میں پیش کیں۔

چونکہ فیروز شاہ شمس الدین پر اس وقت تک بیحد مہربان تھا خانجہاں وقت اور موقع کا منتظر رہا۔

اس درمیان میں ملک عبداللہ کارکن کا ایک معاملہ شمس الدین کے روبرو پیش ہوا۔

ملک عبداللہ سے ابو رجا کی سخت گفتگو بادشاہ تک پہنچائی جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

روایت ہے کہ ملک عبداللہ کارکن شاہان خراسان کی اولاد سے تھا جو فیروز شاہ کے دربار میں ملازم تھا۔

ملک مذکور دو پرگنوں کا جاگیردار تھا اور ان دونوں پرگنوں میں محاصل کافی زیادہ وصول ہونے سے شمس الدین نے ان پرگنوں کی بھی جانچ پڑتال شروع کی اور اس کارکن ملک کو آزار پہنچانا شروع کیا اور ان سے سختی کے ساتھ حساب طلب کیا۔

خانجہاں نے بھی شمس الدین کی ہاں میں ہاں ملائی اور ملک عبداللہ نے شمس الدین کی بہت منت وخوشامد کی لیکن شمس الدین راہ راست پر نہ آیا۔

اس واقعے کے بعد ملک عبداللہ نے خانجہاں کے حضور میں حاضر ہو کر اس سے استدعا کی کہ شمس الدین کے پنجہ ظلم سے اس کو نجات دلوائے۔

خانجہاں نے ملک عبداللہ سے کہا کہ ابورجا کے عادات تجھ پر واضح ہیں وہ جب تک رشوت نہ لے لیگا تمھارا دامن نہ چھوڑے گا۔

خانجہاں نے ملک عبداللہ سے کہا کہ تم کسی طرح بادشاہ کو ان واقعات سے مطلع کرو اور اس طرح تمام عالم کو شمس الدین کے شر وفساد سے نجات دلواؤ۔

ایک روز بادشاہ نے محل بارہ میں دربار عام کیا اور ملک عبداللہ نے تمام واقعہ فیروز شاہ سے بیان کیا اور عرض کیا کہ بادشاہ کے صدقہ اور طفیل میں اس بندہ درگاہ کے قبضے میں دو پرگنے ہیں اور ملک حسام الملک میرے ان پرگنات میں بیجا تحقیق وتفتیش کرتا ہے تاکہ اس سختی کی وجہ سے مجھ سے رشوت حاصل کرے فیروز شاہ نے شمس الدین ابورجا کو طلب کیا اور فرمایا کہ سنو ملک عبداللہ کیا کہتا ہے۔

شمس الدین ابورجا نے کہا کہ ملک عبداللہ کے پرگنات کا محصول کم ہے اور اس کی آمدنی زیادہ ہے۔

ملک عبداللہ نے عرض کیا کہ بادشاہ کے تصدق وطفیل میں مملکت دہلی کا محصول تقریباً دس گنا ہو گیا ہے تو جس شخص سے رشوت لیتا ہے اس سے درگزر کرتا ہے اور جو شخص مجھ کو رشوت نہیں دیتا تو اس کو پریشان وتنگ کرتا ہے۔

مجھ کو رشوت دینے کی قدرت نہیں ہے میں تجھ سے کس طرح پیچھا چھڑاؤں۔

چونکہ میں تجھ کو رشوت نہیں دے سکا اس لئے تو میرے معاملات میں اس قدر سختی سے باز پرس کر رہا ہے اور مجھ کو بے وجہ پریشان کر رکھا ہے۔

اس موقع پر جس قدر امراء وارکان سلطنت حاضر تھے انھوں نے بالاتفاق کہا کہ ملک عبداللہ

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sira

کا بیان صحیح ہے اور جو کچھ یہ عرض کرتا ہے قطعاً درست و صحیح ہے۔

فیروز شاہ صاحب فہم و فراست فرمانروا تھا اس نے فوراً دریافت کر لیا کہ شمس الدین نے اپنی فتنہ انگیزی سے تمام سلطنت میں مخالفت اور دشمنی کی تخم ریزی کی ہے۔

بادشاہ اس وقت تو چند غور و فکر کرنے کے بعد محل بارہ سے اٹھ گیا اور خانجہاں بھی واپس آیا۔

خانجہاں دیوان وزارت میں تھا اور کارکنان عمل نے شمس الدین کی خیانت آمیز کارروائیوں کو جو انھوں نے جمع کی تھیں خانجہاں کے ملاحظے میں پیش کیں۔

ایک خیانت آمیز کارروائی یہ تھی کہ جس زمانے میں شمس الدین نائب مقطع گجرات تھا اس نے مبلغ نو ہزار تنکہ اپنے ضروریات کے لیے خزانہ سرکار سے قرض لیا تھا اور تا حال وہ رقم ادا نہ کی تھی اور باوجود مستوفی ممالک ہو جانے کے یہ قرض اس پر باقی تھا۔

خانجہاں نے اصحاب خزانہ کو طلب کیا اور ان سے کہا کہ میری عدم موجودگی میں اس واقعے کو بادشاہ کے حضور میں پیش کریں۔

اصحاب خزانہ نے خانجہاں کے حکم کی تعمیل کی اور بادشاہ کو حقیقت حال سے آگاہ کیا۔

فیروز شاہ نے فرمایا کہ کیا وجہ ہے کہ یہ رقم اب تک خزانے میں داخل نہیں ہوئی۔ بادشاہ نے عمال خزانہ پر عتاب کیا اور تمام کارکن خاموش رہے اور کوئی جواب نہ دے سکے۔

فیروز شاہ کو یقین ہو گیا کہ شمس الدین نے مملکت و سلطنت پر قابض ہو کر اپنے کو سلطنت اور باز پرس سے بری خیال کیا ہے اور اس غفلت کے عالم میں مغرور ہو گیا اور کوئی فرد اس کے خوف کی وجہ سے اس سے رقم طلب نہ کر سکا۔

اس موقعے پر فیروز شاہ نے حکم دیا کہ خانجہاں ہر ممکن طریقے سے یہ رقم شمس الدین سے وصول کرے۔ مختصر یہ کہ خانجہاں نے یہ معلوم کر کے کہ بادشاہ کا مزاج منحرف ہو گیا ہے اپنے ہم رازوں اور افراد کو طلب کیا اور ان سے خفیہ طور پر کہا کہ جس زمانے میں ملک شمس الدین گجرات میں مقیم تھا تو بادشاہ نے یہ حکم نافذ کیا تھا کہ سوداگر جو گھوڑے اور ہاتھی جا رہے ہوں وہ لے کر دہلی آئیں اگر کوئی جانور راہ میں تلف ہو جائے تو شمس اس ہاتھی کی قیمت خزانہ شاہی سے

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sira

ادا کی جائے۔

اس فرمان کے بموجب شمس الدین فتنہ انگیز نے غلط بیانی کی اور چند اشیوں کی قیمت غلط ظاہر کر کے اس کی رقم خزانے سے وصول کر کے اپنے ذاتی مال میں داخل کر لی۔

خانجہاں نے یہ خیانت بھی معلوم کی اور اپنے ہمراز افراد سے کہا کہ ان سوداگروں کو حاضر کریں خانجہاں نے سوداگروں سے تحقیق کر کے اپنے اصحاب سے کہا کہ اس واقعے کو بھی بادشاہ کے حضور میں بیان کر دیں۔ دیوان وزارت کے عملے نے یہ قصہ بھی فیروز شاہ سے بیان کیا اور اس واقعے کو سن کر بادشاہ شمس الدین سے قطعاً برگشتہ ہو گیا۔

مختصر یہ کہ دوسرے روز خانجہاں ملوک خانہ میں اجلاس کر رہا تھا شمس الدین اس کے روبرو شوخیاں کر رہا تھا فیروز شاہ نے عبداللہ کارکن سے دریافت کیا کہ اس وقت ملوک خانہ میں کون کون افراد موجود ہیں ملک عبداللہ نے عرض کیا کہ خانجہاں اور ملک ضیاء الملک ملوک خانہ میں بیٹھے ہیں بادشاہ نے فرمایا کہ شمس الدین میں یہ قابلیت کہاں ہے کہ وہ خانجہاں کے روبرو بیٹھے۔

بادشاہ نے یہ کہا اور عبداللہ کو حکم دیا کہ ابورجا کو پکڑ کر ایستادہ کر دے۔

ملک عبداللہ اسی وقت بادشاہ کے پاس سے ملوک خانہ میں آیا اور ابورجا کی کمر پکڑ کر کہا کہ بادشاہ فرماتا ہے کہ تجھ کو خانجہاں کے روبرو بیٹھنے کی مجال نہیں ہے۔

اس موقع پر مورخ عفیف بھی دیوان وزارت میں حاضر تھا اور یہ تماشا اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا مورخ عفیف اس زمانے میں دیوان عالی کے یاروں جنگاں کے گروہ میں شاہی ملازم تھا جس وقت ملک عبداللہ نے ابورجا کی کمر پکڑ کر کھڑا کرنا چاہا ابورجا فوراً ایستادہ ہو گیا اور ملک عبداللہ نے خلعت و کلاہ دولت اس کے جسم و سر سے اتار لی اور ابورجا نے خانجہاں کے روبرو ایستادہ ہو کر تمام واقعہ بیان کیا۔

سبحان اللہ دنیا کی بے ثباتی کا ذکر جس کو کسی قسم کی پائیداری حاصل نہیں ہے اور افسوس ہے ان افراد کے حالات پر جو اس پر شیفتہ ہو کر آخرت کی نعمت کو فراموش کرتے ہیں۔

دوسرے روز بادشاہ نے فرمان صادر فرمایا کہ ابورجا کو تخت شاہی کے روبرو لائیں اور اس کے دونوں ہاتھ پیٹھ پر باندھیں اور بازپرس و حساب کے لیے اس کو خانجہاں کے سپرد کر دیں۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

ابورجا کا تمام مال و اسباب ضبط کر کے سرائے شاہی میں لایا گیا اور تیار کر دیا گیا۔
اس روز ہر چہار شہر کے باشندے اسباب کے ملاحظہ کے لئے آئے اور سرائے میں بہت بڑا مجمع ہو گیا۔

اس ہجوم کی وجہ سے شور و غل بلند ہوا اور بادشاہ نے دریافت کیا کہ اس شور کا سبب کیا ہے حاضرین بارگاہ نے عرض کیا کہ ہر چہار شہر کے باشندے ابورجا کا اسباب و مال دیکھنے آئے ہیں۔

فیروز شاہ نے فرمایا کہ ابورجا نے اگر قصور کیا ہے تو میری مملکت کا ان بازاریوں سے اس کو کیا نقصان پہنچا ہے جو اس کا مال و اسباب دیکھنے جمع ہوئے ہیں۔

مقرب اہل دربار نے عرض کیا کہ ابورجا تمام ملک پر حاوی ہو گیا تھا اور چونکہ اقتدار میں اس کا یہ معمول تھا کہ جس شخص کا اسباب خریدتا اس پر سختی کر کے اصل قیمت سے اس کو کم ادا کرتا تھا اور اس کے رعب و داب سے کسی شخص کو یارائے دم زدن نہ تھا۔ اہل بازار کو یہ معلوم ہو گیا کہ اس کا اسباب ضبط کر لیا گیا ہے ابھی اس کو اور اس کے اسباب کو دیکھنے کے لئے جمع ہوئے ہیں۔

اس موقعے پر فیروز شاہ نے فرمایا کہ وہ بے حیا تو بدنامی سے بسر ہو۔

بادشاہ نے حکم دیا کہ دربانوں کو حکم دو کہ اہل بازار کو اندر آنے دیں تاکہ وہ نگاہ عبرت کا تماشا دیکھیں مختصر یہ کہ ابورجا کے مال و اسباب کی قیمت کا اندازہ لگایا گیا اور معلوم ہوا کہ کل اسی ہزار تنکے کی مالیت ہے۔

ابورجا کے ایک دشمن نے بادشاہ سے کہا کہ ابورجا نے شاہی حصار کے اندر ایک مکان تعمیر کیا تھا اور اس گھر میں آستانہ کے درمیان اشرفیاں خفیہ طور پر رکھی ہیں۔ شاہی حکم کے مطابق اس گھر کی تلاشی لی گئی اور تین ہزار اشرفیاں برآمد ہوئیں۔

اس واقعے کے بعد خانجہاں نے کہا کہ اے ملک شمس الدین وہ بقیہ مال بتا اور ابورجا نے جواب دیا کہ اور زیادہ مال میرے پاس نہیں ہے۔

بادشاہ کو حقیقت حال سے اطلاع دی گئی اور اس نے بطور مزاح خانجہاں سے کہا کہ تم ہمیشہ تنگ حالی میں زندگی بسر کرتے ہو اور اتنا مال بھی دشمن سے نہیں وصول کر سکتے۔ خانجہاں نے جو ابورجا کا دشمن جانی تھا اس کو بلا کر اور زیادہ سختی شروع کی۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

اس کے علاوہ خدا کی مشیت وقدرت سے خانجہاں کے اسباب میں جو سرائے شاہی میں اتار دیا گیا تھا ایک صندوق میں تین تھیلیاں زہر ہلاہل کی جو چند تیروں بھر کے برآمد ہوئیں۔

یہ تھیلیاں بادشاہ کے حضور میں پیش ہوئیں اور اس نے حکم دیا کہ ابوجا سے دریافت کریں کہ اس نے یہ زہر ہلاہل کس کے لئے جمع کیا ہے۔

ابوجا نے جواب دیا کہ میں نے یہ زہر ہلاہل اپنے عیال واطفال کے لئے جمع کیا تھا۔

بادشاہ نے یہ سنکر فرمایا کہ ابوجا کیا وہ سفاک شخص ہے اس نے خدا معلوم کتنے مسلمانوں کو ہلاک کرنے کے لئے یہ زہر جمع کیا تھا خداوند کریم نے اپنے فضل وکرم سے ان غریبوں کو اس کے شر سے محفوظ رکھا۔

بادشاہ نے حکم دیا کہ زہر کے تھیلوں پر سے کوشک فیروز آباد کے پاس دریائے جمنا میں غرق کر دئے جائیں۔

چند روز کے بعد بادشاہ نے شکار کے لئے بداؤن کا سفر کیا اور ابوجا کو مال طلب کرنے کے لئے خانجہاں کے سپرد کر دیا۔

وزیر جہاں نے عمادالملک دیوان وزارت میں اجلاس کیا اور شمس الدین پر اس قدر زدوکوب ہوئی کہ کلائی ٹوٹ جاتی اور ذرہ ذرہ ہو جاتی تھی لیکن ابوجا کی دلیری وہمت کی تعریف کرنی چاہیئے کہ اس نے روزانہ اس قدر ضرب شدید برداشت کی لیکن زبان سے لفظ توبہ نہ نکالا۔

ہر روز ایک دو لفت کھاتا تھا اور اس قدر مارا جاتا تھا کہ بے طاقت ہو جاتا تھا اور اس کے بعد اس کا پاؤں پکڑ کر کشاں کشاں دیوان سے باہر لاتے تھے اور دوسرے روز چند لفت کھاتا تھا غرضکہ خانجہاں نے عمادالملک اس طرح ابوجا کو زدوکوب کی اور اس پر بے انتہا شدتیں کیں اور اس کے بعد بادشاہ نے حکم دیا کہ شمس الدین کو تاستان وبیابان کے غربی سمت میں جو بے آب خشک ہے جلاوطن کر دیا جائے۔

مختصر یہ کہ بادشاہ کے حکم کی تعمیل کی گئی اور جب تک فیروز شاہ زندہ رہا ابوجا اس مقام پر جلاوطن رہا محمد شاہ بن فیروز شاہ نے اپنے دور حکومت میں ابوجا کو بعد تعظیم و اہتمام کے ساتھ اس مقام سے واپس بلایا لیکن ابوجا ان زحمتوں کی وجہ سے جو اس کو

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-si

خانجہاں کے ہاتھوں سے پہنچے تھے گھوڑے پر سوار نہ ہو سکتا تھا اور پالکی میں بیٹھ کر چلتا تھا چنانچہ چند روز کے بعد اُس نے وفات پائی۔

ابو رجاء نے تین سال دیوان وزارت میں کام کیا اور اس زمانے تمام مسائل دیوان کو پریشان کر کے ملک کو درہم و برہم کر دیا اور آخر کار [illegible] ہجری میں اس جہاں سے رخصت ہوا۔

اب مورخ چند مقدمات فیروز شاہی جو کہ معرض بیان میں لا کر فیروز شاہ کے مناقب کے ذکر پر کتاب کو تمام کرتا ہے۔

بارھواں مقدمہ

ملک شمس الدین دامغانی کے خطا کا بیان اور بادشاہ کی کرامت

نقل ہے کہ سلطان محمد بن سلطان تغلق کے عہد حکومت میں اٹھارہ واقعات مخالفت کے پیش آئے جن میں سلطان محمد نے خون بہایا لیکن فیروز شاہ کے چالیس سالہ دور حکومت میں ایک فرد نے بھی سر نہ اٹھایا صرف ملک شمس الدین دامغانی نے مخالفت کا علم بلند کیا جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

واضح ہو کہ فیروز شاہ کے ابتدائے جلوس سے [illegible] تک بادشاہ کی ملک رانی و حکومت اُس کے جاہ و حشم نیز اُس کی دولت و ثروت نے روز افزوں ترقی کی اور اس زمانے میں تمام رعایا خوش و آزاد رہی۔

خوشقسمت بادشاہ نے چھبیس سال کامل نہایت اطمینان و مسرت میں بسر کئے اور اُس کی جاہ و حشمت برابر ترقی کرتی رہی۔

فیروز شاہ نے [illegible] ہجری میں شکار کے لئے کھیرہ کا سفر کیا اور شکار کھیلنے اور سیر و تفریح میں مشغول ہوا۔

تقدیر الٰہی سے سال مذکور کے ابتدائی زمانے میں رنگ بدلا اور بادشاہ کے لخت جگر شاہزادہ فتح خاں نے وفات پائی۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

اس زمانے میں بادشاہ سفر سے واپس آچکا تھا اور چونکہ موسم برسات آچکا تھا
فیروز شاہ دریائے گنگ کو عبور کرچکا تھا کہ شہزادہ فتح خاں نے وفات پائی
اس سفر میں مورخ عفیف بھی بادشاہ کے ہمرکاب تھا۔
مختصر یہ کہ شہزادہ فتح خاں کے وفات کی وجہ سے بادشاہ کو بے حد رنج ہوا اور
اُس کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوگئے۔

اس سال بادشاہ جب شہر میں داخل ہوا تو اُس نے اپنی آئین و رسوم گزشتہ کو یک لخت
منع کر دیا۔

اس واقعے کے بعد سنہ ہجری میں جب بادشاہ شہر میں مقیم تھا کہ ایک خراسانی شخص
نے محل پاشیب کے اندر کوتوال پر تلوار چلائی یہ پہلی تلوار تھی جو فیروز شاہی عہد میں نیام سے
باہر آئی۔

معتبر راویوں نے مورخ عفیف سے بیان کیا ہے کہ یہ خراسان میں ایک شخص
کسی جرم کی بنا پر کوتوال کی حراست میں تھا اور اس قید میں بے حد محنت و مشقت برداشت
کرتا تھا۔

فیروز شاہ نے حکم دیا کہ بندی خانے کے قیدیوں کا حال اور ان کی مفصل کیفیت
میرے حضور میں پیش ہو۔
اس حکم کی بنا پر ملک نیک احدی اس خراسانی کا حال بادشاہ کے حضور میں لے گیا۔
فیروز شاہ نے فرمایا کہ یہ شخص مسافر ہے اس کو میرے حضور میں حاضر کرو۔
ملک نیک احدی نے اُس وقت اس مجرم کے بند بند جدا کئے اور اپنے ہمراہ بادشاہ
کے حضور میں لے گیا کوتوال و مجرم ہر دو اشخاص پاشیب کے روبرو صحن میں پہنچا اور
ملک نیک احدی آگے آگے تھا اور خراسانی اس کے عقب میں۔

اس مقام پر تیغداروں کا ایک گروہ موجود تھا اور خراسانی نے اپنی طاقت کے
غرور میں دست درازی کی اور ایک تیغدار کی تلوار اس کے ہاتھ سے چھین کر اس کو
نیام سے نکالا اور کوتوال پر وار کیا۔
کوتوال خراسانی کی بغل کے اندر آگیا اور اس پر ضرب کاری نہ لگی اور وہ سلامت
رہا صرف سر پر ایک اوچھا سا زخم آگیا اور پاشیب میں شور بلند ہوا۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-si

یہ خراسانی اپنے گروہ میں خواجہ کے لقب سے مشہور اور جید صاحب عزت و وقعت تھا چونکہ ایک جرم کی بنا پر ملک نیک احمدی کی قید میں گرفتار اور زندان میں بحد سختی و مصیبت کا شکار ہو رہا تھا اس شخص کا مقدمہ بار بار خانجہاں کے حضور میں پیش ہوتا تھا اور روزانہ اجلاس کے وقت یہ شخص وزیر کے حضور میں حاضر کیا جاتا تھا اور خانجہاں اس شخص کے بابت تمام اصحاب وزارت سے مشورہ کرتا تھا لیکن اس کی سمجھ میں نہ آتا کہ کیا فیصلہ کرے۔

چونکہ فیروز شاہ شکار کو گیا ہوا تھا خانجہاں نے اس کا مقدمہ ملتوی رکھا تاکہ بادشاہ کی واپسی پر مجرم کو فیروز شاہ کے حضور میں پیش کرے۔

اس زمانے میں بادشاہ سفر سے واپس آیا اور اس نے تمام اہل زندان کا حال دریافت کیا اور مجرم نے کوتوال پر تلوار کا وار کیا جو بیحد شور و غل بلند ہوا اور آواز بادشاہ کے کانوں تک پہنچی۔

اس وقت فیروز شاہ محل جھروکہ میں مقیم تھا لیکن بے انتہا دہشت و خوف کی وجہ سے بام کوشک پر نمودار ہوا اس درمیان میں خراسانی نے کوتوال پر تلوار چلائی جو کوتوال پر کاری نہ لگی۔

مجرم تیغ زنی کے بعد دوپاشیب کی طرف فراری ہوا اور ارادہ کیا کہ باہر نکل جائے۔

چونکہ اس کے ہاتھ میں برہنہ تلوار تھی کسی تیغ دار و سپر دار کو یہ ہمت نہ ہوئی کہ خراسانی کے قریب آکر اس کو روکے خراسانی نے ارادہ کیا پاشیب کے اوپر سے نیچے آئے لیکن دوڑنے اور چلنے کے درمیان اس کا پاؤں لڑکھڑایا اور وہ زمین پر گرا۔

بعض تیغ دار جو پاشیب میں نوبتی تھے اس کے عقب میں دوڑے اور چند سپاہی خراسانی پر ڈال کر اس کو گرفتار کر لیا اور حراست میں لے لیا۔

بادشاہ کو تمام حقیقت حال سے اطلاع ہوئی اور اس نے مجرم سے کہا کہ اے شخص تو خراسان کا باشندہ ہے تو نے ہمارے کوتوال پر کیوں ایسی ضرب لگائی تھی کہ اگر کاری پڑتی تو اس کی جان سلامت نہ رہتی۔

فیروز شاہ نے حکم دیا کہ چونکہ یہ مسافر ہے اس کے لئے یہی حکم کافی ہے کہ مجرم کو دوبارہ کے سامنے حاضر کرو اور تمام اہل خراسان سے جو اس کے ہم وطن ہیں یہ کہو کہ اس کے

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

وزیر نے کہیں اس کے بعد مجرم کو مغلوں کے حوالے کریں تاکہ اس کو ہمارے ملک سے خارج کر دیں۔ اہل خراسان نے بادشاہی حکم کی تعمیل کی اور مجرم نے اپنے پیٹ میں چاقو بھونک کر اپنے کو ہلاک کیا۔ اس حال سے بادشاہ کو آگاہ کیا گیا اور فیروز شاہ نے فرمایا کہ بکری اپنے پاؤں کے بل چھری نکال لائی۔

اس واقعے کے ذکر سے مقصود یہ ہے کہ پہلی تلوار جو عہد فیروز شاہی میں نیام سے نکلی وہ اہل خراسان کی تیغ تھی جو اس نے [illegible] ہجری میں نکالی۔ پہلا اللہ ہی جانتا ہے کہ وہ وقت کیسا منحوس تھا۔

اس واقعے کے بعد [illegible] ہجری میں بادشاہ نے شکار کے لئے ارادہ اور تیلے کا سفر کیا اور برسات کے اختتام تک اسی سمت قیام پذیر رہا۔

خدا کی قضا و قدر سے اسی سال اکثر فیروز شاہی امرا جو اس کے ہم عمر و ہم عہد تھے وفات پا گئے اور ان کے تابوت شہر میں لائے گئے۔

ان امرا میں سے ہر شخص کی موت پر بادشاہ نے اظہار افسوس کیا اور رنجیدہ ہوا۔

اس کے بعد [illegible] ہجری میں شمس الدین دامغانی نے گجرات میں علم بغاوت بلند کیا اور [illegible] ہجری میں ابوبکر کو مستوفی ممالک کا عہدہ عطا ہوا اور یہ شخص [illegible] تک برسر اقتدار رہا۔

اس کے بعد [illegible] ہجری میں خود فیروز شاہ کو سخت تکلیف دہ واقعہ پیش آیا۔ اور [illegible] ہجری میں دہلی میں فساد و فتنہ برپا ہوا اور شاہزادہ محمد خاں و خانجہاں میں معرکہ آرائی ہوئی جس کے بعد [illegible] ہجری میں خود فیروز شاہ نے وفات پائی۔

شمس الدین دامغانی کی بغاوت کا ذکر

شمس الدین دامغانی ایک شخص تھا جس کو ظفر خاں گجراتی سے قرابت حاصل تھی۔ ظفر خاں کو بادشاہ کے دربار و دیگر امرا میں ایک خاص امتیاز حاصل تھا اور وہ اپنے ہم عصر ریحان ملک کے ساتھ عمدہ سلوک و تواضع سے پیش آتا تھا۔

فیروز شاہی امرا نے ارادہ کیا کہ نیابت گجرات کسی معتبر شخص کے حوالے کی جائے اور ظفر خاں بن ظفر خاں کو دربار میں رکھا جائے۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-si

اس امر کی تفصیل یہ ہے کہ ظفر خاں بزرگ نے قضائے الٰہی سے وفات پائی
فرزند دریا خاں ظفر خاں کے خطاب اور گجرات کی حکومت سے سرفراز
فرمایا گیا۔

ظفر خاں دوم نے چند روز گجرات کا انتظام اس بہترین طریقہ پر کیا کہ دولت آباد
میں تمام اشخاص اس کے نام سے کانپ اٹھے۔

فیروز شاہ خود چند ماہ سے گجرات کے انتظام کے خیال میں تھا اور ہر شخص کے
متعلق غور کر رہا تھا دامغانی نے بھی اس خدمت کو حاصل کرنے کی بہت کوشش کی اور عماد الملک
کو واسطہ بنایا۔

عماد الملک نے بارہا بادشاہ کے حضور میں دامغانی کی سفارش کی اور فیروز شاہ
نے ہر بار یہی فرمایا کہ اس میں شبہ نہیں کہ دامغانی بہت کارگزار ہے لیکن اس کے ساتھ جھگڑالو
و فتنہ انگیز ہے اور یہ بہت ممکن ہے کہ اس کے تقرر سے اہل عالم کو رنج و ملال پہنچے۔

اس واقعے نے یہاں تک طول پکڑا کہ عماد الملک نے اس امر میں دل و جان
سے کوشش شروع کی۔

چونکہ خدا کی مشیت یہی تھی کہ دامغانی چند روز حکمرانی کا ڈنکا بجائے فیروز شاہ نے
عماد الملک کا معروضہ قبول کیا اور اس کو اپنے حضور میں حاضر کرنے کا حکم صادر فرمایا۔

دامغانی حصول مراتب کے لئے بادشاہ کے حضور میں حاضر ہوا اور چند روز کے
بعد یہ شخص حاضر ہو کر بادشاہ کے قدموں پر گر پڑا۔

فیروز شاہ نے دامغانی سے فرمایا کہ تو مجھ کو اپنی ضمانت دے۔

دامغانی نے عرض کیا کہ جس شخص کو بادشاہ ارشاد فرمائیں بندہ درگاہ اس کو
اپنا ضامن بنائے۔

فیروز شاہ نے فرمایا بہتر ہے تو حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیا کی ضمانت دے۔

دامغانی نے اس کو قبول کیا اور بادشاہ دوسرے روز دامغانی کو ہمراہ لے کر حضرت
محبوب الٰہی کے آستانہ پر حاضر ہوا۔

دامغانی نے محبوب الٰہی کی قبر مبارک کا غلاف پکڑا اور قبلہ رو ہو کر حضرت نظام الدین
اولیا کو اپنا ضامن بنایا۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

فیروز شاہ حضرت شیخ کے آستانہ سے واپس ہوا اور اس نے دامغانی کو خلعت خاص عطا فرما کر گجرات روانہ ہونے کا حکم دیا۔

مختصر یہ کہ دامغانی دہلی سے روانہ ہو کر چند روز میں گجرات پہنچا اور وہاں کے قریات و پرگنات کے محاصل سے بے شمار رقم جمع کی۔

دامغانی کے پاس وافر روپیہ جمع ہو گیا اور اس نے غداری کا خیال دل میں پکایا۔

اس شخص نے اس رقم سے آلات حرب و سامان جنگ خریدا اور گجرات کے محاصل میں سے ایک دانگ بھی فیروز شاہ کے حضور میں نہ روانہ کیا اور اپنے ہم نشین افراد میں کسی شخص کو اس حال سے آگاہ نہ کیا۔

چند روز کے بعد دامغانی نے اپنے اسرار سے اہل گجرات کو آگاہ کیا اور ہر فرد کو شیریں کلامی و نیز وعدہ ہائے بزرگ سے خوش و قوی بنایا۔

دامغانی کے خیالات سے واقف ہو کر امیران صدگان ایک مقام پر جمع ہوئے اور انہوں نے دامغانی کو قتل کیا اور تمام عرائض بادشاہ کے حضور میں روانہ کئے۔

امرا کے عرائض جو دامغانی کی غداری کے متعلق تھے ہنوز دربار میں پڑھے جاتے تھے کہ اس کا سر بھی بادشاہ کے حضور میں پہنچا۔

مجرم کے سر کے ساتھ امرا کے عرائض بارگاہ پہنچے جس میں مرقوم تھا کہ دامغانی حرام خوار کا سر حضور میں روانہ کیا جاتا ہے۔

فیروز شاہ نے حکم دیا کہ دامغانی کا سر دربار کے روبرو آویزاں کیا جائے تاکہ اہل عالم کو عبرت حاصل ہو۔

سچ ہے کہ یہ تمام واقعات حشمت و جلال فیروز شاہ کے حسن عقیدت سے برکات ہیں کہ دامغانی مجرم بلا کسی معرکہ آرائی کے قتل ہوا اور اس کا سر بادشاہ کے حضور میں پیش ہوا۔

بزرگوں کا قول ہے بلکہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ جو شخص خدا کا ہو جائے گا اللہ کا کرم ہر وقت اس کے ساتھ رہے گا۔

دامغانی کے قتل کا تفصیلی بیان

معتبر اشخاص نے مورخ عفیف سے بیان کیا کہ شمس الدین دامغانی نے مخالفت اختیار

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-si

کیا اور بادشاہ سے مخالفت کر کے اس کی اطاعت و فرمانبرداری سے انکار کیا۔

تمام خلقت گجرات اس کے خیال خام پر خندہ زنی کرتی اور ہر شخص اس کی مخالفت پر آمادہ ہوا۔

تمام خانان و ملوک و امرائے صدگان اور ترکش دار یکدل ہو کر ایک مقام پر جمع ہوئے اور ان تمام اعیان شہر خصوصاً ملک شیخ فخر خاں وغیرہ امرائے بزرگ دامغانی کے شدید ترین دشمن بن گئے۔

صبح صادق کے وقت دامغانی کے پہرہ دار روانہ ہو گئے اور اس کا مکان خالی ہو گیا۔

اس حالت میں یہ تمام پہلوان اپنے نیزے اور تیغ ہمراہ لئے ہوئے دامغانی کے گھر میں گھس آئے اور اس کو قتل کر ڈالا۔

یہ بھی ان اشخاص نے بیان کیا ہے کہ جس زمانے سے کہ شمس الدین دامغانی نے بادشاہ کی مخالفت کا خیال کیا اور اس سے خوف ہوا اس وقت سے تمام مخلوق خاص عام و جوان و پیر نے جو گجرات میں مقیم تھے دامغانی کو نشانۂ ملامت بنایا۔

ظاہر ہے کہ یہ تمام واقعات خدائے بزرگ کی عنایت اور اس کے کرم کے آثار و برکات تھے جو رونما ہوئے۔

فیروز شاہ کا مجرموں کے ایک گروہ کو قتل کرنا

نقل ہے کہ فیروز شاہ خونی مجرموں کی ہرگز رعایت نہ کرتا اور فوراً ان سے قصاص لیتا تھا۔

بادشاہ کے ابتدائی عہد میں یوسف بغرا کے فرزند نے باہم جنگ آزمائی کی جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

واضح ہو کہ یوسف بغرا سلطان محمد تغلق کے عہد میں صاحب جاہ و مراتب و کلاہ تھا اور امرائے محمد شاہی میں بیحد ممتاز و سرفراز رہتا تھا۔

یوسف بغرا کے دو فرزند تھے جن کی پرورش و پرداخت میں یوسف بیحد کوشش کرتا تھا اور یہ دونوں فرزند علحدہ علحدہ ماؤں سے تھے۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

فیروز شاہ کے عہد میں یوسف کے ہر دو فرزند قصبہ یوسف پور کو جو یوسف بقرا کی قدیم جاگیر تھی روانہ ہو گئے برادر بزرگ نے ارادہ کیا کہ برادر خورد کو قتل کرکے اُس کو دفع کرے لیکن اُس کو موقع نہ ملا تھا۔

یہ ہر دو برادر یوسف پور گئے اور چند روز کے قیام کے بعد برادر بزرگ نے چھوٹے بھائی کو قتل کیا۔

مقتول کی والدہ نے بارگاہ شاہی میں فریاد کی اور فیروز شاہ اس واقعے کو سنکر بیحد حیران ہوا اس لئے کہ برادر بزرگ پر بادشاہ بیحد مہربان تھا اور وہ دربار شاہی کے مقرب افراد میں شمار ہوتا تھا فیروز شاہ نے بیحد غور و فکر کے بعد حکم دیا کہ دربار کے روبرو مجرم قتل کیا جائے۔

باوجودیکہ بادشاہ یوسف بقرا کے فرزندگان پر بیحد مہربان تھا پھر بھی اُس سے قصاص لیا اور معاف نہ فرمایا۔

اس طرح ایک واقعہ یہ ہے کہ فیروز شاہ کے آخر عہد میں خزانے میں ایک شخص نویسندے کی خدمت پر مامور تھا اور اُس کے نام خواجہ احمد تھا۔

ایک طالب علم اس کے مکان پر خواجہ احمد کے خورد سال بچوں کو تعلیم دیتا تھا۔

طالب علم شہر دہلی میں اور خواجہ احمد فیروز آباد میں مقیم تھے اور خواجہ احمد اور اس طالب علم میں بیحد محبت تھی اتفاق سے خواجہ احمد اُس طالب العلم سے بدگمان ہوا اور اس کو خائن خیال کیا۔

یہ طالب علم ایک عورت پر عاشق تھا اُس کا قاعدہ تھا کہ شنبے کے روز دہلی سے فیروز آباد آتا اور پانچ روز خواجہ احمد کے اطفال کو تعلیم دیکر پنجشنبے کو دہلی واپس جاتا تھا۔

ایک شب خواجہ احمد مکار نے اپنے دو غلام زادوں کو اپنا ہم خیال بنایا اور فیروز آباد میں اس طالب العلم کے ہمراہ بادہ نوشی میں مشغول ہوا۔

شراب خواری کے عالم میں دماغ نشہ غرور سے سرشار ہوا اور خواجہ احمد اور اس کے دونوں غلاموں نے طالب العلم کو قتل کردیا اور نصف شب کے وقت اُس کی لاش اپنے مکان سے باہر لاکر پل تک کے اوپر سے باہر پھینک دی اور اپنے خون آلود کپڑے دھوبی کو دھلنے کے لئے دے دئے۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

صبح کے وقت آفتاب نمودار ہوا اور بادشاہ سیر کرتا ہوا اُس پل پر پہنچا اور اس مقتول کو دیکھ کر اس مقام پر ٹھہر گیا۔

اس زمانے میں ملک نیک اعدی کوتوال وفات پا چکا تھا اور اُس کا پسر ملک حسام الدین متوفی پدر کا جانشین تھا فیروز شاہ نے اُس مقام پر کوتوال کو طلب کیا اور یہ فرمایا کہ اگر اس مقتول کے قاتل کا نشان نہ ملیگا تو میں تجھ کو بجائے مجرم کے قتل کر دوں گا۔

ملک حسام الدین بادشاہ کے اِس حکم سے بے حد حیران ہوا اور اس فکر میں گرفتار ہوا کہ کس شخص کو گرفتار کرکے خون کا گناہگار قرار دے۔

غرضکہ مقتول کا سر اور اس کا منہ دھویا گیا اور سر کو خوب صاف کرکے جسم سے جوڑا اور اُس کے جسم کو چوکی پر رکھا ممکن ہے کہ کوئی شخص مقتول کے مکان کو پہچانے سے آگاہ کر سکے اور بتا سکے کہ اس کا وطن کہاں ہے۔

اس مقام پر خلقت بہت جمع ہوئی اور تماشائیوں کا بے حد ہجوم ہوا ایک شخص نے مقتول کی شناخت کی اور کہا کہ یہ شخص جعفر سیری میں فلاں اور فلاں محلہ کا باشندہ ہے۔

بعد تلاش و جستجو کے بعد مقتول کے مکان کا پتہ چلا اور اس کے اعزہ کو حقیقت حال سے خبردار کیا گیا۔

مقتول کے عزیز و اقارب دوڑے اور حیران و پریشان اُس کی لاش پر پہنچ کر گریہ و زاری میں مشغول ہوئے۔

مقتول کے اعزہ نے بیان کیا کہ یہ شخص خواجہ احمد کے مکان پر اس کے لڑکوں کو تعلیم دیا تھا۔

ان اشخاص نے یہ بھی بیان کیا کہ احمد اس مقتول سے بدگمان تھا ممکن ہے کہ اُس نے اس کے قتل کرنے میں کوشش کی ہو۔

خواجہ احمد کو کوتوال کے روبرو حاضر کیا گیا لیکن اُس نے اپنے غرور و تکبر کی وجہ سے جرم سے انکار کیا۔

بادشاہ نے حکم دیا کہ خواجہ احمد کے غلاموں اور اس کی کنیزوں پر سیاست کی جائے۔

کوتوال نے شاہی حکم کی تعمیل کی اور خواجہ احمد کے غلاموں نے تمام واقعہ تفصیل کے ساتھ

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

بیان کر دیا اور کہا کہ خواجہ احمد اور اس شخص کے دو غلاموں نے مقتول کے ہمراہ بادہ خواری کی اور نشہ کے عالم میں اس طالب العلم کو غلاموں نے پکڑا اور خواجہ احمد نے اس کو چاقو سے ذبح کر ڈالا۔

اس موقع پر خواجہ احمد نے کہا کہ یہ غلام دروغ گو ہیں خود انھوں نے اس شخص کو ذبح کیا ہے۔

غلاموں نے کہا کہ خواجہ احمد کا خون آلود جامہ دھوبی کو دیدیا گیا ہے۔

اس تقریر کے بعد دھوبی طلب کیا اور وہ کپڑا دھلا ہوا لے کر حاضر ہوا اور کپڑے میں جا بجا زرد رنگ کے خون کے داغ تھے۔

خواجہ احمد سے ان داغوں کے بابت سوال کیا گیا کہ میں نے ایک جانور ذبح کیا تھا یہ اس کے خون کے نشانات ہیں۔

بادشاہ نے حکم دیا کہ قصاب حاضر کئے جائیں بادشاہ کے حکم کی تعمیل کی گئی اور اس سے اس علامت کے بابت دریافت کیا گیا۔

قصابوں نے جواب دیا کہ یہ علامت کسی جانور کے خون کی نہیں ہو سکتی بلکہ انسان کے خون کو دھونے سے کپڑے پر زرد داغ پیدا ہو جاتے ہیں۔

قصابوں کا جواب سنکر بادشاہ نے حکم دیا کہ خواجہ احمد کو پابہ زنجیر لیجا کر قتل کریں۔

اس موقع پر خواجہ احمد خانجہاں کے قدموں پر گر پڑا اور بہت منت و عاجزی سے کہا کہ میں اس مقتول کا خون بہا اسّی ہزار تنکے ادا کروں گا۔

خانجہاں نے بادشاہ سے یہ واقعہ عرض کیا کہ خواجہ احمد اسّی ہزار تنکہ خون بہا ادا کرنے کے لئے آمادہ ہے بادشاہ نے فرمایا کہ اے خانجہاں جس شخص کے قبضے میں مال و دولت ہوگی وہ اس طرح بندگانِ خدا کو قتل کرے گا اگر قتل کے معاوضے میں مال وصول کر کے مجرم رہا کر دئے جائیں گے تو مخلوق کو بہت دقت پیش آئے گی اور قیامت میں خدا کے حضور میں مجھ کو ندامت و شرمندگی ہوگی۔

خانجہاں نے عرض کیا کہ خزانہ شاہی کے لاکھوں روپیہ کا حساب خواجہ احمد کے ذمے ہے اگر چند روز قصاص میں توقف فرمایا جائے تو بہتر ہے تاکہ بیت المال کا معاملہ صاف ہو جائے۔

فیروز شاہ نے فرمایا کہ میں خزانے کے لکھو کھا روپیہ سے باز آیا خواجہ احمد کو فوراً سزا دی جائے

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

آخر کار خواجہ احمد اور احسن کے دونوں غلاموں کو تمام خاص و عام کے روبرو سزا دی گئی غرض کہ اگر صرف فیروز شاہ کے عدل و انصاف کے جزوی معاملات کو جمع کرے تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو جائے۔

چودھواں مقدمہ

سلطان فیروز شاہ کا آخر عمر میں قیدیوں کے احوال مساجد کی آراستگی اور مظلوم افراد کی دادخواہی میں مصروف ہونا

نقل ہے کہ فیروز شاہ نے اپنے آخری دنوں میں خدا کے خوف سے انھیں امور پر بیحد توجہ فرمائی اور انھیں کو انجام دینے کی کوشش کرتا رہا۔

ایک قیدیوں پر توجہ کرنا جس کی تفصیل حال یہ ہے کہ فیروز شاہ جب سیر و شکار سے واپس آتا اور شہر فیروز آباد میں قیام فرماتا تو قیدیوں کے احوال کی پرسش کرتا تھا اور جو شخص کہ رہا کرنے کے لائق ہوتا اس کو فوراً رہا کر دیتا تھا قیدیوں میں جو شخص جلاوطن کرنے کے قابل ہوتا جلاوطن کیا جاتا تھا لیکن ہر ایسے شخص کو وظیفہ عطا ہوتا تھا کہ شخص غربت کے عالم میں معاش کی تنگی سے پریشان نہ ہو۔

فیروز شاہ نے اراکین درگاہ کو تاکید کی کہ جو مجرم کو زیادہ دیر تک قید خانے میں نہ رکھو اس لئے کہ اس کے دل کی آہ کو برداشت کرنا بیحد مشکل ہے۔

فیروز شاہ ہمیشہ یہ فرماتا تھا کہ غریب اہل زندان ہمیشہ پریشان خاطر و عاجز و حیران رہتے ہیں اپنی خیانت کی وجہ سے جو ان سے ناعاقبت اندیشی سے کی ہے قید میں گرفتار ہے۔

جس زمانے میں کہ عزیز مصر نے ہولناک خواب دیکھا تو تمام معتبر افراد کو جمع کیا لیکن کوئی شخص اس کے خواب کی تعبیر نہ بیان کر سکا۔

اس مجمع میں وہ شراب دار تھا جو حضرت یوسف علیہ السلام کے ہمراہ قید خانے میں تھا۔

اس غلام نے بادشاہ سے عرض کیا کہ ایک کنعانی غلام قید خانے میں ہے یہ شخص بیحد عاقل ہے اور امید ہے کہ وہ اس خواب کی تعبیر بیان کرے گا۔

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

عزیز مصر نے اسی شربدار کو حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس قید خانے میں تعبیر دریافت کرنے کے لئے بھیجا۔

شربدار نے حضرت سے خواب بیان کیا اور جناب یوسف علیہ السلام نے فوراً تعبیر بیان کی اور فرمایا کہ اس شہر میں سات برس کا کال قحط پڑے گا۔

اس مقام پر اس واقعے کو بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا میرے بھائی یوسف پر رحمت نازل فرمائے کہ انھوں نے فوراً خواب کی تعبیر بیان کر دی میں اگر ہوتا جب تک کہ مجھ کو قید سے آزاد نہ کرتے میں ہرگز خواب کی تعبیر نہ بیان کرتا۔

مقصود یہ ہے کہ قید کی مصیبت ایسی سخت بلا ہے کہ انبیائے کرام نے ایسا فرمایا ہے۔

مختصر یہ کہ فیروز شاہ قیدیوں کے بارے میں عمال کو سخت تاکید کرتا تھا کہ جہاں تک ممکن ہو ان کو جلد رہا کیا جائے یہاں تک کہ آخر میں ہر ماہ کی پہلی تاریخ تمام کوتوال قیدیوں کے حالات سے بادشاہ کو مطلع کرتے تھے۔

بادشاہ کی دوسری مصروفیت یہ تھی کہ مساجد کو آراستہ کرے۔ فیروز شاہ نے حکم دیا تھا کہ تمام شہر کی مساجد کا حال بادشاہ کے حضور میں پیش کریں اس سے کہ بعض مساجد ایسی تھیں کہ ان کے بانی وفات پا چکے تھے ایک نادار ہو گئے تھے اور بعض مسجدیں پرانی اور شکستہ ہو گئی تھیں۔

عمال بارگاہ نے مفصل کیفیت بادشاہ کے حضور میں پیش کی۔

فیروز شاہ نے تمام مساجد میں امام و موذن مقرر کئے اور چراغ اور بوریا کے اخراجات کے لئے رقوم مصارف منظور کیں جو مسجدیں کہ خراب ہو گئی تھیں ان کی مرمت کرائی اور اسی طرح تمام مساجد روشن و معمور ہو گئیں۔

حدیث شریف میں وارد ہے کہ قبل اس کے کہ قیامت قائم ہو تمام مسجدوں کو تفریق کر کے ان کو جنت میں لے جائیں گے مساجد کی عظمت و بزرگی کا کیا ذکر کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے دنیا میں مسجد تعمیر کی اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں قصر عطا فرماتا ہے۔

تیسری مشغولی بادشاہ کی مظلوموں کے حق میں دادرسی کرنا اور عدل و انصاف سے

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-si

ان کی فریاد رسی تھی

فیروز شاہ نے اس معاملے میں سختی کی اور بادشاہ کا قاعدہ تھا کہ اگر عین سواری میں بھی کوئی شخص اپنے حال و مال کے بابت عرض و فریاد پیش کرتا تو بادشاہ اس مقام پر جہاں کہ سائل نے درخواست پیش کی ہے کھڑا ہو جاتا اور سائل سے فرماتا کہ اے مسکین میں نے بے شمار دفاتر اہل حاجت کی کاربرآری کے لئے مقرر کئے ہیں تو نے اپنا معروضہ ان دفاتر میں کیوں نہ پیش کیا۔

اگر وہ شخص جواب میں عرض کرتا کہ میں نے بارہا ان دفاتر میں عرض کیا اور اپنے غم و الم کی شرح بیان کی لیکن ان محکمہ جات کے عمال و حکام نے میرے حال پر توجہ نہ کی۔ ان حکام کی غفلت و عدم توجہی سے تنگ آکر میں بادشاہ کے حضور میں حاضر ہوا ہوں۔

اس موقع پر فیروز شاہ صاحب دیوان کو اپنے حضور میں طلب کرتا اور ان سے سختی کے ساتھ باز پرس کر کے اہل حاجت کی کاربرآری کر دیتا۔

اگر وہ شخص صاحب دیوان کی شکایت بھی کرتا تو بھی بادشاہ اس شخص کی حاجت پوری کر کے قدم آگے بڑھاتا۔

غرضکہ آخر عمر میں بادشاہ کو انہیں چیزوں سے سروکار تھا۔

سبحان اللہ فیروز شاہ کی نیت صادق کا کیا کہنا کہ جتنے خصائل جدا جدا سلاطین پیشین میں پائے جاتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان تمام اوصاف سے بادشاہ کو متصف فرمایا تھا بلکہ اس سے وہ چند صفات حسنہ عطا فرمائے تھے بادشاہ کے اکثر اوصاف وہ تھے جو صرف اولیاء اللہ میں پائے جاتے ہیں۔

ایک مرتبہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل سے پوچھا کہ اگر خدا تم کو انسانی قالب میں دنیا میں بھیجے تو تم کیا خدمت اختیار کرو گے۔ جبرئیل نے عرض کیا کہ میں سلاطین کی امداد کروں گا اس لئے کہ اہل حاجت کی عقدہ کشائی اسی گروہ سے متعلق ہے۔

پندرھواں مقدمہ

حضرت سید جلال الدین بخاری رحمتہ اللہ علیہ کا بادشاہ سے آخری ملاقات کرنا

روایت ہے کہ حضرت سید جلال الدین بخاری رحمتہ اللہ علیہ ہر دوسرے یا تیسرے سال

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

بادشاہ سے ملاقات کرنے کے لئے اودھ سے فیروز آباد تشریف لاتے۔ بادشاہ اور جناب سید کے درمیان بے حد محبت تھی اور ہر دو بزرگوار اس محبت میں اضافہ کرنے کی سعی فرماتے تھے۔

حضرت سید جب اودھ سے تشریف لاتے اور فیروز آباد کے نواح میں پہنچتے تو بادشاہ سند تک حضرت کے استقبال کو جاتا اور ملاقات کے بعد جناب ممدوح کو بے حد اعزاز کے ساتھ شہر میں لاتا۔

جناب سید کبھی تو منارہ سے متصل کوشک معظم کے اندر اور کبھی شفاخانے میں اور کبھی شاہزادہ فتح خاں کے حظیرہ میں قیام فرماتے تھے۔

مختصر یہ کہ جناب سید اپنے قیام گاہ سے مقررہ طریقے کے مطابق بادشاہ سے ملاقات کے لئے تشریف لاتے اور جیسے ہی کہ حضرت ممدوح محل حجاب میں پہنچ کر سلام کرتے تو بادشاہ باوجود اس عظمت و شان کے تختگاہ پر استادہ ہو جاتا اور بعد تواضع کے ساتھ جناب سید سے ملاقات کرتا اور اس کے بعد ہر دو بزرگ بالائے جام خانہ تشریف فرما ہوتے۔

جب حضرت سید واپس ہوتے اس وقت بھی فیروز شاہ بالائے جام خانہ تعظیم کے لئے استادہ ہوتا اور جب تک کہ حضرت ممدوح محل حجاب تک نہ پہنچتے بادشاہ اسی طرح کھڑا رہتا۔

حضرت سید بادشاہ کو سلام کرتے اور بادشاہ جواب میں حضرت کو سلام کرتا اور جب حضرت ممدوح نظر سے غائب ہو جاتے اس وقت بادشاہ بیٹھ جاتا تھا۔

سبحان اللہ کیا حسن ادب تھا جو بادشاہ جناب سید کے لئے بجا لاتا تھا۔

فیروز شاہ بھی دوسرے تیسرے روز جناب سید کے قیام گاہ پر حضرت سے ملاقات کرنے کے لئے حاضر ہوتا اور ہر دو بزرگ باہم یکجا ہو کر محبت آمیز گفتگو فرماتے تھے۔

اودھ اور دہلی کے باشندے اپنی حاجات جناب سید کے حضور میں عرض کرتے اور حضرت سید اپنے خدام کو حکم دیتے کہ ان حاجات کو قلم بند کر لیں۔

جب بادشاہ حضرت کی ملاقات کو آتا تو جناب ممدوح وہ کاغذ فیروز شاہ کی خدمت میں پیش فرماتے اور بادشاہ اس کاغذ کو غور سے ملاحظہ فرما کر ہر حاجت مند کی اسی معروضے کے مطابق [illegible] چند روز کے بعد جناب سید فیروز آباد سے اودھ روانہ ہو جاتے اور حضرت شاہ اسی طرح ایک منزل مشایعت کرتا۔

غرضکہ جناب سید اور بادشاہ کے درمیان چند سال یہ سلسلہ محبت جاری رہا اور

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

جب جناب سید بادشاہ کی ملاقات کو تشریف لائے تو ہر مرتبہ سے کچھ زیادہ قیام فرمایا اور اس کے بعد اوچہ روانہ ہوئے۔

جب حضرت سید جلال بادشاہ سے رخصت ہونے لگے اور محبت آمیز گفتگو میں اوچہ واپس جانے کا تذکرہ فرمایا تو بادشاہ سے کہا کہ دعاگو کا گمان یہ ہے کہ میری اور حضرت شاہ کی آخری ملاقات ہے۔

دعاگو کی عمر آخر کو پہنچ چکی اور حضرت شاہ کا سن بھی زیادہ ہو چکا اس سن و سال میں بادشاہ کو سیر و شکار کے لئے دہلی سے زیادہ دور جانا مناسب نہیں ہے۔

تمت

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir

صحت نامہ

تاریخ فیروز شاہی (عفیف)

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۶	۲۵	سترو العزیر	سترۃ العزیز	۸۵	۳	اکیا کرسیت الہی	اکیا کر خشیت الہی
۲۷	۸	غفدر	غدر	"	۱۰	خاندان	خاقان
۳۳	۱۳	فیرور	فیروز	۹۷	۱۰	فنوئی	فتوئی
"	۱۹	کرسکوں کی	کرسکوں گی	۱۰۷	۱۵	جہانداری	جہانداری میں
۳۳	۱۷	جہانداری کی	جہانداری کی تعلیم	۱۲۵	۱۲	کورے	کرے
۳۴	۲۵	تاتارخاں	تاتارخاں	۱۳۱	۲۵	اس باغ	اس باغ کا
۳۵	۱۷	نکالا تھا	نکالا تھا	۱۳۷	۸	قسم نہم	قسم سوم
۳۶	۱۹	ہمراہیوں	ہمراہیوں	۱۹۳	۹	بندگان	بندگان کو
۴۸	۱۱	پرورگارعالم	پروردگار عالم	۱۹۵	۱	جوبیتی	خودبیتی
۸۱	۱۱	پڑھاجانا	پڑھا جاتا	۱۹۷	۸	تخدار	تیغدار
"	۱۲	حطبوں	خطبوں	۱۹۸	۱۰	بہی	بھی
"	۲۳	حصرت	حضرت	۲۰۸	۶	بناکردہ	کے بناکردہ
"	۲۵	حضرب	حضرت				

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sira

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۲۵	۲۱	نصیحت کیا	نصیحت کی	۲۸۴	۸	فہم فراست	فہم و فراست
۲۳۲	۲	عاقل	عاقل	۲۸۵	〃	علاقی برادر	علاقی برادر
۲۳۸	۱۳	جواہرنگار	جواہر نگار	۲۹۵	۲	+	دسواں مقدمہ
۲۵۶	۲	تڑے آتے تھے	لے آتے تھے	۲۹۸	۱۷	نے	سے
۲۶۳	۳	باپاک	یاپاک	۳۰۲	۴	اعیان	اعیان
۲۶۸	۲۵	فہم	مبہم	۳۰۴	۲۵	ناظرین	حاضرین
۲۷۴	۲	ان کے طرف	ان کی طرف	۳۱۱	۳	سیر فرش	سیر فرش کی
〃	۵	کم ہوگیا	گم ہوگیا	۳۱۴	۱۳	موقعے	موقع پر
۲۷۵	۱۳	تحفے جات	تحفہ جات	۳۱۵	۲۲	سے	نے
۲۷۹	۴	سمین الملک	عین الملک	۳۲۲	۹	اپنی	اپنے
〃	〃	لاتا	لاتا	۳۲۳	۱۶	دور سے	دوڑ سے
۲۸۰	۸	برقرار ہے	برقرار رہے	۳۲۷	۷	بہرہ دار	پہرہ دار
۲۸۲	۹	+	تھا	۳۳۳	۱۲	×	پندرھواں مقدمہ

Explain and Send Screenshots
https://rekhta.org/ebooks/tareekh-e-firoz-shahi-afeef-shams-sir